



# سوانح حیات

قدوة السالکین - امام المتقین شیخ طیفقہ قطب زماں  
المحضرت عالیجناب الحاج ڈاکٹر شیخ محمد اللہ صاحب طالب کجہا ہی

طیر الہامی  
اللہ علیہ السلام  
الرحمۃ الرحیم

تالیف

عالیجناب الحاج کیپٹن خواجہ محمد امین صاحب عاصی  
نقشبندی، محبڈی، جماعتی، طالبی

با اہتمام

جناب ڈاکٹر محمد ضیاء اللہ روح الامین صاحب نقشبندی، جماعتی، طالبی

سجادہ نشین دربار عالیہ طاب اللہ علیہ کجہا شریف ضلع گجرات

پندرہ روزہ جہاد و عہد شکنی

نور آباد، فتح گڑھ، سیالکوٹ

خطیب

از

محترم شہسپاز

کوٹلہ

ضلع سیالکوٹ

کتاب - سیرت طالبؑ

ناشر - جناب صاحبزادہ ڈاکٹر محمد ضیاء اللہ روح الامین صاحب

صفحات -

اشاعت - ایک ہزار

بار اول - رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ بمطابق اپریل ۱۹۹۱ء

کتابت - شرکت کیوزنگ سنٹر

مطبع - شرکت پرشنگ پریس نسبت روڈ لاہور

قیمت - ۲۵ روپے

ملنے کا پتہ

دربار طالب کنجاہ شریف ضلع گجرات

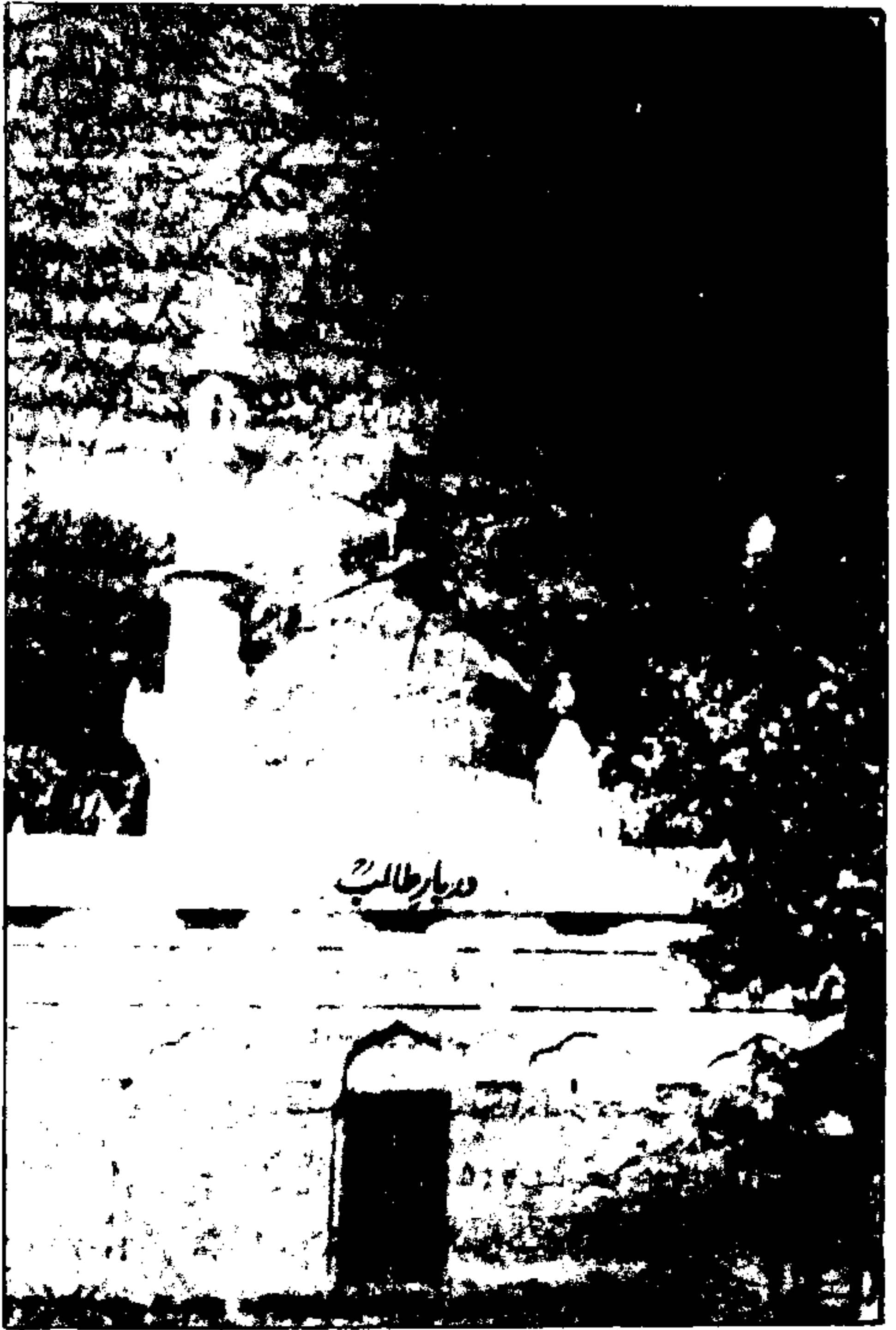
# فہرست مضامین

صفحہ	نمبر شمار	صفحہ	نمبر شمار
۸۷	۲۱ - کنجاہ تشریف آوری	۷	۱ - حمد باری تعالیٰ
۹۰	۲۲ - سماجی کردار	۸	۲ - نعت پاک
۹۴	۲۳ - یاران محفل	۱۰	۳ - منقبت
۹۸	۲۴ - انتقال پرتال پیر بہر علی شاہ	۱۱	۴ - ابتدائیہ
۱۰۹	۲۵ - ایک جلسہ ساز	۱۳	۵ - تنزل الرحمۃ
۱۱۰	۲۶ - عقیدہ	۱۷	۶ - تعارف
۱۱۱	۲۷ - شدھی کی تحریک	۲۱	۷ - سیرت طالب
۱۱۸	۲۸ - تحریک کشمیر	۲۲	۸ - ابتدائی حالات
۱۲۸	۲۹ - مسجد شہید گنج	۲۵	۹ - دلاوت باسعادت
۱۲۹	۳۰ - سیر عارفان	۳۷	۱۰ - تذکرہ امیر ملت
۱۳۲	۳۱ - جھوٹی گواہی سے انکار	۴۲	۱۱ - وصال
۱۳۶	۳۲ - حیر آباد دکن	۴۳	۱۲ - مناجات سحرگاہی
۱۳۸	۳۳ - تحریک پاکستان	۴۸	۱۳ - سلوک
۱۴۴	۳۴ - قائد اعظم کے وصال پر نظم	۵۰	۱۴ - درود دل کا بخار
۱۴۶	۳۵ - لاہور میں تبلیغی سرگرمیاں	۵۳	۱۵ - محبت شیخ
۱۵۳	۳۶ - زیارت حرمین الشریفین	۵۵	۱۶ - خدمت مبارک عالیہ علی پور شریف
۱۸۱	۳۷ - طالب بدرگاہ غفار	۶۱	۱۷ - بیرون ملک تبلیغی سرگرمیاں
۱۸۵	۳۸ - رباعیات طالب	۶۶	۱۸ - دستار خلافت
۱۹۲	۳۹ - بارگاہ قادریہ مدینہ	۶۹	۱۹ - مصر کو روانگی
۱۹۴	۴۰ - مدینہ طیبہ سے روانگی	۸۶	۲۰ - ملازمت سے استعفا

۲۹۶	- ۶۴ - عارف کامل خواجہ محمد امین
۳۰۲	- ۶۵ - مرشد کامل
۳۰۵	- ۶۶ - چند بایں اور چند مشاہدات
۳۰۷	- ۶۷ - دستار بندی ڈاکٹر محمد ضیاء اللہ صاحب
۳۱۱	- ۶۸ - غیر مطبوعہ قلمی جواب ہر پارے
۳۱۳	- ۶۹ - آل پاک صحابہ و ذکر حبیب
۳۱۷	- ۷۰ - العلماء و رشتہ الانبیاء
۳۲۴	- ۷۱ - علم غیب
۳۲۶	- ۷۲ - میلاد مصطفیٰ
۳۲۸	- ۷۳ - بدعت
۳۳۱	- ۷۴ - اولیاء اللہ
۳۳۳	- ۷۵ - قبروں پر جانا سنت ہے
۳۳۵	- ۷۶ - خلفائے کرام
۳۳۷	- ۷۷ - خلافت
۳۳۹	- ۷۸ - حضرت بابا جی مکہ فیروز خان صاحب
۳۵۱	- ۷۹ - ختم خواجگان
۳۵۲	- ۸۰ - ڈاکٹر صاحب کا نانا نبائی
۳۵۹	- ۸۱ - لاہور کا جلسہ
۳۶۲	- ۸۲ - فیروز آباد میں قیام
۳۶۴	- ۸۳ - چند واقعات
۳۷۰	- ۸۴ - وصال
۳۷۲	- ۸۵ - سالانہ عرس
۳۷۳	- ۸۶ - حضرت شیخ محمد نصیب صاحب

۱۹۷	- ۴۱ - اتباع سنت
۲۰۲	- ۴۲ - محافل ذکر کا اہتمام
۲۰۹	- ۴۳ - علم غیب
۲۱۷	- ۴۴ - سالانہ تبلیغی جلسہ
۲۲۱	- ۴۵ - آخری تبلیغی سفر
۲۳۰	- ۴۶ - نماز کی اہمیت
۲۳۲	- ۴۷ - ختم خواجگان
۲۳۳	- ۴۸ - آسیب زدہ خاتون
۲۳۷	- ۴۹ - الہامات کی بھول بھلیاں
۲۵۰	- ۵۰ - وصال حبیب
۲۵۷	- ۵۱ - فراق رہبر کامل
۲۵۹	- ۵۲ - ارتحال
۲۶۱	- ۵۳ - اہل خانہ
۲۶۲	- ۵۴ - کون خوش نصیب
۲۶۵	- ۵۵ - ارشادات عالیہ
۲۷۵	- ۵۶ - عارف کامل خواجہ محمد امین عاصی
۲۸۵	- ۵۷ - تعبیرات
۲۸۶	- ۵۸ - کتب
۲۸۸	- ۵۹ - سہرا
۲۸۹	- ۶۰ - اولاد
۲۹۲	- ۶۱ - نظم بروقات خواجہ محمد امین
۲۹۳	- ۶۲ - نظم اثر انصاری
۲۹۵	- ۶۳ - نظم بروقات خواجہ محمد امین

— از عبدالرحمن

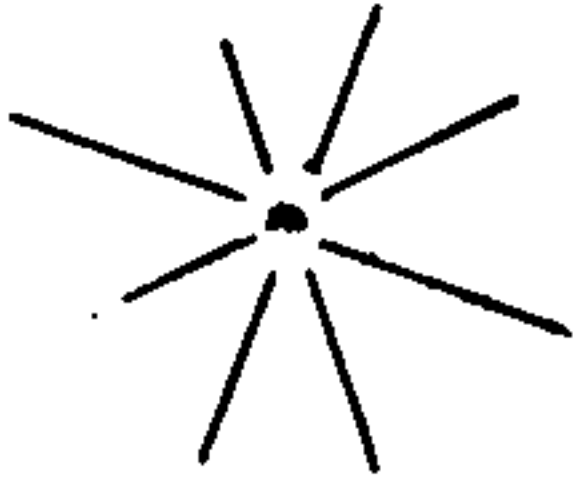


در بار طالب

رو عنہ الزوراء علی حضرت الحاج شیخ محمد المددنا صاحب طالب رحمہ اللہ علیہ  
کتابہ شریف، ضلع گجرات

۹۳۔ الحاج مرزا محمد یوسف صاحب  
۹۴۔ جناب سید محمد یوسف صاحب  
۹۵۔ شیخ نعمت علی  
۹۶۔ پروفیسر بہاء الحق صاحب  
۹۷۔ مولانا احمد حسن نوری صاحب  
۹۸۔ شجرہ شریف نقشبندیہ

۸۷۔ مولانا حاجی محمد زکریا صاحب ایم اے ۳۷۵  
۸۸۔ حاجی الحرمین الشریفین مولانا محمد ضیاء اللہ ۳۷۶  
۸۹۔ جناب حاجی شیخ سعید محمد صاحب ۳۸۳  
۹۰۔ الحاج ملک عبدالغفریز صاحب ۳۸۵  
۹۱۔ جناب ملک محمد سلطان صاحب ۳۸۵  
۹۲۔ جناب حاجی شیخ معز الدین صاحب ۳۸۷



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حمدِ باری تعالیٰ

حمد بے حد اس خدائے پاک کو نورایماں جس نے بچشا خاک کو  
خاک کو پُر نور سزا پا کیا قطرۂ ناچیز کو دریا بحیب  
بے حدود بے حساب حمد و ثنا ذاتِ حق سبحانہ تعالیٰ کی بلند بارگاہ  
کے لئے مخصوص ہے جس نے عالم نیرنگ کو پردہ عدم سے میدانِ ظہور  
میں جلوہ گر فرمایا۔ اپنی ازلی اور قدیم صفتوں کا اس مخلوقِ حادث کو  
منظر بنایا نیز انبیاء اور اولیاء کو پیدا فرمایا جو خلقت کی پدایت و  
رہنمائی کا ذریعہ ہوئے۔ انہی کی وساطت سے اپنے فیوض و برکات کا  
عالم پر نزول فرمایا۔ پھر ان کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ کے نام سے ممتاز فرمایا  
اور ان سے بیعت کرنے کو اپنی بیعت کے اسم سے اعزاز بخشا۔  
بیشک ہر طرح کی تعریف و توصیف اور شکر گزاری کے لائق  
وہی ذات ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَ اِنْ مِنْ شَيْءٍ**

**رَاٰ اِلَّا بِحَمْدِیْ** (۱۵۱-۴-پ) ایسی کوئی چیز نہیں

جو اس کی تعریف میں رطب لسان نہ ہو اور فرمایا:

**وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاَوَّلٰی وَالْاٰخِرٰتِ**

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاَوَّلٰی وَالْاٰخِرٰتِ



# نعت پاک

يا صاحب الجلال يا سيد البشر  
من جمل المنير لقد نور القمر  
لا يمكن النناء كما كان حقاً  
بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

حضور پر نور سید الانبیاء حبیب کبریٰ احمد محبتی محمد مصطفیٰ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ السلام و اصحابہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ کے منظر کامل ہیں باعث  
ایجاد عالم ہیں۔ لَوْلَا لَكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَرْضَ لَكَ فَرَاكَرَا بِنِي  
مقربین کو سدا رو دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وجود مسعود  
سے خبر دار فرمایا تاکہ غائبانہ آپ سے محبت کریں اور اپنا اعتقاد  
اور ایمان حضور سے درست کریں اور بلند پایہ آقا و مولا کے نام نامی  
کے ذکر سے فیوض و برکات لیں۔ کیوں کہ محبوب کے دوست کی  
ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔ اسی لئے بعض انبیاء کرام نے آنحضرت  
کے دیدار کی تمت کی۔ اور بعض مرسلین نے آپ کی امت  
میں داخل ہونے کی استدعا کی۔ اللہ تعالیٰ آپ  
اور آپ کی اولاد پاک پر اصحابہ کرام رضوان  
تمام انبیاء و اولیاء کرام پر ہزار ہا رحمتیں  
اور برکتیں نازل فرمائے۔  
آمین ثم آمین



## منقبت

ہے غنیمت قصبہ کجاہ میں  
طالبِ حق کا وجود باسود  
نقرو درویشی و جذب و شوق میں  
بے عدیل و بے مشیل ان کا وجود  
سُن کے بیگانے یگانے بن گئے  
لحنِ داؤدی سے ذکر یا ورد  
تیرے فیضِ دم سے کلمہ پڑھ اُٹھے  
ہند میں نصرانی و گبزو ہنود  
تیری گویائی سراپا ذکرِ حق  
اور خاموشی تھی ذکرِ ہست و بود  
اللہ اللہ عامی اور ہجور کو  
کر دیا نارس تعود و سجود

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## ابتدایہ

کتاب تصوف جب پہلی بار اپریل ۱۹۸۰ء میں چھپ کر منظر عام پر آئی تو فقیر حقیبہؒ تفسیر کو جناب الحاج شیخ نعمت علیؒ صاحب خلیفہ مجاز نے ایک نسخہ مطالعہ کے لئے عطا فرمایا

کتاب پر نظر پڑتے ہی جو تاثر پیدا ہوا کچھ اس قسم کا تھا۔ کہ اس کی جلد مضبوط اور نفیس۔ کاغذ عمدہ اور قیمتی۔ کتابت صاف اور دیدہ زیب قیمت وقت کے تقاضوں کے مطابق موزوں۔ سائز اور حجم دل کو لبھانے والا۔ کتاب ان تمام صفات کو لئے ہوئے ایک قیمتی مرقع نظر آئی۔ دوستوں نے محبت شیخ کا حق ادا کر دیا **اللهم زد فرزند اہلی حضرت قبلہ طالب کنجاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ** بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ جہاں آپ واعظ خوش بیان تھے اور تقریر کے فن سے آشنا تھے وہاں ساتھ ہی ساتھ تحریر میں بھی آپ صاحب کمال تھے۔ نثر کے ساتھ نظم میں آپ کا کلام ادبی جواہر پاروں سے کم نہیں اور ”انوارِ طالب“ کے نام سے منصتہ شہود پر آنے کے بعد دادِ تحسین حاصل کر چکا ہے اور ہاتھوں ہاتھ بک چکا ہے۔

ہندوستان میں اب بھی آپ کے قائم کردہ تبلیغی مراکز اپنا کام کر رہے ہیں۔ برا۔ فرانس۔ انگلینڈ۔ ایران اور جزائر انڈیمان میں آپ کے عقیدت مند آپ کے تبلیغی مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ تبلیغی سرگرمیوں میں آپ پنجابی۔ اردو۔ فارسی۔ عربی اور انگریزی میں دوسلوں کی رہنمائی فرماتے تھے لہذا فقیر نے مناسب سمجھا کہ آپ کی تعلیمات کو مندرجہ ذیل کتابوں میں پیش کیا جائے

(۱) آپ کی شاعری

(۲) آپ کے تحریر کردہ مضامین تصوف کی یکجا اشاعت

(۳) آپ کے مکتوبات پر ایک جامع کتاب

(۴) آپ کی سوانح حیات مشتمل بر مصدقہ حالات و واقعات

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب متوسلین کو اس کار خیر کی اشاعت میں برہ

چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق ارزاں فرماوے آمین ثم آمین - بِحَقِّ طَهْ وَبِسَيِّدِ

الْأَقْلَامِ وَالْآخِرِينَ خَتَمَ الْمُرْسَلِينَ أَقَاتُ كُلَّ دَانَا عِي سُبُلِ مَوْلَانِي

كُلِّ فَخْرِ الرَّسْلِ شَافِعِ رَوْنِ جَنِّ أَحْمَدِ مُجْتَبِي مُحَمَّدٍ مُصْطَفَى

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَعِترته وَاتِّبَاعِهِ أَجْمَعِينَ

بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّحِيمِينَ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۝

فقیر محمد امین عفی عنہ



# تَنْزِيلُ الرَّحْمَةِ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ  
قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ: وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ

(خدا سے ملنے کے واسطے وسیلہ اختیار کرو)۔ پھر ارشاد فرمایا

قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا  
وَمَنْ اتَّبَعَنِي بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(فرمادیجئے اے محبوب پاک! یہ میرے خدا کا راستہ ہے) میں اپنے آپ کو اور  
ان کو جو میرے پیرو کار ہیں۔ راہ بصیرت یعنی ہدایت کی طرف بلاتا ہوں۔ مولا کریم  
اپنے محبوب پاک سے مخاطب ہیں آیت: وَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ  
الرُّسُلِ فَاَنْتَبِثْ بِهِ فُؤَادَكَ يَا

(ہم آپ سے انبیاء کے حالات بیان کرتے ہیں تاکہ اس سے ہم آپ کے دل کو  
جمیعت بخشیں)۔ اور حضور پر نور نے ارشاد فرمایا تَنْزِيلُ الرَّحْمَةِ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ  
صالحین کی یاد اور ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں چنانچہ اس امر پر  
امت محمدیہ کا اجماع ہے کہ تفسیر قرآن و حدیث کے بعد بزرگان دین کے ارشادات  
اور علماء کے اقوال بہترین کلام ہیں

حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ مرید کے لئے پیر کا کلام پڑھنے لکھنے  
اور سننے میں بیشمار فوائد کا حامل ہے جن کی کوئی حد اور انتہا نہیں ہے۔ حضرت  
خواجہ ابو یوسف ہمدانی سے کسی نے پوچھا کہ جب بزرگ وفات پا جائیں تو اسکے بعد

کیا عمل کیا جائے کہ سلامت رہیں۔ آپؐ نے فرمایا ان کا کلام اور ان کے حالات پڑھو اور سنو پھر سلامت رہو گے۔

حضرت شیخ عطارؒ فرماتے ہیں کہ میں نے طالبوں کی سلامتی اور درویشوں کی ترغیب کے لئے صوفیوں کے احوال تذکرۃ الاولیاء میں تحریر کئے ہیں۔ نیز فرمایا کہ قرآن و حدیث کے بعد دوسرے درجہ پر صوفیوں کے اقوال و احوال ہیں۔ اور سب افسانوں سے عمدہ صوفیوں کے افسانے ہیں۔ اس لئے کہ ان کی باتوں سے بزرگوں کی نسبت حاصل ہوتی ہے۔ اور نسبت موجب برکت اور نجات ہے جیسا کہ ارشاد ہے (مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ) نور الانوار نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بھی آپ کی قوم ہی نہیں بلکہ امت کا ایک حصہ بھی دھوکا کھا گیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہی کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد فرمایا تَتَّخِذُوا مِنْ نَفْسِهِمْ آيَاتٍ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (اے محبوب) آپ انہیں دیکھتے ہیں کہ آنکھیں پھاڑے آپ کو تک رہے ہیں اور حال یہ ہے کہ وہ بصیرت کے اندھے آپ کی حقیقت کو جان پہچان نہیں رہے۔ ایسے لوگ ہی فیض نبوت سے محروم رہے ہیں۔ انسان کی پہچان ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ لوگ ولی پیر کی پہچان نہ رکھنے کے سبب ان کے فیوض و برکات سے محروم رہ جاتے ہیں۔

افضل ترین عبادت اہل کمال حضرات کی رفاقت اور مقربان دربار الہی کی مجالست ہے۔ کیونکہ انکی استقامت کو دیکھ کر سالک کے لئے راہ عبادت کی بڑی بڑی تکالیف آسان ہو جاتی ہیں۔ بلکہ وہ شکوک و شبہات جو بعد و حجاب کا سبب ہیں محض انکی زیارت سے زائل ہو جاتے ہیں۔ اگر بغرض محال کسی آدمی میں اتنی صلاحیت و استعداد ہی نہ ہو کہ وہ کسی بزرگ کی صحبت سے استفادہ کر سکے۔ لیکن اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ اہل ولایت و کمال جو وجود کی لذت اور کمال مخصوص رکھتے ہیں اپنے پاس آنے جانے والے نا اہلوں کو بھی نعمت خداوندی سے نوازتے رہتے ہیں۔ کیونکہ ایسا افادہ بھی ولایت کی ایک قسم ہے۔

لیکن جب انسان اہل کمال کی صحبت اور عارفوں کے دیدار جمال سے بے بہرہ ہو جائے تو اس وقت ان بزرگوں کے حالات سے باخبر رہنا بھی باعث ہمت افزائی اور تاریکیوں کو ختم کرنے والا ہوتا ہے۔ ان کے حالات سے واقف ہونے سے بھی وہی اثر ہوتا ہے جو ان کی صحبت سے کیونکہ درحقیقت یہ بھی ان کی صحبت میں رہنے کے مترادف ہے۔ اگر حسن عقیدت ہو تو ہر چیز مشاہدہ بن جاتی ہے۔ اسی وجہ سے ہر زمانے میں بزرگوں کے اخلاق و عادات کو ضبط تحریر میں لا کر محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ ان کو ہر محفل و مجلس میں پڑھا جاتا ہے جس سے ان کا جمال اور زیادہ مزین ہو جاتا ہے۔ علاوہ بریں اس سے طمانیت اور عبرت و نصیحت کے علاوہ اور بھی بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ جن میں سے سب سے پہلا یہ ہے کہ اولیائے کرام کا وجود ایک ہمہ گیر رحمت اور عام نعمت ہے اور بموجب حکم خداوندی

وَمَا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرو

ان بزرگوں کے حالات کو بیان کرنا ضروری ہے۔ جو دراصل اس عظیم نعمت کا شکر ہے۔ اور ان بزرگوں سے عقیدت رکھنا اور محبت کرنا ضروری ہے۔

(شنیدم کہ در روز امیدویم بدارا بہ نیکان بہ عجلد کریم) ان کو یہ سعادت ابدی صرف اسلئے حاصل ہوئی کہ انہوں نے بزرگان دین کی صحبت میں اپنا تزکیہ نفس کیا۔ علم دین سے اپنے سینوں کو منور کیا

طالبان راہ خدا و سالکان راہ حلیٰ پر لازم ہے کہ صادقین یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں اور اس کے دوستوں کی صحبت اختیار کریں۔ ورنہ ان بزرگوں کی کتابوں ہی کو اپنا جلیس و ہم نشین بنائیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں و تَجِبَرِطِيسِي فِي النُّوْمَانِ كِتَابٌ خصوصاً اس زمانے میں کہ اہل حق کی قلت ہے اور اہل باطل کی کثرت اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا زوال ہے اور خواہش نفسانی اور ہوا جس شیطانی کا کمال کہیں علمائے بے عمل کا زور ہے کہیں صوفیائے جاہل کا شور۔ نہ وہ پہلا سا ذوق ہے نہ شوق نہ سوز نہ گداز صحبت نہ رازو نیاز نہ وہ محبت و اخلاص نہ وہ اعتماد نہ ادب نہ وہ



دروغہ طلب۔ کہیں فلسفہ و منطق کا نکما جھگڑا کہیں بھنگ و نشہ کا چرچا۔ کہیں تحقیق مذاہب کی لا حاصل بحث وجدال ہے اور کہیں وجود باری تعالیٰ کی نسبت بے ہودہ قیل و قال دل ہمہ تن محبت دنیا میں مردہ اور عاقبت کی طرف سے افسردہ نہ نماز نہ روزہ نہ حج نہ زکوٰۃ کا فکر۔ پھر ذکر الہی کا کیا ذکر نہایت ضروری ہے کہ علماء ربانی کی تصنیفات کو ہر وقت پیش نظر رکھے اور ان کے مطالعہ سے اپنی حالت کو درست کرے

کُلِّ جَدِيدٍ كَذِيْبٍ

فقیر محمد امین عفی اللہ عنہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تعارف

پیش نظر کتاب سیرت طالب عالیجناب الحاج ڈاکٹر شیخ محمد اللہ داتا صاحب طالب کنجاہی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت پاک ہے۔ آپ غوث زمان مجدد دوراں اعلیٰ حضرت امیر ملت عظیم البرکت امام لاصفیا زبدۃ العارفین قطب ارشاد الحاج الحافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علیپوری کے اجل و اکمل خلفائے کرام میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ آپ ۱۸۸۶ء میں کنجاہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ ۲۲ برس کی عمر میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ڈاکٹری تعلیم مکمل ہونے پر فوج میں ملازمت اختیار کی ۱۹۰۹ء میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اعلیٰ حضرت امیر ملت پیر حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری سے بیعت ہوئے۔ جذب و سلوک کی بدرجہ اتم تکمیل پر خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔ فوجی ملازمت میں جنگ عظیم اول کے دوران عراق۔ ایران۔ فرانس۔ انگلینڈ۔ اٹلی۔ مصر۔ حجاز۔ جزائر۔ انڈیمان اور برا کے ممالک میں بحیثیت فوجی ڈاکٹر خدمات انجام دیں۔ جہاں غیر مسلم عیسائی اور ہندو بھی آپ سے متاثر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اور مسلمان تو ہزاروں کی تعداد میں آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں ملازمت سے فارغ ہوئے تو اعلیٰ حضرت ممدوح الشان کی افتدا میں ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۵ء تک شدھی اور سنگٹن جیسے فتنہ کے انسداد کے لئے کام کیا۔ ہزاروں مرتدین کو اسلام میں داخل کر کے پکا اور سچا جانثار بنایا۔ ۱۹۳۱ء میں کشمیر ایچی ٹیشن کے سلسلہ میں ملتان جیل میں قید و بند کی سختیاں جھیلیں۔ مسجد شہید گمنج کے سلسلہ میں دن رات کام کیا۔ رہنگ

حصار کرنال متھرا - ریاست الوردجانہ اور راجپوتانہ کے اضلاع کے راجپوت مکانات میں سالہا سال تک دورے کر کے تبلیغ اسلام میں منہمک رہے۔

وطن عزیز ملک پاکستان میں ہزارہا ہندگان خدا کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں منسلک کر کے رہنمائی اور دیکھیری فرمائی۔ ریلوے اور فوج کے ملازمین کو خاص طور پر تبلیغ فرمائی۔ اپنے وطن مالوف میں مسلمانوں کی خدمت کیلئے سکول کے اجرا اور انتظامی معاملات میں مختلف سطحوں پر مسلمان ممبروں کو شامل کرنے میں پوری توجہ دی ۱۹۵۸ء میں واصل بحق ہوئے۔

المختصر اپنی بہتر سالہ مثالی زندگی میں آپ نے ہزار ہا نفوس کو غفلت کی نیند سے بیدار کیا۔ ذکر اللہ کے نور سے ان کے دلوں کو زندہ و منور فرمایا۔ مقصد حیات سمجھا کر ان کی زندگی حیات طیبہ میں بدل دی۔ نہایت محنت اور مسلسل تربیت سے ان کو اسوۂ حسنہ میں رنگ دیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں سربشار کر کے ان کو عرفان و تکمیل سلوک کی منزل تک پہنچایا۔ باقیات الصالحات میں ایک جماعت کو اس کام کو جاری رکھنے کیلئے امیر حلقہ بنایا۔ مجلسوں اور صحبتوں کے علاوہ فرداً فرداً حسب حال خطوط لکھ کر بھی رہنمائی اور تربیت فرماتے رہے۔ جن سے مسترشدین کو ذاتی معاملات میں خصوصی مدد ملتی رہیگی۔

اعلیٰ حضرت امیر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جاری کردہ ماہوار رسالہ انوار الصوفیہ میں بھی آپ متفرق مضامین لکھتے رہے۔ لیکن ۱۹۵۰ء سے تصوف کے مستقل عنوان کے تحت تسلسل سے لکھنا شروع کیا۔ جبکہ آپ کی عمر مبارک اس وقت ۶۳ چوتھ برس تھی۔ اس میں آپ نے عملی اسلام کو سلوک کے طور پر قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں شرح و بسط سے بیان فرمایا۔ اس میں تصوف کی تعریف و حقیقت و اسناد۔ پھر بالترتیب تعارف اولیاء اللہ۔ ضرورت شیخ۔ آداب مرید۔ رابطہ صحبت شیخ نہایت مؤثر و مدلل انداز میں لکھے۔ یہ سلسلہ آپ کے سن وصال ۱۹۵۸ء تک جاری رہا چونکہ آپ کے یہ مضامین تصوف کے موضوع پر ایک

نہایت بلند پایہ - عام فہم - مستقل نوعیت اور افادیت کے حامل تھے - لہذا انہیں رسالہ انوار الصوفیہ سے یکجا کر کے کتابی شکل میں بنام تصوف طبع کرایا گیا جس کا تیسرا ایڈیشن اب بفضل تعالیٰ مارکیٹ میں دستیاب ہے - تعارف کے طور پر آپ کی سیرت کے چند پہلو اور آپ کے وہ مکتوبات شریف جن کی نقول افادہ عام کے لئے ماہنامہ انوار الصوفیہ میں وقتاً فوقتاً "چھتی رہیں اور جو دستیاب ہو سکے کتاب تصوف میں شائع کئے جا چکے ہیں -

آخر میں فقیر محترم جناب محمد حسن صاحب دہلوی قمر الدین صاحب کنجاہی اور یاران لاہور جناب مرزا محمد یوسف صاحب - جناب شیخ معزالدین صاحب - جناب شیخ نعمت علی صاحب اور چودھری عبدالرحمن خاں صاحب کے لئے دعا گو ہے جنہوں نے اس اہم مشن کی تکمیل و تدوین میں اور اعلیٰ حضرت والد گرامی قدس سرہ کی اس آخری خواہش کی تعبیل کے لئے خدمات سرانجام دیں -

وما توفیقی الا باللہ

فقیر ڈاکٹر محمد ضیاء اللہ روح الامین  
کنجاہی

سیرِ طالبِ  
مَدَنیِّ

## ابتدائی حالات

آباؤ اجداد | عالیجناب الحاج ڈاکٹر شیخ محمد اللہ داتا صاحب طالب کنجاہیؒ کے آباؤ اجداد خطہ کشمیر حینت نظیر کے رہنے والے تھے اور راجہ گلاب سنگھ کے ظلم و استبداد کے خلاف جب مسلمانان اہل خطہ نے آزادی کی نعمت سے ہم کنار ہونے کے لئے نعرہ حق بلند کیا تو انگریز کی ملی بھگت کے نتیجہ میں نیتے مسلمانان کشمیر کو بیک وقت دو مخالف طاقتوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ جن کے جبر و استبداد کے دو پانوں میں انھیں پیسا جا رہا تھا۔ لہذا انگریزوں کے جدید ہتھیاروں کے مقابلے کی تاب نہ لا کر اور ڈوگرہ حکومت کے مظالم سے تنگ آکر مسلمانوں نے خطہ کشمیر کو خیرباد کہا اور ہندوستان کے مختلف مقامات کی جانب ہجرت کرنی شروع کر دی اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کے آباؤ اجداد کشمیر سے قصبہ کنجاہ ضلع گجرات پنجاب میں تشریف لے آئے اور اس مردم خیز خطہ کو اپنے قدوم مہمنت لزوم سے نوازا۔

مسکن | سب سے پہلے قارئین کرام کو اس جائے مقدمہ سے متعارف کرانا نہایت ضروری ہوگا جو اعلیٰ حضرت سرکار کنجاہی طالب الہی کا بہتر (۷۲) سال تک مسکن رہا اور حضورؐ جس خطہ مقدس کو تادم زیست اپنی ضیا پاشیوں نے منور فرماتے رہے شہر گجرات سے سات میل کے فاصلہ پر سرگودھا جانے والی سڑک پر نہایت خوبصورت صاف ستھرا بارونق مگر مختصر قصبہ کنجاہ واقع ہے۔ گجرات سے اس طرف جانے والی سڑک کا نام بھی اسی شہر کے نام سے منسوب یعنی کنجاہ روڈ ہے۔ جس نے ہر آنیوالے تلاشِ حق کو آستانِ عرشِ نشان تک پہنچایا اپنا فرض منصبی ٹھہرا رکھا ہے۔ خیال اپنا اپنا پسند اپنی اپنی ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان معرض وجود میں آیا۔ ضلع رتھک سے کچھ دور بھائی ہجرت کر کے پاکستان پہنچے تو گجرات ریلوے اسٹیشن سے اترے سامنے شاہراہ پر

آویزاں ایک بورڈ پر نظر پڑی جس پہ لکھا تھا ”کنجاہ روڈ“ فوراً اپنا جوتا پاؤں سے اتارا اور کپڑے میں لپیٹ لیا ان کے دل کا اندازہ تو اہل محبت ہی کر سکتے ہیں البتہ ان کے عشق نے گوارہ نہ کیا کہ جو راہ آستانہ محبوب کی نشاندہی کر رہا ہو اور جس راستے پر محبوب کے قدموں کے نشان نہاں ہوں اپنے جوتوں سے روندیں۔ اعلیٰ حضرت امیر ملت الحاج حافظ پیر السید جماعت علیشاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ملفوظات شریف میں حضرت امام مالکؒ کا واقعہ بیان فرمایا ہے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جب تک مدینۃ المنورہ میں رہے۔ وہاں کی گلیوں اور بازاروں میں چلتے ہوئے اپنی پشت دیواروں سے گھسیٹتے ہوئے چلتے تو زخمی ہو جاتے۔ کسی نے پوچھا حضرت کھلے بازار ہیں درمیان میں چلا کرو۔ آپؒ فرماتے کہ میرے محبوب آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی قدم مبارک ان گلیوں بازاروں میں لگے ہوئے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ سرکارِ دو عالم کے قدم پر میرے قدم لگ جائیں اور گستاخی اور بے ادبی ہو جائے

حضرت امام مالکؒ کا ہارون رشید بادشاہ غلام تھا۔ اس بادشاہ کے اصطلب میں گھوڑے نچریں موجود رہتی تھیں مگر آپؒ باوجود ضعف اور پیری کے پیدل چلا کرتے ایک دن ایک غلام نے عرض کیا۔ حضرت آپکے غلام بادشاہ ہارون رشید کے پاس گھوڑے نچر موجود ہیں تو آپ ان پر کیوں سوار نہیں ہوتے۔ فرمایا اسی سرزمین پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے ہیں۔ اور اسی زمین کو میں گھوڑوں اور نچروں کے پاؤں سے روندوں یہ گستاخی ہے سیرت امام مالکؒ میں ہے کہ جوانی سے لیکر موت تک آپ کو ہر روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی رہی۔ ادب اور محبت کے یہی صلے ہوتے ہیں۔

آپؒ (حضرت امام مالکؒ) نے تمام عمر مدینۃ المنورہ کی سرزمین میں پاخانہ پیشاب وغیرہ نہیں کیا اور نہ اس سرزمین پر تھوکا۔ وہ جانتے تھے کہ اس زمین پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کی تاثیر بھگتا تک باقی ہے اور قیامت

تک باقی رہے گی۔ جو اہل بصیرت کو نظر آتی رہیگی۔

”ادب کا بیست زیر آسماں“

عشق کی دنیا ہی کچھ اور ہے۔ خود حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب ”علی پور کے اسٹیشن سے ہی اپنے پاؤں سے جو تا اتار لیتے اور ننگے پاؤں دربار علیپور شریف حاضر ہوتے۔

اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملت ”کو پتہ چلا تو آپ کو پاس بلا کر نہایت ہی شفقت سے فرمایا ڈاکٹر صاحب ننگے پاؤں رہنے سے بار بار وضو کرنا پڑتا ہوگا اس لئے جو تا پہنا کریں چنانچہ اس کے بعد آپ نے اعلیٰ حضرت کے حکم پر عمل کیا۔ گجرات ریلوے پھاٹک سے سو

گز کے فاصلہ پر اس سڑک سے بائیں جانب محلہ فیروز آباد میں حضرت جناب قبلہ بابا جی ملک فیروز خان صاحب ”کا روضہ شریف بھی نظر آجاتا ہے۔ بھمبر نالہ کے بعد دریا نما

نہرا پر جہلم کے پل سے تھوڑے فاصلہ پر قصبہ کنجاہ میں حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے مزار اقدس کا بلند مینار دور سے آنیوالوں کو گنبدِ خضرہ کا نظارہ پیش کرتا ہے۔ کنجاہ میں

قدیم عمارتوں کے بہت سے آثار پائے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک پرانا اور تاریخی قصبہ ہے۔ پھر اسے حضرت مولانا محمد اکرم غنیمت کنجاہی ”کا شہر ہونے

کا بھی شرف حاصل ہے۔ مولانا غنیمت کنجاہی مغسلس شہنشاہ جہانگیر کے درباری شاعر تھے ہی مگر اس کے ساتھ ساتھ آپ فارسی زبان کے بلند پایہ صوفی شاعر

بھی تھے آپ کے کلام سے چند نظمیں ایک کتاب ”آثار پارسی“ میں درج ہیں۔ مشہور ہے کہ ایک روز کنجاہ شریف کی گلیوں میں آپ کچھ بیچ رہے تھے۔ کسی نے

پوچھا مولانا کیا بیچ رہے ہیں۔ جواب دیا دل کے ٹکڑے۔ پوچھا ایک ٹکڑے کی کیا قیمت کما ”نگا ہے“۔ ولی راوی می شناسد پوچھنے والے بھی ہراز تھے کہنے لگے قیمت

بھاری ہے۔ مولانا نے فوراً جواب میں کہا پھر ”گا ہے“

بگفتا قیمتش گفتم نگا ہے  
بگفتا کم ترک گفتم کہ گا ہے

مولانا غنیمت ”کا مزار کنجاہ شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔



## ولادت باسعادت

اعلیٰ حضرت سرکار کنجاہی طالب الہی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی محمد اللہنا اور تخلص طالب تھا۔ لیکن آپ ڈاکٹر صاحب کے نام سے مشہور تھے کیونکہ آپ طبیب روحانی کے علاوہ ڈاکٹر جسمانی بھی تھے۔ آپ قصبہ کنجاہ شریف کے ایک معزز کشمیری خاندان میں جناب شیخ پیر بخش صاحب کے ہاں ۱۲ فروری ۱۸۸۶ء کو پیدا ہوئے ابھی عمر عزیز دو برس ہی تھی کہ والدہ ماجدہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ لہذا پرورش اور تعلیم کی ذمہ داری آپ کی دادی صاحبہ نے قبول فرمائی۔ اور آپ ان کی آغوش محبت میں پروان چڑھے۔

بچپن ہی سے حضور کی طبیعت میں پاکیزگی اور نفاست کا عنصر بدرجہ اتم موجود تھا آپ نہایت ذہین اور ہونہار تھے ابھی آپ بہت چھوٹے تھے کہ آپ کی دادی صاحبہ نے آپ کو گجرات شہر کے کامل بزرگ حضرت سید سائیں شاہ کمالؒ کی خدمت عالیہ میں پیش کیا۔ انہوں نے کمال مہربانی اور شفقت فرما کر آپؒ کے منہ میں ریوڑیاں ڈالیں۔ حضرت سائیں کمالؒ صاحب نظر انسان تھے آپ کی دور رس نگاہوں نے بھانپ لیا کہ حضور قبلہ عالمؒ کے ذریعہ سے ایک عالم فیض یاب ہوگا۔ چنانچہ حضرت سائیں صاحب نے بھی منہ میں ریوڑیاں ڈال کر اپنا حصہ عطا فرمایا اور دعاؤں سے نوازا انوار ولایت تو صاحب بصیرت ہی دیکھ سکتے ہیں اور پاک روحوں میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو خوشبو رچی بسی ہوتی ہے۔ ذوق انوار رکھنے والے اصحاب ہی سونگہ سکتے ہیں اسی لئے ضرب المثل ہے ولی را ولی می شناسد

تعلیم :- ان دنوں دینی اور دنیوی تعلیم ایک ساتھ بچوں کو دی جاتی تھی۔ سکول بوقت سے اول و آخر بچے علمائے کرام سے مسجدوں میں دینی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ لہذا دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ نے مل تک کنجاہ کے ڈسٹرک بورڈ مل سکول میں تعلیم حاصل کی ان دنوں سکول کے ہیڈ ماسٹر مولوی نور الدین صاحب مرحوم ساکن ہریہ

والا تھے۔ مولوی صاحب موصوف کی شخصیت اپنے علم و فضل کے لحاظ سے علاقہ بحر میں منفرد تھی مولوی صاحب موصوف ریاضی کے علم میں ماہر تھے فارسی میں بھی آپ مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ کی شاعری کا دور و نزدیک چرچا تھا فی البدیہہ قصیدہ کہہ لیتے تھے کنجاہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے مشن ہائی سکول گجرات میں داخلہ لیا۔ اور وہاں سے میٹرک کا امتحان ۱۹۰۳ء میں بڑے اعزاز کے ساتھ پاس کیا کنجاہ سے گجرات تک کا فاصلہ تقریباً چھ میل ہے۔ راستے میں نالہ بھمبر کافی وسیع تھا جس کا ایک کنارہ کنجاہ کے مشرق تک پھیلا ہوا تھا تو دوسرا کنارہ گجرات کے قریب تھا۔ کنجاہ سے گجرات تک سڑک برائے نام تھی۔ راستے میں کافی نشیب و فراز تھے۔ آپ ان تمام مشکلات کے باوجود بڑی باقاعدگی کے ساتھ سکول جایا کرتے تھے چونکہ بڑے صحت مند اور قوی الجستہ جوان تھے۔ اس لئے معمول یہ تھا۔ کہ کتابوں کا بست پیٹھ پر ڈال کر دوڑ پڑتے تھے۔ اور اسی طرح دوڑتے ہوئے سکول پہنچ جایا کرتے تھے۔ چھٹی ہو جانے پر اسی طرح دوڑتے ہوئے گھر آجایا کرتے تھے۔ ان مشکلات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے تعلیم کا یہ زمانہ بڑی کامیابی کے ساتھ گزارا۔

معصوم عارف :- اگرچہ بچپن میں مروجہ تعلیم و تربیت حسب قاعدہ ہو رہی تھی مگر روح کی طلب اور تھی طبیعت ابتدا ہی سے اللہ والوں کی طرف مائل تھی۔ اور سنجیدگی غالب رہتی تھی۔ آپ بچپن ہی میں بزرگوں کی مجلس اور صحبت کے متلاشی رہتے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک اَطْلُبُ الْعِلْمَ وَلَوْ كَانَتْ بِالسَّيْنِ۔ علم کی تلاش میں اگر چین بھی جانا پڑے تو وہاں جا کر حاصل کرو کا مظاہرہ اس طرح ہوا کہ ابھی عمر مبارک دس برس ہی تھی کہ دل کی پیاس مروجہ علوم اور موجود صحبتوں اور مجلسوں میں نہ بجھ سکی۔ طالب حق نے طلب حق کے سفر میں پہلا قدم اٹھایا۔ مدرسہ سے چھٹی ہوئی۔ گھر سے کھانا کھایا۔ اور کنجاہ سے مشرق کی طرف جانے والی سڑک پر ہوئے۔ تین میل کے فاصلہ پر شادیوال کے قصبہ میں پہنچے تو ننھے عارف نے ایک عارف کامل کو پہچان لیا۔ یہ میاں محمد ابراہیم رگریز تھے آپ نقشبندیہ۔

قادریہ - چشتیہ اور سرورویہ چاروں طریقوں میں اجازت یافتہ تھے۔ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ آپ کے دل کو یہاں آکر قرار آتا۔ ان صحبتوں میں آپ کی ذات کے انوار و اسرار چمک اٹھے۔ جب تک تعلیم کنجاہ یا گجرات میں رہی۔ ان صحبتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ میاں محمد ابراہیمؒ آپ کو نصیحت کیا کرتے۔ کہ کسی کو اپنے سے برا نہ سمجھنا چاہئے بڑے نیکیوں میں بڑھے ہوئے اور چھوٹے گناہوں میں کم ہوتے ہیں۔ طلب سلوک :- طلب حق کی شدت میں آپ ان سے بیعت کرنے کیلئے کہتے۔

تو میاں صاحب ممدوح فرماتے۔ دنیا کی سیر کرو۔ ابھی نوجوان بچے ہو۔ اور میاں صاحب اپنی کس نفسی ظاہر فرماتے۔ ورنہ یہ میاں صاحب کی بصیرت تھی کہ واقعی ان کے اشاروں کے عین مطابق آپ نے صرف تینتیس برس کی عمر میں ہی مشرق و مغرب کی ولایتوں از بر ما تا انگلستان و یورپ اور مشرق وسطے کے ممالک کی بالتفصیل سیر کر لی جس کا حال اپنے مناسب موقع پر آئیگا۔

مائی فضلاں :- مائی فضلاں ایک مجذوب و مقبول مائی کافی عرصہ تک کنجاہ شریف میں قیام پذیر رہی۔ اعلیٰ حضرت امیر ملت حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے تشریف لانے پر اس مائی نے آپ سے ایک پیسہ مانگا۔ حضور نے روپیہ عطا فرمایا۔ ایک دفعہ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب سے اسکی ملاقات ہو گئی۔ ہاتھ پکڑ کر کہنے لگی آپ تو شہزادے ہیں۔ اسکی عادت تھی کہ جب کوئی شخص اسے دودھ کانڈراناہ پیش کرتا تو وہ زمین پر گرا دیتی اور پھر زمین کو مخاطب ہو کر کہتی کہ

لو تم بھی پیو

پولیس میں ملازمت :-

آپ نے جب میٹرک کا امتحان پاس کر لیا تو آپ کے پھوپھا صاحب نے آپ کو ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس کے ماتحت بھرتی کروادیا۔ وہاں آپ نے اسٹنٹ سب انسپکٹر پولیس کے تمام کورس پاس کر لئے۔ پولیس کورس مکمل کر کے آپ رخصت پر گھر آئے۔ اور میاں محمد ابراہیم صاحب رٹگریز کو ملنے شادیوال چلے گئے۔ میاں صاحب کو

پولیس کی ملازمت کے بارے میں بتایا۔ انہوں نے <sup>ایسی</sup> واقعہ سنایا کہ ایک مجذوب کے پاس ایک سیاہی گیا اور عرض کی۔ کہ کہو! میں تھانیدار بن جاؤں جب بڑا تنگ کیا تو مجذوب نے کہہ دیا۔ وہ تھانیدار ہو گیا اور نذرانہ لایا مجذوب نے کہا کہ میں نے دعا نہیں کی تھی بلکہ بدعا کی تھی حضرت میاں صاحب کی یہ بات سن کر آپ نے فوراً پولیس کی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور چند دن کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں بطور ٹیچر کام کرتے رہے۔ دراصل آپکی طبیعت ڈاکٹری کے معزز پیشہ کی طرف راغب تھی ۱۹۰۲ء میں حسن اتفاق سے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں داخلہ مل جانے کے باعث آپ نے سلسلہ تعلیم جاری رکھا حتیٰ کہ میڈیکل کالج سے کامیابی کی سند حاصل کی۔

مرزا قادیانی :- حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابھی کنگ ایڈورڈ

میڈیکل کالج لاہور میں ہی زیر تعلیم تھے پتہ چلا کہ مرزا غلام احمد قادیانی لاہور میں خواجہ کمال الدین کے ہاں قیام پذیر ہے لوگ اقتصادی بدحالی کے باعث اس کی وساطت سے ملازمتیں حاصل کرتے تھے نیز اس نے انگریزی حکومت کو پر امن قرار دیتے ہوئے اس کے خلاف جہاد نہ کرنے کا فتویٰ جاری کر رکھا تھا آپ کے دل میں اس عجیب و غریب شخصیت کو دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ چنانچہ مئی ۱۹۰۸ء کا واقعہ ہے آپ نے نماز ظہر ادا کر کے بارگاہ رب العزت میں دعا کی کہ ”مالک کریم جس کا بڑا شہرہ و چرچا ہے اس سے ملنے چلے ہیں اسکے دعا اور فریب سے محفوظ فرماتا“ آپ اپنے دوستوں محمد علی براگلاس والا۔ اور چچو بھگت کے ہمراہ اس کے جائے قیام پر پہنچ گئے۔ مرزا قادیانی مکان کے بیچ خانہ میں لیٹا ہوا تھا اور ابھی اس نے نماز ظہر ادا نہیں کی تھی پورے چار بجے نکلا اور جس کمرہ میں حضور قبلہ عالم اور دیگر ملاقاتی بیٹھے تھے آکر بیٹھ گیا۔ اس کے خادم نے یاد دلایا کہ ابھی جناب نے نماز ادا کرنی ہے چنانچہ وہ اٹھا وضو کر کے دو فرض ظہر کے اور دو عصر کے بیک مصلیٰ پڑھے۔ حضور قبلہ عالم کے دل میں خیال گزرا کہ یہ شخص پورے چار بجے باہر نکلا ہے اگر اس نے ابھی نماز ادا نہیں

کی تھی تو کم از کم نماز کا خیال آنا چاہیے تھا۔ آپ کے دل میں سوال پیدا ہو کہ  
 ہر کہ خود گم کردہ راہ است چرا رہبری کند  
 عبادت عبد کا معبود سے رابطہ پیدا کرتی ہے۔ لیکن جس کو اتنا بھی  
 خیال نہ ہو وہ امام اور نبی ہونے کا دعویدار ہے۔ ایک عام  
 مسلمان کے لئے بھی تَوَاتُرُ الصَّلَاةِ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا کا حکم ہے چنانچہ  
 حضور قبلہ عالمؐ بغیر اس سے کوئی بات کئے اپنے دوستوں کے ہمراہ واپس کالج ہو سٹل  
 تشریف لے آئے۔

فوج میں ملازمت :- آپ فرمایا کرتے تھے کہ انسانی زندگی عبادت ہے جدوجہد سے  
 اور یہ تذکیہ نفس کا اصل الاصول ہے۔ اس کا بہترین ذریعہ فوج کی ملازمت ہے۔  
 اسکا تقاضہ ہے کہ کئی مقامات کی سیر اور جگہ جگہ جانے کا اتفاق ہوتا ہے۔ لہذا ذہن  
 نے راہنمائی کی کہ شاید اسی بہانے کسی اللہ کے بندے سے ملاقات ہو جائے اور یہ  
 ملازمت روحانی تسکین کا باعث بن جائے۔

اٹھ فریدا ستیا میلا ویکمن جا  
 مت کوئی بخشیا مل جائے تو بھی بخشیا جا

اسلئے آپ نے فوج کی ملازمت اختیار کرنے میں کوئی پس و پیش نہ کی۔ چنانچہ  
 آپ نے میڈیکل تعلیم کی تکمیل کے بعد ۱۹۰۷ء میں محکمہ فوج میں ملازمت اختیار کر لی  
 غالباً ملازمت کا زیادہ عرصہ چکدرہ درگئی اور جمروڈ چھاؤنیوں میں بحیثیت ڈاکٹر گزارا  
 یہاں سے آپؐ کی روحانی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ شروع سے ہی  
 صوفیانہ قسم کی زندگی بسر کیا کرتے تھے۔ جہاں کہیں کوئی خدا رسیدہ بزرگ موجود ہوتا  
 بلا تکلف اکتساب فیض کیلئے ان کی خدمت میں حاضر ہو جاتے آپؐ فرمایا کرتے کہ  
 حضرت میاں ابراہیم رنگریز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ وہ رنگنے کے لئے  
 کپڑے منگنے میں ڈال کر دن کا سارا وقت ذکر الہی میں گزار دیتے تھے۔ ان کی توجہ  
 سے غالباً ایک دفعہ عالم خواب میں حضور قبلہ عالم اعلیٰ حضرت محدث علی پوری رحمۃ

اللہ علیہ کے جمال جہاں آراء کی زیارت فیض بشارت حاصل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

ڈاکٹر ڈکھشا آپ نہایت خوبصورت اور پر رعب نوجوان تھے فوج میں ”سونا ڈاکٹر“ کے نام سے مشہور تھے انگریز آفیسر بھی آپ کے شباب پر رشک کرتے تھے۔ اس کے باوجود آپ اس طرح کھوئے کھوئے سے دکھائی دیتے کہ گویا کسی چیز کی جستجو میں ہیں۔ آپ کو اردو اور فارسی سے بے حد شغف تھا۔ اکثر حکمت و موعظت سے معمور اشعار آپ کے نوک زباں رہتے ابھی آپ کا دل اس لگن سے جس کی لذت دل کی دنیا میں انقلاب پیدا کر دیتی ہے پوری طرح آشنا نہ ہوا تھا۔ ڈیوٹی سے فارغ ہو کر آپ ہمیشہ تذکرۃ الاولیاء میں اولیاء کرام و دیگر بزرگان دین کے حالات کا مطالعہ فرمایا کرتے تھے ان دنوں آپ کی بیٹالیں پکدرہ میں تھی ایک روز ڈیوٹی سے فارغ ہو کر آپ ایک کتاب لیکر پکدرہ میں دریا کے کنارے ایک چٹان پر بیٹھ گئے اور اس کا مطالعہ شروع کر دیا اس وقت آپ حضرت جناب خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پڑھ رہے تھے۔ اچانک ایک فقرہ پر رک گئے اور سوچنا شروع کر دیا حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا تھا

”دل نور ایمان سے منور نہیں ہوتا جب تک انسان

پوری طرح شریعت کو نہ اپنائے“

سوچا کہ اگر بغیر اتباع سنت دل نور ایمان سے منور نہیں ہوتا تو عبادت کا کیا فائدہ۔ چنانچہ آپ کا سارا دن اسی غور و فکر میں گزرا اور آخر بغیر کسی فیصلے کے واپس چھاؤنی میں چلے آئے۔ دوسرے روز بھی اسی جگہ بیٹھ کر کتاب کھولی اور مطالعہ شروع کیا لیکن دل نہ مانا کہ بغیر مذکورہ فقرے پر غور کئے آگے پڑھا جائے۔ چنانچہ ایک طرف تو یہ فقرہ تھا اور دوسری طرف حضور کا حسین و جمیل بغیر ڈاڑھی چہرہ۔ سارا دن

کبھی اس جملہ پر غور و خوض ہوتا اور کبھی آئینہ میں چہرہ مبارک کا ملاحظہ فرماتے آخر بغیر فیصلہ کے معاملہ تیسرے روز پر چھوڑ دیا۔ یہ حضرت جناب خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف تھا جس کی بدولت تیسرے روز آپ نے پختہ فیصلہ کر لیا کہ آج کے بعد چہرہ مبارک پر استرہ یا بلیڈ نہیں لگائیں گے۔ چنانچہ اس روز سے آپ لباس تقویٰ سے آراستہ ہو گئے انگریز افسروں نے ڈاڑھی کی بہت مخالفت کی دوسرے دوست احباب بھی کہتے آپ نے اپنا خوبصورت چہرہ خراب کر لیا ہے۔ لیکن

”یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے“

اب جو کھیل کے میدان میں گئے انگریز افسروں کی نظریں ہی بدل گئیں انداز گفتگو میں تندہی و تلخی۔ سلوک میں نفرت طنز کے تیر چلنے لگے۔ یہاں جو ارادہ بن چکا تھا اس کی بنا پر ان سب باتوں کی پرکاش کے برابر وقعت نہ دی ایک انگریز ڈاکٹر پیل تو مخالفت میں پیش پیش رہنے لگا۔

ایک دن کھیل کے میدان میں کبڈی کا میچ تھا۔ ایک نامور سکھ پہلوان جسے کوئی بھی پکڑ نہیں سکتا تھا۔ آپ کے سامنے آگیا۔ آپ نے اس کی ٹانگ اس مضبوطی سے پکڑی۔ کہ وہ اپنی قوت زور اور کوشش کے باوجود چھڑا نہ سکا اور اپنی ہلکت مان لی۔ دھوم مچ گئی حتیٰ کے انگریز افسر آپ کے بنگلے پر مبارکباد دینے آئے یہ واقعہ ڈاڑھی رکھنے کے چند دنوں بعد ہوا۔ جبکہ آپ کی چھوٹی چھوٹی ڈاڑھی مبارک آچکی تھی۔ آپ نے اپنے دل میں سمجھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے ڈاڑھی رکھنے کے عہد پر قائم رہنے کا انعام ہے۔ جو ایسے نامور پہلوان پر شاندار فتح کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

میڈیکل کور کا ایک کرنل انپکشن کیلئے لاہور سے پکدرہ چھاؤنی گیا۔ آپ کو بار بار دیکھتا تھا۔ آخر کہنے لگا۔ آپ کتنے خوبصورت ہیں۔ ڈاڑھی منڈوا دیں۔ جواب دیا کہ یہ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم اور طریقہ ہے۔ آخر اس کرنل نے آپ کی خفیہ رپورٹ میں لکھا ان کا کام بالکل صحیح ہے۔ لیکن انہوں نے

داڑھی رکھ کر اپنی شکل بگاڑ لی ہے۔

پکدرہ میں آپ کی سرکاری رہائش گاہ کے چاروں طرف شیشے بکثرت لگے ہوئے تھے رات کو انگریز آفیسر راونڈ پر آتے تو آپ کے کمرہ میں جھانک کر حیران و ششدر رہ جاتے کہ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ آب دیدہ ہیں اور فارسی کے اشعار نوک زبان ہیں یہ آفیسر صبح آکر حضور کے گرد جمع ہو جاتے اور پوچھتے کہ آخر کیا وجہ ہے آپ رات کو بھی آرام نہیں فرماتے۔ مگر قدرت کاملہ نے آپؐ کو کسی عظیم مقصد کے لئے پیدا فرمایا تھا **مَنْ شَهِدَ اللّٰهَ بِهٖ خَيْرٍ يَّفِئْتُهُ فِي الدِّينِ الْقُرْآنَ**۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جب وہ کسی انسان پر اپنے قرب کے دروازے کھولتا ہے تو اسے اپنی معرفت عطا فرماتا ہے۔ معرفت قرب سے حاصل ہوتی ہے اور قرب کا ذریعہ عجز و انکساری اور بارگاہ رب العزت میں گریہ زاری ہے۔

### تلاش حق میں اضطراری کیفیت

ایک مرتبہ آپ شادیوال تشریف لے گئے۔ اور میاں محمد ابراہیم رنگریزؒ سے درخواست کی کہ آپؐ کو بیعت کر لیں انہوں نے فرمایا کہ نما دھو کر اچھے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر کل آئیں۔ رات کو میاں محمد ابراہیم رنگریز نے خواب میں دیکھا۔ کہ آپ کا فیض ان کے پاس نہیں ہے۔ جب آپ دوسرے روز نما دھو کر نئے کپڑے پہن کر میاں صاحب کے پاس پہنچے۔ تو فرمایا۔ افسوس میں داخل سلسلہ نہیں کر سکتا کیونکہ آپ کا فیض دوسرے بزرگوں کے پاس ہے جو آپ کو خود بخود نظر آ جائیں گے آپ وہاں سے بے حد پریشان ہو کر واپس ہوئے۔

اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملت الحاج پیر حافظ سید جماعت علی شاہ

رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں

آخر قدرت نے یاوری فرمائی۔ ایک رات آپ نماز تہجد ادا کرنے کے بعد



آرام فرما رہے تھے کہ خواب میں اعلیٰ حضرت امیر ملت پیر حافظ سید جماعت علیشاہ  
محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی صبح آپ ہشاش بشاش نظر  
آ رہے تھے اعلیٰ حضرت امیر ملت کی زیارت نے حضور قبلہ عالم رحیم کے دل میں اطمینان  
پیدا کر دیا

”درد مند عشق را دارو بخردیدار نیست“

آپ اپنے بنگلے میں تنہائی میں روتے رہتے۔ کہ کب رہبر کامل کی دستگیری  
نصیب ہو۔ آپ کی کیفیت کا پلٹن کے صوبیداروں کو پتہ چلا۔ انہوں نے آپس میں  
میٹنگ کی خیال کیا کہ یہ نوجوان ڈاکٹر کسی کا عاشق ہے۔ اور غم فراق میں روتا رہتا  
ہے سب تشویش میں پڑ گئے اور رات کو پھر آپ کو روتا سن کر فیصلہ کیا کہ صبح پوچھ کر  
ان کی مدد کیلئے کوئی قدم اٹھائیں گے۔ صبح سب صوبے دار بات کرنے کے لئے آئے  
اور کہا اگر شادی وغیرہ کی بات ہو تو ہم آپ کی مدد کریں گے۔ فرمایا غلط سمجھے ہو ایسی  
کوئی بات نہیں۔ مجھے خواب میں دکھائے جانے والے بزرگوں کی جدائی کا غم ہے کہ  
انہیں کب اور کیسے مل کر بیعت ہو سکوں گا۔ ان میں سے ایک صوبیدار صاحب نے  
کہا کہ میرے پیر صاحب تشریف لائے تو آپ انہیں دیکھیں۔ پکدرہ سے نزدیک ہی  
پندرہ میل کے فاصلے پر واقعہ رسالپور چھاؤنی میں پیر صاحب تشریف لائے اور صوبیدار  
صاحب کو بذریعہ تار اطلاع آگئی۔ وہ ڈاکٹر صاحب کے پاس گئے۔ اور کہا تیار ہو  
جائیں۔ دونوں نے رات کو گھوڑے لئے اور سحری سے پہلے وہاں پہنچ گئے باہر کافی  
مخلوق تھی آپ بھی باہر کھڑے ہو گئے۔ صوبیدار صاحب اندر لے گئے جو نہی آپ نے  
پیر صاحب کو دیکھا۔ خواب والا پورا حلیہ ہو ہو مل گیا والہانہ قدموں میں گر گئے۔  
طالب مولا متلاشی حق تو تھے ہی۔ آپ جب اعلیٰ حضرت کے سامنے ہوئے تو  
آپ فرما اٹھے

آمد آں یارے کہ مای خواستم

فرمایا ڈاکٹر صاحب ”مجھے تو آپ کے رونے کی آواز بہت پہلے سے آیا کرتی تھی پھر گلے لگا لیا۔ پہلی نگاہ کام کر گئی اور اس طرح طالب نے مطلوب کو پایا۔ اس کے بعد جو قلبی واردات پیش آئیں وہ تصوف کے زیر عنوان صفحہ قرطاس کی زینت بنتی گئیں۔ تصور شیخ نے سارے مقامات طے کرا دیئے دن کا چھین اور رات کی غیند جاتی رہی۔ بسا اوقات آپ پڑھا کرتے سے

جاننا تھا کون شب بیداریاں  
دور کر دیں تو نے سب بیماریاں

لہذا جسمانی ڈاکٹر کے ہونے کے ساتھ ساتھ روحانی معالج بھی بن کر ابھرے اور تصوف کی دنیا پر ابر رحمت بن کر چھا گئے طبیعت میں جمالی اثر کار فرما تھارت پیدا ہو گئی۔ آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی گرنے لگے۔ دل اور نگاہ تو پہلے ہی بک چکے تھے۔ اب ہاتھوں کو بیعت کے لئے بڑھا دیا اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملت نے آپ کے ہاتھوں کو تھام لیا اسباق تلقین فرمائے اور اپنے معبود حقیقی کی بارگاہ عالیہ میں ہدیہ تشکر پیش فرماتے ہوئے معمول کے مطابق دعا فرمائی

سبحان اللہ نگاہ انتخاب نے کیا تعین فرمایا من جد و جد حقیقت تو یہ ہے کہ سمندر سے موتی نکالنے کے لئے بعض لوگوں کو غواصی کرنا پڑتی ہے اور بعض موتیوں کو سمندر اچھال کر کنارے پھینک دیتا ہے۔ وہ خود بخود جھولی میں آجاتے ہیں۔

چنانچہ حضور ”فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملت نے تلقین کرتے

وقت خاص طور یہ فرمایا کہ انسان کے دل پر شیطان کا پنچہ ہوتا ہے۔ جب وہ کسی مرد کامل کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے۔ تو دل سے شیطان کا پنچہ چھوٹ جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر ان تین حالتوں میں سے کسی بھی ایک حالت میں مرید رہے گا تو شیطان دوبارہ دل پر پنچہ نہیں مار سکتا۔ اور اگر ان تینوں میں سے ایک حالت بھی نہ رہے۔ بالکل

خالی رہے ( نظر اور توجہ کے انتظار ہی میں رہے ) تو شیطان پھر دل پر قابو پا لیتا ہے وہ تین حالتیں یہ ہیں -

(۱) مرید اپنے پیرو مرشد کی صحبت میں رہے - چنانچہ مولانا رومؒ فرماتے ہیں -

دیو گرگ است و تو ہچو یوسنی

دامن یعقوب گذار اے صفی

یعنی شیطان بھڑیا ہے اور تو مثل یوسف علیہ السلام کے - اگر بھڑیا (شیطان) سے بچنا چاہتا ہے - تو اے پاک دل! یعقوب علیہ السلام کا دامن نہ چھوڑنا (یعنی پیر کامل کا دامن نہ چھوڑنا) کیونکہ -

گر شوی دور از حضور اولیاء

در حقیقت گشتہ ای دور از خدا

اگر تو اولیاء (پیرو مرشد) کے حضور و محبت سے دور ہو گیا ہے تو جان لے در حقیقت تو خدا سے دور ہو گیا ہے - (یعنی بے پناہ ہو گیا ہے) -

(۲) شیخ کی صحبت و معیت روحانی (قلبی) میسر رہے چنانچہ فرمایا حضرت مولانا رومیؒ نے -

دلبر و مطلوب باما حاضر است

وزنار رحمتش جان شاکر است

دلبر اور مطلوب ہمارے پاس اور ساتھ ہے اور جان اسکی مہربانیوں کی مشکور ہے کیونکہ

اسی ہوا رائشکند اندر جہاں - ہچ چیزے ہچو سایہ ہمراہاں

یعنی اولیاء کی صحبت کے سوا کوئی چیز بھی جہاں میں شیطانی وسوسوں کو دور نہیں کرتی

(۳) جو ذکر و فکر مراقبہ وغیرہ بتایا گیا ہے - خلوص و محبت سے کرتا رہے -

فرمایا حضرت مولانا رومیؒ نے -

ذکر حق پاک است دہوں پاکی رسید - رفت بر بندوں بروں آید پلید

ذکر حق خود پاک ہے اس لئے ذکر اللہ کرنے سے زبان اور دل پاک ہو جاتے ہیں  
 پلیدی اور شیطنیت دور ہو جاتی ہے اس لئے سے

ذکر حق کن بانگ غولاب رابوز  
 چشم زگس را ازین کر گس بدوز

ذکر اللہ کرتا رہ۔ تاکہ شیطانوں کی آواز جل جائے (وہ بھاگ جائیں) اپنی آنکھ ان  
 مردار خوروں کی طرف سے بند کرے۔



## تذکرہ امیر ملت رضی اللہ عنہ

پنجاب کے اس مشہور عظیم پیشوا کی یاد میں ہر سال بمقام علی پور سیداں تحصیل نارووال میں دس گیارہ مئی کو ایک تقریب منائی جاتی ہے۔ اس پر وقار تقریب کا اہتمام انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیداں کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ جس کی بنیاد خود اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملت نے مئی ۱۹۰۳ء میں رکھی تھی۔ اس بزم کا مقصد بزرگان کرام کے حالات اور اس مرد عظیم کے ارشادات۔ ملفوظات و پیغامات کو عوام تک پہنچانا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے انجمن ہذا کی طرف سے ماہنامہ انوار الصوفیہ شائع کیا جاتا ہے۔ جو باقاعدہ ۱۹۰۳ء سے بطریق احسن اسلام کی خدمت کر رہا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہزاروں نہیں لاکھوں انسان انہیں فقرو تجرید کا مالک جان کر ان کے مزار کی چوکھٹ چومتے ہیں۔ کسی کے لئے علی پور شریف میں حضرت کا مزار ارادت کا محور ہے اور کسی کے لئے ان کی عظیم شخصیت باعث عقیدت ہے۔ ہم چاہے انہیں تصوف و فکر کا مالک سمجھیں یا ملت کا امیر مان کر احترام میں گردن جھکائیں ان کے عظیم ہونے کا ہر رنگ میں ثبوت موجود ہے۔

اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملت کا اسم گرامی الحافظ سید جماعت علیشاہ تھا۔ آپ بیسوی صدی عیسوی کے ممتاز عالم دین۔ پیشوائے امت رہبر طریقت اور مجدد وقت تھے۔ حضرت کی ذات والاصفات سے کون ناواقف ہے۔ عرب و عجم کے رہنما۔ ہادی اور مربی۔ لاکھوں گم گشتگان منزل کو راہ حق پر لا کر واصل باللہ کرنے والے تھے۔ آپ کا طریقہ بالمشافہ فیض رسانی تھا۔ اس امتیازی خصوصیت کی وجہ سے آپ شیخِ دوراں تھے

اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملت انیسوی صدی عیسوی کے وسط یعنی ۱۸۴۰ء کے بعد

بمقام علی پور سیداں تحصیل نارووال جسے اب ضلع کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰ حضرت کے والد حضرت مخدوم پیر سید کریم شاہ صاحب "علم و فضل - زہد و اتقا میں کامل اور ایک فارغ البال زمیندار تھے آپکا سلسلہ طریقت قادریہ تھا۔ آپ نجیب الطرفین سید اور سادات شیراز میں حضرت محمد مامون المعروف قطب شیرازی اور حضرت حیدر کرار علی کرم اللہ وجہہ کی اڑتیسویں پشت سے ہیں آپ بچپن سے ہی اوصاف حمیدہ کے حامل تھے۔ آپ نے اپنے گاؤں میں قرآن کریم سے ابتدائی تعلیم کا آغاز کیا۔ اور ۱۸۸۳ء تک دور دراز کا سفر طے کر کے مختلف جلیل القدر اور مشاہیر علماء و بزرگان کرام سے علم و فیض کا اکتساب فرمایا۔

مارچ ۱۸۹۰ء میں اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملت رضی اللہ عنہ حضور پر نور اعلیٰ حضرت عالیجناب قبلہ باباجی فقیر محمد صاحب چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستان عرش نشاں پر حاضر ہوئے۔ اعلیٰ حضرت جناب باباجی سے بسلسلہ نقشبندیہ بیعت کی اور غالباً ایک ہفتہ کے اندر منصب رشد و ہدایت و خلافت پر مامور ہوئے۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ حضرت قبلہ باباجی فقیر محمد صاحب کی خدمت میں کسی نے شکایت کی کہ حضور کے دربار میں برسوں سے کئی خدام حاضر رہتے ہیں اور حتی الامکان ریاضت و مجاہدہ بھی کرتے ہیں مگر جسقدر آپ کی نظر مبارک حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب پر ہے ویسی اوروں پر نہیں۔ آپ نے ایک ہفتہ میں ان کو صاحب ارشاد بنا دیا۔ سبحان اللہ حضرت جناب قبلہ باباجی صاحب نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ فقیر کے پاس خدا کا دیا ہوا بہت کچھ ہے۔ مگر ہر ایک کی قسمت جدا اور مقدر جدا ہے۔ حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب کے پاس چراغ بھی تھا۔ تیل بھی بتی بھی تھی اور دیا سلائی بھی ساتھ لائے تھے۔ فقیر نے تو صرف سلگانے کی محنت کی ہے اور خدا نے چراغ روشن کر دیا۔

بسیار خوباں دیدہ ہم لیکن تو چیز سے دیگری

اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملت "کو اپنے والد ماجد" سے سلسلہ قادریہ میں بیعت لینے کی اجازت تھی۔ لیکن چونکہ آپ اتباع سنت کے زیادہ پابند تھے لہذا سلسلہ نقشبندیہ کو پسند فرمایا اور اس سلسلہ عالیہ کی بے مثال اشاعت فرمائی۔ آپ کا حلقہ ارادت پاک و ہند کے علاوہ افغانستان۔ عراق بغداد مصر و حجاز تک وسیع ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں آپ کے غلام ہیں جن میں خاندانی مشائخین علماء و فضلا۔ سلاطین و امراء کے علاوہ ہر طبقہ کے افراد شامل ہیں۔

اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملت "کو خطہ حجاز سے بے پناہ محبت تھی جب عثمانی ترکوں کے زمانہ میں حجاز ریلوے لائن کے قیام کا اعلان ۱۹۱۰ء میں ہوا تو اعلیٰ حضرت نے زر کثیر بطور امداد روانہ فرمایا ۱۹۱۱ء میں سر آغا خاں اور نواب وقار الملک مرحوم کی تحریک پر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے لئے لاکھوں روپیہ سے مدد فرمائی ۱۹۱۳ء میں مسجد کانپور کی شہادت کے موقع پر مسلمانوں کی امداد اور مسجد کی مرمت کیلئے گرانقدر امداد فرمائی۔ ۱۹۱۳ء سے ۱۹۲۲ء تک تحریک خلافت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور لاکھوں روپے خلافت اسلامیہ کے تحفظ کے لئے روانہ فرمائے۔ ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۵ء تک شدھی تحریک کا یو۔ پی۔ U۔ P میں تن من دھن کی بازی لگا کر مقابلہ کیا حتیٰ کہ ہندو اپنے مقصد میں ناکام ہو گئے۔

۱۹۲۹ء میں ساردا ایکٹ کی سخت مخالفت فرمائی۔ اور اس کو توڑنے کے لئے سینکڑوں کمسنوں کے نکاح خود پڑھائے۔

۱۹۳۱ء میں تحریک حریت کشمیر میں سرگرم حصہ لیا اور آپ نے ہزاروں غلاموں کو تحریک حریت کشمیر میں روانہ فرمایا۔

۱۹۳۵ء میں تحریک مسجد شہید گنج میں عملی حصہ لیا ملک کے طول و عرض میں شبانہ روز طوفانی دورہ کر کے عوام الناس کو صحیح حالات سے روشناس کرایا اور انگریزی حکومت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ حکومت کے خلاف دو لاکھ مسلمانوں کے مسلح

تاریخی جلوس کی لاہور میں قیادت فرمائی آپ کی بے لوث ملی خدمات کے پیش نظر علمائے سرحد و پنجاب نے ایک عظیم الشان کانفرنس منعقدہ مسجد انگور راولپنڈی میں اعلیٰ حضرت کو "امیر ملت" منتخب کیا اور عامۃ المسلمین نے تسلیم کیا۔

مسلم لیگ کی حمایت :- آپ کو ملت اسلامیہ سے بے پناہ محبت تھی۔ اور اسکی بہبودی کے لئے آپ شبانہ روز مصروف عمل رہتے تھے۔ جب مسلم لیگ نے خالص مسلمانوں کے لئے کام کرنا شروع کیا۔ تو اعلیٰ حضرت نے اس کی اعانت فرمائی اور مسلمانان ہند کی اس واحد نمائندہ جماعت کو ہر مقابلہ میں کامیاب کرانے میں عملی حصہ لیا۔ اعلیٰ حضرت کی مساعی جلیلہ سے علمائے سرحد و پنجاب اور عامۃ المسلمین مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔ حضرت قائد اعظم اور حضرت امیر ملت میں گہرے روابط قائم ہو گئے اور اعلیٰ حضرت نے اپنی ظاہری و باطنی توجہ سے قیام پاکستان میں حضرت قائد اعظم کی امداد فرمائی

تبلیغ دین :- مذکورہ بالا خدمات کے علاوہ اہم خدمت جو اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملت نے سرانجام دی وہ تبلیغ دین اور ترویج علوم دین ہے۔ ہزاروں کافریت پرست انگریز عیسائی اور دیگر فرقہ کے لوگوں کو اعلیٰ حضرت نے حلقہ بگوش اسلام فرمایا۔ مرزائیت کی مخالفت شروع سے لیکر تادم آخر فرماتے رہے بے شمار قادیانی اس عقیدہ باطلہ سے تائب ہو کر دوبارہ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔ ۱۹۱۳ء میں اپنے گاؤں علی پور سیداں شریف میں دینی مدرسہ قائم کیا جو سالہا سال سے اپنا اہم فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ علاوہ ازیں اعلیٰ حضرت نے جگہ جگہ دینی مدارس قائم فرمائے علماء کو دعوت تبلیغ دی اور ان کی سرپرستی فرمائی۔

اعلیٰ حضرت کو تقاریر میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ کئی کئی گھنٹے لگا تار قرآن و احادیث کی روشنی میں وعظ فرماتے تھے۔ سخنان اللہ انداز کلام ایسا دل نشیں اور واضح



ہوتا تھا۔ کہ سامعین ہمہ تن گوش ہو کر سنتے اور اثر میں ڈوب کر اٹھتے تھے  
 حج :- اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملت نے پچاس سے زیادہ حج ادا فرمائے۔ تقریباً  
 ہر سال حج کو تشریف لے جاتے۔ آخری حج اعلیٰ حضرت نے ۱۹۴۹ء میں ادا فرمایا۔  
 آپ اہل مکہ معظمہ اور مدینہ شریف کی بیش بہا امداد فرماتے تھے۔ حضرات عرب نے  
 اعلیٰ حضرت کو ابوالعرب کا خطاب دیا تھا۔

فیاضی :- غریبوں و مساکین و مفلوک الحال محتاجوں کے علاوہ عربوں کی امداد بطور خاص  
 فرماتے تھے۔ کوئی سوالی آپ کے دروازہ سے کبھی خالی نہ جاتا تھا۔ آپ کی سفر و حضر  
 میں عادت مبارک تھی کہ اکثر سوال کئے بغیر بھی جو کچھ پاس ہوتا دے دیتے تھے۔  
 لنگر :- سفر خواہ بری ہو یا بحری ہو یا فضائی۔ قیام چاہے گھر میں یا پردیس میں۔  
 آپ کا دسترخوان سب کے لئے کشادہ تھا۔ بکثرت مسلمان آپ کے دسترخوان پر  
 موجود ہوتے اور سب کے ساتھ بطریق مسنون تناول فرماتے اعلیٰ حضرت کو مہمان کے  
 بغیر کھانا پسند نہ تھا۔

مساجد :- مساجد سے اعلیٰ حضرت کو بے پناہ محبت تھی۔ انکی تعمیر کرنا اور تعمیر  
 میں حصہ لینا اعلیٰ حضرت کا محبوب مشغلہ تھا ملک کے بیشتر مقامات پر آپ نے مساجد  
 تعمیر کروائیں۔ خود اعلیٰ حضرت نے اپنی جیب خاص سے علی پور شریف میں آٹھ  
 مساجد تعمیر کروائیں جن میں سے مسجد نور قریباً دو لاکھ روپے سے تیار ہوئی۔ جو اسم  
 با سمیٰ قابل دید ہے یہ مینار سے لیکر فرش تک سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے۔ اسے تاج  
 محل آگرہ کے کاریگروں کی اولاد اور کشمیر و امرتسر کے ماہر کاریگروں نے کئی سال کی  
 محنت سے تیار کیا تھا۔ اس مسجد میں بیش بہا قیمتی تحائف آویزاں ہیں۔ مساجد و  
 مدارس کے علاوہ علی پور میں چھ مہمان خانے اور سیالکوٹ شہر میں بمقام میانہ پورہ  
 ایک مہمان خانہ اور مدینہ منورہ میں ایک مہمان خانہ جو جماعت منزل کے نام سے  
 موسوم ہے مہمانوں اور زائرین کے لئے وقف ہیں۔ تعمیر کروائے۔

## وصال مبارک :-

تیس اگست ۱۹۵۱ء بمطابق ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۷۰ ہجری شب

جمعہ بعد از نماز عشاء مقررہ اور اذکار طائف ادا کرنے کے بعد تمام اعزاء و خدام اور بعض مہمانوں کی موجودگی میں اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملت "کا روح مبارک بوقت دس بجے شب جسد اقدس سے پرواز کر کے دربار رسالت میں حاضری دیتا ہوا جنت القردوس میں جا پہنچا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جمعہ کے بعد اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملت "کا جنازہ پاک اٹھایا گیا۔ نماز جنازہ حضور پر نور حضرت جناب صاحبزادہ پیر محمد شفیع صاحب سجادہ نشین چورہ شریف نے پڑھائی اور اس کے بعد علی پور شریف میں مسجد نور کے جنوب میں اعلیٰ حضرت کو دفن کیا گیا۔ اعلیٰ حضرت کے اولاد پاک کے فیوض و برکات جدا ہیں خدا کی شان ہے کہ جس طرح آپ کی ذات مبارک مظہر فیوض تھی اسی طرح آپ کی اولاد پاک بھی بقول *النور سیر لایبیتہ* عام و خاص کے واسطے چشمہ فیض ہے۔

## مناجات سحرگاہی

فرداً فرداً سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ہر بزرگ کے حالات لکھنے کی گنجائش اس کتاب میں نہیں حضرت مولانا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضور پر نور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ نے اپنی تصنیف حضرات القدس میں حضرات مشائخ نقشبندیہ یعنی حضور سرکار دو عالم فخر موجودات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تک ایک ایک بزرگ کے حالات بالتفصیل درج فرمائے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت جناب صاحبزادہ پیر محمد شفیع صاحب "سجادہ نشین چورہ شریف نے برکات نقشبندیہ (انوار تیراہی) میں حضور پر نور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر حضرت جناب باباجی فقیر محمد صاحب چوراہی رحمۃ اللہ علیہ تک اس سلسلہ عالیہ کے ہر بزرگ کے حالات کتاب مذکورہ میں درج فرمائے ہیں۔ شائقین حضرات مذکورہ بالا ہر دو تصانیف میں نقشبندی مجددی چوراہی بزرگان کرام کے حالات ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ بہر حال اعلیٰ حضرت جناب ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بہترین یادگاروں میں انکا لکھا ہوا شجرہ شریف خواجگان نقشبندیہ ہے۔ جو بجائے خود ایک بلند پایہ تصنیف ہے۔ یہ کس حد تک مقبولیت رکھتا ہے۔ اسکا اندازہ با آسانی اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ خود اعلیٰ حضرت امیر ملت سرکار علیپوری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ڈاکٹر صاحب شجرہ خواجگان سنائیں۔ نیز اس شجرہ کے مطالعہ سے اسکی عظمت بلندی اور برتری بخوبی واضح ہوجاتی ہے قارئین کرام کی ضیافت طبع کی خاطر یہی شجرہ شریف یعنی مناجات سحرگاہی درج کیا جاتا ہے۔

شجرہ شریف نقشبندیہ مجددیہ جامعہ

## مناجات سحرگاہی

ہے بھی حمد و ثنا ذاتِ خدا کے واسطے اور ہے ذاتِ خدا حمد و ثنا کے واسطے

نعتِ بے پایاں محمد مصطفیٰ کے واسطے

أَنْتَ شَافِي أَنْتَ كَافِي أَنْتَ مُهَيِّبُ الْأُمُورِ أَنْتَ حَسْبِي أَنْتَ رَبِّي يَا مُجِيبُ يَا غَفُورُ !

ہو قبولیت لکھی میری دعا کے واسطے !

غیر کے در پر نہ جانے دے مجھے مولا جیل ہو مجھے حاصل تبتل اے مرے نعم الوکیل

ہو کے تیرا ہی رہوں تیری رضا کے واسطے

گرچہ عاصی ہوں مگر شاہِ رسل کا ہوں غلام ہو تیرا لطف و کرم تو ہو تیرے بندوں میں نام

بادشاہِ حشرواں بالبقا کے واسطے

غیر سے الفت نہ ہو آنکھوں میں تو بس جائے گر بند آنکھوں سے تجھے دیکھا کروں شام و سحر

سید عالم محمد مصطفیٰ کے واسطے !

خادمِ آلِ نبی ہوں دوستدارِ اصحاب کا کر عطا صدق و صفا ایمان کامل اے خدا

شاید و صدیق ختم الانبیاء کے واسطے

نفس و شیطان تاک میں ہیں کر ہے اپنا حق لَا تُزِغْ قَلْبِي وَهَبْ لِي مِنَ اللَّهِ مَنَّكَ رَحْمَةً

فارسی سلمان و قائم القیاس کے واسطے

غم غلط ہو جائیں سب وہ غم الہی کر عطا تو سما جائے دل و دیدہ میں ہے یہ دعا

جعفر صادق امامِ دہشوار کے واسطے

اور سب کچھ بھول جلتے یاد اک تیری ہے جستجو تیری میں ستانہ ادائیری رہے

شاہِ مستان بانی مددِ با صفا کے واسطے

میں تیرا ہو کر مرول، دہل جان تیرے نام پر زندگی اسلام پر پونہ خاتمہ اسلام پر

بوالحسنؑ اور بوعلیؑ کو سفاک لقا کے واسطے

تن رہے گریہ مجالس میں بظاہر صبحِ دہشام دل رہے ذکرِ خفی میں ذاکر و شاعر غلِ مدام

عبید خالقِ مقدماتے اولیاء کے واسطے

آتشِ حرص و ہوائے ماسوائے بچا اور رہے دل میں سما یا تو میرے صبح و مسا

عارف و محمود ذی الفضل عطا کے واسطے

توڑ کر اغیار سے اپنے سے مولا جوڑے دل مرے میں ہر گھڑی بس لوگی تیری رہے

حضرتِ خواجہ عزیزاں رحمتا کے واسطے

ہر طرف آئے نظر تیرا ہی حسنِ دلفریب خود بخود در و پوش ہو یہ ماسوائے دیدنا زیب

حضرت بابا سما کی حق نما کے واسطے

روضہ خیر البشر ہو دیکھنا میرے نصیب دل میں بھی ہوا آشکارا جلوہ روئے حبیب

سید میر کلالِ مقدمات کے واسطے

نقشِ دل ہو نقشِ احمد باغِ وحدت کی بہار میمِ ظاہر اور باطن کے کرے راز آشکار

نقشبند سید مشکل کشا کے واسطے

دیدنا دل کر منور دیکھ لے مطلوب کو دل زرتاب ہے میرا اس چہرہ مرغوب کو

دو جہاں پیدا کے جس میں لقا کے واسطے

حضرت یعقوب ناصر دین محمد پارسا اور درویش محمد پیشوا کے امتیازاً

خواجہ امکنی محمد بے ریا کے واسطے

کرتا ہستی مری اور عالم باقی دکھا نفس سرکش کو مٹا کر قلب مردہ کو جلا

باقی باللہ واصل بان خدا کے واسطے

مکن زانی کی بشارت ہونیسوں میں مہم کے پروے میں دیکھا کر دل جلتی تیرے

الف ثانی کے مجدد سنی نما کے واسطے

جان کنی و قبر و حشر و پلصراط پر خط منزلیں میری یہ طے ہو جائیں بے خوف و خطر

خوف ہے دل میں بشار و جزا کے واسطے

بہر معصوم و محمد حجۃ اللہ نقشبند بہر خواجہ زبیر و قطب دین حق پسند

اور جمال اللہ حافظ ہنما کے واسطے

وقت مردن کلمہ احمد زباں پر ہو مری دل میں تیرا ذکر ہوا سنبھلیں تماشا سانی تیری

شاہ علیے افض اللہ القیام کے واسطے

برزخ دوری اٹھا کر شیخ کا جلوہ دکھا جلوہ فرما ہوا کی جلوہ میں نور مصطفیٰ

بابا جی نور محمد پر ضیا کے واسطے

شیخ کا سایہ ہے سر پہ تاسے اے خدا مستفیض ہوتا رہے اس در سے ہر شاہ گدا

شاہ چوراہی فقیر مصطفیٰ کے واسطے

حافظ و حاجی و عالم سید و کامل فقیر شاہ جماعت پیر پیر ال قطب عالم و شکر

حشر میں حامی وہ مولیٰ مجدد ہنوا کے واسطے

نائب شاہ جماعت حامی دینِ متین حاجی ڈاکٹر شیخ محمد اللہ دتہ مرد کمال بلوچستان

میں غلام ان کا پورا تیری رضا کے واسطے

کون ہے تیرے سوا مجھ بے کس و مسکین کا حاجی و فریاد رس مشکل کشا حاجت روا

یہ مشائخ ہیں وسیلہ دعا کے واسطے

یہ دعائے طالب عاجز خدا یا کر قبول زندگی میں دیکھ لوں ہوں سب سے مقصد حصول

انبیار و اولیاء و اصفیاء کے واسطے



## سلوک

جناب قبلہ ڈاکٹر صاحب "اعلیٰ حضرت" کے فراق میں بے چین رہتے اور فرقت میں اشعار نوک زباں رہتے۔ چند ابیات درج دیں ہیں۔ جو آپ نے اپنے پیر عالیشان کی والہانہ محبت و عقیدت میں ایک بار لکھ کر حوالہ ڈاک کئے۔ اعلیٰ حضرت امیر ملت "پشاور کی طرف کے یاران طریقت کو ملنے گئے ہوئے تھے۔ کہ آپ نے دفعتاً پکدرہ کا رخ کیا۔ غلام حیران کہ آج تک ایسا کبھی نہ ہوا تھا عرض کرنے پر فرمایا کہ ہمارا ایک دوست شب و روز ہجرو فراق میں روتا رہتا ہے۔ اس کو دیکھنے جا رہا ہوں۔ یہ محبت کے ابیات ابھی ڈاک میں ڈالے دوسرا دن تھا۔ اور خط اعلیٰ حضرت تک نہ پہنچا تھا کہ آپ یکدم تشریف لے آئے۔ اور آپ "کے کان میں آہستہ سے فرمایا۔ میں آگیا ہوں مجھے آپ کے شبِ فرود رونے کی آوازیں آتی رہی ہیں یہ تھا پیرو مرید کے درمیان رابطہ۔ آپ مرید سے پیر کی مراد بن چکے تھے اور پوری توجہ آپ پر مرکوز ہو گئی ابیات پڑھ کر محظوظ ہوں

آج اے شاہ جماعت تیرے قرباں آجا	بڑی راہ ہدیٰ حافظ قرآن آجا
سید قوم دلوں کے میرے سلطان آجا	وائے ملک تصوف شہ مرداں آجا
انتظاری میں شب و روز ہیں گزے تیری	سمان آج میرے درد کے درماں آجا
دل میرا شوق زیارت سے ہے کتا ارنی	لن ترانی نہ سنا واصل سبحان آجا
زندگی کا تو بھروسہ ہی نہیں ہے حضرت	دل میں لے جاؤں نہ حسرت و ارماں آجا
آ لگا کر مجھے سینے سے منور کر دے	دل میں حسرت ہے یہی اور یہ ارماں آجا
ہوں سیاہ کار میں بے مثل مجسم تو نور	دن چڑھے رات کہاں مرد درخشاں آجا
نہ غلاموں سے تیرے اور نہ درویشوں سے	خاکپائے ہمہ تو جان کے جاناں آجا



گر نہیں شرف قدم بوسی ہی حاصل مجھ کو پر تصور سے ہی دل صورت نگراں آجا  
ماہ و انجم ہیں تیرے نور ضیاء سے روشن اس طرف بھی ہو نظر نیرِ تاباں آجا  
میں نہ شاعر نہ سخن فہم نہ لائق حضرت ہوں مگر طالبِ عاجز ترے قرباں آجا

(۲)

اے جذبہ الفت مجھے تاثیر دکھا دے طالب وہ بن آئیں میری تاخیر بنا دے  
اے علم تصور میری کر آن کے یاری دلبر کی پیاری مجھے تصویر دکھا دے  
مرتا ہے ہجر میں تیرے اک طالبِ بکس اے باد صبا جا! انہیں تقریر سنا دے  
محشر میں کرے حشر نہ برپا تیرا بسمل پہنا کے وصال اپنے کی زنجیر دبا دے  
لکھا ہے مقدر میں شب و روز کا جلنا اللہ میری بگڑی ہوئی تقدیر بنا دے  
اے شاہ حسینان جہاں شاہ جماعت ” میری بھی وصال اپنے سے توقیر بڑھا دے  
بے تاب ہے شوق و زیارت میں شب و ” آنکھوں میں سا جا غم و گیر بھلا دے  
اک آگ لگی دل میں میرے سوز ہجر کی شربت ہے معیت کا جو اکسیر پلا دے  
سلطان دلوں کے مرے سرتاج مشائخ آدل میں مرے مادہ تکمیر دبا دے  
دے آب توجہ اسے پیدا کر اسم ذات شاہا وہ جلالی مجھے تصویر دکھا دے

شاہوں سے گداؤں کا کیا دعوائے الفت

اے طالبِ گستاخ یہ تحریر مٹا دے

اعلیٰ حضرت امیر ملت ” کا وہاں پہنچنا تھا کہ ایک جم غفیر آپ کی زیارت کے لئے ٹوٹ  
پڑا چنانچہ پچاس کے قریب دوست داخل سلسلہ نقشبندیہ ہو کر سعادت ازلی سے مالا مال  
ہوئے اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملت ” نے یاروں کو ختم شریف خواجگاں پڑھنے کی اجازت  
فرمائی اور حضور قبلہ عالم ” کو امیر حلقہ مقرر فرمایا۔ بعد میں آپ کی تبدیلی کسی اور جگہ  
ہو گئی۔ آپ وہاں سے نو میل کا سفر پیدل طے کر کے ختم خواجگاں پڑھانے کے لئے  
تشریف لایا کرتے تھے۔

## درود کا بخار

اعلیٰ حضرت امیر ملت رحمتہ اللہ علیہ کے پکدرہ سے واپس روانگی کے موقع پر حضرت اقدس موصوف کی گاڑی مبارک نظر سے غائب ہو جانے پر جو حال جناب ڈاکٹر صاحبؒ کا ہوا اس درود کے بخار کا اظہار اس طرح فرمایا

میرا دل لے کے اب جاتے کہاں ہیں - شہ خوباں امام قدسیاں ہیں  
عجب یہ بھی ہے موقع دل لگی کا - میں گریاں اور وہ خنداں رواں ہیں  
نہ نظروں میں چچا شاید میں ان کی - چلے منہ موڑ کر وہ جان جاں ہیں  
ذرا تھم! دیکھنے دے چشم گریاں - جدا ہونے کو وہ روح رواں ہیں  
تیری قسمت میں تنہا لکھا یہی کچھ - فراق و غم ترے بس ہمعناں ہیں  
عنادل کے لئے تھی خواب گلشن - کھلی آنکھیں گل و بوٹا نماں ہیں  
نہ عرض حال دل کی کھول کر دل - ادب کے بند رہے لب اور زباں ہیں  
چلے اک دور ملکہ اور ساقی - ابھی حواس ظاہر سب عیاں ہیں  
ظفر کا جب وجود ہی آپ سے ہے - مطیع نہ ہو وہ سنگیں دل کہاں ہیں  
رہے آباد میخانہ سدا یہ - یہی الفاظ بس ورد زباں ہیں  
تجھے بت خانہ دل میں بٹھا کر - کریں پوجا یہی عرض و بیاں ہیں  
پڑھایا ہے سبق طالب کو جب سے  
نہ کفر و شرک پھر پائے کہاں ہیں

جب آپ نے اس سلسلہ نقشبندیہ میں قدم رکھا تو سارا سارا دن تہذیب نفس کے لئے کھانا نہ کھاتے اور نہ ہی نفلی روزہ رکھتے۔ مبادا کہ نفس میں غرور پیدا ہو سکے

اندروں از طعام خالی دار

تا از نور معرفت بینی

علی پور شریف میں باب رحمت میں بیٹھے اعلیٰ حضرت امیر ملت "آپ" کی بہت تعریف فرمایا کرتے۔ اعلیٰ حضرت امیر ملت سرکار علیپوری نے جناب ڈاکٹر صاحب کی ذات میں جوہر قابل پا کر بطور خاص آپ کی تربیت فرمائی شروع کر دی۔ نوبت یہاں تک پہنچی جیسا کہ امیر خسرو کا فرمان ہے۔

من تو شدم تو من شدی - من تن شدم تو جاں شدی

تاکس نہ گوید بعد ازیں - من دیگرم تو دیگری

حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کا عجیب عالم تھا ہر وقت یہ ہی دھن لگی رہتی کہ کسی طرح پر پرواز مل جائیں تو اپنی اولیں فرصت میں خاک علی پور کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنائیں۔ آپ کے پیر بھائی اور پرانے دوست جناب میاں محمد حسن صاحب کنجاہی نے بتایا کہ ان دنوں جب آپ کے والد محترم کے وصال کی اطلاع دی گئی تو جناب ڈاکٹر صاحب نے اس سلسلہ میں جو رخصت لی۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سب سے پہلے آپ اپنے رہبر کامل سرکار علی پوری کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئے۔ پھر کنجاہ شریف آکر اپنے والد بزرگوار کی وفات حسرت آیات کی باقی ماندہ رسومات ادا کیں۔ عرفان کی منزلوں کی تکمیل کے مرحلہ پر آپ کی سرخوشی مندرجہ ذیل غزل سے عیاں ہے۔

فیض مرشد سے منور دل ہمارا ہو گیا

جس طرح سورج سے روشن چاند تارا ہو گیا

منزل عشق مستند دل ہمارا ہو گیا

مور کے گھر میں سلیمان آشکارا ہو گیا

عشق احمد میں فتائے تام جب حاصل ہوئی

میم کا پرہ اٹھا حق کا نظارا ہو گیا

ذکر مولا سے فتائے قلب سے نکلا قدم

عرش سے بلا رواں تو سر ہمارا ہو گیا  
 بے ادب اور بے شعوروں کو کہاں ہو قرب حق  
 حق میں نازل ان کے جب آنتم شکاری ہو گیا  
 الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلَهِكُمْ بِهِ يَادُ هِيَ  
 لَا تُلَهِهُمْ فِي بَيَانَ كِيَا اسْتَعَارَا هُو كِيَا  
 قرب حق سے ہی نہ محرومی ہوئی تیرے نصیب  
 أَخْرِضْ نَسْ ذِكْرِي كَا هِي اِشَارَه هُو كِيَا  
 نشہ دنیا میں تو کیوں اس قدر مخمور ہے  
 چھوڑ کر اسلام کو کیا تو نصاریٰ ہو گیا

اتحاد نور و ظلمت عالم آرا ہو گیا  
 اجتماع اضداد کو کیسے گوارا ہو گیا  
 خالق اکبر کی حکمت اور صنعت کے ثمار  
 لا مکانی سے مکانی سے مداوا ہو گیا  
 تاکہ اس ہمسائیگی سے ہو رہے کامل جلا  
 نور کا مشہود ظلمانی پیارا ہو گیا  
 حیث مبدا و معاد اس شوق میں بیٹھا بھلا  
 بے خبر اپنی خودی سے بھی خود آرا ہو گیا  
 عشق ظلمت کے سمندر میں ہی گر ڈوبا رہا  
 راہ گم کی - دین و دنیا کا خسار ہو گیا  
 ترک غفلت کی پشیمان ہو کے باز آیا اگر  
 بارگاہ قدس میں حاضر دوبارہ ہو گیا  
 محو نظارہ مشہود ازل رہنے لگا

اور عبور بحر ظلمت کا بھی یارا ہو گیا  
 پھر فنائے جسدی و روحی سے وہ ممتاز ہے  
 گوہر مقصود اس کا گوشوارا ہو گیا  
 اپنی ہستی کو مٹایا اور کی حاصل بقا  
 آسمان فقر کا روشن ستارا ہو گیا

نور ہے روح اور ظلمت ہے بدن طالب تیرا  
 عشق کی برکت سے کوئی دن گذارا ہو گیا

## محبت شیخ

ماہنامہ انوار الصوفیہ کے شمارہ اگست ۱۹۲۹ء میں محبت شیخ کے عنوان سے حضور قبلہ  
 ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شائع شدہ مضمون درج ذیل ہے جس سے رہبر کامل سے  
 والہانہ محبت کا اظہار ہوتا ہے

۱۹۰۹ء کا واقعہ ہے کہ اعلیٰ حضرت اقدس شہنشاہ جہاں پناہ قبلہ و کعبہ سیدی و مولائی  
 حضرت شاہ صاحب قبلہ محدث ”علی پوری حج مبارک سے واپس تشریف لائے چونکہ  
 چورہ شریف میں عرس شریف کا موقعہ تھا۔ بجائے علی پور شریف تشریف لانے کے  
 سیدھے چورہ شریف پہنچے خاکسار کو حلقہ غلامی کا شرف حاصل کئے چند ماہ ہی گزرے  
 تھے۔ ان دنوں چھاؤنی پکدرہ علاقہ سوات بینر میں متعین تھا۔ حضور پر نور کی تشریف  
 آوری کی خبر سن کر چورہ شریف حاضر ہوا۔ محترم پیر بھائی صوفی پہلوان خان صاحب  
 مرحوم نے دیگر یاران طریقت پلٹن مثل حوالدار علی حیدر خاں مرحوم صوبیدار اور علی  
 اکبر صاحب بزرگ بھائی باز خان صاحب مرحوم وغیرہم کے سامنے بیاں کیا۔ کہ جب  
 ہم لوگ حضرت شاہ صاحب قبلہ کی خدمت میں یہاں حاضر ہوئے۔ تو آپ (امیر ملت)

نے یاراں پلٹن میں سے ایک یار کی نسبت فرمایا کہ وہ ہر وقت روتا رہتا ہے۔ ہم نے اس کے رونے کی چیخیں مکہ شریف اور مدینہ شریف میں سنی ہیں یہ مردان خدا کی دائرلیس ہے جو تصور کامل کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔

اس موقعہ عرس شریف پر خاکسار کی موجودگی میں بہت سے یاران طریقت کے درمیان حضور پر نور نے اسی نسبت اور محبت کے متعلق ارشاد فرمایا کہ سوائے فلاں کس (ڈاکٹر صاحب) کے کسی نے بھی مجھے اثنائے سفر حج میں یاد نہیں کیا۔ اور نہ کوئی خط لکھا منہ پر تو ہر کوئی محبت کا دم بھرتا ہے۔ لیکن محبت نچی وہی ہے جو سامنے کی نسبت غیبت میں زیادہ نمایاں و ظاہر ہو۔۔۔

منہ دیکھے کی ہوتی ہے محبت سب کو  
مزا تو جب کہ میرے بعد میرا دھیان رہے

فرمایا کہ اس دفعہ مدینہ شریف سے جو کہ میرا وطن اصلی ہے صرف آپ لوگوں کی محبت یہاں کھینچ لائی ہے۔ جتنی محبت میرے دل میں ہے اس کا دسواں حصہ بھی آپ لوگوں کے دل میں ہو۔ تو آپ کو کچھ پرواہ نہ رہے یہی وہ نسبت و رابطہ محبت ہے۔ جس کے ذریعہ یہ بزرگوار حضرات اپنے غلاموں کی غائبانہ تربیت فرماتے رہتے ہیں۔ اور ایسے کام کر دکھلاتے ہیں۔ جو ظاہر و عقلاً محال نظر آتے ہیں۔

## خدمت دربار عالیہ علی پور سیداں شریف

دربار علی پور شریف کی وسعت کا اندازہ عام آدمی نہیں لگا سکتا۔ جہاں اقصائے عرب و ہند و افغانستان کے مہمانوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ خصوصاً سالانہ جلسہ کے ایام میں ہزار ہا غلامان و دربار کا اجتماع عظیم ہوتا ہے۔ تمام اخراجات خورد و نوش ضروریات شب باشی آرامگاہ اور دیگر اخراجات کھیتہ اعلیٰ حضرت امیر ملت سیدنا و مرشدنا اپنے ذمہ لئے ہوئے تھے اور اب بھی اعلیٰ حضرت سجادہ نشین مدظلہ العالی اسی سنت پر عمل پیرا ہیں۔ کھانا نہایت عمدہ پر تکلف دیا جاتا ہے ہزار ہا مہمان ہوتے ہیں۔ جو فیاضی و دریا دلی اعلیٰ حضرت ممدوح الشان مدظلہ العالی کے دسترخواں پر دیکھی جاتی ہے۔ وہ کسی امیر و غنی کے دسترخوان پر نہیں دیکھی جاتی اور اس پر لطف یہ ہے کہ آداب سنت کو ہمیشہ ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ مہمانوں کو کھانا کھلانے اور ان کی خدمت کرنے کے لئے امراء اغنیاء اور شہریوں کو مامور کیا جاتا ہے۔ جو اس خدمت میں اپنی نجات سمجھتے ہیں۔

ایک بار سالانہ جلسہ کے خطبہ صدارت میں بھی سالہائے سابق کی طرح اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خدمت شہری یاروں کے بغیر کسی شہر کا نام لینے کے سپرد کی۔ اور فرمایا کہ پہلے دیہاتی لوگوں کو کھلا کر شہری کھانا کھائیں جو انہوں نے بدل و جاں بخوشی و فوری ادا کی اور خود صاحبزادگان عالمقام باوجودیکہ وہ خدام و غلامان کے مخدوم اور سب کے مکرم و معظّم ہیں رات دن مہمانوں (غلاموں) کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں کیونکہ اعلیٰ حضرت قبلہ عالم کا ارشاد ہے کہ خادم سے مخدوم بنتے ہیں۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

اور اصل طریقت خدمتِ خلق ہے۔

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست یعنی اصل طریقت خدمتِ خلق ہے۔

بزرگوار حضرت نبی اکرم کے ارشاد گرامی "رَبِّد الْقَوْمِ خَادِمٌ مُّطِئٌ" پر عمل پیرا ہو کر شانِ عظیم دکھا رہے ہوتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امیر ملت نے فرمایا۔  
جس نے داری کسے دی نہ کیتی اور نہ کیتا اس نوں راضی میاں تاضی  
جے سے درھیاں پڑھے نمازاں رب نہ راضی ہتھوں بازی

فرمایا۔ چالیس برس ہوئے سرہند شریف میں ایک بزرگ نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی سو برس قلعہ میں بیٹھ کر خدا کو یاد کرے اس کو پھر حکم ہوتا ہے۔ جا۔ خدمت کر پھر تم کو اجر ملے گا۔ مگر خدمت خالص لوجہ اللہ ہو۔ تم سب مہمان آئے ہو تمہاری خدمت میرے ذمہ ہے۔ میں خدمت کر نہیں سکتا۔ ایک آدمی کس قدر خدمت کر سکتا ہے۔ سامان خدمت تو میرے ذمہ ہے۔ مگر آپس میں خدمت کرنے کا اجر تم کو ملے گا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ کشمیر میں ایک دفعہ کشمیری غلام محمد کو کہا۔ کہ چائے پلاؤ اس نے کہا۔ میرا حوصلہ نہیں پڑتا۔ میں نے کہا کہ گھر ہمارا۔ تمہارا حوصلہ کیوں نہیں پڑتا چند روز ہوئے کہ یہاں ایک کشمیری آیا۔ اس کو کہا چائے پلاؤ۔ وہ ایک پیالی دے کر خود پینے بیٹھ گیا میں نے کہا کہ چھوڑ دو۔ تم اس خدمت کے لائق نہیں ہو۔ تم اپنے نفس کی خدمت کرتے ہو۔ خدمت کرنا، خدمت کرانے سے بہتر ہے بندگان خدا کی خدمت سے سرفرازی ملتی ہے۔

چند سال ہوئے ایک شخص نور خاں ضلع میانوالی کا رہنے والا کئی ہزار برتن دھو رہا تھا۔ آپ نے اس کو دیکھا اور کہا کہ تم نے مجھے کیوں نہیں کہا کہ تم کو آدمی دیتا۔ اس نے کہا حضور کام کروں یا آپ کو اطلاع دوں؟ (یعنی یہ ادب کے خلاف ہے) آپ مندرجہ بالا تحریر سے اندازہ کریں کہ خدمت کا معیار کتنا بلند اور لنگر کی وسعت کتنی تھی جس میں اعلیٰ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سالانہ جلسوں کے موقعوں پر سینکڑوں دیگوں کے لئے مسلسل پانی بھرتے رہتے۔ پک کر تیار ہوتیں تو تقسیم کرتے۔ تقسیم کرنے کے بعد کا وقت کھڑے ہو کر مہمانوں کو کھانا کھلاتے برتن دھوتے اور سالہا سال تک یوں ہی خدمت میں مستعد رہے۔



اعلیٰ حضرت عالی جناب جوہر الملت حافظ حاجی پیر سید اختر حسین شاہ صاحب سے اکثر سنے میں آیا ہے کہ عالی جناب ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ پندرہ روز قبل تشریف لاتے مسجد نور دھوتے دیواریں چھت اور فانوس جھاڑتے دیگر انتظامات میں لگے رہتے اور فالتو وقت ہوتا تو کتب خانہ جس میں ہزار ہا کتب ہیں سے تفسیر حدیث فقہ و تصوف وغیرہ کی کتابیں لیکر مطالعہ میں لگ جاتے اور ان میں سے نکات پر گفتگو ہوتی رہتی اس میں یہاں تک مراتب حاصل کئے اور اعلیٰ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی اس قدر خوشنودی حاصل کی کہ اعلیٰ حضرت ممدوح الشان نے فرمایا کہ آپ سو مولوی سے بڑھ کر ایک مولوی ہیں۔ غرضیکہ پیر خانہ سے آپ کا تعلق اس حد تک والمانہ تھا۔ کہ ملازمت کے دوران دو ماہ کی رخصت کا زیادہ تر حصہ علی پور شریف میں ہی گزارتے اور گھر کو بھول جاتے نارووال سیالکوٹ ریلوے۔ لائن پر ۱۶ فروری ۱۹۱۶ء سے پنجر ٹرین چلنا شروع ہوئی اس سے قبل پا پیادہ ہر موسم گرمی سردی برسات میں جاتے۔

### تمغہ خوشنودی

رسالہ انوار الصوفیہ ماہ اپریل ۱۹۳۱ء میں بزم محبت انجمن خدام الصوفیہ پنجاب کے اٹھارہویں سالانہ اجلاس کی روئیداد شائع ہوئی جس میں لکھا ہے کہ اختتام جلسہ پر حضرت قبلہ عالم نے حضرت صاحبزادہ نور حسین صاحب فشی لعل خان صاحب ڈاکٹر شیخ محمد اللہ دتا طالب صاحب اور مولوی محمد اکبر صاحب کو تمغہ خوشنودی عطا فرمائے خداوند کریم انکو مبارک کرے آمین بعد دعا کے جلسہ برخاست ہوا۔

آپ اندازہ لگائیں کہ تمغہ خوشنودی کس بات پر عطا ہوا۔ آپ نے اپنے مرشد عالمقام ممدوح الشان کے دل کو اپنی مخلص خدمت سے اس حد تک خوش کیا۔ کہ اعلیٰ حضرت نے اپنی قدر افزائی۔ رضا و خوشنودی سے سرفراز فرمایا مگر وہ محترمی جناب شیخ معزالدین صاحب مدظلہ العالی کی طرف اعلیٰ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب مبارک میں لکھتے ہیں۔

”فقیر کے وقت میں ملٹری ڈاکٹروں کو دو قسم کی رخصت ملا کرتی تھی۔ سال میں ایک دفعہ دو ماہ کی رخصت اور عندالضرورت دس دن کی اتفاقیہ چھٹی جب کبھی بھی فقیر چھٹی پر آتا۔ سامان گھر پر چھوڑ کر علی پور شریف حاضر ہو جاتا اکثر نصف سے زیادہ چھٹیاں حضور کی صحبت میں گزرتی تھیں۔ گھر والے ترستے ہی رہتے تھے کہ ہمارے پاس نہیں رہتے۔ کتنے مبارک دن تھے اگر اس وقت کی ڈاکٹری ماہوار تنخواہ اور اس کے مقابلہ میں جو خرچ فقیر علی پور شریف جا کر کرتا تھا کا ذکر کیا جائے تو آج کل کے لوگ ڈر جائیں ذَا لِكِ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يُّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

شب و روز اس قسم کی صحبتیں میسر نہ ہوں تو فیضان کے دروازے نہیں کھلتے کثرت اختلاط و صحبت سے ہی وہ نسبت (روحانی) حاصل ہوتی ہے جس کی طرف مولانا جامی نے اپنے اس شعر میں ارشاد فرمایا ہے۔

دراہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست  
مے بینمت عیاں و دعایے فرست

عشق و محبت کی راہ میں دور اور نزدیک کا (مرحلہ۔ راہ) سوال ہی نہیں پیدا ہوتا آپ کو سامنے دیکھ رہا ہوں اور درود و سلام بھیج رہا ہوں۔ موجودہ دنیا دار دنیا کی لذتوں میں پھنسا ہوا اس ذوق سے محروم اور نا آشنا ہے افسوس دوسرے خط میں فرماتے ہیں

”محبت سے ہی انسان کچھ بنتا ہے اور موجودہ مادیت کی دنیا میں صحبت اہل اللہ ہی میسر نہیں آتی اس لئے کہ دنیاوی مصروفیتیں ہمیں فارغ ہی نہیں ہونے دیتی ہیں۔ اگر کبھی موقع ملے بھی تو پھر حب مال کا سوال سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ ہم ضروریات زندگی کے حصول اور رسومات دنیوی کو پورا کرنے کے لئے تو بڑی سے بڑی قربانی کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ وہاں نہ حب مال رکاوٹ ہوتا ہے نہ کفایت شعاری کا عذر اور ذرا ذرا سی ضروریات زندگی کے لئے فوراً بے دریغ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ لیکن راہ حق میں خرچ کرتے وقت کفایت شعاری ہزار حجت بنا کر سامنے آجاتی ہے۔

گویا کہ راہ حق پر چلنا اور حصول رضائے مولا ضروریات زندگی میں سے ہے ہی نہیں حالانکہ زندگی تنگی سے بھی گزر جائے تو خیر ہے کیونکہ کھانے پینے پھینے۔ رسومات و نبوی ادا کرنے کی نسبت یہ سوال نہ ہو گا۔ کہ معمولی کھانا کیوں کھایا تھا۔ کم قیمتی کپڑا کیوں پہنایا اور ایسی رسوم پر کم خرچ کیوں کیا بلکہ اس میں اسراف اور فضول خرچی پر مواخذہ ہو گا۔ لیکن راہ حق میں ہاتھ کھینچنے پر جو ابدی کا خنجر سر پر لٹک رہا ہے جو دنیا داروں کو نظر نہیں آتا۔ آیت کریمہ لَا تُلْهِكُمْ دُورُ أَوْلَادِكُمْ وَعَنْ ذِكْرِ اللَّهِ۔ پر قرآن شریف میں کبھی نظر پڑی ہی نہیں اور آیت کریمہ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ نظر میں آئی ہی نہیں کتنی بھول ہے دنیاوی ضروریات کی ہر منزل اور ہر مرحلہ تو بغیر روپیہ خرچ کرنے کے ہرگز طے نہ ہو سکے اور راہ حق میں حصول رضائے مولا و وصول الی الحق کی منازل بغیر خرچ کئے ہی طے ہو جائیں۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ اتفاق فی سبیل اللہ کے احکام قرآن کریم و حدیث شریف میں بکثرت بھرے پڑے ہیں۔ اور یہ کہ راہ حق وہ منزل ہے جہاں عاشقان کرام و مومنان عظام (طالبان مولا) سروصڑ کی بازی لگا دیتے ہیں تن من دھن سب کچھ قربان کرنے سے رضائے مولا کچھ حاصل کر بھی لیں۔ تو اس سودا کو بہت سستا سمجھتے ہیں۔

جماد چند دادم جاں خریدم

بمہ اللہ عجب ارزاں خریدم

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں

اس خیال است و محال است و جنوں

آیت کریمہ وَمِنْ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِتْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ میں دنیا کی چیزوں سے محبت کرنا خدا کی محبت کے برابر شرک قرار دیا جا رہا ہے مومن کی یہ شان بیان کی گئی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی محبت اور اس کی راہ میں دنیا و مافیہا کو بے دریغ قربان کر دینا ہے اور ایسا کرنا اپنی سعادت اور خوش قسمتی سمجھتا ہے۔

جان دی کہ دی ہوئی اسی کی تھی  
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

حُبِّ مال و جاہ اور ازواج اور اولاد کی محبت میں پھنس کر رہ جانے والے حلاوت  
ایمانی سے محروم و نا آشنا رہتے ہیں۔ آیت مذکورہ بالا میں ایسے لوگوں کے حق میں  
"خَائِرُونَ" کا لفظ آیا ہے جو بہت بڑی و عید قرآنی ہے اللہ تعالیٰ فہم سلیم عطا فرمائے  
اور اپنی محبت اتنی عطا فرمائے کہ اس کے غیر کی گرفتاری سے بے نیاز ہو جاوے آمین  
ثم آمین۔ کتنا قابل غور اور اہم سوال ہے جس کی طرف سے آنکھیں بند رکھی جاتی  
ہیں اور دنیا کے محبوب و مطلوب کو حاصل کرنے اور ملنے کے لئے تو جس طرح ملے۔  
جس قیمت پر ملے سب کچھ روا رکھا جاتا ہے لیکن محبوب حقیقی کے حصول و وصول  
کے لئے نہ وقت ہے نہ فرصت جدوجہد ہے نہ کوشش اور سب سے بڑھ کر بد قسمتی  
اور محرومی کا سبب تنگ دلی اور بخیلی کا اظہار بال بچوں کے اخراجات سے پیسہ نہ بچنے  
کا عذر۔ صاف یہی کیوں نہیں کہہ دیتے کہ جو دل گزرگاہ جلیل اکبر ہونا چاہئے تھا۔  
وہاں اس کا غیر ڈیرہ لگائے بیٹھا ہے۔

بچ کس را تا نہ گردد او فنا

نیست راہ در بارگاہ کبریا

جب آپ "علی پور شریف جاتے تو کبھی کبھی حضرت پیر الیہ جماعت علی شاہ صاحب  
لاٹانی" کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے۔ اس مناسبت سے کہ آپ نے پہلی جنگ عظیم  
میں ملازمت کے دوران صاحب موصوف کو خواب میں دیکھا جو فرما رہے تھے کہ کلہ  
تجدید سات بار پڑھ کر اپنے بدن پر دم کر لیا کریں تو محفوظ رہو گے۔ حضور قبلہ ڈاکٹر  
صاحب نے فرمایا کہ اس پر میرا عمل رہا اور یہ وظیفہ بڑا بابرکت ثابت ہوا۔

## بیرون ملک تبلیغی سرگرمیاں

اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملتؒ سے وابستہ ہو جانے کے بعد حضور سرکار کنجاہی طالب الہیؒ کی دنیا میں ایک نیا انقلاب آچکا تھا۔ محبت میں سرشار انگریز افسروں کے سامنے اپنی عبادات و تبلیغ کو بلا جھجک ادا فرماتے۔ حضور ہمیشہ با وضو رہتے۔ (وضو مومن کا ہتھیار ہے) فوج میں جہاں نماز کا وقت آتا اپنا بڑا کوٹ (برائڈی) نیچے بچھا کر نماز ادا فرما لیتے۔ ایک دفعہ جنگ عظیم کے دوران آپ کسی محاذ پر بحیثیت ڈاکٹر کام پر معمور تھے۔ نماز ظہر کا وقت آگیا آپ نے اپنا کوٹ بچھایا اور نماز شروع کر دی۔ فوج کا کوئی بڑا انگریز آفیسر پاس سے گزرا۔ اتفاق سے جب وہ انگریز آفیسر معائنہ کرتا ہوا دوبارہ واپس حضور قبلہ عالمؒ کے پاس سے گزرا تو آپ اس وقت نماز عصر ادا فرما رہے تھے۔ اس انگریز نے ریمارکس پاس کئے کہ ”ڈاکٹر صاحبؒ تو ہر وقت نماز ہی پڑھتے رہتے ہیں“

چکدوہ چھاؤنی میں قیام کے دوران وہاں ایک حجام آپ کی حجامت بنانے آیا۔ جب آپ کی زیارت کی تو حجامت بنانے سے پہلے اس نے وضو کیا۔ تب حجامت بنانا شروع کی۔ یہ تھی آپ کی وجاہت اور رخ انور کی نورانیت۔ فرمایا حجامت میں ناخن اتروانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ شہادت کی انگلی سے شروع کر کے چھنگلی تک جائیں۔ پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے شروع کر کے انگوٹھے تک پھر دائیں ہاتھ کے انگوٹھے پر ختم کریں۔ پاؤں کے داہنے انگوٹھے سے چھنگلی تک جائیں پھر بائیں چھنگلی سے شروع کر کے بائیں انگوٹھے تک جائیں۔

تبلیغی سرگرمیوں کی وجہ سے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ انگریز کی آنکھ کا شہتیر بنے ہوئے تھے۔ آپ کی تبلیغی سرگرمیاں انگریز کو کسی طرح پسند نہ تھیں وہ تو خود پاک و

ہند میں عیسائی مشنریاں اسلام کی مخالفت کے لئے قائم کر کے ان کی سرپرستی کر رہا تھا اس لئے وہ اسلامی تبلیغ کو کس طرح برداشت کر سکتا تھا۔

آپؐ پندرہ چھاؤنی میں ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۰ء تک رہے۔ اس دوران دینی کاموں میں اس قدر مستعد نظر آتے کہ انگریز افسروں سے چپقلش بڑھتی گئی رمضان شریف کے روزے ایک مرتبہ ساون بھاؤوں کے مہینوں میں آئے علاقہ میں ہیضہ کی بیماری کے آثار تھے۔ تمام مسلمان فوجی روزے رکھتے انطاری کے وقت شربت وغیرہ خوب پیتے۔ ڈاکٹر پیل بہت جُزبُز ہوتا اور کہتا پھرنا کہ موسم پہلے ہی خراب ہے یہ لوگ دن بھر کے فاتے کے بعد شام کو بے تحاشا کھاپی کر پیئے کا شکار ہوں گے۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے۔ تم تو بس ان کے بے تحاشا کھانے پینے کو دیکھتے ہو۔ مگر تمہیں یہ معلوم نہیں کہ ہماری عشاء کی نماز اور تراویح کی پریڈ اس سب کو حد اعتدال میں رکھتی اور تندرستی برقرار رکھتی ہے۔ اور معدہ خوراک کو پوری طرح جزو بدن بنا لیتا ہے۔

ڈاکٹر انچارج آپ کو دینی مشاغل سے باز رکھنے کے لئے آپؐ کے معمول کی ڈیوٹی کے علاوہ disposal work دے کر زیادہ سے زیادہ کام تفویض کر دیتا تاکہ یہ بھاگتے دوڑتے رہیں اور دوسرے ساتھیوں سے ان کا کم سے کم میل جول ہو سکے۔ لیکن آپ قائلو کاموں کو بھی نپٹا کر اپنے ذوق شوق کے مطابق دینی مشاغل میں منہمک رہتے۔ آپ کی تبدیلی پشاور کر دی گئی۔ آپ نے وہاں سے سول پلٹیشیا میں تبدیلی کے لئے درخواست دے دی۔ تاکہ اعلیٰ حضرت امیر ملتؒ کی خدمت میں حاضری کے لئے آسانی ہو سکے۔ تو آپ کو فورٹ سنڈیمان لگا دیا گیا فورٹ سنڈیمان میں آپ ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۳ء تک تین سال رہے۔

۱۹۱۳ء میں جنگ عظیم اول چھڑ گئی۔ آپ کو میسو پوٹیمیا (عراق) بھیج دیا گیا وہاں بھی آپ نے تبلیغی سلسلہ جاری رکھا آپ کے بارے رپورٹیں ہوئیں کہ یہ اسلامی جمعیت کے لئے کام کرتے رہتے ہیں جو انگریز حکومت کے لئے دشمنی کے مترادف ہے ان دنوں ڈاکٹروں کی فوج میں بہت ضرورت تھی۔ اس لئے آپ کے خلاف کوئی

تجزیری کارروائی کرنے کی بجائے آپ کا تبادلہ فرانس کر دیا گیا کہ آپ وہاں اپنی دینی تبلیغی سرگرمیاں جاری نہ رکھ سکیں گے۔

فرانس میں جنگ کے دوران آپ اپنے ساتھیوں کو نماز کی جماعت کرا رہے تھے کہ انگریز افسر نے دیکھ کر تلخی کا مظاہرہ کیا۔ اور کہا ایسا آئندہ مت کریں آپ نے فرمایا کوئی زخمی بیمار داری کے بغیر تو نہیں پڑا۔ اور ڈیوٹی بھی پوری طرح تسلی بخش طور پر دے رہے ہیں تلخی کی کوئی وجہ نہیں۔ باقی رہی ہماری نماز کی جماعت تو یہ ہمارا دینی فریضہ ہے اسے ہم ہرگز ترک نہیں کر سکتے۔ اس پر فرانس سے آپ کو انگلینڈ تبدیل کر دیا گیا۔

آپ کی تبلیغی سرگرمیاں یہاں بھی جاری رہیں اور دنیا کی عظیم طاقت اور حکومت برطانیہ جس کا عروج اس وقت اپنے پورے جوبن پر تھا اور جس کی حکومت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ اس کی تمام تر طاقتیں اس مردِ حر کو اپنے مشن میں ناکام بنانے میں ماند پڑھ گئیں۔ حضور نے انگریز کے مرکز انگلینڈ میں بھی سینکڑوں گم گشتگان راہ حق کو جامِ وحدت سے معمور فرمایا۔ اور تین خداؤں کے چکر سے نکال کر ایک اور صرف ایک وحدۃ لا شریک کی پرستش کرنے والی جماعت کے دامن سے وابستہ کر دیا۔

لنڈن کے قیام کے دوران ووکنگ میں حضور قبلہ عالم کی ملاقات ایک شخص چارلس سلیمان سلیش (CHARLES SULEMAN SLASH) سے ہوئی یہ شخص مرزائیوں کے رسالہ میں مضمون دیا کرتا تھا۔ ملاقات کے بعد مسائل کے بارے میں اس نے حضور قبلہ عالم سے خط و کتابت شروع کر دی جب کبھی حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا تو کتا کہ آپ کی باتیں سیدھی دل میں اترتی چلی جاتی ہیں۔ آپ اگر یہاں رہیں تو تبلیغ میں بہترین کامیابی ہو سکتی ہے۔ آپ کے طرز بیان میں ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ بغیر کسی حیلہ و حجت کے اسلام اپنانے کو دل چاہتا ہے۔

چارلس سلیمان جو حضور قبلہ عالم سے بہت مانوس تھا اور آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو چکا تھا نہیں چاہتا تھا کہ ووکنگ چھوڑ کر آپ جائیں۔

دراصل ووکنگ کو انگلینڈ میں اسلامی سرگرمیوں کا اگر گوارہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کیونکہ وہاں ووکنگ مسلم مشن کے نام سے ایک اسلامی تبلیغی ادارہ کام کر رہا تھا اس کی تبلیغ سے برطانیہ کے تقریباً ہزار ہا مردوں اور عورتوں نے اسلام قبول کیا۔ علاوہ ازیں ووکنگ میں ایک بہت بڑی مسجد ”شاہجہان مسجد“ کے نام سے مشہور ہے ووکنگ کی یہ عظیم مسجد ۱۸۹۹ء میں تعمیر کی گئی۔ اسی کے احاطہ میں سہ ماہی رسالہ ”ایشیا ٹک ریویو“ کے دفاتر ہیں اس پرچہ کے ایڈیٹر ڈاکٹر لٹ نیر تھے جو اورینٹل کالج لاہور کے پہلے پرنسپل اور پنجاب یونیورسٹی کے پہلے رجسٹرار رہ چکے تھے۔ ڈاکٹر لٹ نیر نے ووکنگ میں مسجد کی تعمیر کا پروگرام ہندوستان میں قیام کے دوران ہی بنا لیا تھا۔ اس کی تعمیر اور آئندہ تبلیغی سرگرمیوں کے لئے مالی امداد کا بیشتر حصہ بیگم صاحبہ آف بھوپال سے حاصل کر لیا تھا۔ مسجد کے قیام کے بعد سے اب تک اس کا امام حنفی مسلمان مقرر ہوتا آیا ہے۔ خاص خاص مذہبی تقریبات کی ادائیگی کے لئے ہر عقیدہ اور فرقہ کے مسلمان دور دور سے چل کر یہاں آتے ہیں۔ خصوصاً عید پر شاہجہان مسجد میں بڑا ہی روح پرور منظر ہوتا ہے۔ مسلمان سارے برطانیہ سے کھینچ کر اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے پہنچتے ہیں۔ عید کی نماز کے بعد سب نمازیوں کے لئے دوپہر کے کھانے کا اہتمام امام مسجد کی طرف سے ہوتا ہے۔ بلاشبہ اگر حضور قبلہ عالم جیسی پرکشش نورانی شخصیت کا قیام کچھ عرصہ کے لئے وہاں ہوتا۔ تو بے شمار لوگ مستفیض و مستنیر ہوتے۔

فرانس کے لوگ جنگ سے تنگ آچکے تھے۔ ایسی حالت میں اکثر طبیعت اللہ کی طرف مائل ہوتی ہے۔ آپ کے ذکر فکر کی تلقین کا شہرہ اس ملک کے لوگوں تک بھی پہنچا چنانچہ اکثر فرانسیسی مرد اور عورتیں آپ کی باتیں سننے کے لئے آجاتے عیسائیوں میں پیرپادری شادی نہیں کراتے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب ”کو جب خطوط آپ کی الہیہ محترمہ کی طرف سے پہنچتے تو وہ لوگ کہتے کہ آپ مسلمانوں کے پیرپادری ہیں اور پھر آپ کے بیوی بچے بھی ہیں۔ آپ نے ان لوگوں پر شادی کی اہمیت واضح کی اور بتایا کہ



شادی سے انسان کے خیالات پاکیزہ رہتے ہیں اور اس سے کوئی لغزش سرزد نہیں ہوتی آپ کی تقریر سن کر وہ لوگ آپ کے خیالات کی تائید کرتے۔ عورتیں بھی آپ کے کلمات طیبات سن کر فیض یاب ہوتیں۔

فرانس میں آپ کی پاکیزہ زندگی ایک مثال بن گئی۔ آپ کے ساتھی سکھ ڈاکٹر پادری اور فادر کہہ کر آپ کا تعارف کرایا کرتے۔ موضع پڑتل کے انور صاحب گڑ گاؤں کے راجپوت رسالدار یسین خان اور کھیڑی کے لال دین ہسپتال میں بیمار ہو کر آئے۔ بات چیت سے پتہ چلا کہ اعلیٰ حضرت ڈاکٹر صاحب ”سرکار امیر ملت کے خادم ہیں ملاقات شروع ہو گئی۔ امراولیٰ خاں آپ کے پیر بھائی جو فرانس میں آپ کے ساتھ رہے بیان کرتے ہیں کہ آپ کی دینداری کی شہرت اسقدر ہوئی کہ آپ ”لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گئے وہاں عبداللہ سلوتری میجر اور فتح محمد پرتل گڑ گاؤں والے آپ کی خدمت میں بیعت ہونے کی درخواست لے کر آئے۔ آپ نے فرمایا مجھے بیعت کرنے کی اجازت نہیں۔ کہا کہ خط لکھ کر اجازت منگوا لیں۔ آپ نے اعلیٰ حضرت امیر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت عالیہ میں اس بارے میں خط لکھا۔ خواب میں بیعت کر لینے کا اشارہ ہوا۔ مگر خواب پر اعتبار نہ کیا۔ اور نہ ہی ان لوگوں کو بیعت کیا۔ البتہ فرانس کی زہد شکن جنت ارضی کے ماحول میں ہمراہیوں کو برائیوں میں پھنسا دیکھ کر نیاز محمد صاحب مولا پور کی تجویز پر حلقہ ذکر اور ختم خواجگان نقشبندیہ بعد نماز عصر شروع کر دیا۔ اس طرح اس مشغولیت کی وجہ سے برائیوں کی طرف جانے سے بفضل اللہ تعالیٰ بچ گئے۔

آپ گھوڑے کے شہسوار اور (map reading) راستوں کے نقشہ دیکھنے میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ اور حدیث پاک الوضو سلاح المؤمن (وضو مؤمن کا ہتھیار ہے) کے مطابق ہر وقت با وضو رہتے تھے۔ ایک بار آپ ڈیوٹی پر فرانس کے دیہات میں گھوڑے پر سوار جارہے تھے۔ کہ نماز کا وقت آگیا کپاس پاس ہوتا تھا۔ قبلہ رو ہو کر سڑک کے کنارے نماز پڑھنے لگے۔ ایک بوڑھی فرانسیسی عورت پاس سے گذر



رہی تھی آپ کی نورانی معصومیت سے اس قدر متاثر ہوئی کہ نماز پڑھتے آپ کا ماتھا چوم لیا۔ اسی دوران آپ کو اٹلی کے شہر ژنو بیج دیا گیا جہاں سے واپس فرانس اور پھر مارسیلز تبدیلی ہو گئی۔

کچھ دنوں بعد حضور قبلہ عالمؒ کی تبدیلی دوبارہ مصر ہو گئی اور یہ دوست پیچھے حضور کی جدائی میں روتے رہے۔ آپؒ مارسیلز سے ہوتے ہوئے سیدھے ایران تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے ۱۹۱۸ء میں مصر پہنچے۔ ادھر مئی کا مہینہ قریب آپہنچا۔ گیارہ مئی کو ہمیشہ علی پور شریف میں انجمن خدام الصوفیہ کا سالانہ جلسہ منعقد ہوتا ہے جس میں پاک و ہند کے علاوہ بعض دیگر ممالک سے بھی کافی تعداد میں عقیدت مند حاضر خدمت ہو کر اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملتؒ کی زیارت کر کے سعادت ازلی سے مالا مال ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ حضور قبلہ عالمؒ کو بھی اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملتؒ کی یاد ستانے لگی۔ اور جلسہ کی نورانی تقریب کا منظر آنکھوں میں پھرنے لگا۔ الغرض حضور جلسہ میں شرکت اور زیارت کی غرض سے چھٹی لے کر مصر سے علی پور شریف تشریف لے آئے۔

## دستار خلافت

حضور قبلہ عالمؒ کے دینی رجحانات اور بیرونی ممالک میں تبلیغی سرگرمیوں سے اعلیٰ حضرت محدثؒ علی پوری پوری طرح باخبر تھے۔ باہر سے آئے ہوئے یار بھی حضور قبلہ عالمؒ کی بہت تعریف کرتے۔ اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملتؒ آپ پر بے حد مہربان اور جملہ دینی خدمات کی وجہ سے آپ سے بہت خوش تھے ادھر یہ حال کہ حضور قبلہ عالمؒ جب بھی بارگاہ امیر ملتؒ میں حاضر ہوتے اعلیٰ حضرت کو دیکھ کر دروازہ میں ہی کھڑے رہتے۔ حتیٰ کہ خود اعلیٰ حضرت امیر ملتؒ بیٹھنے کا حکم فرماتے تو آپ قدموں میں جگہ پا کر بیٹھ جاتے۔ اور اپنی نگاہ اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملتؒ کے قلب مبارک پر

لگا دیتے۔ اور عرض کرتے کہ ”اے مولا کریم جو نور اور معرفت کا خزانہ اس سینہ میں ہے اس عاجز کے سینہ میں بھی بھر دے“ چنانچہ گیارہ مئی ۱۹۱۸ء انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیدان کے پندرہویں سالانہ تبلیغی جلسہ کی آخری نشست کے موقع پر اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملت الحاج پیر الحافظ السید جماعت علیشاہ صاحب محدث علی پوری نے حضور قبلہ عالم ”پر کمال مربانی اور کرم نوازی فرمائی اور آپ کو برسرعام دستار بندی و اجازت مرحمت فرمائی۔ ہر طرف سے مبارک مبارک کی آوازوں سے فضا گونج اٹھی۔ صبح ہوئی تو حضور قبلہ عالم ”یہ خانہ میں اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور لوگ مبارک دیتے ہیں فرمایا ڈاکٹر صاحب کہو الحمد للہ پھر عرض کیا حضور میں مولوی ہوں نہ واعظ نہ عالم ہوں نہ فاضل۔ اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملت ”فرمانے لگے ڈاکٹر صاحب زمیندار بنجر زمین میں سے نالی (آڈ) نکال کر کھیتوں کو سیراب کر لیتے ہیں۔ نالی میں پانی کنوئیں سے آتا ہے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے دوبارہ اپنی بے بضاعتی کا اظہار فرماتے ہوئے عرض کیا حضور میں تو ایک ڈاکٹر باہو ہوں خلافت لینے نہیں آیا۔ لیکن اعلیٰ حضرت ”برابر فرماتے رہے۔ ڈاکٹر صاحب یہ کام کرنا ہو گا۔“

خود سراپا نور بن جانے سے کب چلتا ہے کام  
تجھ کو اس ظلمت کدے میں نور پھیلانا بھی ہے

چنانچہ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ حضور میں کسی کو بیعت کے لئے نہیں کہوں گا۔ اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا ڈاکٹر صاحب ”آپ کو کہنے کی ضرورت نہیں پڑے گی لوگ خود بخود حاضر ہوا کریں گے سبحان اللہ یہ شیخ کی دعا کا اثر ہے کہ اعلیٰ حضرت کے محبوب و مقبول خلیفہ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب ”کے متبعین و مسترشدین کی ایک بہت بڑی جماعت آپ کے رہبر برحق ہونے کی بین دلیل ہے۔ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب ”عموماً فرمایا کرتے تھے کہ آج بھی میرے کانوں میں اعلیٰ حضرت کے الفاظ ”ڈاکٹر صاحب کرنا ہو گا کرنا ہو گا گونج رہے ہیں۔ بس اس حکم کی تعمیل میں اگر کوئی

بلائے تو آجاتا ہوں۔ اس ضمن میں حضور قبلہ عالم نے اس واقعہ کا ذکر ایک دوست کے نام مکتوب میں اپنی قلم سے اس طرح فرمایا ہے۔

”واقعی فقیر نہ پیر ہے اور نہ پیری کا مدعی نہ دعویٰ بزرگی اور ولایت یہ کام جو تبلیغی رنگ میں چل رہا ہے۔ یا ہو رہا ہے یہ فقیر باوجود اپنی نااہلیت کے مجبوراً اور حکماً کر رہا ہے کیونکہ اعلیٰ حضرت امیر ملت شاہ صاحب قبلہ محدث علی پوری نے باوجود فقیر کے بسبب اپنی نااہلیت کے بار بار انکار کرنے کے سختی سے حکم فرمایا کہ یہ کام ضرور کرنا ہو گا۔ تم کو اپنے آپ کو نا اہل سمجھتے ہوئے بھی یہ کام ضرور کرنا ہو گا۔ اس لئے کہ تمہاری نسبت کامل ہے تمہارے پیر کامل ہیں فقیر نے عرض کیا کہ حضور میں کسی کے پاس جا کر عرض نہیں کروں گا کہ آؤ تمہیں داخل سلسلہ کروں یا تمہیں بیعت کروں تو حضور نے فرمایا تھا کہ ڈاکٹر صاحب آپ کو یہ کام ضرور کرنا ہو گا جس کو ضرورت ہو گی وہ خود آپ کے پاس چلا آئے گا تو یہ کام فقیر آپ کے حکم اور ارشاد گرامی کے مطابق کر رہا ہے اور ان کی دعا و برکت و توجہ اور فضل و رحمت الہی سے چل رہا ہے اور انشا اللہ چلتا رہے گا فقیر کا کام ان کے ارشادات کے ماتحت ان کی تعلیم کو لوگوں تک پہنچا دینا ہے۔ ہدایت دینا یا ہدایت پر قائم رکھنا خدا تعالیٰ کا کام ہے فقیر کا ذمہ نہیں۔“

میں حاضر ہوا پیر و مرشد کے در پر  
جو اقطاب عالم کے تھے اعلیٰ افسر  
غلام ان کے ہیں قمع جیمبر  
مردانِ حضرت کا میں خاک پا ہوں  
میں اولاد حضرت کے زیرِ لوا ہوں  
اک ادنیٰ ترین میں غلام آپ کا ہوں  
مسلمانوں کو دینا پیام آپ کا ہوں

میں تھا بے بضاعت نہ تھا اس کے لائق  
 نہ خواہش تھی دل میں نہ تھا اس کا شائق  
 مجھے حکم تھا کام یہ کرنا ہو گا  
 مرا حکم ہے اس سے نہ پھرنا ہو گا  
 یا حکم حضرت نے میں ماننا ہوں  
 سوا اس کے کچھ بھی نہ میں جانتا ہوں  
 دعاؤں کی حضرت کا محتاج ہوں میں  
 بغیر ان کے کس کام کا آج ہوں میں  
 خصوصی توجہ سے حضرت نوازو  
 ہے طالب تمہارا ہی شیدا نوازو

## مصر کو روانگی

دستار بندی و اجازت مرحمت فرمانے کے بعد اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملت نے حضور قبلہ عالم کو مصر روانہ فرمایا۔ آپ ۱۹۱۸ء سے ۱۹۱۹ء تک مصر میں رہے۔ وہاں نرسویز کے کیمپ میں فتح محمد اور عبداللہ سلوٹری میجر بھی فرانس سے تبدیل ہو کر پہنچ چکے تھے چنانچہ یہ دونوں دوست نرسویز کیمپ میں اور چند مصری داخل سلسلہ نقشبندیہ ہوئے جب کہ باقاعدہ دستار بندی ہو چکی تھی۔

یاد رہے یہ زمانہ تحریک خلافت کا تھا۔ برصغیر پاک و ہند میں تحریک خلافت زوروں پر تھی۔ قارئین حضرات کے علم کے لئے تحریک خلافت کا مختصر پس منظر ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

اگست ۱۹۱۴ء میں جو جنگ عظیم ہوئی تھی اس کے چند ہی ماہ بعد انگریزوں نے کسی جیلہ سے سلطنت ترکی کے خلاف بھی جنگ شروع کی اور بصرہ کی راہ سے عراق پر

حملہ آور ہوئے اور دو سو میل اندرون ملک مقام شط العرب تک داخل ہو گئے۔ اس مقام پر تیس ہزار انگریزی فوج کو ترکی فوج نے محاصرہ میں لے لیا اور چند ہی دنوں بعد جب انگریزی فوج کا راشن اور اسلحہ وغیرہ ختم ہو گیا تو پوری فوج نے ہتھیار ڈال دیے اور قیدی ہو گئے۔ اس شرمندگی کو مٹانے کے لئے انگریزوں نے مقدس ملک حجاز پر حملہ کرنے کی ٹھانی اور اپنے حملہ کی کامیابی کے لئے حسین ابن علی شریف مکہ مکرمہ اور بااثر عربوں کو بغاوت پر اس وعدہ پر آمادہ کیا کہ فتح کے بعد عربوں کو ملک عرب کی بادشاہت بخش دی جائے گی اس لئے کہ عرب عربوں کا ہے۔ اور ترک کیوں ان پر حکمراں رہیں چونکہ سلطان روم چھ سو سال دنیائے اسلام میں خلیفۃ المسلمین اور خادمِ حرمین و شریفین مانے گئے تھے انگریزوں کی شریف مکہ سے اس خفیہ سازش کا کسی کو علم نہ تھا کہ وہ خلافت اسلامی ختم کر کے حجاز مقدس پر قابض ہونا چاہتے تھے۔ اس اندیشہ سے تمام دنیائے اسلام میں سخت ہیجان پیدا ہو گیا۔ اور خصوصاً برصغیر پاک و ہند میں تحریک خلافت کے نام سے ترکی کی مدد کے لئے چندہ جمع کیا جانے لگا۔ اور نوجوان مسلمان ترکی کی مدد کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے لگے۔

شریف مکہ :- انگریزوں کی سازشوں اور سیاسی و فوجی تسلط کے زیر اثر عربوں نے ترکوں کے خلاف بغاوت کر دی خلافت عثمانیہ کا شیرازہ بکھرنے لگا شریف مکہ حسین ابن علی نے انگریزوں سے ساز باز کر کے حجاز پر اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا دوسرے عرب ممالک بھی خلافت عثمانیہ کے حلقہ اقتدار سے باہر نکلنے لگے شریف مکہ کے عہد میں حجاز کے حالات بہت اہتر تھے یہاں تک کہ دنیا کے مختلف ممالک سے سفر حج پر جانے والے زائرین کی جان و مال تک محفوظ نہ تھے اور شریف مکہ کے برطانوی آلہ کار ہونے کی وجہ سے تمام دنیا کے مسلمانوں میں ایک تشویش و اضطراب پایا جاتا تھا۔ چنانچہ قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کے قیام مصر کے دوران اعلان عام کیا گیا کہ جو مسلمان زیارت حرمین شریفین کے لئے جانا چاہیں حکومت برطانیہ انہیں چھٹی اور مفت سفر کی سہولتیں مہیا کرے گی۔ فوجی کیمپ کے تمام مسلمانوں اور جناب قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ

نے اس سعادت سے بہرہ ور ہونے کے لئے اپنے نام لکھوا دیئے دوران سفر انکشاف ہوا کہ برٹش گورنمنٹ مسلمانوں کے اس گروپ کو عالم اسلام کی نمائندہ جماعت ظاہر کر کے ترکوں کے مخالف شریف مکہ کی حمایت کروا کر سیاسی فائدہ اٹھانا چاہتی ہے آپ نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور مکہ معظمہ میں شریف مکہ کی دعوت کے موقعہ پر واضح کر دیا کہ یہ گروپ عالم اسلام کی نمائندہ جماعت ہرگز نہیں بلکہ سرکاری خرچ اور چھٹی پر زیارات کی غرض سے یہاں آئی ہے لہذا شریف مکہ حسین ابن علی کو برسر اقتدار لانے کی حمایت ہرگز نہیں کی جا سکتی آپ نے علی الاعلان شدید مخالفت فرما کر اس وفد کے خفیہ عزائم کو ناکام بنا دیا

مصر میں قیام کے دوران آپ شہر کی مسجدوں میں جمعہ کے خطبات میں ترکوں سے ہمدردی کے جذبات ابھارتے اور مقامی لوگوں کے ذریعے چندہ کی رقمیں سلطان ترکی کو بھجواتے ایک روز نماز جمعہ پڑھ کر مسجد سے نکلے تو ایک خیر خواہ نے محتاط رہنے کے لئے کہا۔ اور ساتھ ہی بتایا کہ آپ کی خفیہ نگرانی ہو رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک بڑی فائیل بن چکی ہے جلد ہی آپ کی تبدیلی سویز کیمپ میں کر دی گئی۔

سویز کیمپ :- فرانس سے جب رسالے واپس ہوئے تو فرانس والے تمام احباب سویز کیمپ میں آپ کے پاس آئے۔ آپ کو اب خلافت مل چکی تھی جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے۔ وہ تمام دوست وہاں آپ کی بیعت ہو گئے۔ وہاں اتنی رونق بڑھی کہ کیمپ کی دو بیرکوں کو ملا کر مسجد بنائی گئی۔

وہاں ایک شخص نے اپنا بڑا سا بورڈ خلیفہ قادری سروری لگا رکھا تھا۔ اور حالت یہ تھی کہ وضو کرنے بیٹھتا تو ایک ایک گھنٹہ وضو کرنے میں لگا رہتا جب کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ وضو کامل اور جلدی کرنا چاہئے جنگ کے خاتمے پر وہ شخص واپس وطن پہنچ کر احرار میں شامل ہو گیا اور حکیم بغدادی بن بیٹھا حالانکہ نہ وہ صحیح پیر ہی تھا اور نہ مستند حکیم زندگی بہروپ میں گزار دی۔

مشک آنست کہ خود بوید نہ کہ عطار بگوید

حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے صاحبزادہ صاحب کی درازی عمر کیلئے ماہنامہ انوار الصوفیہ مارچ ۱۹۱۹ء کے رسالہ میں استدعا چھپی۔ آپ نے مصر سے اس ضمن میں ایڈیٹر کے نام جو مکتوب ارسال فرمایا ہو ہو نقل کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو

بندگی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بندہ کے خیال میں رسالہ میں دعائے مولود کے لئے استدعا کرنا غیر ضروری تھا اور ہے بھی کیونکہ اس میں شہرت ہے اور شہرت میں خجالت ہے اس لئے بندہ اس استدعا کو غیر ضروری خیال کرتا ہے اور ساتھ ہی حضور انور شہنشاہ قبلہ علی پوری کے دربار شریف میں بھی درخواست کرنے سے محترز ہے کیونکہ بندہ اپنی حقیقی استدعا میں غیر حقیقی اور غیر ضروری اور فانی چیز کے لئے استدعا کی تلاوت کرنا نہیں چاہتا اور اول سے آخر تک صرف ایک ہی خواہش اور طلب میں مرنا چاہتا ہے اور ایک ہی خواہش اور طلب رکھتا ہے اور اس ایک ہی طلب کے لئے مکتف بھی ہے۔ آیتہ کریمہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ اس کی تصدیق کر رہی ہے۔ کوئی چیز آئے یا جائے مرے یا جئے، بندہ اگر بندہ ہے تو کچھ اثر اس نفع و نقصان کا اس پر نہیں کیونکہ یہ نفع و نقصان اس کا نہیں جب کسی کو کوئی چیز عاریبتہ دی جائے اور پھر بعد از استعمال واپس لی جائے تو قرض جسٹ لینے والا کسی خوشی یا غمی کا مستحق نہیں۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی کی مانگی ہوئی چیز اسے واپس کر دی جاتی ہے تو اسکا شکر یہ ادا کیا جاتا ہے نہ کہ آہ و بکا کر کے اظہار ناراضگی۔ جب مالک نے اپنی چیز واپس لے لی تو ہمارا نفع و نقصان کیا معنی؟ بفرض محال اگر اس کو نفع و نقصان سمجھ بھی لیا جائے تو وہ عارضی اور چند روزہ ہے اور مقصود حقیقی پر اس کا کچھ اثر نہیں۔ فانی چیزیں فانی تعلقات مقررہ وقت پر سب علیحدہ ہو جائیں گے ایسی اشیاء کے ساتھ ولی و ابستگی مذکورہ بالا آیت شریف بتا رہی ہے کہ اس زندگی کی غایت اور غرض فقط معرفت الہی ہے اور بس۔ معرفت الہی حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک ماسوائے اللہ سے روئے دل نہ پھیرا جائے



وہ آنکھ روئے جاناں کے دیکھنے کی مستحق نہیں ہو سکتی جو کہ غیر صورتوں کے دیکھنے میں دلچسپی لیتی ہے کیونکہ یہ اغیار سے دلچسپی اس کے دعویٰ طلب روئے جاناں کو غلط اور جھوٹ ثابت کر رہی ہے۔۔۔

دلارامے کہ داری دل درو بسند  
وگر چشم از ہمہ عالم فرو بسند

ہاں معرفت الہی حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک محبت اور عشق الہی دل میں پیدا نہ ہو محبت اور عشق خدا کے حاصل کرنے کے طریقے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں:

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد  
بسا کیس دولت از گفتار خیزد

یہ ہر دو طریقے بایں الفاظ محال اور ناممکن ہیں جب تک محبوب کو مجسم اور مثالی تصور نہ کر لیا جائے اور ایسا خیال خدائے وحدہ لا شریک کی نسبت کرنا شرک ہے ہاں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے جو طریقہ بتایا ہے وہی ایک طریقہ ہے فرماتے ہیں۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا  
اونشیند در حضور اولیاء

محض حضور اولیاء اللہ سے بندہ دیدار اور گفتار ہر دو طریق سے فیض اٹھا سکتا ہے آیت کریمہ **كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** میں بھی یہی راز پوشیدہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کمال شفقت اور رحم فرما کر مدامی معیت اولیاء کی طرف حکم فرما رہا ہے کیونکہ ان سے علیحدہ رہنا خدا سے دور رہنا ہے اور خدا سے دور اور علیحدہ (ترک محبت میں) رہنے والوں کو معرفت خدا حاصل نہیں ہو سکتی۔ مولانا روم فرماتے ہیں:

دور عشقی از حضور اولیاء  
در حقیقت گشتہ دور از خدا

معرفت الہی حاصل کرنے کے لئے محبت اور عشق الہی کی ضرورت ہے اور محبت اور عشق

الہی حاصل کرنے اور سیکھنے کے لئے خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ اور پاک بندوں کی معیت ہدای کی طرف رہنمائی فرماتا ہے۔ آیتہ کریمہ (ثُمَّ لِيَنْزِلَنَّ عَلَيْكَ مِنَ السَّمَاءِ طَبَقٌ مِّنَ النَّعِيمِ) اس آیتہ کریمہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے دعوے کی تصدیق محض اتباع حضرت سرور کائنات فخر موجودات سید الا انبیاء احمد مجتبیٰ صلعم سے ہی ہو سکتی ہے۔ اگر یہ نہیں تو دعویٰ محبت خدا جھوٹا ہے اور بے اتباع محبوب محب کی محبت معتبر نہیں اور یہ اتباع بجائے خود محال ہے۔ جب تک کہ کوئی کامل قبیح اور اسوہ حسنہ ہماری (جسمانی) آنکھوں کے سامنے نہ ہو جس کے نقش پا پر چل کر کامل اتباع پیدا ہو جس کا نمونہ اپنے ساتھ رکھ کر اپنے اقوال و افعال اور عادات کو اس کے مطابق بنایا جائے۔ یہی اس پنجابی ضرب المثل کا صحیح مفہوم ہے کہ خروڑہ کو دیکھ کر خروڑہ رنگ پکڑتا ہے اور یہی بھید ہے کہ فَوَاعِجَ الصَّادِقِينَ کے حکم میں۔

اتباع کامل بغیر عشق اور محبت کے محال ہے ثابت ہوا کہ معرفت الہی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک محبت اور عشق الہی دل میں جلوہ گر نہ ہو اور محبت و عشق الہی بغیر محبت و عشق رسولؐ کے ناممکن ہے اور عشق رسولؐ بغیر محبت و عشق پیر کے حاصل نہیں ہو سکتا اعتقادات کے بعد اسلامی زندگی کے دو حصے بیان کئے جاتے ہیں۔ (۱) عبادات (۲) معاملات۔ پیدائش سے موت تک کے سب تعلقات اور توقعات اسی میں آجاتے ہیں یا یہ سمجھ لیا جائے کہ یہ دو صیغے سرمایہ زندگانی ہیں جن کو خرچ کر کے معرفت الہی کا گوہر مقصود حاصل ہوتا ہے جب ہم عبادات کو لیتے ہیں تو اس میں رکن اعظم فرائض اسلام ہیں اور پھر ان میں بھی سب سے اول اور ضروری نماز ہے۔ نماز یہ ہے کہ شرح محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے موافق اپنے خدا کے حضور میں کھڑے ہو کر اپنی عبودیت کا اقرار کرنا۔ لیکن جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو ہمارا دل معاملات میں جا کر ایسا پھنس جاتا ہے کہ بارہا ہم کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ ہم نے کتنی نماز پڑھی اور کتنی باقی ہے۔ ہم کھڑے تو ضرور نماز میں ہیں لیکن نماز سے بے خبر نماز میں کھڑے ہوئے بھی معاملات کو انجام دے رہے ہیں۔ اسی پر دوسری عبادات بھی قیاس کر لی جائیں۔ یہ حال تو ہمارا اس

عبادت کے ساتھ ہے جو افضل العبادات اور اہم فرائض سے ہے (الصَّلَاةُ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ  
 وَنَجَسٍ) جس نے معاملات کی کدورتوں سے بچا کر معراج المؤمن کا درجہ دلانا ہے جب یہ  
 معرفت الہی کا پہلا زینہ ہی درست نہیں تو معاملات کی کدورتیں کیسے دور ہو سکتی ہیں اور  
 جب تک معاملات سے فحشا و المنکر دور نہ ہو جائیں معاملات معرفت کلی حاصل کرنے میں  
 کیسے مدد کر سکتے ہیں۔ نماز بایں ہمت و صورت کہ ہم پڑھتے ہیں نماز نہیں کہلا سکتی۔  
 حدیث شریف لَا صَلَاةَ إِلَّا بِحَضْرَةِ الْقَلْبِ اس پر شاہد و ناطق ہے۔ کسی کام میں بھی دل حاضر  
 نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس میں دلچسپی موجود نہ ہو۔ اور دلچسپی چاہتی ہے محبت اور شوق  
 کو۔ اس لئے حضور قلب نماز میں بھی بغیر عشق اور محبت الہی کے میسر نہیں ہو سکتا۔ اور  
 اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ محبت خدا کے لئے محبت پیر کی ضرورت ہے اور محبت پیر کی  
 حاصل کرنے کے لئے جس کے بغیر نہ عبادات صحیح ہو سکتی ہیں۔ نہ معاملات ہی صاف ہو  
 سکتے ہیں۔ اور ان کے صحیح اور صاف ہونے کے بغیر معرفت الہی نامکمل ہے مولانا رومؒ کا  
 شعر پڑھ لینا چاہیے۔

نہ تما عشق از دیدار خیزد  
 با کیں دولت از گفتار خیزد

دیدار اور گفتار سے فائدہ اٹھانے کے لئے محبت پیر میں حتی الامکان رہنا چاہیے  
 محبت ظاہری ہو یا باطنی یکساں فائدہ رکھتی ہے۔ مثنوی۔

ان کی محبت مردہ کو زندہ کرے  
 زندہ ایسا ہو نہ پھر ہرگز مرے  
 ان کی محبت دیو کو کرے ملک  
 ہے اثر محبت میں انکی یاں تلک  
 ان کی محبت میں نہیں آتا شتی  
 یہ خبر دی مصطفیٰؐ نے اے انی

محبت عاشق ترا عاشق کند  
محبت فاسق ترا فاسق کند

دوسرے معاملات

یہ تو خود ایسے تعلقات ہیں کہ بڑے بڑے عالم اور دانا بھی ان کے چکر میں آکر ایسی بھول بھلیاں میں پڑ جاتے ہیں کہ معاملات کو تقرب خدا کا ذریعہ بنانے کی بجائے ان کے سبب اس سے دور ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس اشہاک فی الدنیا کو اپنا کمال سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ ان کی آنکھیں تب کھلتی ہیں جب کہ اس دنیا کی طرف ان کی آنکھیں ہمیشہ کیلئے بند کر لی جاتی ہیں۔ تب ان پر وہ خدا کی طرف سے غافل رہنا اور دنیا میں شاغل رہ کر اپنے کمال پر ناز کرنا اپنا پہلا اثر بصورت عذاب جانکنی نازل کرتا ہے۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

اس عذاب جانکنی سے اس عشق دنیا کا خمیازہ بھگتنے کی ابتدا ہوتی ہے قلم میں یہ طاقت نہیں اور زبان قاصر ہے کہ اس خمیازہ کی حقیقت بیان کر سکے۔ عذاب جانکنی عذاب قبر، عذاب حشر، عذاب پلمراط، عذاب دوزخ وغیرہ کی تشریحات ہیں حقیقت میں کتابیں بھری پڑی ہیں۔ عبرت حاصل کرنے کے لئے ایسی کتابوں کا مطالعہ کرنا گاہے گاہے ضروری ہے۔ خداوند کریم سب مسلمانوں کو ان عذابوں سے محفوظ رکھے آمین۔

ہاں جب معاملات زندگی کا ایک ضروری حصہ ہیں جن میں حصہ لینے کے لئے

ہر ایک انسان مکتف کیا گیا ہے۔ اور معاملات زندگی اس ڈھب پر واقع ہوئے ہیں کہ بڑوں بڑوں کو دام تنزیر میں پھنسا لیتے ہیں تو حکمت الہی نے کونسا طریقہ بنا رکھا ہے کہ ان معاملات میں شراکت بھی بدستور رہے۔ ان کے اثرات بد سے بھی نجات رہے اور معرفت الہی کی طرف بھی قدم بڑھتا چلا جائے۔

سنت الہی قدیم سے اسی طرح جاری ہے کہ رشد و ہدایت کے لئے انسانوں میں

سے ہی ایک انسان کو ہر پہلو سے کامل مکمل کر کے ایک نمونہ کے طور پر مامور فرمایا جاتا ہے جس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ باقی انسان بھی ہر پہلو میں اس نمونہ کی نقل کرتے جائیں اور اپنی زندگی اور طرز بود و باش کو اس کے مطابق بناتے جائیں یہ بہترین اور آسان ترین طریقہ ہے۔ کسی کام کے کرنے کرانے کا۔ کہ انسان ایک نصب العین مقرر کر کے اس کے مطابق سب کام کرتا چلا جائے

اب ہمارے لئے بھی یہی ایک در کھلا ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ انسانی زندگی کا اعلیٰ معیار (معرفت الہی) حاصل کریں اور یہ ہمارا چاہنا محض اپنی خوشی پر ہی موقوف نہیں بلکہ آیت شریف (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونَا) کے زیر حکم ملک بھی کئے گئے ہیں۔ تو ہمیں ایسے بندگان خدا کی خدمت میں جانے کی ضرورت ہے جن پر صادقین کا لفظ صادق آتا ہے غالباً "اس اطلاق کی وجہ بھی یہی ہے کہ انہوں نے ایک ایسا راہ صدق و صفا اختیار کر رکھا ہے کہ کوئی دنیاوی مشغلہ ان کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ان کے آئینہ صدق کو مدد کر سکتا ہے ہماری اور ان کی زندگی معاملات میں یکساں واقع ہوئی ہے لیکن وہ تو اس کے ذریعے سے خدا کے نزدیک ہو گئے ہیں اور ہم خدا سے دور ایک ہی طرز عمل ان کے لئے اکسیر ہو رہی ہے اور ہمارے لئے زہر قاتل، یہ راز تب ہی کھلتا ہے جب ہم ان پاک وجودوں کی خدمت میں جا کر ان کے احوال کا معائنہ بہ چشم خود کرتے ہیں۔ وہاں ان کے پاک قدموں میں رہ کر معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں ایک ایسی چیز موجود ہے جو ان کے دلوں کو دنیوی مشاغل میں مشغول نہیں ہونے دیتی۔ مزید برآں انہی مشاغل کو وہ اپنے راہ کا مدد اور معاون سمجھ کر کرتے ہیں۔ بلکہ ان مشاغل کو حکم شرعی سمجھ کر تعمیل کر کے امید ثواب رکھتے ہیں۔ اپنے نفس کو خوش کرنے اور اس کی خواہشات کے زیر اثر ہو کر نہیں کرتے مثلاً ہم بھی اپنی بیویوں کے پاس جاتے ہیں وہ بھی اپنی بیویوں کے پاس جاتے ہیں وہ بھی اپنی بیویوں کے پاس جاتے ہیں ہم تو اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کیلئے اعتدال سے بھی بڑھ جاتے ہیں اور وہ تقائے نسل انسانیت کی نیت سے اترحق زوجیت کے خیال سے سنت نبوی علی

صاحبہ الصلوٰۃ والسلام جان کر جاتے ہیں صرف نیت کی تبدیلی سے ان کے معاملات ہماری عبادات سے بڑھ کر شمار کئے جاتے ہیں اور ہمارے معاملات خواہشات نفسانی مجسم ہونے کے سبب گناہ گنے جاتے ہیں۔ معاملات تو درکنار ہماری عبادات بھی محض شہرت اور دکھاوے کے ہونے کے باعث ہمیں خدا سے دور لے جاتی ہیں کیونکہ ہماری نیت میں عبادات سے بھی قرب الہی مقصود نہیں ہوتا بلکہ شہرت دکھلاوا اور فخر و کبر مقصود ہوتا ہے۔ لہذا اشد ضرورت ہے کہ ظاہر داری کو چھوڑ کر حقیقت کی طرف رجوع کیا جاوے۔ وقت گزرتا چلا جا رہا ہے اور ابھی تک اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پر ہمارا ایمان کامل طور پر نہیں ہوا یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے دنیاوی معاملات کو دینی اور روحانی ضروریات سے مقدم سمجھتے ہیں اور اگر ہم اس شاہراہ کے بدرقوں کے پاس جاتے بھی ہیں تو محض بناوٹ اور ظاہر داری کے لئے۔ نہ اس راہ پر چلنا ضروری اور فرض جان کر ہم نے صادقین کے ساتھ رابطہ رسمی پیدا کیا ہے لیکن محض دکھاوے کی خاطر لوگوں میں اچھا بننے اور کہلوانے کی خاطر۔ بینظاہر داری مکر و فریب ریا کے پردے بہت جلدی اٹھ جانے والے ہیں لیکن افسوس کہ جب آنکھوں سے یہ پردے اٹھ گئے پھر آنکھیں ہمیشہ کیلئے اس عالم کی طرف سے بند ہو جاویں گی اس وقت ضرورت واقفیت عرفان الہی حاصل کرنے کی ظاہر ہوگی لیکن کچھ کرنے کا یارا نہیں ہوگا۔ یہی رابطہ شیخ جس کو ہم رسمی طور پر کام میں لارہے ہیں۔ یہی محبت شیخ جس کے اظہار میں ہم اتنی بناوٹ سے کام لیتے ہیں کہ ہمارے دل ہی اس سے نا آشنا رہتے ہیں۔ یہی رابطہ اور محبت شیخ معرفت الہی کی کنجی ہے۔ آؤ ظاہر داریاں اور بناوٹیں چھوڑ کر حقیقتاً اس طرف رجوع کریں۔ شیخ کی موجودگی کو دونوں جہان کی نعمتوں سے افضل جان کر اس پر سردھڑکی بازی لگا دیں۔

بیعت تو ہم آگے ہی ہو چکے ہیں آؤ آج بیچ بھی ہو جائیں اپنے آپ کو میت بدست خستہ جان کر اپنی آرزوں اور مرادوں سے گزر جائیں۔ اور اس عالم میں آکر پھر دنیا پر ایک نظر ڈالیں تو یہی دنیا جنت نظر آنے لگے گی۔ ادھر ہم اپنی اپنی نیت اور ایمان کو ان خیالات سے درست اور مضبوط ہی کر رہے ہوں گے کہ معرفت الہی دروازہ

کھٹکانے لگے گی۔ مبارک ہیں وہ لوگ اور خوش خبری ہو ان لوگوں کو جو آخری آنکھیں کھلنے سے پہلے اپنی آنکھیں کھول لیں۔ خواب غفلت سے بیدار ہو کر اپنے کام میں لگ جائیں اور دونوں عالم سے بے خبر ہو جائیں۔ یا الہی اپنی توفیق اور عنایت ہم دور افتادوں کے بھی رفتی حال فرما۔ بحرمت باعث کون و مکان سید انس و جان صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ آمین۔

دعائے خیر کا طالب احقر الناس  
اللہ ربہ عفی اللہ عنہ کنجاہی

### جزائر انڈیمان اور برما میں تبلیغ

جب حکومت کو مصر میں بھی آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کی خبر ملی تو آپ کو مصر میں سویز کیمپ میں بھیج دیا گیا اور جلد ہی اسی سلسلہ میں آپ کو بذریعہ تار ہندوستان کے فوجی ہیڈ کوارٹر شملہ میں طلب کیا گیا سی آئی ڈی کی خفیہ رپورٹ کے بارے جواب طلبی ہوئی کہ آپ تبلیغ اسلام کرتے ہیں۔ جواب دیا کہ میں اپنی ڈیوٹی کو باقاعدگی اور پورے طور پر ادا کرتا ہوں۔ اور اپنے وقت میں تبلیغ دین کا کام کرتا ہوں۔ انگریزوں نے کہا کہ اسے چھوڑ دو۔ فرمایا یہ میرے مرشد کا حکم ہے یہ نہیں چھوڑ سکتا اس پر آپ کو وارننگ جاری کی گئی کہ حکومت کی پالیسی کے مطابق اپنے آپ کو بہتر بنائیں اور تبلیغ دین مکمل طور پر بند کریں

اگرچہ ہر چند حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کی یہ سرگرمیاں آپ کے ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے آپ کی ذمہ داریوں میں حائل نہیں ہوتی تھیں۔ مگر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ افسران بالا کو آپ کی ذات سے بلا وجہ یہ کیوں ضد تھی کہ وہ انہیں آئے دن ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے رہتے تھے۔ لیکن جناب ڈاکٹر صاحب کے ذوق و شوق کی عجیب شان تھی کہ کارپردان حکومت کی اعلیٰ تہ اور کھلم کھلا مخالفت کے باوجود ان کے تبلیغی ذوق و شوق میں ذرہ بھر بھی کمی واقع نہ ہوئی۔ بلکہ آئے دن ان میں اضافہ ہوتا گیا۔

جس فوجی رسالے میں آپ ڈاکٹری کی خدمات سرانجام دے رہے تھے اسے آج کل ۱۳ لائبریریوں سے موسوم کیا جاتا ہے اس رجمنٹ نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا جس کے باعث وہ ان کا حکم نہیں مانتے تھے فوجی افسروں نے سی آئی ڈی کی رپورٹ اور آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کے باعث الزام تراشا کہ آپ فوجی جوانوں کو بغاوت پر اکسا رہے ہیں آپ پر مقدمہ چلایا گیا۔ لیکن آپ کے خلاف کوئی گواہ پیش نہ کیا جاسکا لہذا آپ کی تبلیغی سرگرمیوں اور شریف مکہ کی دعوت کے موقع پر جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنے کی پاداش میں آپ کا تبادلہ مصر سے جزائر انڈیمان کر دیا گیا اور پورٹ بلیرڈ کے ہسپتال کا چارج آپ کو دے دیا گیا

آپ تو ہر ملک 'ملک ما است کہ ملک خدائے ماست کے قائل تھے جزائر انڈیمان میں اسلام کی سربلندی کے لئے آپ نے جامع پروگرام مرتب فرمایا یہاں ہندو مت کھل طور پر سایہ فگن تھا فراغت کے موقع پر دین حقہ کی تبلیغ آپ کا محبوب مشغلہ تھا گفتگو میں چاشنی کا رنگ نمایاں تھا آپ سے ایک بار گفتگو کے بعد انسان کا دل خود بخود کھنچا آتا تھا لوگ جوق در جوق آپ کی تبلیغی مجالس میں شریک ہو کر دین اسلام میں داخل ہونے لگے۔

پورٹ بلیرڈ میں جمعہ پڑھنے گئے۔ قیدیوں نے مجبور کیا۔ کہ آپ وعظ فرمائیں۔ آپ نے جمعہ پڑھایا جمعہ پڑھنے کے بعد ایک نوجوان قیدی سید کاظم حسین جو بی اے پاس تھا آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ کہنے لگا اللہ اللہ کرنا سکھائیں۔ فرمایا تم اچھے آدمی ہو نماز پڑھتے رہو اور اپنے طور پر اللہ اللہ کرتے رہو دو تین روز گزر گئے وہ پیچھے جاتا رہا۔ آخر تنگ آکر کہنے لگا۔ اگر میری موت آگئی تو ذمہ داری آپ کے سر ہوگی۔ میں نے تو خود کو آپ کے پیش کر دیا ہے فرمایا عشاء کی نماز کے بعد میرے بچکے پر آجانا گیا۔ بیعت کیا۔ ذکر کی اجازت دی وہ نوجوان سید پاک دل اور ذوق و شوق رکھنے والا تو پہلے ہی تھا۔ آپ نے ذکر کا طریقہ سکھلا کر توجہ دی تو جذب کی حالت اس پر اس قدر طاری ہوئی کہ ذکر کرتے کرتے اس کا سر صحت پر جا لگتا آدمی



رات کے وقت جب ذکر کی گونج آپ کے بنگلے سے پیدا ہوئی تو سی آئی ڈی کے سگھ سب انسپکٹرز نے اس کی خفیہ رپورٹ کر دی کہ یہ ڈاکٹر پہلے کی طرح تبلیغ جاری رکھے ہوئے ہے اور رات کو بارہ بجے تک ذکر کی آواز آتی ہے۔  
جب آپ بھامو سے اپر برما چلے آئے تو سید کاظم حسین بی اے نے خط لکھا کہ جب سمندر کے کنارے پر کھڑا ہوتا ہوں تو اس سے ذکر کی آواز آتی رہتی ہے فرمایا اس سے غافل اور ذاکر کا پتہ چلتا رہتا ہے

درو دیوار شدہ آئینہ از کثرت شوق

بہر کجائے نگریم روئے ترانے بینم

یہ مقام ہے کہ جدھر دیکھتا ہوں آپ کا چہرہ پاک ہی دیکھتا ہوں یہ فنا فی الشیخ کا

مقام ہے

آپ کے خانسامے اور دیگر لوگ بھی آپ سے بیعت ہو کر ذکر میں لگ گئے۔

وہیں ایک ہندو نوجوان مورتی بی اے پاس تھا جو اپنے ویڈیوں اور شاستروں کا عالم اور عامل بھی تھا۔ آپ سے متاثر ہو کر مسلمان ہوا۔ اس کا اسلامی نام محمد عظیم رکھا گیا۔

ان رپورٹوں پر وہاں کے انگریز کمشنر نے لکھا کہ انہیں ڈاکٹر انچارج ہونے کی حیثیت سے پوری آزادی ہے۔ اور میں انہیں تبلیغ سے روک نہیں سکتا ہاں اگر قیدی کی حیثیت ہوتی تو روک بھی سکتا تھا۔

دوسری طرف تمام مسلمان قیدیوں نے باقاعدگی سے نماز ادا کرنی شروع کر دی اور ان میں نو مسلم دن بدن اضافہ کرتے چلے گئے جس کے باعث جیل کے اوقات میں خلل پیدا ہونے لگا قیدی نماز کے اوقات میں افسروں کا حکم نہیں مانتے تھے سی آئی ڈی کی رپورٹ پر کمشنر پورٹ بلیرڈ نے وائسرائے ہند کو چٹھی لکھی کہ ڈاکٹر صاحب نے یہاں آکر قیدیوں کی ذہنی کیفیت بدل دی ہے لہذا یا تو ان کے لئے سزا تجویز کی جائے یا انہیں قیدی کی حیثیت دی جائے بصورت دیگر فوری طور پر یہاں سے ان کا

تبادلہ کر دیا جائے۔

اس دوران آپ کے گھر والے جب اعلیٰ حضرت امیر ملت محدث علی پوریؒ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوتے تو آپ دعا کے بعد تسلی اور تشریح آمیز لہجہ میں ارشاد فرماتے کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں ڈاکٹر صاحب انشاء اللہ جلد وطن واپس لوٹ آئیں گے۔

کمشنر جزائر انڈیمان کی رپورٹ پر ایک ماہ کی قلیل مدت کے بعد آپ کا تبادلہ برما بھامو چھاؤنی کر دیا گیا۔

قارئین کرام! اسی بھامو چھاؤنی میں ہمارے سلسلہ عالیہ کی مایہ ناز ہستی حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے عاشق صادق اور محبوب و منظور نظر خلیفہ مجاز حضور جناب باباجی ملک فیروز خاں صاحب "فیروز آبادی گجراتی کو نومبر ۱۹۱۹ء میں آپ کی غلامی کا شرف حاصل ہوا حضرت جناب باباجی صاحب کے داخل سلسلہ ہونے کا واقعہ نہایت دلکش اور دلچسپ ہے حضرت باباجی صاحب "کافی عرصہ سے وہاں تعینات تھے لوگوں میں خاصے مشہور اور عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے لہذا برما میں آپ کے مدد معاون ثابت ہوئے۔

بھامو ہسپتال چین کی سرحد کے قریب برما میں آپ کو بھامو ہسپتال میں تعینات کیا گیا پکدرہ والا ڈاکٹر پیل پہلے سے وہاں کرنل انچارج کی حیثیت سے موجود تھا۔ آپ کی تعیناتی کے احکام اس کے پاس پہنچے تو ہسپتال میں ادھر جاتا تو کتا MULLAH

THE GREAT COMMING عظیم ملاں آرہا ہے۔ ادھر جاتا تو کتا MULLAH

THE GREAT IS COMING ہسپتال کا عملہ حیران کہ یہ پہلے ہی گھبرایا پھرتا

ہے۔ آپ جب وہاں پہنچے تو پوچھا یہاں کوئی مسلمان افسر ہیں حوالدار باباجی ملک فیروز خاں صاحب کے بارے میں بتایا گیا۔ آپ نے بلا بھیجیہ نہ گئے خیال کیا کہ ڈاکٹر کسی بیگار کے لئے ہی کے گا۔ یہ نومبر ۱۹۱۹ء کے دن تھے۔

جمعہ کی نماز کے لئے آپ مسجد تشریف لے گئے تو آپ کی نورانی صورت

خوبصورت ڈاکٹر ہی اور وجاہت سے مسجد کے حاضرین اس قدر متاثر ہوئے کہ سب اوبا اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور پھر درخواست کی کہ آپ منبر پر بیٹھ کر خطاب فرمائیں آپ نے فرمایا میں تو ڈاکٹر ہوں۔ لیکن حاضرین کے پر زور اصرار پر آپ نے پوچھا مسجد کا متولی کون ہے۔ حوالدار میجر فیروز خان صاحب نے کہا کہ میں منتظم ہوں۔ ان سے اجازت لے کر آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے خان صاحب فرماتے تھے کہ آپ کے وعظ مبارک کے دوران تمام نمازیوں کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے لیکن کیوں؟ یہ بات سمجھ میں نہ آئی۔ پھر آپ نے خطبہ پڑھ کر نماز پڑھائی۔

جناب خان صاحب کو فرمایا گھر آنا۔ یہ نہ گئے ایسے ہی دوسرے روز ہوا تیسرے روز مغرب کی نماز کے بعد خان صاحب کا بازو پکڑ کر کہنے لگے چلو سیر کو چلیں۔ تھوڑی دور جا کر فرمایا تمہارا دل بیمار ہے خان صاحب نے کہا میں تندرست اور بالکل ٹھیک ہوں۔ اپنا ہاتھ چھڑا کر واپس آگئے آخر اسی رات ایک عجیب واقعہ پیش آنے کے بعد علی الصبح حاضر خدمت ہو کر خود کو بیعت کے لئے پیش کیا فراغت کے بعد واپس جانے لگے تو کوٹھی کے گیٹ پر اردلی پکار رہا تھا اپنے سگریٹ لیتے جائیں۔ مگر اب سگریٹوں کی کسے ہوش تھی۔ اپنے کواٹر میں گئے۔ رات کو عشاء کی نماز پڑھ کر سونے کے لئے چارپائی پر بستر اور چھردانی لگائی۔ خیال کیا سبق یاد کرنا ہے نیچے چارپائی کے قریب بیٹھ کر ذکر میں مشغول ہو گئے تا آنکہ فجر ہو گئی مسلسل کئی رات ایسے ہی گزر گئیں اور اس وقت تک چارپائی پر نہ سوئے جب تک کہ ذکر کا ملکہ حاصل نہ ہو گیا۔

کرنل ڈاکٹر پیل اور اس کی میم آپ کے ساتھ چچقلش رکھتے اور بہت تنگ کرتے تھے جناب خان صاحب کو معلوم ہوا۔ تو کرنل کو ڈانٹا خدا کی قدرت خان صاحب کی ناراضگی رنگ لائی۔ کرنل پر کیس بن گیا تحقیقات ہوئی جناب خان صاحب کی منتیں کرنے لگا۔ فرمایا اب نہیں سب ثبوت مہیا ہیں چنانچہ وہ ڈس ہو گیا پھر میاں بیوی دونوں نے ڈاکٹر صاحب کے پاؤں پکڑ لئے۔

ایک رات جناب خاں صاحب کی خزانہ پر گارڈ ڈیوٹی تھی۔ گارڈ والا آدمی غیر حاضر نہیں ہوتا۔ آپ تہجد کے لئے مسجد چلے جاتے تھے مراتبے میں مستغرق تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی آواز آئی جیسے کوئی روپوں کی تھیلیوں کو چھنکارتا ہے چوری ہو رہی تھی مگر آپ مسجد میں مراتبے میں مستغرق رہے نماز کے بعد گارڈ پر پہنچے تو معلوم ہوا سب کی تلاشیاں اور تحقیقات شروع ہو گئی آپ کو کسی نے پوچھا تک نہیں ادھر ایسی بات ہوئی کہ زبردست تلاشی اور تحقیقات سے چور خوف زدہ ہو کر خود ہی پیش ہو گیا۔ حضرت خان صاحب فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے اعلیٰ مقامات و مراتب اور کرامات سے وہ کچھ دیکھا کہ کسی صاحب کمال کو یہ بلند مرتبہ شاید ہی حاصل ہو۔

ملاں یعقوب رہتی اور محمد حسین قصوری وہیں داخل سلسلہ ہوئے۔

بھامو چھاؤنی سے آپ کی تبدیلی مانڈلے ہو گئی نئی جگہ سے آپ خان صاحب کو ملنے آئے جب قیام کی مدت ختم ہو گئی تو جناب خان صاحب آپ کو رخصت کرنے کے لئے آپ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپ نے خان صاحب کو فرمایا واپس ڈیوٹی پر جائیں مگر یہ ساتھ ہی گئے کئی روز کے بعد واپس ہوئے۔ چونکہ بلا اطلاع چلے گئے تھے جناب خان صاحب اپنے ساتھیوں سے خاموشی کے ساتھ غیر حاضری کے بارے معلوم کرنے لگے۔ وہ کہنے لگے آپ تو روزانہ حاضر ہی ہوتے تھے۔ آپ کی پوری حاضری لگی ہوئی ہے۔

بھامو میں فقیر محمد کو جناب خان صاحب نے جناب قبلہ ڈاکٹر صاحب کی خدمت عالیہ میں پیش کر کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت کرایا اس کی پیرک والے ساتھیوں نے شرارت سے اس کا بستر گم کر دیا اور وہ لوگ اسے کہنے لگے اپنے کشف والے پیر سے کہو۔ وہ اعلیٰ حضرت ڈاکٹر صاحب کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے اسے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھنے کو کہا۔ وہ بار بار واپس آجاتا کہ آپ ہی پڑھیں۔ اتنے میں جناب خان صاحب کو سوتے میں دکھایا گیا کہ بستر بھوسہ والے گودام میں بھوسے میں چھپا کر رکھا گیا ہے آنکھ کھلنے پر جناب خان صاحب نے فقیر محمد کا بستر وہاں سے نکال دیا۔

تماش بین نہایت متعجب ہوئے۔

جناب خاں صاحب نے فرمایا - چین کی سرحد کے پاس بھامو کے مقام پر پلٹن میں مجھے ایک دفعہ بخار آگیا میں بغیر میمو کے ہسپتال میں ڈاکٹر صاحب کے پاس دوائی لینے گیا حضور نے فرمایا کہ بغیر پرچی کے میں دوائی نہیں دوں گا - میں پرچی بنوا کر دوبارہ حاضر ہوا تو فرمایا میں دوائی نہیں دوں گا - میں نے دل میں ترود کیا - فرمانے لگے کہ خانصاحب ان سب دوائیوں میں شراب کی آمیزش ہے اس لئے یہ تم کو نہیں دوں گا -

ایک بار بابا جی ملک فیروز خاں کے دو دوستوں نے اعلیٰ حضرت ڈاکٹر صاحب کو دوپہر کے کھانے کی دعوت دی آپ نے قبول فرمائی - کھانے کے بعد جناب ملک فیروز خاں صاحب نے دوستوں کا شکریہ ادا کیا اور کہا - اب ہم سے بھی کچھ سودا لے لیں انہیں اس بات کی کچھ سمجھ نہ آئی آپ نے فرمایا خانصاحب آپ تو معرفت کی باتیں کر رہے ہیں یہ بیچارے کیا سمجھیں -

مغرب کا کھانا آپ کے ایک مرید اکاؤٹس آفیسر کے ہاں تھا - آپ وہاں تشریف لے گئے - اور رات بھی وہیں رہے - خانصاحب نزدیکی مسجد میں چلے گئے رات ایک بجے دونوں شخص اکاؤٹس آفسر صاحب کے گھر پہنچے - دروازہ کھٹکھٹایا - اور آپ سے کہنے لگے جناب حوالدار خانصاحب نے دوپہر کو ایسی بات کہی ہے کہ ہمیں اس بات کے سبب ابھی تک نیند نہیں آئی - براہ کرم وہ سودا دے دیں جس کا جناب حوالدار میجر خاں صاحب نے ذکر کیا تھا - آپ نے فرمایا وہ مسجد میں ہوں گے ان سے جا کر کہیں جناب ملک فیروز خاں صاحب نے کہا سودے والی سرکار تو ادھر ہی ہے تہجد کے بعد دونوں توبہ کے لئے حاضر ہوئے - آپ نے توبہ کرا کر ذکر و اسباق سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی جب تلقین فرمائی تو ان پر وجد اور نیمودی اس قدر طاری ہوئی کہ دونوں کے ہاتھ ناف پر بندھے جم گئے - اس واقعہ کے بعد رنگون میں دس دن کی قلیل مدت میں سات آٹھ سواشخاص نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی -

جناب ملک فیروز خاں صاحب کا ایک دوست محمد یوسف نامی اعلیٰ حضرت قبلہ

ڈاکٹر صاحب سے متعارف تھا اس نے خواب دیکھا کہ گاڑی کھڑی ہے لوگ آپ سے ٹکٹیں لے کر اس پر سوار ہو رہے ہیں چنانچہ وہ بھی ٹکٹ لے کر گاڑی پر سوار ہو گیا صبح اٹھ کر حاضر خدمت ہوا۔ اور خواب کا واقعہ عرض کیا۔ آپ نے اپنی جیب سے نوٹ نکالی جس میں پہلے بیعت ہونے والے یارانِ طریقت کے نام یادداشت کے طور پر نمبر وار لکھے ہوئے تھے نمبر بتا کر محمد یوسف سے پوچھا اس سے آگے کیا نمبر ہے اس نے عرض کی حضور وہی جو میرے ٹکٹ کا نمبر تھا۔ اور حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا۔

## ملازمت سے استعفیٰ

در حقیقت انگریز حضور قبلہ عالم کی تبلیغی سرگرمیوں سے عاجز آچکے تھے۔ انہوں نے حضور کو اس کام سے باز رکھنے کے لئے ہر حربہ استعمال کیا۔ دنیائے عالم کے تقریباً نصف ممالک جن میں خاص طور پر اٹلی، فرانس، انگلینڈ، مصر، عرب ممالک انڈونیشیا اور برما قابل ذکر ہیں آپ کا تبادلہ کیا جاتا رہا کہ شاید اس طرح حضور قبلہ عالم کی تبلیغی سرگرمیاں ماند پڑ جائیں۔ لیکن انگریز بیچارہ کیا جانے کہ ”طبع ہوتی نہیں تبدیل ہوا ہوتی ہے“ اور پھر ”یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے“

بیسویں نہیں سینکڑوں افراد کو ان ممالک میں بھی قدرت نے اس چشمہ فیض نبوت سے فیضیاب ہونے کا موقع عطا فرمایا۔ ان ہی اسلامی سرگرمیوں کی وجہ سے جن کا ذکر تفصیل سے پچھلے صفحوں میں آچکا ہے۔ انگریز نے آپ کے خلاف خفیہ ریمارکس دیئے اور حضور قبلہ عالم کو مصر سے پورٹ بلیوڈ یعنی کالے پانی ڈاکٹر انچارج کی عیثیت سے تبدیل کر دیا۔ لیکن اس عاشقِ رسول کی تبلیغی سرگرمیوں میں وہاں بھی کوئی چیز سد راہ نہ بن سکی۔

برما میں آپ کا قیام ڈیڑھ سال رہا اس عرصہ میں رنگون اور اس کے مضافات کو دین اسلام کی روشنی سے خوب منور فرمایا۔ انگریز کو آپ کی تبلیغی سرگرمیاں ایک

آنکھ نہ بھاتی تھیں فوجی خفیہ ایجنسی آپ کے دینی کردار پر کڑی نظر رکھے ہوئے تھی۔  
 خفیہ ایجنسی نے اپنی رپورٹ میں آپ کو حکومت برطانیہ کا بہت بڑا دشمن قرار دیا۔

DR. MUHAMMAD ALLA H DITTA IS THE GREAT  
 ENEMY OF BRITISH EMPIRE

چنانچہ ۱۹۲۰ء میں آپ نے انگریز کی فوجی ملازمت کو خیرباد کہہ دیا عیار انگریز نے  
 پاک و ہند میں آپ کا داخلہ بند کر دیا آپ نے برما کے ایک شہر مدین میں اپنا ذاتی  
 کلینک کھول کر پریکٹس شروع کر دی اور اپنی ہی رجمنٹ کے ایک پرانے ساتھی ریٹائرڈ  
 حوالدار میجر راؤ عبدالرشید خاں - آئی - ڈی ایم ایس کے تعاون سے وہاں رہائش  
 اختیار کر کے از سر نو تبلیغ دین کا کام شروع کر دیا حسن اتفاق کہ تھوڑے عرصہ کے  
 بعد وہاں پنجابی بری فسادات شروع ہو گئے۔ نتیجتاً پنجابیوں کو برما سے نکلنا پڑا۔ آپ  
 نے کلینک کا تمام سامان راؤ صاحب کے سپرد کیا اور خود ہجرت فرما کر کنجاہ شریف  
 واپس تشریف لے آئے۔

اے طائرِ لاجوتی اس رزق سے موت اچھی  
 جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

## کنجاہ تشریف آوری

آپ برما سے وطن مالوف تشریف لے آئے تو اعلیٰ حضرت امیر ملت "کی  
 رضامندی سے آپ نے کنجاہ شریف میں مستقل قیام اختیار فرمایا۔ کنجاہ بہت قدیم  
 قصبہ ہے مدتِ مدید تک ہندو راجاؤں کی راجدھانی اور ہندو تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہا  
 ہے۔ مندر تالاب وغیرہ اب تک ہندو تہذیب کے آثار اور منہ بولتی تصویریں ہیں۔  
 یہ ہندوانہ روش موجودہ بیسویں صدی کی پہلی تہائی تک بڑی جاندار رہی۔ اگرچہ  
 برصغیر میں اسلام کی روشنی سے یہ قصبہ بھی بہرہ ور ہوا۔ لیکن تعلیم و تجارت میں غلبہ

انہی لوگوں کا تھا۔ مسلمان تعلیم و تجارت و انتظامی امور میں بہت پیچھے تھے ان حالات میں آپ فوجی ملازمت سے فراغت کے بعد وطن مالوف پہنچے تو یہ قدیم قصبہ اس آفتاب و ماہتاب کے انوار سے جگمگا اٹھا۔ مسلمانوں میں ہمہ جہتی بیداری پیدا ہوئی۔ بقول حضرت شیخ سعدیؒ :-

ہر کجا کہ بود چشمہ شیریں

مور و ملخ و مردماں گرد آئیند

مگر آپ پانی کا چشمہ نہیں چشمہ نور تھے۔ آپ کی تشریف آوری نے کنجاہ کو کنجاہ شریف بنا دیا۔ اور یہ کوئی مسالفتہ نہیں۔ قاعدہ کلیہ ہے۔ شرف مکان بملکیں۔ مکان کی شرافت مکین کی شرافت اور بزرگی کے سبب سے ہوتی ہے۔ مکہ کی آبادی قدم اسمعیل علیہ السلام سے مولد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور بیت اللہ شریف کی وجہ سے مکہ مکرمہ کھلائی مدینہ پہلی امتوں میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ہجرت ہونے کی خبر پہلے یثرب کے نام سے بسا اور مدینتہ البنی صلی اللہ علیہ وسلم بننے پر مدینہ منورہ اور طیبہ کے نام سے مشرف ہوا۔

یہ بات محض زبانی کہہ دینے کی ہی نہیں بلکہ آثار و شواہد اس پر ناطق ہیں۔ اپنی ہر اوقات کے لئے آپ نے کنجاہ شریف میں چھوٹا سا شفاخانہ کھول لیا۔ آپ کے پیر بھائی جناب مولوی محمد حسن ولد قمر الدین صاحب کنجاہ ہی حال مقیم گڑی شاہ دولہ گجرات بیان فرماتے ہیں۔ کہ اس شفاخانہ میں آپ نادار مریضوں کو عموماً مفت یا بہت ہی کم قیمت پر ادویات دیتے تھے۔ آپ کی زیادہ تر کوشش لوگوں کو روحانی فیض سے سیراب کرنے میں مبذول رہتی جس باقاعدگی اور خوبصورتی سے آپ نے اس فرض کو سرانجام دیا وہ انہی کا حصہ تھا۔

ہنگامہ نمازیں بڑی باقاعدگی سے مسجد میں ادا کرتے۔ رات کا تہائی حصہ اوراد و وظائف اور نماز تہجد میں گزار دیتے تھے۔ جمعرات کو بعد از نماز مغرب باران طریقت کے ساتھ حلقہ ہائے ذکر اور ختم خواجگان پڑھنے کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ حلقہ ذکر



کے بعد یارانِ طریقت کی تیرکات اور قہوے سے تواضع کی جاتی جس کی لذت اور ذائقہ آج بھی دوستوں کو یاد ہے۔ آپ کی یہ سرگرمیاں رمضان المبارک میں نقطہ عروج پر پہنچ جاتی تھیں۔ دن کو روزہ اور عبادت اور رات کو قرآن پاک سننے پڑھنے میں گزار دیتے تھے رمضان المبارک میں ۲۷ ویں کی پوری رات نعت خوانی۔ ذکر اور وعظ و نصیحت میں گزر جاتی تھی۔ سحری کے وقت چند دوستوں کے ساتھ پورے کنجاہ شریف کا چکر لگاتے اور ذکر کرتے ہوئے تمام لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرتے تھے۔

جناب شیخ کرم الہی صاحب گگے زئی جن کی پیدائش ۱۹۰۹ء کی ہے بیان فرماتے ہیں کہ میں پانچویں جماعت سے آپ کے ساتھ رہا ہوں۔ آپ کی نورانیت کی کشش نے مجھے بچوں والی کھیلیں اور مجلسیں بھلا دیں۔ آپ جب ۱۹۲۰ء میں فوجی ملازمت ختم ہونے پر کنجاہ شریف میں آکر قیام پذیر ہوئے تو آپ کی عادت مبارک تھی کہ پوہ ماگھ کی سردیوں میں سحری کے وقت گھر سے نکلتے ہم ساتھ ہوتے۔ آپ آگے نعتیں پڑھتے جاتے اور ہم آپ کے پیچھے پیچھے پڑھتے جاتے۔ پورے محلے کا چکر لگا کر یارانِ طریقت کو جگاتے آپ اندازہ فرمائیں کہ پہلے خود اٹھ کر گھر میں تہجد و درود شریف پڑھتے اور ابھی اتنا وقت ہوتا کہ آپ پورے محلے پر توجہ دیتے۔ آپ میں نورانیت اتنی قوی اور چہرہ پاک پر ایسی معصومیت بھری خوبصورتی تھی۔ کہ ناواقف گلیوں میں گزرنے والے بچے بھی خصوصاً آگے بڑھ کر سلام پیش کرتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی وجاہت تھی جب آپ ملازمت سے فراغت کے بعد کنجاہ شریف پہنچے تو اپنے چچا جناب شیخ میراں بخش صاحب کو فکر معاش سے آزاد کر دیا۔ قبل ازیں آپ کے چچا موصوف مسافروں کی خدمت کے لئے نانہائی کی دکان کیا کرتے تھے۔ لیکن قبلہ ڈاکٹر صاحب کے آجانے کے بعد ان کی حالت ہی بدل گئی۔ سوائے ذکر و فکر کے کوئی کام نہ تھا۔ باقاعدگی سے مسجد شیخان میں جو شیلی آواز میں اذان پڑھتے رہے اور کبھی نانہ کی نوبت نہ آئی جب ان کا وصال ہوا تو ان کے چہرہ سے

انوار پھوٹ رہے تھے۔ یہ سب حضور ڈاکٹر صاحب کی توجہ سے تھا۔

رگتیں کتنی بلیں ایک رنگ تمہارا لے کر  
کیا سے ہم کیا ہو گئے اک نام تمہارا لے کر

## سماجی کروار

اس وقت کنجاہ میں مسلمانوں کا صرف ایک پرائمری سکول تھا جو بعد میں ٹل ہوا جب کہ ہندوؤں کا ہائی سکول تھا مسلمانوں کے سکول کا کام آپ کے سپرد ہوا۔ اعلیٰ حضرت امیر ملت نے آپ کو کہیں بیٹھ جانے کا حکم فرمایا آپ نے عرض کی کہ کنجاہ والے خوشی سے خدمت کے لئے کہنے لگے ہیں۔ اس پر امیر ملت نے کہا کہ رضامندی دیکھ کر آپ نے کنجاہ میں ڈاکٹری کی دکان کھول لی۔ اور سکول کا کام بھی سنبھال لیا۔ جس کو آپ نے لوئر ٹل درجہ تک ترقی دلوا دی۔ ہر گھر سے ایک مٹھی آٹا دونوں وقت لے کر سکول کا انتظام کیا گیا یہ کام اتنی محنت اور توجہ سے سرانجام دیا کہ دو ہزار سالانہ خرچ تھا۔ وہ پورا کر کے بچت بھی دو ہزار تک پہنچ گئی۔ ہندوؤں کا ٹل سکول ٹوٹا۔ تو آپ نے سنبھال لیا۔ مولوی عبداللہ سلیمانی نے اختلاف کیا۔ ڈپٹی کمشنر کے پاس فیصلہ کے لئے بات گئی وہ لوگ کئی مرتبہ گئے کہ گورنمنٹ ہائی سکول بن جائے آپ نے ان سے اتفاق نہ کیا اور فرمایا۔ اب بھی چھوڑ دو تمہاری سکیم فیل ہو جائے گی مولوی عبداللہ سلیمانی نے بمشکل ساٹھ ستر آدمی اپنے ساتھ ملائے اور وفد کی صورت میں ڈپٹی کمشنر کے پاس جاتے رہے مگر وہ بکتا رہا کہ سرکار سیکنڈری سکول کے حق میں نہیں۔ ان کی سکیم فیل ہو گئی تو آپ نے ڈپٹی کمشنر سے کہا کہ اگر ہم یہ کام خود سنبھال لیں تو؟ اس پر رضامندی پا کر آپ نے ہندوؤں کے باغ اور پارہ دری میں بورڈ کے اختیار میں ہائی سکول کے قیام کے لئے درخواست دے دی۔ کہ اسلامیہ سکول بن جائے جو منظور ہو گئی اور سرکاری حکم جاری ہو گیا آپ چھٹی لے آئے۔ اور چھ ماہ تک اپنی ڈاکٹری کی دکان بند کر کے سکول کا کام خود سنبھال کر ہر کمی کو پورا

کیا۔ یہاں تک کہ اپنی اہلیہ محترمہ کا زیور اور دیگر امداد دے کر اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ آپ سکول کی انتظامیہ کے صدر منتخب ہوئے اور اس کا نظام بطریق احسن سرانجام دیا۔ اسکول کا نظام کامیابی سے چلتا دیکھ کر مرزائی بھی بیدار ہوئے مگر آپ نے انہیں دخل اندازی سے باز رکھا۔

سید محمد صدیق شاہ صاحب

آپ گورنمنٹ ہائی سکول راولپنڈی میں ٹیچر تھے ۱۹۲۰ء کا واقعہ ہے۔ علماء نے فتویٰ دیا کہ حکومت سے ترک موالات کریں۔ انہوں نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور استعفیٰ منظور ہونے پر گھر چلے آئے۔ امر ترسے ”دکیل“ اخبار نکلا کرتا تھا اس میں قبلہ ڈاکٹر صاحب کی طرف سے جو اسلامیہ بورڈ مل سکول کنجاہ کے فیچر تھے اشتہار شائع ہوا کہ ہمیں اپنے سکول کے لئے ایک متدین ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے۔ یہ اوصاف رکھنے والے اصحاب ہمیں درخواستیں ارسال کریں انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو اپنی کوالیفیکیشنز کے علاوہ اپنے مذہبی خیالات سے بھی آگاہ کیا۔ چند روز کے بعد شاہ صاحب کو آپ کی طرف سے آرڈر آگیا کہ آپ اولین فرصت میں کنجاہ پہنچ جائیں شاہ صاحب کنجاہ پہنچے اور حالات معلوم کئے۔ پتہ چلا کہ اسکول کی انجمن چند ممبروں پر مشتمل ہے۔ انہوں نے قبلہ ڈاکٹر صاحب کو جو فوج کی ملازمت سے فارغ ہو کر آئے تھے سکول کا فیچر بنا دیا اور انہوں نے ضرورت کے مطابق اساتذہ کے حصول کی کوشش کی۔

ڈاکٹر صاحب کے مینیجر ہونے سے پہلے اساتذہ نے اسکول میں دیہاتی ماحول پیدا کیا ہوا تھا۔ اساتذہ چار پائی پر لوٹی لے کر بیٹھ جاتے اور شاگردوں کو چھاپھ اور ضرورت کی چیزیں لینے بھج دیتے۔ تعلیم کا حال غیر تسلی بخش تھا حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب سے شاہ صاحب نے فریاد کیا آپ اپنے تجربے کے پیش نظر سکول میں جو تبدیلیاں مناسب خیال کریں وہ کر لیں۔ تعلیمی حالت سدھاریں اور ہمارے مقابلہ میں ڈسٹرکٹ بورڈ مل سکول اور سری کرشن ہائی سکول میں ان سے ہمارے لڑکے اچھے ہونے چاہیں۔

سکول میں ڈاکٹر صاحب کے مشورے سے تبدیلیاں  
 ہر ایک استاد کے لئے ایک کرسی فراہم کی گئی۔ اساتذہ کا چارپائیاں بچھا کر بیٹھنا مفقود  
 ہو گیا۔ ہر ایک پیریڈ (PERIAD) کے اختتام پر گھنٹی بجتی اور ٹائم ٹیبل کے مطابق  
 ہر جماعت میں پڑھائی ہوتی  
 اساتذہ کی منتظمہ کمیٹی سے شکایت

اس قسم کی پابندیوں سے آزاد منش استاد گھبرائے۔ اور کمیٹی سے شکایت کی۔ کمیٹی  
 نے ڈاکٹر صاحب کو ان کی باتیں پہنچائیں۔ ڈاکٹر صاحب فرمانے لگے کہ ہم سکول کی  
 اصلاح چاہتے ہیں اور طلباء کی تعلیم کی بہتری چاہتے ہیں جو تبدیلیاں کی گئی ہیں ان میں  
 سے کون سی تبدیلی ہے جو انہیں تکلیف دیتی ہے۔ ہر ایک سکول میں اس طریق سے  
 کام ہوتا ہے کمیٹی کو سمجھانے کے بعد اساتذہ کی اس شکایت کا کچھ اثر نہ ہوا اور سکول  
 باقاعدگی سے چلنے لگا شاہ صاحب ۱۹۲۱ء سے ۱۹۲۸ء تک کنجاہ شریف میں رہے۔

میر عبد الرشید کنجاہی نے بتایا کہ جناب قبلہ ڈاکٹر صاحب نے ہمیں بچپن سے ڈائریاں دے  
 رکھیں تھیں کہ نماز پہنچانہ ادا کرنے کے بعد ان پر والدین کے دستخط کروائیں ورنہ  
 باز پرس ہوگی۔ چنانچہ تمام بچے بڑے اہتمام کے ساتھ وضو کے بعد نماز میں شریک  
 ہوتے۔

اعلیٰ حضرت امیر ملت کی کنجاہ تشریف آوری

اب آپ آزادانہ پیرو مرشد اعلیٰ حضرت محدث علی پوری کے احکام کی تکمیل کے لئے  
 کمر بستہ ہو چکے تھے کنجاہ تشریف لاکر انہوں نے اگرچہ اپنی بسراوقات کے لئے چھوٹے  
 سے شفا خانہ کی بنیاد رکھی۔ لیکن ان کی تمام تر کوشش لوگوں کو اپنے فیوض و برکات  
 اور فیض باطنی سے سیراب کرنا تھا۔ اور جس باقاعدگی اور خوب صورتی کے ساتھ  
 ڈاکٹر صاحب قبلہ نے اس فرض کو سرانجام دیا۔ وہ انہی کا حصہ تھا۔

آپ کا بڑا کارنامہ یہ تھا کہ جس کے بارگراں سے کنجاہ تشریف کے

دوست کسی طرح بھی سبک دوش نہیں ہو سکتے تھے وہ اعلیٰ حضرت امیر ملت محدث علی پوریؒ کی کنجاہ تشریف آوری تھی۔ آپؒ کی وساطت سے کنجاہ والوں کو سال میں ایک دفعہ لازمی طور پر اعلیٰ حضرت قبلہ عالمؒ کے جمال جہاں آراء سے اپنی آنکھوں کو منور کرنے کی سعادت حاصل ہو جاتی۔ یہ سلسلہ کئی سالوں تک جاری رہا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اعلیٰ حضرتؒ کا باطنی فیض نہ صرف کنجاہ کی حدود تک محدود رہا۔ بلکہ کنجاہ کے گرد و نواح کے اور دور تک کے دیہات بھی اس فیض سے سیراب ہوئے۔

محترم جناب محمد حسن ولد قمر دین کنجاہی نے ایک دفعہ اعلیٰ حضرت امیر ملت حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علیپوری کی خدمت میں دعوت کے لئے اصرار کیا تو انہوں نے چائے پر رضا مندی کا اظہار کیا۔ لیکن زیادہ اصرار ظاہر کرنے پر کھانا کھانے کی دعوت بھی قبول کر لی حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ سے مشورہ کیا تو آپ نے حضرت صاحب کی کھانے میں پسندیدہ اشیاء وغیرہ سے آگاہ فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا جتنا ہو سکے اتنا ہی پکائیں جب مہمان کھانا کھانے گئے تو سو سے زائد مہمان تھے۔ انتظام چند ایک کے لئے تھا اہل خانہ پریشان ہوئے جناب ڈاکٹر صاحبؒ نے فرمایا گھبراؤ نہیں یہ میرا تالیہ کھانے کے اوپر دے دو پھر کیا تھا سب سیر ہو کر کھا بھی گئے اور کھانا ویسے کا ویسا بیچ رہا۔ جو بعد میں اعزاء واقارب میں تقسیم کیا گیا۔

فضل کریم ولد سبحان بخش بٹ ساکن کنجاہ سابق جلال پوری فرماتے ہیں کہ جب بھی میں حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کو رات کو دیکھتا تو مطالعہ میں مصروف پاتا۔

ایک دفعہ حضور خواب میں ملے تو فرمایا۔ دنیا جو چاہے کرے تجھے کچھ فکر نہیں۔ خواب میں زیارت ہوئی تو فرمایا جاگو کیا تم میرے مرید نہیں۔ اَلَمْآ خَلَقْنٰكُمْ عَجَبًا وَاَنْتُمْ لَا تَرْجِعُوْنَ کَثْرَتِ سَبْعِ نَمَازٍ مِّنْ رَّحْمَتِ رَبِّكَ تَحْتِ

ایک موقع پر جب اعلیٰ حضرت امیر ملت سرکار علی پوری اپنی مصروفیات کے باعث کچھ عرصہ کنجاہ شریف تشریف نہ لاسکے تو حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ نے جذبات سے لبریز مندرجہ ذیل رباعیات آپکی خدمت عالیہ میں ارسال کیں

علی پور دیا سیتدا آدیکھیں  
 تیرے باہجھتتی مندے حال ہوئی  
 بڑی دیکھ کے چھڈ گئی خلق ساری  
 ڈھاڈی دنیاں وچہ پامال ہوئی  
 چھڈ یار اغیار سب دور ہو گئے  
 میرے جیٹی نہ کسے وے نال ہوئی  
 طالب روندی رہاں گی حشر تائیں  
 میرے نال کی سبناں چال ہوئی

ہریاں کھیتیاں مسک سیاہ ہویاں  
 یعنی ساری باغ دیا وایا وے  
 باہریں وٹیں بوڑی دی دی سنی جان دی  
 اسان عمر ساری دکھاں جا یا وے  
 رب جاندا حال حقیقتاں نوں  
 کریں معاف جے کجھ بھل بھایا وے  
 طالب دیس غریباں وے کریں پھیرا  
 ساکے ملکاں تے جان وایا وے

### یاران محفل

اعلیٰ حضرت ”کی مجاہدانہ تعلیم کا ایک اثر یہ بھی تھا۔ کہ ڈاکٹر صاحب جہاں ہمہ وقت خدمت اسلام بجالانے کے لئے مستعد اور کمر بستہ رہا کرتے تھے۔ وہاں بالخصوص عید میلاد النبیؐ کی تقریب سعید پر ہر سال کنجاہ شریف میں نماز ظہر کے بعد ایک عظیم الشان جلوس نکالا کرتے تھے۔ جو اڈے سے شروع ہو کر شہر کا چکر لگاتا ہوا پھر اسی مقام پر اختتام پذیر ہو جاتا تھا۔ جناب ڈاکٹر صاحب ”خود اور ان کی معیت میں بہت سے علماء اور واعظین حضرات شامل جلوس ہو کر اپنے مواعظ حسنة سے اہل شہر کو جن میں ہندوؤں کی کافی تعداد ہوتی تھی مستفیض کیا کرتے

سب سے پہلے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب ”اور ان کی ذات سے نسبت رکھنے والے لوگ کنجاہ کی ایک قدیمی عظیم الشان جامع مسجد (جو عہد عالمگیر کی یادگار تھی) میں جا کر جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد بہتر یہ سمجھا گیا۔ کہ خود اپنی مسجد شیخان میں خدا تعالیٰ کا یہ فریضہ ادا کیا جائے۔ چنانچہ سالہا سال تک خود قبلہ ڈاکٹر صاحب اسی مسجد میں نماز جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔

کنجاہ میں اعلیٰ حضرت ڈاکٹر صاحب کی موجودگی میں اس وقت ایک چھوٹی سی مگر ایک ایسی نورانی سوسائٹی معرض وجود میں آچکی تھی جس کے ارکان اس وقت کی اس پاکیزہ اور دردسوز سے بھری ہوئی یاد کو مدت العر فراموش نہ کر سکے۔ ان حضرات میں سے ایک نمایاں شخصیت سید محمد صدیق شاہ صاحب کی تھی جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ آپ بھوپور سیداں ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔ اعلیٰ حضرت ثانی صاحب کے مریدان خاص میں سے تھے اور ان کا نسبتی تعلق تھوڑا اوپر جا کر سادات علی پور سے جا ملتا ہے۔ آپ بسلسلہ ملازمت کنجاہ تشریف لائے تھے۔ شروع میں اسلامیہ پرائمری سکول کے ہیڈ ماسٹر منتخب ہوئے۔ یہیں رہ کر اعلیٰ ڈگریاں حاصل کیں۔ اور ایم اے کا امتحان پاس کیا۔ کافی عرصہ اسلامیہ پرائمری سکول کی ہیڈ ماسٹری کرنے کے بعد سرناتھ دھرم ہائی سکول کنجاہ میں بطور O-T کام کرتے رہے۔ جناب قبلہ ڈاکٹر صاحب کی ہمسائیگی میں سکونت پذیر تھے۔ اور دن بھر کی ذمہ داریوں کے بعد باقی وقت قبلہ ڈاکٹر صاحب کی صحبت میں بسر کیا کرتے تھے۔ آپ صحیح النسب سید اور بلند اخلاق کے مالک تھے اپنے پیرو مرشد کے ساتھ انہیں بے حد عقیدت و ارادت تھی مختلف مقامات پر بطور مدرس اور بعد ازاں مختلف ثانوی مدارس میں بطور ہیڈ ماسٹر اپنے فرائض سرانجام دینے کے بعد آج کل آپ لاہور بھائی دروازہ کے اندر اپنے ذاتی مکان میں فروکش ہیں۔

اس سوسائٹی کے دوسرے ممبر حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد ضیاء اللہ نعمانی صاحب کے خسر حافظ سعید احمد صاحب ہزاروی تھے۔ جو اگرچہ حویلیاں ضلع ہزارہ کے باشندے تھے۔ لیکن وہاں حفظ قرآن کے سلسلے میں کنجاہ کے متصل ایک موضع کھوجیاں میں مقیم رہے۔ آپ قرآن خوانی میں غیر معمولی تاثیر کے مالک تھے۔ اس لئے کنجاہ والوں نے انہیں اپنے پرائمری سکول میں تعینات کر دیا چونکہ آپ کا قیام بھی اسی محلہ پختہ تالاب میں تھا۔ بعد ازاں مسجد شیخان میں آپ امام

بنادے گئے ۔ آپ بھی تمام دینی و روحانی کاروائیوں میں جن کا شروعات قبلہ ڈاکٹر صاحب حے ہوا کرتا تھا میں برابر حصہ لیتے تھے ۔ حافظ صاحب موصوف ہر مجلسی تقریب میں حاضرین کے اصرار پر جب کبھی تلاوت قران کے لئے سٹیج پر تشریف لاتے تو اپنے لحن داؤدی سے سامعین و حاضرین کو دم بخود کر دیا کرتے تھے ۔

آپ کنجاہ میں ایسے جم کر بیٹھے کہ ان کے دل سے اپنے وطن کی یاد ہمیشہ کے لئے محو ہو گئی یہاں تک کہ آپ سر زمین کنجاہ میں ہی اپنی آخری آرام گاہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ۔

حافظ صاحب موصوف کی تدفین کا معاملہ بھی بڑا عجیب و غریب ہے ۔ وہ اس طرح کہ اسی مسجد شیخان کے ایک گوشے میں مسجد کے تولی اور سرپرست شیخ کریم بخش صاحب نے جن کا ذکر آگے کیا جائیگا اپنے لئے تھوڑی سی جگہ مخصوص کر دی ۔ جو شیخ صاحب کی آرام گاہ تو نہ بن سکی البتہ یہ سعادت حافظ صاحب موصوف کے حصہ میں آئی ۔ جن کا انتقال ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ جانے سے دو سال تک صاحب فراش رہنے کی وجہ سے ہوا ۔ چنانچہ ان کا مزار آج بھی مسجد شیخان کے اسی حصہ میں واقع ہے ۔ اور زیارت گاہ خاص و عوام ہے



ایک دفعہ قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ چھٹی گزار کر چکدرہ کی طرف اپنی ڈیوٹی پر جا رہے تھے کہ آپ اعلیٰ حضرت امیر ملت کے ساتھ عالی قدر جناب پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے خصوصی تعلقات کی بنا پر گولڑہ شریف سلام و زیارت کیلئے حاضر ہوئے پیر صاحبؒ اپنے حجرے میں آرام فرما رہے تھے جناب ڈاکٹر صاحبؒ اعلیٰ حضرتؒ کی نسبت سے حاضری کیلئے اطلاع کی تو آپؒ نے نہایت شفقت سے بہت دیر تک اپنے پاس بٹھائے رکھا آپؒ کی عادت تھی کہ اپنے متعلق قصیدہ یا منقبت نہ سنتے تھے۔ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ نے منقبت پیش کرنے کی اجازت چاہی تو آپؒ نے بڑی خوشی سے منظور فرمائی منقبت سن کر نہایت خوش ہوئے۔ اپنی پسندیدگی اور خوشنودی کا اظہار فرمایا اور بہت دعائیں دیں۔ ایک دفعہ حافظ سید احمد صاحب ہزاروی کنجاہی جو اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب سے چشتیہ سلسلہ میں مرید تھے ان کو جناب رسالتاب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی مگر یہ زیارت حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کی وساطت سے ہوئی وہ اپنے پیر خانہ گولڑہ شریف حاضر ہوئے۔ اور اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے۔ مگر ڈاکٹر صاحبؒ کے واسطے سے آپؒ نے فرمایا۔ حافظ جی "یہ زیارت میری وساطت سے ہی سمجھیں۔ حافظ صاحبؒ کو جب دوبارہ حضورؐ کی زیارت جناب ڈاکٹر صاحبؒ کی وساطت سے ہی ہوئی تو پھر اپنے پیر صاحبؒ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ اس وقت سرکارِ دو عالم کی بارگاہ میں جناب ڈاکٹر صاحبؒ ہی متعین ہیں اور میں نے کہا جو تھا کہ زیارت میری وساطت سے ہی سمجھیں اور معترض نہ ہوں۔ حافظ صاحبؒ نے یہ تمام واقعہ خود جناب ڈاکٹر صاحبؒ کی خدمت میں پیش کیا آپؒ اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ سے خصوصی تعلق رکھتے تھے۔ پیر صاحبؒ کے انتقال پر ملال پر آپؒ نے اس طرح اظہار فرمایا۔

## انتقال پر ملال اعلیٰ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب قادری گولڑوی قدس سرہ مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۳۳ء

از چہ تاریخ است در چشم جہاں  
از چہ شد خونبار چشم دوستاں  
از چہ درد ستم ہلوزد خامہ  
چہیت این شورے کہ در عالم قناد  
سید ما حضرت مہر علی  
منظہر فیض عظیم مصطفیٰ  
پیشوائے اصفیاء و اتقیا  
مہر چرخ زہد و ورع و اتقا  
دور گیتی چون مثالش کم بزا  
از قدم بویس محروم بساخت  
جف و واویلا در یغنا حسرتنا  
دیدنش کفارہ عصیان ما  
موت عالم موت عالم گفتاند  
بہر تاریخ وصالش این بگفت  
روزہ شنبہ صفر بست و نہسم  
از صد ستم برفتنی و ہفت  
مرجباے گفت رضواں مرجبا  
زانکہ سوئے حق روی اسے حق نما  
یادم آری از کرم بس عظیم  
ہمت مرد حسد اگر دو فزوں  
رحمت حق بر مزارت تا ابد

وز چہ می خیزد ز قلبم این فعال  
وز چہ شد ماتم کدہ ہندوستاں  
وز بیالش دردین سوز و زباں  
در نواح گولڑہ آہ و فغاں  
آفتاب معرفت قطب زماں  
سید السادات بس عالی نشاں  
ناقصاں را پیر شمس کا ملاں  
در علوم شرح بحر بے کراں  
چشم جہر و ماہ ندیدہ ہم چناں  
رفت از دار محن سوئے جناں  
شد جبہ از ما پناہ بیکساں  
بود مرد حق پرست و حق نشاں  
بود در علم و عمل جان جہاں  
طالب از کنجاہ باورد و فغاں  
قبلہ عالم چو شد جنت رواں  
یازدہ از مٹی سخن و اصلاں  
مقدمش را الیتادہ حوریاں  
لب کشائی چون سخن دوستاں  
زانکہ لطف بیشتر بر عاصیاں  
چوں شوند از سخن پیروں مومناں  
قبر تو در وسط گلزار جناں

جناب فشی احمد دین صاحب بھی اسی سوسائٹی کے ایک رکن تھے جو بظاہر چڑے کا کاروبار کرتے تھے لیکن فیاض - زیرک تجربہ کار اور پابند صوم و صلوات تہجد گزار اور اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے - اعلیٰ حضرت امیر ملت سرکار علی پوری کے مریدان باصفائیں سے تھے ان کی ذات ایک سلجھی ہوئی انسانیت کا ایک صحیح نمونہ تھی فرائض دینی کے ادا کرنے میں ہمیشہ مستعد رہے برادری کا ایک فرد ہونے کے لحاظ سے فشی صاحب حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے عزیزوں میں سے تھے لیکن یہ تعلق ذرا آگے بڑھ کر قرابت داری تک پہنچ گیا کیونکہ ڈاکٹر صاحب کی ایک صاحبزادی بعد میں ان کی بہو بنی تھی ہر قسم کی دینی سرگرمیوں میں فشی موصوف دوسروں سے پیش پیش رہا کرتے تھے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے ہمسائے میں ایک اور قابل ذکر شخصیت جن کی جوانی بے داغ - جن کا کردار قابل تعریف اور جن کا تدبیر قابل تقلید تھا - صوفی عبدالحمید صاحب کی شخصیت تھی - کاروبار کے سلسلے میں ہندوستان جایا کرتے تھے - لیکن جب تک کنجاہ میں مقیم رہتے ہر کام میں ڈاکٹر صاحب کے دست راست ثابت ہوئے - اعلیٰ حضرت کے مریدین خاص میں سے تھے اور آپ کے منظور نظر - جب کبھی حاضر دربار ہوتے اعلیٰ حضرت بہت زیادہ خوشنودی خاطر کا اظہار کرتے تھے اور دلی لگاؤ سے ان کے حالات خیریت دریافت فرمایا کرتے تھے - آخری عمر میں زیابیسٹس کی بیماری میں مبتلا ہو گئے - اور کئی سال تک اس بیماری سے صاحب فراش رہ کر آخر کار رابی عالم بقا ہوئے .

کنجاہ کی شیخ برادری کو چونکہ قبلہ ڈاکٹر صاحب کی ذات گرامی سے والہانہ قسم کی عقیدت اور ارادت تھی یوں تو اس خاندان کا ہر فرد گو چھوٹا تھا - یا بڑا - عورت تھی یا مرد اس نشہ محبت میں سرشار تھے - لیکن ان میں سے چند ایک حضرات خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں - ان میں سے ایک سربر آوردہ شخصیت شیخ کریم بخش کی تھی جو زمیندار قسم کے آدمی تھے اور موروثی طور پر لینڈ لارڈ تھے - مگر عقل مند اور زیرک انسان تھے - مرید تو اعلیٰ حضرت کے تھے - مگر جیسی کچھ عقیدت اور ارادت

ہیں ڈاکٹر صاحب کی والاصفات سے تھی۔ اس میں کسی اور کو شرکت نہ تھی۔  
 شیخ صاحب مسجد شیخاں کے متولی اور سرپرست تھے۔ ضروریات مسجد کا خیال رکھنا ان  
 کے سپرد تھا۔ جن کو وہ نہایت خوبی اور عمدگی سے نبھاتے تھے۔ اعلیٰ حضرت "ڈاکٹر  
 صاحب کی فرمائش پر انہوں نے اپنا سب سے بڑا بیٹا حافظ صاحب موصوف کے زیر  
 تربیت کر دیا تھا۔ حافظ صاحب نے شبانہ روز محنت کرانے کے بعد اسے قرآن مجید کا  
 حافظ بنا دیا۔

رمضان شریف کے متبرک مہینے میں یہی حافظ نور محمد ولد شیخ کریم بخش معنی سنایا  
 کرتے تھے شیخ صاحب عمر کے آخری حصہ میں ہڈیوں کے تپ و ق کا شکار ہو گئے تھے۔  
 یہ مرض ان کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی۔ مگر شومی قسمت شیخ صاحب نے اپنی پیش  
 نبی کے خلاف کنجاہ سے بہت دور اجل کو لیکر کہا اور وہیں دفن ہوئے۔

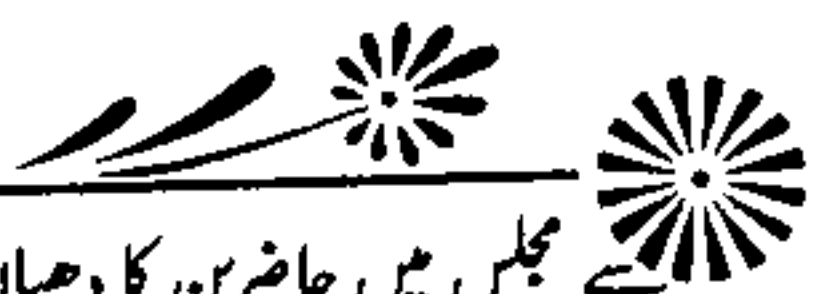
شیخ برادری میں سے ایک قابل ذکر شخصیت نواب علی صاحب کی ہے۔ آپ اگرچہ علم  
 کے معاملے میں دوسروں سے بہت اونچے تھے لیکن اپنی ذاتی شرافت، خلوص، محبت،  
 پرہیزگاری، تقویٰ اور محبت شیخ میں دوسروں سے بہت بڑھے ہوئے تھے۔ ان کے  
 ایک برادر بزرگ شیخ مراد علی صاحب تھے جو ایک کامیاب دنیا دار مگر اس کے ساتھ  
 ہی پابندی شریعت میں بھی دوسروں سے پیچھے نہ تھے۔ بڑے سوزِ دل سے نعت خوانی  
 کیا کرتے تھے۔ ان کی بزرگی اور دانش مندی کی وجہ سے اعلیٰ حضرت "ڈاکٹر صاحب"  
 ان کی بہت قدر کیا کرتے تھے۔

اس پاکیزہ سوسائٹی کے ایک اور معزز رکن جناب محمد حسن ولد قمر الدین تھے  
 آپ کا تعلق کنجاہ کے ایک علمی گھرانے سے ہے۔ اور مولد بھی یہی قصبہ کنجاہ ہے  
 آپ نے سکول کی رسمی تعلیم کے بعد فارسی کا اعلیٰ امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد مختلف  
 ثانوی سکولوں میں تعلیم و تربیت کے فرائض انجام دے کر اب ان ذمہ داریوں سے  
 سبک دوش ہو چکے ہیں اور نقل مکانی کے بعد گجرات کے شہر میں مقیم ہیں۔ اپنے چچو  
 رشد اعلیٰ حضرت قبلہ عالم کی ارادت اور محبت کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہیں

جسے زندگی میں ہر قسم کی کامیابی و کامرانی کی ضامن اور انشاء اللہ عالم آخرت میں نجات و فلاح کا واحد ذریعہ سمجھتے ہیں اعلیٰ حضرتؒ سے انہیں روحانی تعلق اس وقت نصیب ہوا جب کہ ان کے افراد خانہ جناب ڈاکٹر صاحبؒ کی ہمسائیگی میں رہا کرتے تھے اور اعلیٰ حضرتؒ اپنی تشریف آوری سے قصبہ کنجاہ کو رشک جنت فرمایا کرتے تھے۔

یاران طریقت میں سے ایک اور رکن حلقہ کا ذکر ضروری ہے جن کی موجودگی سے سوسائٹی بہت سی دلچسپیوں کا مرکز تھی۔ یعنی ملک عبدالقادر خوش تر صاحب موصوف بڑے صالح نوجوان تھے اور منشی احمد دین کے ساتھ نسبتی بھائی ہونے کا انہیں شرف حاصل تھا۔ ان تمام اوصاف کے علاوہ وہ ایک خوش گو شاعر تھے پنجابی میں شعر کہا کرتے تھے۔ ہر سال عرس شریف کے موقعہ پر اعلیٰ حضرت قبلہ عالم امیر ملتؒ کی منقبت میں ایک پر جوش اور عقیدت و ارادت سے بھرا ہوا قصیدہ لکھ کر لے جانا اپنے فرائض زندگی میں سے سمجھتے تھے۔ ان کی زندگی میں مقبولیت کا یہ عالم تھا۔ کہ اعلیٰ حضرتؒ بھرے مجمع میں با آواز بلند فرمایا کرتے تھے کہ خوش تر کو بلاؤ وہ اپنا کلام سنائے تمہیں ارشاد میں خوش تر صاحب آتے۔ اپنے مخصوص انداز میں ایک قصیدہ اعلیٰ حضرتؒ کی منقبت میں پڑھنے جسے سن کر حاضرین جلسہ بے حد محظوظ ہوتے اور فضا میں کیف و مستی کا سماں پیدا ہو جاتا۔

نماز جمعہ میں آپ کے خطبات نیز محافل میلاد اور دوسرے مذہبی تہواروں میں آپ (ڈاکٹر صاحب) کی تقاریر سامعین کو بہت متاثر کیا کرتی تھیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ کے مکتوبات شریف اکثر آپ کے زیر مطالعہ رہتے کسی پڑھے لکھے صاحب کو مکتوبات پڑھنے کی فرمائش کر کے اور ان میں تشریح طلب باتوں کی خود وضاحت فرمایا کرتے۔ آپ کی صحبت میں رہنے سے ہم نشینوں میں بھی اوصاف حمیدہ پیدا ہو جاتے تصوف اور اسلامیات کی اکثر کتابیں آپ کے زیر مطالعہ رہتیں ان کے مطالب عام فہم الفاظ میں حاضرین کو سمجھاتے رہتے آپ کی توجہ



سے مجلس میں حاضرین کا دھیان اللہ اور اللہ زالوں کی صحبت کی طرف لگا رہتا نمازوں کے اوقات میں آپس میں ملاقات ہوتی جس سے شریعت کی پابندی روحانیت کی ترقی اور تزکیہ نفس کا شوق بڑھتا رہتا سب کی خواہش ہوتی تھی کہ دن میں جو موقع قبلہ ڈاکٹر صاحب کی صحبت میں گزارنے کا ملے اس سے ضرور استفادہ کیا جائے آپ کی عادت مبارک تھی کہ جب واعظ کے لئے کھڑے ہوتے تو مضامین کی اتنی آمد ہوتی کہ ان کے بیان کرنے میں رات کا بیشتر حصہ گزر جاتا۔ نہ آپ تھکتے اور نہ سامعین پر کسی قسم کا بوجھ نظر آتا۔

بعد از نماز جمعہ بعض اوقات چند احباب مشاعرہ میں حصہ لیتے۔ طرح مصرع پہلے سے دیا ہوتا۔ اس طرح مصرع کو سامنے رکھ کر اشعار کہے جاتے۔ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب "بحیثیت صدر مجلس وہاں تشریف فرما ہوتے اور اپنے اشعار اس دیئے ہوئے طرح مصرعہ پر لکھے ہوئے سناتے عجب پر کیف سماں ہوتا۔ چنانچہ آپ کی اس ضمن میں دو نعتیں ملاحظہ ہوں۔

مشاعرہ منعقدہ ۲۶ جون ۱۹۲۲ء

طرح مصرعہ "سب کو نفرت ہے ترے بیمار سے"  
نعت  
از جناب ڈاکٹر شیخ محمد اللہ دتہ صاحب صدر مجلس

پھر گیا جو احمد مختار سے	وہ پھرا اللہ کے دربار سے
اتباع سے تیرے ہو محبوب حق	کافر بدتر ترے انکار سے
ہر بشر پر ہے تری تعظیم فرض	ہے عیاں اللہ کی گفتار سے
آپ کو پایا خدا کو پالیا	بوجھ لے منکر اولیٰ الالبصائر سے
جو تری الفت کا دلدادہ نہیں	بے خبر ہے لذت دیدار سے
ما سوا اللہ کی اسے الفت حرام	تیرے دیوانے کو کیا اختیار سے
جو تری الفت میں ہے سرشار دوست	ہوش والا ہے بڑے ہوشیار سے
آتش دوزخ ہوئی اس پر حرام	جو جلا عشق شدہ ابرار سے

بے خودی میں آپ سے جاننا رہا  
 پایا جس نے تجھے شاہِ رسلؐ  
 کون آئے پوچھنے تیرے سوا  
 دردِ دل تجھ کو سناؤں کس طرح  
 ہے تپِ فرقت میں سوزاں جسم و جاں  
 اے شہِ والا کرم فرمایئے  
 تیر فرقت سے ہوا دل داغ داغ  
 حجرہ دل میں ہے وہ سینہ میں دل  
 صحبتِ مرشد سے ہو عشقِ نبیؐ  
 نفس کش ہے پیر کی صورت عزیز  
 یا رسول اللہ بفریادم برس  
 طالبِ مضطر کو اے مولا بلا

مشاعرہ منعقدہ ۲۳ جون ۱۹۲۲ء

طرحِ مصرعہ۔ پاس روئے کے پیری زربت ہو  
 از جناب ڈاکٹر شیخ محمد اللہ دتہ صاحب صدر مجلس

ادج پرس ہمارا ہی قسمت ہو  
 دیکھنے کو مجھے سہولت ہو  
 آرزو ہے کہ بعد مرنے کے  
 در پہ تیرے پہنچ کے مر جاؤں  
 چوم کر اپنی آنکھ پر رکھ لے  
 وہ عزیز جہاں بنے مولا  
 کس طرح وہ تجھے نہ دے تعظیم  
 سرود میں کھڑا نہ کیونکر وہ ہوں

آپ کی گرہ میں زیارت ہو  
 شیشہ دل میں تیری صورت ہو  
 پاس روئے کے پیری زربت ہو  
 بابِ رحمت سے مجھ پر رحمت ہو  
 نامِ نامی سے جس کو الفت ہو  
 جس کے دل میں تمہاری عزت ہو  
 جس کی آنکھوں میں تیری عزت ہو  
 گر تصور میں تیری قامت ہو

آپ کی شان کو وہ کیا جانے  
مجھ کو دنیا میں خلد مل جانے  
قافلے والے جا چکے یثرب  
دل ہے پہلو میں نہ کہ پتھر ہے  
جینے مرنے کا کیا مزا آئے  
سر میں سودا و ضعف و منزل دور  
بار عصیاں سے پشت دکھتی ہے  
سب نکل جائیں حسرتیں دل کی  
میں ترا ہو کے غم سہوں مولا  
دم لبوں پر ہے اب دعا کیجئے  
وہ بھی جیتا ہے درد سے جس کے  
مر کے پہنچا ہوں تیرے روضے پر  
آپ ہی صاحب شفا عت ہو  
بے سہاروں کا ہیں سہارا آپ  
عاشقانِ رسول ہیں طالب  
خلاف شریعت بری رسموں کو مٹانے کے سلسلہ میں ایڈیٹر رسالہ انوار صوفیہ نے  
ماہ جولائی ۱۹۳۰ء کے شمارہ میں آپ کا ایک خط شائع کیا ہے جو ہو بہو یہاں  
نقل کیا جاتا ہے۔

کنجاہ میں رحمت و عرناں الہی کی بارش

از عالی جناب معالی القاب فیصلت ما آب حضرت مخدومی و مطاعی مولانا  
مولوی ڈاکٹر شیخ محمد الشدہ تہ صاحب کنجاہی خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت محدث  
علی پوری دامت برکاتہم۔

دنیا میں اولاد نرینہ زندگی کا پھل اور ایک اعلیٰ نعمت الہی مانی گئی ہے یہ واقعی



اللہ تعالیٰ کی داد ہے بعض ایسے ہیں جو باوجود ہر طرح کی کوشش کرنے کے عمر بھر اس نعمت سے محروم رہتے ہیں۔ اور اس کے لئے ترستے ہی مر جاتے ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جو چاہتے بھی نہیں لیکن ان کے ہاں بیٹے پر بیٹا پیدا ہوتا چلا جاتا ہے تاہم یہ دنیاوی زندگی کی زینت سمجھی جاتی ہے اس کی عمر کے خاص ایام نہایت دھوم دھام سے منائے جاتے ہیں (مثلاً یوم پیدائش، یوم عقیقہ، یوم نکاح وغیرہ) اگرچہ شریعت اسلامی نے ان ایام کے منانے کا ایک ایسا صاف سادہ اور آسان طریقہ سکھایا ہے کہ جس کو اعلیٰ و ادنیٰ اور امیر و غریب بلا تکلف پورا کر سکتا ہے۔ لیکن دنیا کے بندے اس میں کئی رسومات خلاف شریعت استعمال کرتے ہیں اور اسراف کے ایسے مواقع بنا رکھے ہیں کہ ایک بڑے سے بڑا آدمی ان کو ہٹانے اور دور کرنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ بلکہ برادری اور پچاستیں مل جل کر بھی آج تک اس کو قابو میں نہیں لاسکیں ایسے مواقع پر کہا جاتا ہے کہ بڑی انتظار اور آرزو کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ دن دکھایا ہے ہماری مرادیں پوری ہوئی ہیں پھر شاید زندگی میں خوشی کا موقع آئے یا نہ آئے ہمیں کوئی نہ روکے۔ ہمارا ایک ہی بیٹا ہے۔ برادری سے بڑھ چڑھ کر کام کریں گے بڑوں بڑوں کو نیچا دکھائیں گے شادی کا موقع ہے کوئی ماتم تو ہے نہیں کہ ڈھولک باجہ نہ ہو ڈوم ڈلا نہ ہو۔ ناچ رنگ نہ ہو وہ کام ہو جو لا جواب ہو کہ برادری میں ناک رہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایک طویل داستان ہے غرضیکہ مسلمان شریعت کے خلاف ناکرونی امور کے مرتکب ہوتے ہیں۔ خسر الدنیا والاخرہ کے مصداق بنتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ ہمارے مکرم و محترم یاران طریقت حاجی نبی بخش صاحب ٹیلر ماسٹر و بابو غلام حسین کنجاہی کو کہ انہوں نے قابل تقلید مثال قائم کر دی ہے اور بتلا دیا ہے کہ اہل اللہ سے تعلق رکھنے والوں اور صوفیوں کے خادموں کے دل میں اس قدر محبت اسلام اور پاس شریعت ہوتا ہے کہ ایسے شادی کے مواقع پر بھی جن میں دوسرے بڑے بڑے سمجھ والے لوگ بھی رسومات قبیحہ اور منہات شرمیہ کے مرتکب ہونے سے بچ نہیں سکتے وہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

اطاعت سے سرمو تجاوز نہیں کرتے۔ دنیا کی طرف سے رہے یا نہ رہے لیکن ان کی طرف سے وہ اپنا ناک کٹوانا نہیں چاہتے۔ چنانچہ ہمارے ہر دو مہربان دوستوں نے جو کہ اعلیٰ حضرت اقدس امام زماں مجدد دوران قبلہ عالم نقشبندی مجددی - قادری دامت برکاتہم و مدظلہم کے نہایت مقبول و مخلص غلاموں میں سے ہیں۔ حال ہی میں اپنے سعادت مند اور خوش نصیب لڑکے محمد حسین کی شادی کی ہے خود اعلیٰ حضرت اقدس مدظلہم بعض خاص مجبوریات کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے لیکن حضور پر نور نے کمال مہربانی اور غریب پروری سے اپنے بڑے صاحبزادے صاحب حضرت مولانا مخدومنا عالم اجل فاضل بے بدل قدوة السالکین عمدة الحقیقین حافظ مولوی سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ نقشبندی قادری مہتمم مدرس مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں کو برائے شمولیت شادی روانہ فرمایا سیالکوٹ اسٹیشن سے حضور علامہ مولانا مولوی ابو یوسف محمد شریف صاحب قبلہ نقشبندی مجددی کوٹلوی و حضرت مولانا مولوی صوفی خواجہ محمد کرم الہی صاحب بی اے ایل ایل بی جنرل سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ ہندو پاکستان حضرت مولانا مولوی صوفی پیر محمد حیات صاحب قبلہ سیالکوٹی اور وزیر آباد اسٹیشن سے ہمارے محترم یار طریقت حاجی مستری محمد شفیع صاحب نظام آبادی بمعہ اپنے چند احباب کے آپ کے ہمراہ ہوئے۔ اسٹیشن گجرات سے اترنے پر حضرت مولانا مولوی حافظ سید ولایت شاہ صاحب قبلہ بمعہ اپنے نعت خوانوں کے جو پہلے ہی آپ کے انتظار میں تھے شامل ہو گئے۔ موٹر کار کنجاہ سے ہی بھیجی گئی تھی اس طرح یہ متبرک وجودوں پاک نفسوں کی جماعت موٹر میں بیٹھ کر ۳۰-۳۵ کومیلاں پہنچی۔ یہاں گیارہ بجے سے یاراں طریقت بمعہ دیگر احباب کے مجمع کے شہر سے باہر کچے تالاب پر انتظار میں کھڑے تھے موٹر کار کے پہنچنے ہی نعرو ہائے تکبیر سے فضا گونج اٹھی پھولوں کے ہار سب کے پیش کئے گئے۔ یہ مبارک قافلہ شیخ کریم بخش صاحب کی منڈی میں اتارا گیا تھوڑے وقفہ کے بعد صوفی محمد دین صاحب نعت خواں ظفر اللہ و حافظ اللہ رکھا صاحب سیالکوٹی بھی تشریف لے آئے۔ نماز مغرب کے بعد برات بڑے ٹھاٹ

سے نعرہ ہائے تکبیر کی گونج میں نعت خوانی کی برکات لئے ہوئے میاں حاکم دین صاحب پٹواری کے مکان پر پہنچی حضرت اقدس جناب صاحب اجزاہ صاحب بلند اقبال مدظلہ العالی نے نکاح پڑھا تناول طعام و عشاء کی نماز اور تلاوت قرآن کریم و نعت خوانی کے بعد مسجد قاضی کریم بخش صاحب مرحوم میں حضرت مولانا مولوی قاضی محمد عالم صاحب قبلہ قلعہ داری نے نہایت پر تاثیر و عظم فرمایا اور رسومات قبیحہ سے لوگوں کو باز رہنے اور شریعت اسلامی کے مطابق بیاہ شادی کرنے کی ہدایت فرمائی۔ حافظ اللہ رکھا صاحب و صوفی محمد دین صاحب اور گجرات والے نعت خوانوں نے حاضرین کو اپنی اپنی نعتوں سے خوب محظوظ فرمایا رات کے ایک بجے کے قریب دعا پر وعظ ختم کیا گیا۔

دوسرے دن صبح کی چائے اور کھانا بھی لڑکی والوں کی طرف تھا۔ اس لئے رات کو ہی صبح آٹھ بجے کا وقت دیکر مجلس کا انعقاد دارا لگے زیاں میں کیا گیا چنانچہ دوسرے دن وقت مقررہ پر تلاوت قرآن کریم و نعت خوانی کے بعد حضرت مولانا مولوی خواجہ محمد کرم الہی صاحب بی ایے ایل ایل بی نے اپنے مخصوص انداز میں صوفیانہ وعظ فرمایا اور تزکیہ نفس معرفت الہی اور ضرورت شیخ پر مفصل بحث فرماتے ہوئے لوگوں کو محظوظ فرمایا اس کے بعد حضرت مولانا مولوی ابو یوسف محمد شریف صاحب کوٹلوی نے اپنا نہایت پر اثر و عالمانہ وعظ فرمایا اور شریعت اسلامیہ کے محاسن و فضائل اور حضور رسالت ما آب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ پر شفقت اور برکات تقلید کو خوب واضح اور روشن دلائل سے حاضرین کے ذہن نشین فرمایا لوگ بہت محظوظ ہوئے اور آپ کے قہر علمی کے مداح پائے گئے۔ وعظ سے پہلے و بعد اور درمیان میں حافظ اللہ رکھا صاحب و صوفی محمد دین صاحب نے اپنی نعتیں سنا کر لوگوں کو اپنا گرویدہ بنایا ۳ بجے دوپہر کے قریب جلسہ برخاست ہوا اور رات کو بعد از نماز عشاء کے وعظ کا اعلان کیا گیا۔ سیالکوٹ سے آمدہ حضرات واپس جانے کے لئے اصرار فرما رہے تھے۔ حضرت اقدس جناب صاحب اجزاہ صاحب مدظلہ العالی بھی بوجہ عدیم القرضت ہونے کے واپس تشریف لے جانا چاہتے تھے۔ اس لئے حاجی صاحب و بابو صاحب نے ولیمہ کی

دعوت کا رات کو ہی انتظام فرمایا تاکہ صبح کی گاڑی پر ٹھنڈے ٹھنڈے ہی معزز مہمان روانہ ہو سکیں بعد از تناول طعام و اداۓ نماز عشاء بازار کے قریب ایک میدان میں وعظ کا انتظام کیا گیا شہر اور گرد و نواح کے لوگ کافی تعداد میں جمع ہو گئے تھے۔ تلاوت قرآن کریم و نعت خوانی کے بعد نعرہ ہائے تکبیر کی گونج میں حضرت اقدس جناب صاحب قلم مدظلہ العالی نے آیت کریمہ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الخ تلاوت فرما کر آداب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مناسبت اور سنجیدگی اور وضاحت اور پر زور دلائل سے بیان فرمائے کہ لوگ عیش عیش کر اٹھے اب سننے والے آپ کی لیاقت علمی اور شرافت بیانی کی تعریف کر رہے ہیں آپ کے بعد پھر نعت خوانی ہوئی اور پھر حضرت مولانا مولوی حافظ پیر ولایت شاہ صاحب قلم گجراتی نے دو بجے رات ایسا اعلیٰ اور پر تاثر وعظ فرمایا کہ تین بجے رات جانے تک بھی لوگ مجمع سے اٹھ کر نہ گئے لوگ نہایت مسرور ہوئے۔ آپ کے بعد پھر نعت خوانی ہوئی بعد ازیں حضرت اقدس جناب صاحب قلم مدظلہ العالی نے دعا فرما کر اس تقریب سعید کو ختم فرمایا۔

۱۹ مئی ۱۹۳۰ء کی صبح کو حضرت اقدس بمعہ دیگر حضرات مولوی صاحبان کے بعد از چائے نوشی موٹر میں بیٹھ کر نعرہ ہائے تکبیر کی گونج میں اسٹیشن گجرات کو روانہ ہو گئے حضرت مولانا مولوی امام دین صاحب قلم نقشبندی مجددی رائے پوری ایڈیٹر رسالہ انوار الصوفیہ سیالکوٹ بھی خاص طور پر مدعو تھے لیکن آپ ہمیشہ صاحبہ کی شادی اس تاریخ کو ہونے کے سبب تشریف نہ لاسکے۔

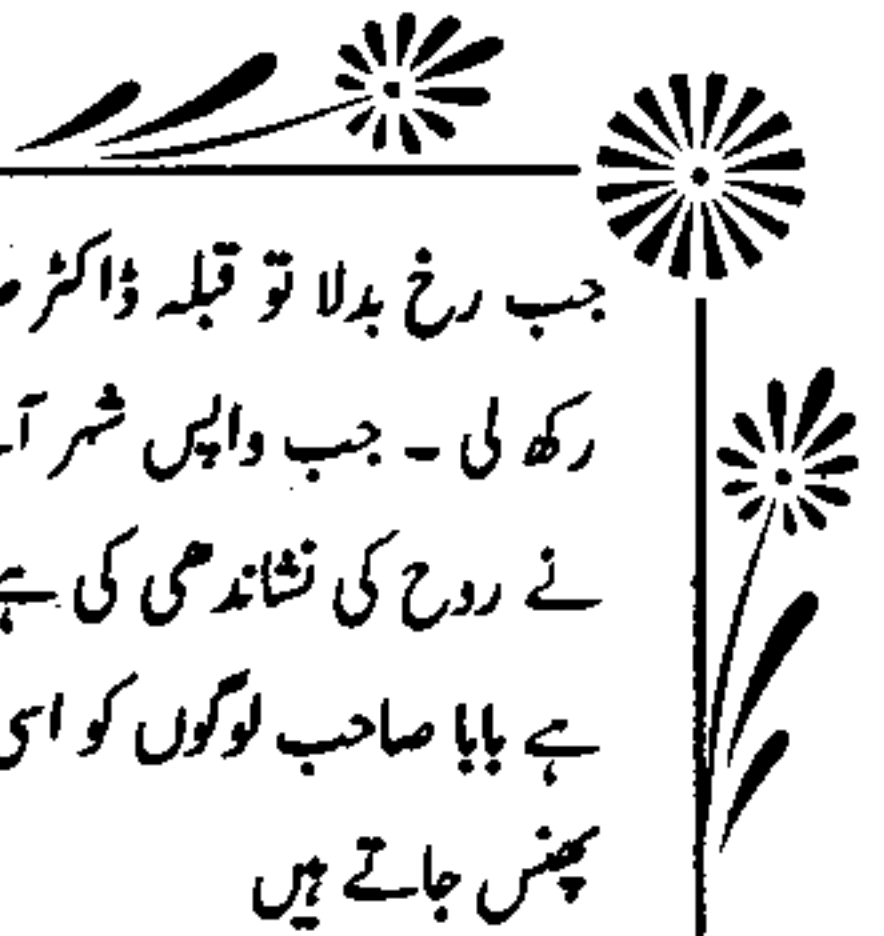
مذکورہ بالا حضرات نے جو مہربانی فرما کر قدم رنجا فرمایا اور اپنے پاک وجودوں سے لوگوں کو برکات حاصل کرنے اور مستفیض ہونے کا موقع دیا ان کا شکریہ کس زبان سے ادا ہو سکے ان کے علاوہ یاران طریقت میں سے حاجی مستری محمد شفیع صاحب بھی خاص طور پر شہرہ کے مستحق ہیں جنہوں نے میس کے لپ نظام آباد سے لا کر روشنی کا انتظام اعلیٰ پیمانے پر متواتر دو رات تکالیف اٹھائیں نیز یہ بھی ناشکری ہوگی اگر

یاران طریقت شیخ عبدالحمید صاحب شیخ عبدالحق صاحب برادران وقاضی محمد خورشید علی صاحب کا ولی شکر یہ ادا نہ کیا جائے اس لئے کہ وعظ گاہ کے فرش فروش کا انتظام ان کے سپرد تھا۔ جس کو وہ اپنے ہاتھوں سے سرانجام دیتے رہے۔

مولا تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ جو نیک اور قابل تقلید مثال حاجی صاحب و بابو صاحب نے قائم فرمادی ہے۔ دوسرے مسلمانوں کو بھی اللہ تعالیٰ ایسا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔ کیونکہ حقیقت میں اتباع شریعت ہی دینی و نبوی بہتری کی ضمانت ہو سکتی ہے اور مسلمان شریعت کے تابعدار رہ کر ہی اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کر سکتے ہیں۔ سَلَامٌ عَلٰی مَنْ اَتَّبَعَ الْهُدٰی

## ایک مجلساز

ایک بابا صاحب جنہوں نے بڑی لمبی ڈاڑھی رکھی ہوئی تھی اور بابا باگان والے کے نام سے مشہور تھا۔ کنجاہ آئے وہ لوگوں پر کافی اثر انداز ہوئے ایک رات صوفی عبدالحمید کے ہاں قیام پذیر ہوئے اور سید محمد صدیق شاہ صاحب سے کہا کہ سحری کے وقت میرے پاس آنا وہ تہجد کے وقت ان کے پاس گئے ان کے منہ سے روشنی نکل رہی تھی شاہ صاحب تحقیق کی خاطر ان کے نزدیک ہو گئے تو انہوں نے کہا وہیں بیٹھے رہیں اور نزدیک نہ آئیں۔ قبلہ ڈاکٹر صاحب نے ان سے کہا کہ میں ملک سے باہر گیا ہوا تھا میرے والد صاحب میری عدم موجودگی میں وفات پا گئے اور قبرستان میں دفن کر دیئے گئے۔ مجھے ان کی قبر کا پتہ نہیں چلتا اگر اپنے کشف سے یہ مشکل آسان کر دیں تو مہربانی ہوگی وہ کہنے لگے بعد از نماز مغرب ہم قبرستان چلیں گے۔ اور آپ کے والد صاحب کی قبر کا سراغ لگائیں گے۔ نماز مغرب کے بعد بابا صاحب حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے ہمراہ قبرستان گئے بابا صاحب نے فار سفورس گھاس پر ڈال دیا وہ چمکنے لگا بابا صاحب کہنے لگے یہ آپ کے والد صاحب کی روح کی روشنی ہے بابا صاحب نے



جب رخ بدلا تو قبلہ ڈاکٹر صاحب نے گھاس پر سے وہ روشن چیز اٹھالی اور مٹھی میں رکھ لی۔ جب واپس شہر آئے تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا شاہ صاحب دیکھیں بابا صاحب نے روح کی نشاندہی کی ہے اور اپنی مٹھی میں روشنی دکھائی فرمانے لگے یہ فارسنورس ہے بابا صاحب لوگوں کو اسی طریقے سے پہانتے ہیں۔ ناواقف لوگ ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں

”اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

بابا صاحب چند روز کنجاہ میں رہ کر لوگوں سے نقد اور جنس وصول کر کے چلے گئے۔ جناب سید محمد صدیق شاہ صاحب نے بتایا کہ ایک دفعہ میں نے امتحان میں داخلہ کا نام پر کیا اور ڈاکٹر صاحب کی معرفت یونیورسٹی کو بھیجنا چاہا چونکہ میں نے فارم ان کی عدم موجودگی میں پر کیا تھا آپ فرمانے لگے کہ آپ تحریر پر میرے سامنے قلم پھیر دیں تاکہ میں اس کی تصدیق کر سکوں کیونکہ فارم میں تصدیق کرتے وقت لکھنا تھا کہ امیدوار نے فارم میری موجودگی میں پر کیا ہے۔ آپ نے اپنے اوقات کی تقسیم کر رکھی تھی۔ آپ کی ہدایت تھی کہ جس کام کا وقت ہو اسی موضوع پر بات چیت کی جائے۔

ہم بعض اوقات بڑے اٹے سیدھے سوالات پوچھتے اور آپ بڑی بروہاری سے ان کے جواب ذہن نشین کراتے ایک دفعہ ایک ملنگ قسم کا فقیر آگیا وہ قبلہ ڈاکٹر صاحب سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ ہم خواہ کتنی اچھی خوراک کھائیں لیکن اس کا انجام تو غلاظت ہی ہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ حلال و حرام کی تمیز یا اچھی بری چیز کا امتیاز کس کام کا حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں جو شعور دیا ہے اس کا تقاضا ہے کہ ہم پاکیزہ چیز دیکھ کر استعمال کریں۔ اس کا انجام تو خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ہم اس کے مکن نہیں کہ انجام کیا ہوتا ہے۔

عقیدہ

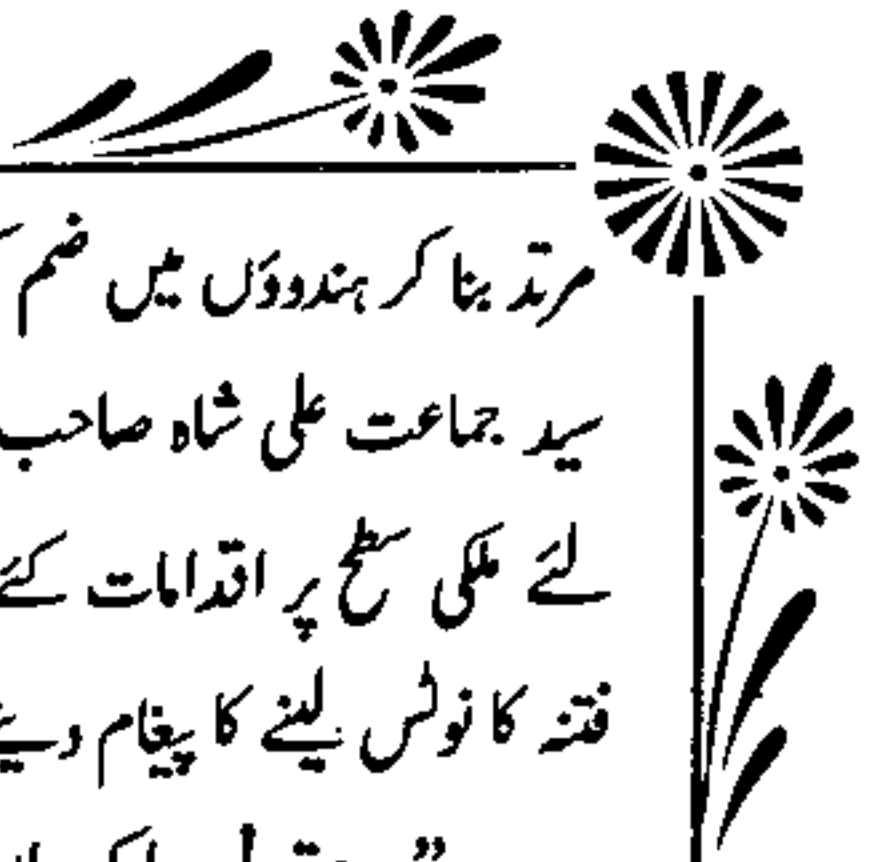
آپ کے عقائد عین اہل سنت والجماعت کے مطابق و موافق تھے۔ آپ صحیح العقیدہ ہونے کے ساتھ راسخ العقیدہ بھی تھے اور عقائد کے بارے میں کسی قسم کی

مداہنت اور لچک کے روادار نہ تھے۔ بلکہ فرقہ ہائے باطلہ کے لئے تیغِ برہنہ کی طرح تھے۔ آپ کے حالات میں آپ جا بجا پڑھیں گے کہ باطل فرقوں نے دینی و ملی معاملات میں کس کس طرح رکاوٹیں پیدا کیں اور آپ نے مستقل مزاجی سے ان کا مقابلہ کیا برے عقائد والوں نے آپ سے مباحث چھیڑے آپ ان کا واضح دلیلوں سے رد کرتے جس طرح اعلیٰ حضرت امیر ملت رحمتہ اللہ علیہ ساری عمر ان باطل فرقوں کے ساتھ مصروف جہاد رہے۔

## شدھی کی تحریک اور قبلہ ڈاکٹر صاحب کا کروار

پہلی جنگ عظیم کے اثرات عالم اسلام کے لئے بہت تباہ کن ثابت ہوئے ترکی کی شکست کے بعد خلافت عثمانیہ ختم کر دی گئی عرب ممالک کو نکلے کر کے انگریزوں اور ان کے اتحادیوں نے اپنی مرضی کی حکومتیں قائم کر دیں مقامات مقدسہ غیر محفوظ ہو گئے انگریز مسلمانان ہند سے کئے گئے وعدوں سے منحرف ہو چکا تھا چنانچہ ان پریشان کن حالات میں ہندوستان کے مسلمانوں نے تحریک خلافت شروع کر دی جو پوری قوت سے اٹھی اور تحریک آزادی کی صورت اختیار کر گئی۔ عیار ہندولیدر گاندھی شروہانند وغیرہ ہوا کا رخ دیکھ کر اس میں شامل ہو گئے۔ گاندھی کے مشورہ پر سادہ لوح مسلمان انگریز سے اظہار ناراضگی کے طور پر افغانستان کی جانب ہجرت میں لگ گئے۔ اعلیٰ حضرت امیر ملت محدث علی پوری نے مسلمانوں کو ہجرت سے منع فرمایا اور انہیں سمجھایا کہ یہ ملت اسلامیہ کے مفاد میں نہیں ہے۔

دوسری طرف سرکردہ ہندولیدر مسلمان کش تحریکیں شدھی اور سنگھٹن وغیرہ چلانے میں لگے ہوئے تھے اور صاف کہتے تھے کہ بھارت میں رہتے ہوئے ترکی اور عرب کا شباب دیکھنے والوں کو بھارت میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ ہندولیدروں نے راجپوتانہ اور یوپی کے اضلاع کے کزور اور غریب مسلمانوں کے علاقہ کو شدھ یعنی مسلمانوں کو



مرتد بنا کر ہندوؤں میں ضم کرنے کے لئے مختص کیا اعلیٰ حضرت امیر ملت الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری نے شدھی کے اس فتنہ کے انسداد کے لئے ملکی سطح پر اقدامات کئے۔ یاران طریقت کو خصوصاً اور مسلمانان ہند کو عموماً اس فتنہ کا نوٹس لینے کا پیغام دیتے ہوئے فرمایا

”دوستو! یہ ایک ایسا نازک موقع آگیا ہے جس کی نظیر تاریخ اسلام میں نہیں ملتی۔ بانی اسلام کا تو حکم ہے کہ اپنے مردے بھی اغیار کے ہاتھ میں نہ جانے دو اور یہاں ہمارے زندوں کو بھی اغیار لئے جا رہے ہیں۔ ہم خاموش دیکھ رہے ہیں میں نے اپنے یاروں کو اب تک یاد الہی کے سوا کوئی فرمائش نہیں کی مگر اب کہتا ہوں کہ اس وقت تقاضائے حمیت و غیرت اسلامی تو یہ ہے کہ جب تک اس فتنہ کا انسداد نہ ہو ہر مسلمان اپنے اوپر خواب و خور حرام سمجھے اور ہر ممکن ذریعہ سے خدمت اسلام میں درلیغ نہ کرے۔“

جناب ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں میں سرفہرست تھے جنہوں نے اعلیٰ حضرت امیر ملت قبلہ شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر گہر بار کاروبار عزیزو اقارب چھوڑ کر اس تحریک میں جوش عمل کا مظاہرہ کیا ہندوؤں کے متعصب لیڈر لالہ لاجپت رائے ستیہ دیو اور شر دھانند وغیرہ کھلم کھلا معاونت کر رہے تھے مسلمانوں کے مرتد ہونے پر ان کے نکاح میں ہندو لڑکیاں دی جاتیں ان کے قرض ادا کئے جاتے نیز دیگر بہت سی سہولتوں کے چکھے دئے جاتے تھے اس تحریک کا زیادہ زور صوبہ آگرہ (بھارت) میں تھا آپ نے اعلیٰ حضرت امیر ملت کی سرکردگی میں دیگر اکابرین کے ہمراہ اس علاقہ میں اس تحریک کو روکنے میں دن رات محنت شاقہ سے کام کیا ان لوگوں کو اسلام سے روشناس کرایا اور جو لوگ دین اسلام سے برگشتہ ہو چکے تھے انہیں دوبارہ اسلام کی نعمت سے مالا مال کیا۔ اس وسیع و عریض علاقہ میں بھی بے شمار دینی مدارس اور مفت ڈسپنسریاں قائم کی گئیں بیوضع نو گاؤں ضلع متھرا کے ہسپتال میں آپ کی تعیناتی تھی آپ کی قابلیت ہمدردی اور حسن اخلاق نے نہ صرف مریضوں



کی جسمانی بیماریوں کا ہی علاج کیا بلکہ ان کی دینی اور روحانی امراض بھی جاتی رہیں۔ دینی مدارس میں بھی آپ دین اسلام کی تبلیغ کرتے اور ہندو بننے کی عیاریوں کا پردہ چاک کر کے تصویر کا صحیح رخ پیش کرتے نتیجہ یہ ہوا کہ اس علاقہ کے دیہاتی چند سال کی مساعی جہیلہ سے نہ صرف دوبارہ آغوش اسلام میں آگئے بلکہ ہندو آریوں کی فریب کاریوں کا پول کھول کر ہندوؤں کو داخل اسلام فرماتے رہے۔

قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے ماہنامہ انوار لصفیہ جنوری ۱۹۲۳ء سے اقتباس جو حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کی اس تحریک میں نمایاں کارکردگی کا منہ بولتا ثبوت ہے پیش خدمت ہے۔

”انجمن خدام الصوفیہ کے اراکین جس قدر محنت اور جانفشانی سے علاقہ ارتداد میں کام کر رہے ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ انجمن ہذا کی طرف سے قائم کردہ دیگر شفا خانوں کے علاوہ موضع نوگانواں ضلع ستھرا میں بھی شفا خانہ جاری کیا گیا ہے جہاں مخلوق خدا کو بڑا فائدہ پہنچ رہا ہے جناب ڈاکٹر شیخ محمد اللہ دتا صاحب کی سرکردگی میں ہزاروں مریضوں کے علاج کے علاوہ سخت اور خطرناک حالتوں میں پچاس کے قریب آپریشن بھی کئے گئے اس کے اثرات نہایت کامیاب ثابت ہوئے خصوصاً تبلیغ کے کام میں بہت مدد ملی جناب ڈاکٹر صاحب شفاخانہ میں کام کے علاوہ روزانہ دو گھنٹے تک تعلیم اور تبلیغ کا کام بھی بالخصوص اپنے ماتحت تبلیغی عملہ کے ساتھ مل کر کرتے ہیں۔ پنچائتوں میں جا کر مسلمانوں کو قوت اور مدد پہنچاتے ہیں۔ جناب ڈاکٹر صاحب نے حال ہی میں بے شمار مرتدین کو اپنے اخلاص اور حسن سلوک سے از سر نو مسلمان کیا انہیں سچے دل سے توبہ کرا کر کلمہ طیبہ پڑھایا اس کے علاوہ آپ نے میلہ ترونی کے موقع پر راجپوت اراکین انجمن خدام الصوفیہ کی جانب سے اشتہارات چھپوا کر تمام ملکوں میں تقسیم کئے جس سے امید ہے ملکوں کے خیالات میں مزید بہتری پیدا ہوگی“

مندرجہ بالا کارکردگی حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے ایک ماہ کی کوششوں کا صرف ایک حصہ ہے جو ماہ بہ ماہ ماہنامہ انوار الصوفیہ کو جناب حفیظ الدین صاحب ناظم و فود ہذا رپورٹوں کی صورت میں علاقہ ارتداد سے ارسال فرمایا کرتے تھے۔

## شدھی کاراز

از قبلہ ڈاکٹر صاحب

انوار الصوفیہ ماہ دسمبر ۱۹۲۳ء

انصاف و رواداری کے پیکر مجسم پنڈت مالوی جی اور مسلم ہندو اتحاد کے رختہ انداز شردھانند جی سنگھن و شدھی کے جواز پر ہمارے فدائیاں اتحاد مسلم لیڈروں سے اکثر کہا کرتے تھے کہ نو مسلم ملک نے اپنی ہندو برادری میں شامل ہونے کیلئے بے چین ہو رہے تھے۔ اسلئے ان کو شدھ کر لینے میں وہ حق بجانب ہیں۔ اگرچہ اس حقیقت کو واقعات حاضرہ نے بے نقاب کر دیا ہے کہ جس قدر شورش و بے چینی اور نفرت و عناد کی تاریک کندھیاں ملک میں چل رہی ہیں۔ اور خرمن امن پر بجلیاں گر رہی ہیں۔ فضائے وطن پر شر و فساد کی گھنگھور گھنائیں چھائی ہوئی ہیں۔ ان جذبات کا ذبہ کا محرک وہی امن و امان کے دیوتا ہیں جو کسی وقت اتحاد ملکی کا راگ جامع مسجد وہلی کے ممبر پر بیٹھے الاپ رہے تھے۔ اور آج دو آبہ گنگا و جمنہ میں اپنی گنگا جمنی سیاسی بساط بچھا کر شطرنجی چال دکھا رہے ہیں۔ کبھی وہلی کی گاگریں مجلس میں تحریک شدھی کا جنازہ اٹھایا جاتا ہے کہیں یاران طریقت کی دلجوئی کیلئے اتحاد کا قل پڑھا جاتا ہے۔ افسوس ہمارے بعض امن دوست مسلم لیڈر اب بھی اتحاد کی مرہیہ خوانی میں رطب السلسلین ہیں اور نہیں دیکھتے کہ فرزند ان توحید و کلمہ گویان اسلام کے پاک دلوں کو نور ایمان اور امانت توحید کی بجائے ظلمت کفر اور گندگی کے شرک سے ملوث کیا جا رہا ہے۔ ایک غیر فانی معبود و مسجود سے رشتہ عبودیت توڑ کر ان کی گردنیں مصنوعی خود ساختہ

معبودوں دیوتاؤں برگد پپیل اور گھاس کھانے والے حیوانوں کے آگے

خم کرائی جاتی ہیں اور اس انقلاب کو عملی جامہ پہنانے کیلئے جبر و تشدد۔ مکر و فریب خوف و طمع کے بیٹھار ہتھیار استعمال کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ میں اپنے مشاہدہ کا واقعہ بطور مثال کے پیش کرتا ہوں۔ جس سے آریہ پارٹی کی ابلہ فریبی اور شدھی کی حقیقت منکشف ہو جاتی ہے۔ میں ضلع ستھرا کے ایک گاؤں موضع نوگانواں میں آج کل تبلیغی شفا خانہ انجمن خدام الصوفیہ پنجاب کا انچارج ہوں یہ موضع ایک ہندو ٹھاکر ستھرا کی واحد ملکیت ہے۔ باشندگان دسمہ ملک نے راجپوت کاشتکار اراضی قرضہ دار ہیں جب شدھی کا چرچا ہوا۔ تو یہاں ایک بڑا بھاری جلسہ مسلم راجپوتوں کا زیر صدارت جناب کنور عبدالوہاب خان صاحب منعقد ہوا۔ اطراف و جوانب اور اضلاع پنجاب سے بھی سربراوردہ راجپوت اس جلسہ میں شریک ہوئے اور کئی ہزار مسلم راجپوت جمع ہو گئے۔ غریب ملک نے اپنے مسلم بھائیوں کے جلسوں میں عہد واثق کر چکے تھے۔ کہ وہ دین حق پر قائم رہیں گے۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد ہی گاؤں کے ہندو مالک کی طرف سے حابرانہ کارروائیاں شروع ہو جاتی ہیں اور آریہ اپدیشک طمع زر کے سبز باغ دکھلاتے ہیں۔ قرض دینے اور تنخواہیں مقرر کرنے سے پانچ سو اشخاص ضعیف الایمان مرتد ہو جاتے ہیں۔ اور شدھی سے انکار کرنے والے لوگوں پر ناجائز دباؤ ڈالا جاتا ہے۔ کہیں مقدمے بنا کر خاص خاص آدمیوں کو تنگ کیا جاتا ہے اور شدھ ہونے پر مجبور کیا جاتا ہے چنانچہ پانچ مسلمانوں پر محض شدھی سے انکار کرنے کی پاداش میں مالک دسمہ کے کارندے نے درخت کاٹنے کا استغاثہ دائر کر دیا ہے۔ اور مرتد شدہ ملکوں کی معرفت بار بار کہلایا جاتا ہے۔ کہ اگر تم بھی برادری میں مل جاؤ اور شدھی قبول کر لو تو مقدمات واپس لئے جائیں گے ورنہ ایک ہی مقدمہ کیا دیکھئے کس قدر سنگین مقدمات تمہارے خلاف دائر کئے جاویں گے۔ مسلمانوں کے پانچ سربراوردہ افراد ملت محض شدھی سے انکار کرنے پر ظلم و ستم کا شکار بنائے جاتے ہیں اور ان پر درخت کاٹنے کے الزام لگائے جاتے ہیں۔ حالانکہ ہمیشہ سے مسلم و مرتد ہر ایک

زمیندار آلات کشاورزی ( کھیتی باڑی کرنے ) کیلئے عند الضرورت اپنی زیر کاشت اراضی سے لکڑی کاٹتے چلے آتے ہیں اور یہ دستور ہمیشہ سے جاری ہے اب مسلمان محض ایک خدا کا نام لینے اور شدمی سے انکار کی وجہ سے مورد الزام ٹھہرتے ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ کی وسیع زمین تنگ ہو رہی ہے۔ اس خوف و ہراس کی حالت میں غریب و جاہل ملکات اکثر ملاقات میں کہتے رہتے ہیں۔ کہ یا تو وطن عزیز اور اس زمین کو چھوڑنا پڑے گا۔ ورنہ دین حق چھوڑ کر مرتد ہونے کے سوا چارہ نہیں۔ یہ ہیں دھرماتما سورماؤں کے کارنامے جو شدمی کو اپنا پیدائشی حق بیان کرتے رہتے ہیں اور اسلام کی اشاعت بزور شمشیر بیان کرتے رہتے ہیں۔

دو سالہ روئداد صفحہ ۷۶ سے اقتباس

موضع ترونی میں ۴۳ دیہات کے ٹھاکروں کی زبردست پنچائیت اور  
انجمن خدام الصوفیہ کی کامیاب انسدادی تدابیر

جناب ڈاکٹر محمد اللہ دتا کنجاہی معہ رفقاء وفد اور اپنے زیر اثر ملکوں کے ترونی کی پنچائیت میں تشریف لے گئے۔ تقریباً چار ہزار کا مجمع تھا۔ سوال زیر بحث یہ تھا۔ کہ سوامی کے میلہ میں جو لوگ شدہ ہو گئے ہیں ان کے ساتھ بعض سرگرم آریہ ٹھاکروں کنہیا وغیرہ نے حقہ پی لیا ہے اور آریہ ان دیہات میں فساد مچا رہے ہیں اس کے متعلق بندوبست کیا جاوے۔ ہمارے اراکین اور بعض سربر آوردہ ملکوں کی سعی سے تجویز پاس ہوئی کہ۔ جن ہندو ٹھاکروں نے مرتدین کے ساتھ حقہ پی لیا۔ وہ برادری سے خارج کئے جاویں۔ اور آئندہ ان ۴۳ دیہات میں کوئی آریہ مفسد نہ آنے پائے۔ پنچائیت میں سمسی شام لال کا رندہ جو ترونی میں رہتا ہے۔ آریہ تھا۔ اس لئے پنچائیت سے نکال دیا گیا۔ اور آئندہ کیلئے ارتداد کا بخوبی انسداد ہو گیا۔ نہایت شاندار فتح ہوئی۔

تین سال کام کرنے کے بعد انجمن خدام الصوفیہ کے وفد کا مران و کامیاب واپس ہوئے۔ لیکن حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اتنی محنت و جانفشانی

سے کئے ہوئے کام پر مسلسل نگاہ رکھی۔ اپنی انفرادی کوشش سے قیام پاکستان تک وہاں جا جا کر تبلیغ کی نازک بیلوں کو پروان چڑھایا۔ اور پاکستان بن جانے کے بعد یہ راجپوت اور ملکانے ضلع ملتان وغیرہ میں آکر آباد ہو گئے تو باقاعدہ دورے فرما کر مستقل مزاجی کی ایک نادر مثال پیدا کر دی۔

خواجہ عبدالخالق تو کلی انبالہ والے نقشبندی طریقہ کے بڑے صاحب تصرف بزرگ تھے حتیٰ کہ ولایت تک سلب کر لیتے۔ شدمی کے فتنہ کے انسداد کیلئے کام کرنے کے سلسلہ میں جناب خواجہ صاحب اور اعلیٰ حضرت ڈاکٹر صاحب کی ملاقاتیں ہوئیں اس وقت حضرت خواجہ عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑی عمر کے تھے اور طریقت میں ان کے عروج کا وقت تھا۔ جبکہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک اس وقت ۳۷ سال تھی۔ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے داماد جناب سیٹھ سیف الملوک صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ادھر جایا کرتے تھے۔ وہ فرماتے تھے۔ کہ جب خواجہ عبدالخالق تو کلی نے حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کے اعلیٰ روحانی استعداد کو دیکھا۔ تو متعجب ہوئے اور خواہش ظاہر کی کہ کاش یہ میرے ساتھ سلسلہ بیعت میں منسلک ہوتے۔ آپ کے بارے نہایت پسندیدگی کا اظہار فرمایا کرتے۔ اور فرماتے بڑی بلند پرواز اور اثران والے نوجوان ہیں۔



## تحریک کشمیر

۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کا دن تحریک آزادی کشمیر کی تاریخ میں اس اعتبار سے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ کہ یہی وہ دن ہے جب بائیس کشمیری فرزندان توحید پر مشتمل تحریک آزادی کشمیر کے ہراول دستہ نے ڈوگرہ سامراج سے آزادی اور اسلام کی عظمت و سر بلندی کے لئے اپنی جانیں جان آفرین کے سپرد کر کے اس تحریک کا عنوان اپنے خون سے رقم کیا تھا۔

کشمیر میں نور اسلام کی کرنیں چودھویں صدی عیسوی کے اواخر میں اس وقت پہنچنا شروع ہوئیں جب یہاں کے بدھ حکمران ریٹن مٹانے ایک صاحب کمال بزرگ شاہ شرف الدین عرف بلبل شاہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے سلطان صدر الدین کا لقب اختیار کیا۔ سلطان کے قبول اسلام کے ساتھ ہی ان کے درباریوں اور رعایا کی اکثریت نے بھی اسلام قبول کر لیا اور یوں کشمیر میں اسلام کے عہد کا آغاز ہوا جس کے بعد ۱۸۱۹ء تک مختلف مسلمان حکمرانوں کی حکومت رہی اور یہ دور بلاشبہ کشمیر کی تاریخ کے روشن ترین باب کی حیثیت رکھتا ہے کشمیر کی بد قسمی کا آغاز ۱۸۱۹ء میں ریاست میں سکھوں کے تسلط اور مسلم عہد کے خاتمے سے ہوتا ہے ۱۸۴۶ء میں سکھ اس مسلم ریاست کو اسکے باشندوں سمیت تاوان جنگ میں انگریزوں کے حوالے کر دیتے ہیں جو کچھ ہی دنوں بعد کشمیر کو اس کے باشندوں سمیت ۷۵ لاکھ روپے کے عوض جموں کے ایک ڈوگرہ جاگیردار گلاب سنگھ کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں۔ تاریخ انسانی کا یہ شرمناک ترین سودا جسکے مطابق ایک کشمیری کی قیمت سات روپے کے لگ بھگ لگتی ہے۔ بیعنامہ امر تر کہلاتا ہے علامہ اقبال اس ایسے کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

قوسے فروختدوچہ ارزاں فروختند

جموں میں خطبہ عید کی بندش کا واقعہ جو اس تحریک کا نقطہ آغاز ثابت ہوا ۲۹ اپریل ۱۹۳۱ء کو پیش آیا امام صاحب عید کے خطبہ میں موسیٰ علیہ السلام و فرعون کی داستان بیان کر رہے تھے۔ ڈوگرہ پولیس افسر نے دیکھا کہ وہ ساری برائیاں جو فرعون کی ذات میں گسائی جا رہی ہیں ڈوگرہ حکمران ہری سنگھ کی ذات میں بدرجہ اتم موجود ہیں لہذا اس نے امام صاحب کے خطبہ عید کو حکومت کے خلاف باغیانہ تقریر قرار دیتے ہوئے عید گاہ میں داخل ہو کر انہیں خطبہ بند کرنے کا حکم دیا ڈوگرہ افسر کی یہ ناپاک جسارت مسلمانوں کی غیرت دینی کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی تھی اس نے انہیں جمنھوڑ کر رکھ دیا۔

خطبہ عید کی بندش کے اس جابرانہ اقدام پر حکومت کے خلاف شدید احتجاج کا سلسلہ ابھی جاری تھا اور مسلمانان کشمیر کے جذبات میں ہیجان و تلاطم کی کیفیت ابھی روز افزون بڑھ رہی تھی کہ چند دن بعد مشیت ایزوی سے سنٹرل جیل جموں میں ایک ڈوگرہ ہیڈ کانسٹیبل کے ہاتھوں توہین قرآن کریم کا وہ دلدوز واقعہ رونما ہوا۔ جس نے حکومت کے خلاف احتجاج اور مظاہروں کے اس سلسلے کے لئے مہمیز کا کام دیا اور حکومت کے اسلام دشمن اور مسلم کش رویے اور اقدامات کے خلاف جولاوا دلوں میں مدتوں سے پک رہا تھا۔ پوری قوت سے پھٹ پڑا اور دیکھتے ہی دیکھتے چند دنوں کے اندر پوری ریاست اس کی لپیٹ میں آگئی چودھری غلام عباس اس کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ چند دنوں کے اندر اندر بندش خطبہ اور توہین قرآن کے واقعات نے کشمیری مسلمانوں کی روح کو تڑپا دیا اور اسکے خون کو گرما دیا یوں اس کی بے حسی کی زندگی نے ایک نئی کروٹ لی اور اس کے سینے کے اندر قومی امنگوں خواہشات اور عزائم کے سمندر متلاطم ہو گئے۔

حکومت کے ان اسلام دشمن اقدامات کے خلاف جلسوں جلوسوں اور مظاہروں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔

تاریخی اجتماع کا سب سے اہم اور تاریخ ساز واقعہ اس میں عبدالقدیر خان نامی

ایک نوجوان کا وہ معرکہ آرا خطاب تھا جس نے اجتماع میں شریک لاکھوں فرزند ان توحید کے دلوں کو گرما کر اور ڈوگرہ حکمرانوں کے ایوان اقتدار کو ہلا کر رکھ دیا عبدالقدیر خان نے جس کا تعلق سرحد سے تھا اور جوان دنوں ایک انگریز منیجر کے ساتھ خانسامہ کے طور پر سری نگر میں مقیم تھا اپنی ولولہ انگیز تقریر میں کہا۔ مسلمانوں اب وقت آگیا ہے کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائے۔ یادداشتوں اور گزارشوں سے ظلم و ستم میں کوئی فرق نہیں آئے گا اور نہ توہین قرآن کا مسئلہ حل ہوگا تم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاؤ اور ظلم کے خلاف لڑو۔ عبدالقدیر خان نے ڈوگرہ مہاراجہ ہری سنگھ کے محل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اس کی اینٹ سے اینٹ بجادو۔ عبدالقدیر خان کی اس ایمان افروز تقریر نے اجتماع میں موجود لاکھوں فرزند ان توحید کے جذبات میں ہلچل مچا دی ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کو جب سنٹرل جیل کے احاطہ میں عبدالقدیر خان کے مقدمے کی سماعت شروع ہوئی تو جیل کے باہر لاکھوں فرزند ان توحید کا اجتماع عبدالقدیر خان زندہ باد کے فلک شکاف نعرے لگا رہا تھا عوامی سیلاب کا یہ ریلا دراصل جیل کے اندر داخل ہونا چاہتا تھا لیکن وکیل صفائی کی اس یقین دہانی پر کہ وہ ان کے نمائندوں کو عدالت کی کارروائی دیکھنے کے لئے اندر بلوائیں گے عوام کا یہ ٹھانٹھیں مارتا ہوا سمندر جیل کے باہر ہی رک گیا اتنے میں نماز کا وقت آگیا اور فرزند ان توحید نماز کے لئے صفیں باندھنے لگے ڈوگرہ گورنر ترلوک چند نے جو اس صورت حال کی اطلاع ملنے پر پولیس کی ایک بھاری جمعیت کے ساتھ وہاں پہنچ گیا تھا آؤ دیکھانہ تاؤ اور نماز کی تیاری میں مصروف فرزند ان توحید پر گولیاں برسانے کا حکم دے دیا۔ ایک شخص دیوار کی بلندی سے اذان دے رہا تھا پولیس کی گولی سے وہیں موقع پر شہید ہو گیا اس کی جگہ فوراً دوسرے شخص نے پہنچ کر اذان دینا شروع کر دی اسے بھی شہید کر دیا گیا تو تیسرے نے اس کی جگہ لے لی اور یہ سلسلہ اذان کی تکمیل تک جاری رہا چنانچہ اذان کی تکمیل تک بائیس فرزند ان توحید جام شہادت نوش کر چکے تھے دیگر نمازیوں میں سے بھی زخمی ہونے والوں کی تعداد سینکڑوں سے بھی متجاوز تھی یہاں یہ طوطا رہے کہ ان



سارے شہدا اور زخمیوں کو لگنے والی گولیوں کے زخم ان کے سینے پر تھے کسی ایک کو بھی پیٹھ پر گولی نہیں لگی تھی چنانچہ اس حقیقت کا اعتراف بعد میں تحقیقاتی افسر مسٹرویک فیلڈ کو بھی کرنا پڑا۔ شدید غم و غصہ اور جذبات سے بھرے ہوئے فرزند ان توحید نے رد عمل کے طور پر جیل کی پولیس لائن کو نذر آتش کر دیا اور ایک شہید کے خون آلود کرتے کو پرچم بنائے ہوئے شہیدوں اور زخمیوں کو چارپائیوں پر ڈال کر جامع مسجد کا رخ کیا ادھر اس خون آشام واقعہ کی خبر شہر میں پہنچتے ہی کھرام مچ گیا یوں معلوم ہوتا تھا کہ قیامت برپا ہو چکی ہے ہر طرف سے لوگ جامع مسجد کا رخ کر رہے تھے جہاں شہدا کو ساتھ ہی جان بلب زخمیوں کی چارپائیاں بھی رکھی ہوئی تھیں۔

رات بھر شہدا کی لاشیں جامع مسجد کے صحن میں چارپائیوں پر پڑی رہیں اور نوجوان رضا کاروں کے دستے ان کے گرد پہرہ دیتے رہے تاکہ ڈوگرہ فوج یا پولیس کے سپاہی رات کو لاشیں اٹھانہ لے جائیں صبح ہوئی تو دیکھا کہ ڈوگرہ فوج پولیس کے سپاہیوں نے جامع مسجد کا محاصرہ کر رکھا ہے اور اسکے دروازوں پر مشین گنیں نصب ہیں یہ صورت حال حد درجہ اشتعال انگیز تھی لیکن مسلمانوں نے اس کو کمال درجہ صبر و تحمل سے اس لئے برداشت کیا کہ ان کے نزدیک اس وقت سب سے اہم مسئلہ شہدا کی لاشوں کی تدفین کا تھا چنانچہ تمام شہدا کو خانقاہ نقشبندیہ کے صحن میں اجتماعی طور پر دفن کر دیا گیا۔

اعلیٰ حضرت امیر ملت کے فرمان پر تحریک جموں و کشمیر میں مجلس خدام الصوفیہ ہند کی ہر شاخ نے اپنے اپنے شہروں میں حتی المقدور حصہ لیا۔ کنجاہ ضلع گجرات سے بھی جلوس نکالے جاتے تھے۔ جن میں کنجاہ کے یاران طریقت بھی شامل ہوتے کبھی فرداً فرداً اور کبھی جلوس کی صورت میں گجرات شہر جانے جناب ڈاکٹر صاحب قیادت اس شان سے فرماتے کہ کالی پگڑی اور کالی اچکن یا کالی واسٹک زیب تن ہوتی۔ اور شرکاء جلوس سرخ لباس پہنے ہوتے تھے۔ ایک دن آپ قیادت کر رہے تھے کہ گجرات کے تھانے کے سامنے سے گزرنے پر ان کو گرفتار کر لیا گیا۔ دو ماہ تک

گجرات جیل میں بغیر مقدمہ چلائے قید میں رکھا

(رسالہ انوار الصوفیہ ماہ دسمبر ۱۹۳۱ء سے متعلقہ اقتباس)

گجرات پنجاب کی مشہور و معروف ہستی عالیجناب پیر سید ولایت شاہ صاحب جناب حضرت ڈاکٹر شیخ محمد اللہ داتا صاحب کنجاہی اور جناب منشی احمد دین صاحب سیکرٹری مجلس خدام الصوفیہ گجرات بھی اپنے کام (ایچی ٹیشن) کو نہایت تن دہی سے کر رہے تھے۔ آخر کار تینوں صاحب گرفتار ہو گئے۔ اسی طرح پنجاب کیا بلکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں اس تحریک کی آگ بھڑک اٹھی۔۔۔ چنانچہ وائسرائے نے ریاست جموں و کشمیر کے شدید مظالم کی ہولناک داستان سن کر اور بد انتظامی کی اطلاعات پا کر ایک ہنگامی قانون کا تمام پنجاب میں دو ماہ کے لئے نفاذ کر کے ریاست میں قافلہ کے رضا کاران کے داخلہ کو خلاف قانون قرار دیکر دو تحقیقاتی کمیشن موسومہ کلینسی کمیشن اور ڈیلٹن کمیشن مقرر کر دئے ہیں۔ عمال ریاست بالکل ہندو ہیں۔ اور متعصب ہندو جو اپنے ظلم و ستم کو پوشیدہ رکھنے اور صحیح صحیح حالات و واقعات کو کمیشن کے روبرو نہ لانے کی بے حد کوشش کر رہے ہیں۔ اب دیکھیں کہ اہل اسلام پر جو ظلم ناروا کئے گئے ہیں۔ ان کو ذبح کیا گیا۔ بے عزت و ذلیل کیا گیا۔ اخلاق سوز سزائیں ناکرہ جرائم میں ان کو دی گئیں۔ مال و املاک کو لوٹ لیا گیا۔ معصوم و بیگناہ مسافروں کو قتل کیا گیا۔ ان تمام مظالم کے عوض ریاست سے کیا کچھ مسلمانوں کو دلایا جاتا ہے اور ظالموں اور قاتلوں سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔

ہنگامی قانون نے کوئی اچھا اثر اہل اسلام کے دلوں پر نہیں کیا۔ تمام پنجاب

سے قافلہ پر قافلہ آرہا ہے۔ پولیس گرفتار کر کے ایک مجسٹریٹ کے پیش کر دیتی ہے جو انہیں منتشر ہونے کو کہتا ہے۔ مگر رضا کار نہیں جاتے۔ بس پھر قید و بند کی ڈونز

ان عاشقان اسلام کو دی جاتی ہے۔ کوئی بائیس ہزار کے قریب رضا کاران تا امروز اضلاع سے جیل میں جا چکے ہیں۔

آپ کی گرفتاری پر جناب شیخ کریم بخش صاحب اور سیٹھ سیف الملوک (آپ کے بڑے داماد) نے سماعت مقدمہ کیلئے بدیں مضمون درخواست دی۔  
 بحضور فیض منجور سپرنٹنڈنٹ بہادر حیل گجرات دام اقبالہ

جناب عالی

گزارش ہے کہ فدویان کو ڈاکٹر محمد اللہ دتا صاحب ملزم کشمیر ایچی ٹیشن کے مقدمہ کی پیروی کی اجازت بخشی جاوے۔ ۱-۳۲-۱۱

عمر

فدویان شیخ کریم بخش و سیف الملوک سکنا می موضع کنجاہ تحصیل و ضلع گجرات

اس مقدمہ کی سماعت ہوئی جسکے نتیجے میں سات ماہ کی سزا ہوئی اور ملتان جیل بھیج دئے گئے۔ آپ کو بی کلاس دی گئی۔ جہاں اور بھی دیگر مشاہیر علمائے کرام تھے۔ ان میں مولانا حافظ عبدالرحمن نکودری۔ مولانا سید داؤد غزنوی۔ مولانا احمد علی شیرانوالہ گیٹ لاہور والے۔ غلام مرتضیٰ میکش۔ مفتی کفایت اللہ اور دیگر مشاہیر تھے۔ یہ علمائے کرام قیام جیل کے دوران آپ کی عبادات خیالات عالیہ۔ فقہ و فراست اور تقویٰ سے اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ کے عالم شباب میں اعلیٰ مقام و مرتبہ کا اعتراف کرنے لگے۔

جیل میں درس قرآن و دیگر علمی مجالس ہوتی رہتیں۔ آپ نے دیکھا کہ اکثر اوقات علمائے کرام نامکمل لباس بنیان وغیرہ کے ساتھ ہی نماز میں شامل ہو جاتے ہیں۔ نماز میں حافظ عبدالرحمن نکودری امام ہوتے اور آپ مؤذن۔ ایک نماز میں غلام مرتضیٰ میکش صاحب ننگے سر آئے۔ آپ نے اعتراض کیا۔ اور کہا۔ ہمیں کپڑے وغیرہ دھونے اور خدمت کیلئے قیدی ملے ہوئے ہیں۔ چاہیے کہ ہم نماز میں صاف

سحرے مکمل لباس کے ساتھ نماز میں شامل ہوں مولانا داؤد غزنوی صاحب خلاف بولنا شروع ہوئے آپ نے کہا - نماز کے مسئلے تو مجھے آتے ہیں - مفتی صاحب پاس ہی تھے ان سے آپ نے کہا آپ خاموش کیوں بیٹھے ہیں - وہ بولے - ڈاکٹر صاحب درست فرماتے ہیں اور کہا کہ اگر کپڑا میسر ہے - تو ضرور پہننا چاہے اگر کوئی ننگے سر کھڑا ہو اور خیال کر لے کہ میں ذلیل و خوار ہوں - تو نفلوں میں جائز - معلوم ہوا کہ ننگے سر ذلت اور رسوائی کا نشان ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ننگے سر مت پھرا کرو۔

آپ نے فرمایا - کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلیہ وسلم نے فرض نماز ہمیشہ رٹوٹی پر پگڑی باندھے ہوئے (عمامے کے ساتھ پڑھی ہے اس لئے آپ کی سنت مبارک کا ضرور لحاظ رکھنا چاہیے۔

مولانا احمد علی صاحب شیرانوالہ گیٹ والے وہاں قرآن پاک کی تفسیر کا درس دیا کرتے تھے ایک روز مولانا صاحب بیمار ہو گئے - آپ ان کے بصرک میں دیکھنے گئے تو وہاں دوائی کی شیشی دیکھ کر پوچھا آپ یہ دوائی پیتے ہیں اس میں الکحل ہے اور جائز نہیں مولانا نے کہا مجھے معلوم نہ تھا اور وہ دوائی اپنی چھوڑ دی انگریز جیلر کو معلوم ہوا تو کہا کس نے منع کیا ہے - کہا میں نے منع کیا ہے جو میڈیکل کی کتابیں تم نے انگلینڈ میں پڑھی ہیں ہم نے وہی کتابیں یہاں پڑھی ہیں - سپرنٹنڈنٹ جیل نے معذرت کی اور کہا الکحل والی دوا آئینہ نہیں دیں گے

ایک روز جیل میں ایک ناشناسا آدمی آپ کے پاس آیا اور آپ سے گھر کا پتہ پوچھا - آپ نے فرمایا تمہارا میرے گھر سے کیا تعلق - کہنے لگا کہ میں کانگرس کی طرف سے علا کے گھرا ہوار وظیفہ بھیجتا ہوں - اور آپ کا پتہ مجھے معلوم نہیں تھا - آپ نے فرمایا میں کانگرس کی طرف سے جیل نہیں آیا عزت ایمان اور اسلام کیلئے آیا ہوں مجھے کانگرس کے وظیفے کی ضرورت نہیں

تحریک کشمیر ۱۹۳۱ء کے سلسلے میں ملتان سنٹرل جیل میں لکھے گئے چند اشعار۔

وقت آگیا ہے تیرے جاگنے دا مسلم اٹھ ذرا ہوشیار ہو جا  
 تیرے ننگ ناموس نوں ہتھ پیا اوہے خبر ہن تے خبردار بن جا  
 عزت دین دے نال سی بنی تیری چھڈ دین نوں سخت ذلیل ہو یوں  
 عزت حکم جے فیورکار تینوں وانگ پہلیاندے دیندار بن جا  
 طلب دنیادی وچہ توں دین کھویا جمدے نال سی عزت وقار تیرا  
 نیت دین دی شرط ایماندی اے مڑکے دین دا خدمتگار بن جا  
 دنیا پاس جدے اس دا دین کھاوے سکے باہن نوں جس طرح اگ ساڑھے  
 حضرت عمر دا قول ایہ یاد کر کے دلوں انہاندا تابعدار بن جا  
 دنیا وانگ مردار تے گاہک اسدے وانگ کتیاں نیں فرمایا اے  
 چھڈ ایسٹوں طالب دین ہو جا۔ نکل بھیڑیاں تھیں نیو کار بن جا  
 دنیا آخرت دی کھیتی سمجھ لے توں جو کچھ بیجنا ایں سو بوڑھنا ایں  
 پھل بوٹیاں دا سوہنا بیج گڈیں ایہو جنتی عجب گلزار بن جا  
 دنیا کی اے اسٹوں بھل جانا چھڈ باقی نوں فانی دے مگر پینا  
 فانی رہبری کرے جے طرف باقی بیشک فیر ایسا دنیا دار بن جا  
 ایستے آیاں سین نفع کماونے نوں سودا گھاٹے دا مور کھالا بیٹھوں  
 گئے وقت پچھتاویں ہتھ مل مل۔ جھوٹ چھڈتے بیج دا یار بن جا  
 ایناہ دماں دا کچھ دساہ نائیں۔ دماں باہجہ تیری کے چاہناہیں  
 کچھ کھٹ لے ضائع گواناہیں۔ زیاں کار نہ سر بازار بن جا  
 جنہاں کیتیاں نیک کمایاں نے۔ اونہاں جنتاں خوب سوہایاں نے  
 دیندے گئے اوہ تینوں دوہاپاں نے حور عمل دی دے گل دا ہار بن جا۔  
 رہیوں عمر ساری اندر بیکاری ستوں کی گویا ہوئی موت طاری

پہنچے منزلیں صبح دے رے ہوئے اٹھ دوڑتے میر سوار بن جا  
 کم کرن والے کامیاب ہو گئے تے بے عمل ٹاکام خوار ہوئے ۔  
 جمود موت تے حرکت حیات تیری آجا عمل دا علمبردار بن جا  
 دشمن اللہ رسولؐ دا کوئی ہووے تیرے دین ایمان دا ہے دشمن  
 اوہدے دشمنان دا توں بھی ہو دشمن اوہدے دوستاں دا دوستدار بن جا  
 دشمن سجن دا سجن نہیں بن سکدا ۔ سجن دشمن دا دشمن ضرور ہوندا  
 پیت سجن دے نال بے پالئی اے ۔ اوہدے دشمنان تھیں اوازار بن جا  
 اک کھڈ تھیں ڈنگ دوبار کھاوے ۔ مومن نہیں اوہ کہیا جیہیگ ربدے  
 عاقل سو جو بات نوں سمجھ جاوے میری جان کجھ تے سمجھدار بن جا  
 حکم ربدے تھیں جو نہ سر پھیرے اوہدے حکم تھیں کوئی سر پھیروانہ  
 تینوں طلب جے عزت حکومتاں دی ۔ مسلم تابع پروردگار بن جا  
 اوہو رب رسولؐ قرآن اوہو ۔ اوہو مدد فرشتیاں دی فوج ہوسی  
 مسلم بدل چولا غیر مسلمان دا ۔ مڑ کے خالد تے ابن جرار بن جا  
 قصہ یاد کر مومنان گزر یاندا ۔ اسوہ انہاں دا مشعل راہ کرلے  
 مشرق مغرب شمال جنوب اندر خشک کھیتیاں ابر بہار بن جا  
 جاء الحق و ذق الباطل اُتے کر دکھا فیر یقین کامل  
 ڈر باطل دا دل تھیں دور ہوسی فقط حق دا عاشق زار بن جا  
 کتھے نور ایمان دا گیا تیرا ظلمت کفر دی دیکھ کھراؤنا اس  
 آوے نور تے ظلمت کا نور ہوندی او بے نور مڑ کے نور دار بن جا  
 مکی زندگی یاد کر نبیؐ جی دی راہ حق وچہ دکھ نہیں پائے کھڑے  
 طالب حق داہو کے رہے جھڑا اوہدے دانگ توں بھی حقدار بن جا

بہ زبان فارسی پیام منظوم گرامی برادر طریقت واقف اہرار حقیقت عالیجناب حضرت

مولانا الحاج ڈاکٹر محمد اللہ داتا صاحب خلیفہ مجاز نے قبلہ اعلیٰ حضرت محدث علی پوری  
دامت برکاتہم کی خدمت میں ملتان جیل سے جو عرض حال رقم کیا جبکہ آپ حج پر روانہ ہو  
رہے تھے (رسالہ انوار الصوفیہ ماہ دسمبر ۱۹۳۲ء)

مبا برساں ز مہجوراں پیاسے  
بگوش آں گل باغ رسالت  
چہ پرسی از شمیم صبحگاہش  
ہدایت از درش شد ہادیاں را  
جہاں مثلش ندیدہ کاطے را  
بہ علم و فضل یکنائے ربانہ  
طریق نقشبندی راست رہبر  
نظر بر چہرہ اش آمد عبادت  
خمیدہ سر برد در بارگاہش  
سلام بیکساں راجوں پذیرند  
مگو کا بے وارث خلق عظیمی  
تغافل تابہ کے اے جان عالم  
مرا بگذاشتی در قید افرنگ  
یگانہ راہہ بیگانہ سپردن  
ایر زلف در بند سلاسل  
خودت از ساقی کوثر چہ خوردی  
ازاں دریائے فیضت کم نگرود  
چساں طالبِ پناہ لب کشادن  
نہ معشوق آنکہ پرواہ کیش باشد

بکوائے دلبر ناہ تمامے  
بہ پیش حضرت عالی مقامے  
معطر گشت عالم رامشامے  
ولایت از وجودش یافت نامے  
مشائخ بردرش در دست جامے  
بہ اخلاص و عمل ارفع مقامے  
ہزاراں گام راہ گیر و بگامے  
وسیلہ شد بہر خاصے و عامے  
مگو باصد اوب اول سلامے  
بکن آنکہ ز احوالم کلامے  
زا تو اسلام را قائم نظامے  
نہ ہجراں مے چہد جانِ غلامے  
خودت رفتی سوئے خیر الانامے  
کریمیاں را نہ زبیدہ اس مقامے  
چہد در انتظارے صبح و شامے  
بہ پاس میکشاں درودہ بجامے  
بجود قطرہ باتشنہ کامے  
کہ سازد عشق عاشق را غلامے  
نہ عاشق آنکہ جذب اوست خامے

نہ عاشق آنکہ سر از عشق تابد نہ معشوق آنکہ بنوازد غلامے  
من از زندانِ ملتاں فرستم چہ پیکے از صباے خوش خرامے

## مسجد شہید گنج

۱۹۳۵ء کے وسط میں مسجد شہید گنج نزد ریلوے اسٹیشن لاہور کے اٹھدہ ام کا واقعہ پیش آیا سکھوں کا دعویٰ تھا کہ یہ زمیں انہوں نے خرید لی ہے اور وہاں گرووارہ تعمیر کرنا چاہتے تھے۔ انگریز حکومت ان کی پشت پناہی کر رہی تھی اس طرح مسجد کے پختہ میناروں اور گنبد کو شہید کرنے کے لئے ورکشاپ سے بھاری بھر کم کرین مہیا کئے گئے اس پر مسلمانوں کی طرف سے سخت احتجاجی تحریک چلائی گئی۔

یکم ستمبر ۱۹۳۵ء کو اسلامیاں ہند کی ایک عظیم کانفرنس بلائی گئی جس میں اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے امیر ملت کے انتخاب کے لئے اعلیٰ حضرت قبلہ عالم حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی پیش ہوا۔ جس کی ہر طرف سے پر زور تائید ہوئی علامہ عنایت اللہ مشرقی نے حضرت قبلہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ”حضور آپ ہماری قیادت سنبھالیں۔ انگریز کی جرات نہیں کہ وہ آپ کا مقابلہ کر سکے۔ وہ گھٹنے ٹیک دے گا۔ آپ کی قیادت میں کسی قسم کا خطرہ نہیں” یہ کہتے ہوئے انہوں نے جلدی سے آپ کے ہاتھ پر اطاعت امیر کے جذبے کے تحت بیعت کا اعلان کیا۔ اور بہت سے حاضرین نے اس کام میں شرکت کی (روز نامہ نوائے وقت لاہور ۲۶ جولائی ۱۹۳۳ء سرورق)

آپ کی قیادت میں ہندوستان بھر میں مسجد شہید گنج کی واگزاری کے لئے اسلامیاں ہند نے حصہ لیا اس سلسلہ میں اعلیٰ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی کی تفصیل یہاں رسالہ انوار الصوفیہ نومبر ۱۹۳۵ء کے شمارہ سے نقل کی جاتی



## سیر عارفان

عالی جناب حضرت الحاج ڈاکٹر شیخ محمد اللہ داتا صاحب مدظلہ  
 خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت امیر ملت محدث علی پوری دامت برکاتہم علاقہ  
 ریاست ناہرہ ووجانہ ضلع حصار سے تبلیغی دورہ فرما کر وہاں سے واپس  
 تشریف لے آئے ہیں۔ آپ کے فیوضات علمی برکات روحانی کے اضافہ کے  
 مختصر حالات درج کئے جاتے ہیں (ایڈیٹر)

حضرت مولانا الحافظ جمال الدین صاحب مدرس مدرسہ پڑتل ریاست ناہرہ اطلاع  
 دیتے ہیں کہ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۵ء کو بعد نماز جمعہ اہالیان پڑتل و مضافات کا ایک عظیم  
 الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جامع مسجد میں تمام حاضرین ماتمی نشان لگائے ہوئے تھے۔  
 عالیجناب مولانا مولوی محمد رمضان صاحب گوڑیانوی نے مسجد شہید گنج لاہور کے متعلق  
 درد انگیز تقریر فرمائی بعد ازاں عالیجناب حضرت مولانا حاجی ڈاکٹر شیخ محمد اللہ داتا صاحب  
 کنجاہی خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت امیر ملت محدث علی پوری دامت برکاتہم نے مختصر مگر  
 جامعہ تقریر فرماتے ہوئے حسب ذیل ریزولوشن پیش کئے جو بالائے نقاب پاس ہوئے۔

(۱) اس علاقہ کے مسلمان اعلیٰ حضرت سلطان العارفین زبدۃ السالکین شیخ الاسلام و  
 المسلمین مرشدنا مولانا حاجی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری کو اپنا  
 امیر ملت تسلیم کرتے ہیں اور ان کو اس انتخاب پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

(۲) اس علاقہ کے جملہ مسلمان حکومت سے پُر روز استدعا کرتے ہیں کہ مسجد شہید گنج  
 لاہور دوبارہ سکھوں سے تعمیر کرا کے مسلمانوں کے حوالہ کی جاوے۔ تاکہ سکھوں کے  
 اس ناجائز رویہ اور حکومت کی پر اسرار خاموشی سے جو ہیجان و اضطراب مسلمانان ہند  
 کے دلوں میں پیدا ہو گیا ہے۔ فرو ہو جاوے

(۳) تمام حاضرین نے بوساطت حضرت مولانا حضرت ڈاکٹر صاحب قبلہ عالیجناب اعلیٰ  
 حضرت امیر ملت محدث علی پوری دامت برکاتہم کی اس امر پر بیعت کی۔ جو پروگرام

مسجد شہید گنج کی واپسی کیلئے حضور ممدوح الشان تجویز فرمائیں گے اس پر دل و جان سے عمل کریں گے۔

کھیڑی - ٹانگل وغیرہ مواضع ریاست دجانہ میں بھی عالیجناب ڈاکٹر صاحب موصوف کی ترغیب سے ۲۰ ستمبر جمعہ بطور غم منایا گیا۔ مسجد جامع پر سیاہ جھنڈا لہرا رہا تھا۔ تمام لوگ ماتمی سیاہ نشان لگائے ہوئے تصویر غم بنے ہوئے تھے۔ شہیدوں کیلئے دعائے مغفرت اور مسجد شہید گنج لاہور کی واپسی کیلئے دعائے خیر کی گئی۔

قصبہ بھنوانی کھیڑہ ضلع حصار میں ۲۷ ستمبر کا جمعہ عالیجناب حضرت مولانا ڈاکٹر صاحب قبلہ نے پڑھایا رات کو نماز عشاء کے بعد جامع مسجد میں جلسہ ہوا قبلہ ڈاکٹر صاحب ممدوح الشان نے اپنی پرورد تفریر سے مسلمانوں کو بیدار کیا۔ تمام مسلمانوں نے بالاتفاق اعلیٰ حضرت امیر ملت اسلام علی پوری دامت برکاتہم کو اپنا امیر ملت تسلیم کرتے ہوئے اعتماد کا اظہار کیا۔ اور اقرار کیا کہ واپسی مسجد شہید گنج کے متعلق جو پروگرام اعلیٰ حضرت مدظلہ شائع فرمائیں گے دل و جان سے اس پر عمل کریں گے۔ اس کے بعد شہیدوں کے لئے دعائے مغفرت اور واپسی مسجد شہید گنج اور فتح اسلام کے لئے دعا کی گئی۔

اسی طرح جمال پور و اٹکہ پورہ میں بھی قبلہ ڈاکٹر صاحب کنجاہی نے دورہ فرما کر اس امر پر بیعت لی کہ وہ واپسی مسجد شہید گنج لاہور کے لئے اعلیٰ حضرت سرکار علی پوری مدظلہ کے تجویز کردہ پروگرام پر دل و جان سے عمل کریں گے۔

۸ نومبر کو لاہور میں مسجد شہید گنج کی واگزاری کے سلسلہ میں ایک اجتماع عظیم میں اعلیٰ حضرت امیر ملت اسلام مولانا الحاج السید جماعت علی شاہ صاحب محدث دامت برکاتہم اور ان کے رفقا کار کے علاوہ یو پی اور پنجاب کے مقتدر مسلمان لیڈروں نے شرکت کی ارکان انجمن اسلامیہ و اتحاد ملت اور لاہور کی تقریباً تمام اسلامی انجمنوں نے سبز نشان اور سبز ماٹوز سینے بازوؤں اور ٹوپوں پر سجا کر تلواروں۔ کلہاڑیوں لاشیوں سے مسلح جلوس میں شرکت کی۔ لنڈے بازار کے دونوں اطراف ریزرو پولیس

لاٹھیوں اور رانگلوں سے مسلح زبردست پہرے پر کھڑی تھی کوتوالی میں افسران پولیس اور افسران ضلع کے علاوہ برٹش رائل سکاٹ کی ایک سو گوروں کی کمپنی بھی انتظامات کے لئے آئی ہوئی تھی کوتوالی کے باہر جیل کی لاریاں اور دوسری موٹر کاریں کافی تعداد میں کھڑی تھیں اور سامنے ڈیڑھ لاکھ مسلمانوں کا مسلح مجمع تھا۔

شرکاء جلوس میں مندرجہ ذیل اصحاب کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں عالیجناب استاد العلماء حضرت الحاج الحافظ سید صاحبزادہ محمد حسین مدظلہ و عالیجناب حضرت مولانا الحافظ صاحبزادہ سید نور حسین صاحب مدظلہ علی پوری عالیجناب حضرت مولانا حامد رضا خانصاحب بریلوی ڈاکٹر محمد عالم صاحب لال خانصاحب گیمپلپوری مولانا شوکت علی صاحب مولانا غلام بھیک صاحب نیرنگ ایم ایل اے اعلیٰ حضرت عبدالقادر صاحب بدایونی مولانا مولوی مظہر الدین صاحب عالیجناب حضرت سید مخدوم صدر الدین گیلانی صاحب ملتانی جناب غلام خالد لطیف گابا۔ جناب ڈاکٹر خانصاحب میر ہدایت اللہ صاحب امرتسری عالی جناب حضرت مولانا حاجی ڈاکٹر اللہ داتا صاحب کنجاہی، جناب خواجہ محمد کرم الہی صاحب ایڈووکیٹ سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ ہند۔ عالیجناب حضرت مولانا الحافظ الحاج قاری پیر ولایت شاہ صاحب گجراتی جناب نواب حاجی رب نواز خانصاحب میونسپل کمشنر قصور میاں محمد صادق ایم ایل سی امرتسر وغیرہ وغیرہ پھر جلسہ ہوا جس میں ضروری کارروائی کے بعد قرار دادیں اور لائحہ عمل پاس ہوا۔

آپ دیکھیں گے کہ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ انسداد فتنہ شدھی والے علاقے میں بھی مسجد شہید گنج کی واگزاری کے سلسلہ میں کام کرتے رہے اور لاہور میں بھی سرمیداں سرکف شامل رہے۔ اور اپنی عملی مساعی کو ہر سطح پر جاری رکھا۔

ایک دفعہ جناب قبلہ ڈاکٹر صاحب وزیر آباد میں حضرت بابا جی خانصاحب کے ہاں تشریف فرما تھے۔ حجام کو بلایا گیا اس نے آپ کی ڈاڑھی مبارک کا خط بنانا شروع

کیا اور کہیں کہیں سے بال بھی کاٹنے شروع کئے۔ سامنے حضرت بابا جی بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ دل میں خیال کیا کہ ڈاڑھی سے ہی چہرہ خوبصورت معلوم ہوتا ہے اور یہ حجام بال چھانٹ رہا ہے بابا جی کے دل میں خیال کا آنا ہی تھا کہ حضور قبلہ عالم نے نور باطن سے دیکھ لیا اور حجام کا ہاتھ روک کر فرمایا بس بھائی خالص صاحب ناراض ہوتے ہیں سبحان اللہ حدیث شریف میں آیا ہے

اِذَا جَلَسْتُمُ الصَّدَقَ فَا جَلَسُوهُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّهُمْ جَوَاسِبِسِ  
الْقُلُوبِ يَدْخُلُونَ فِي قُلُوبِهِمْ وَيَنْظُرُونَ الَّذِي اِهْمَمْتُمْ

جب اہل صدق کی صحبت میں بیٹھو تو سچائی کے ساتھ بیٹھو کیونکہ وہ دل کے جاسوس ہیں وہ تمہارے دلوں میں داخل ہوتے ہیں۔ اور تمہاری ہمتوں کو دیکھتے ہیں۔

## جھوٹی گواہی سے انکار

محرم کے دنوں میں ۱۹ مارچ ۱۹۳۷ء بروز جمعہ کنجاہ میں شیعہ سنی جھگڑا ہو گیا شیعہ فرقہ کی عورت تھانیدار کے پاس شکایت لے کر گئی۔ سکھ تھانیدار جلدی میں بغیر وردی تفتیش احوال کے لئے محلہ جوگیاں میں جو شیخان کنجاہ کا گڑھ تھا، پہنچا تو اتفاق سے اللہ دتہ نامی ایک پہلوان جو آجڑی قوم سے تعلق رکھتا تھا۔ تھانے دار مذکور کے غیر روادارانہ رویے کے خلاف طیش میں آگیا اور کلباڑے کی ایک ہی ضرب سے اس کا کام تمام کر دیا اس پر پولیس کا محکمہ سارے کا سارا جنس میں آگیا۔ اور کنجاہ کی ساری سر زمین ایک دفعہ پوری کی پوری لرز گئی قیام پاکستان سے پہلے کنجاہ میں تین بڑی بڑی قومیں رہا کرتی تھیں جن میں مسلمان ہندو اور سکھ سب شامل تھے ہندوؤں نے نہایت چالاک کی کے ساتھ اس قتل کا ذمہ دہر کنجاہ کی تاریخ ساز شخصیتوں کو ٹھہرایا۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ مولوی محمد عبداللہ سلیمانی حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب

مولوی محمد اکرام صاحب ایم اے ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول کنجاہ اور صوفی عبدالحمید صاحب ولد محمد بخش صاحب۔

ہندوؤں کا مقصد یہ تھا کہ نعوذ باللہ ایک سکھ تھانے دار کے مرنے پر ہو سکے تو کنجاہ کے یہ سربراہ اشخاص بھی تختہ دار پر لٹک جائیں تو بہت اچھا ہو چنانچہ ان حضرات کے نام عدالت سے سمن جاری کر دیئے گئے۔ حسن اتفاق سے سکھ تھانیدار کے قتل ہو جانے کے بعد کنجاہ کے تھانہ میں ایک بڑا نیک نفس تھانیدار سید امیر شاہ صاحب کو تعین کیا گیا جو سر تپا شیدائی اسلام تھے۔ ہندوؤں نے لاکھ جتن کئے کہ کسی نہ کسی طرح ان حضرات کو اس قتل کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے۔ لیکن یہاں مولوی صاحب اور حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کا باہمی اختلاف آڑے آیا۔ تھانیدار صاحب موصوف نے واشگاف لفظوں میں کہہ دیا کہ جب ان دو حضرات کے مابین شدید قسم کا مذہبی اختلاف موجود ہے تو اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ یہ دو حضرات سکھ تھانے دار کے قتل میں باہم جمع ہوئے ہوں اور انہوں نے اس معاملے میں مشورہ کیا ہو چنانچہ اپنے اس مقصد میں ہندو بری طرح ناکام رہے لیکن چشم دید گواہ کی حیثیت میں ڈاکٹر صاحب اور ان کے ساتھیوں کو عدالت میں حاضر ہونا پڑا۔ ڈاکٹر صاحب کو صحیح بیان سے منحرف کرنے کے لئے ہر چند بے حد کوشش کی گئی لیکن وہ اپنے بیان سے قطعاً "منحرف نہ ہوئے کیونکہ اس معاملے میں انہوں نے علی پور شریف بارہا حاضر ہو کر صاحبزادہ کرام اعلیٰ حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب سے تحقیقات کر لی تھی۔ اور شہادت دینے کے تمام اصول معلوم کر لئے تھے۔ اللہ دتہ مذکور بے شک تھانیدار کا اصل قاتل تھا۔ شروع شروع میں جب تک اس میں حرارت ایمان کی گرمی رہی بڑی نیک نیتی کے ساتھ اپنے صحیح بیان پر قائم رہا۔ لیکن افسوس اس کے متعلقین نے اسے راہ راست سے بہکا دیا اور اپنے اس قتل کی پاداش میں ۱۹ مارچ ۱۹۳۷ء کو اسے تختہ دار پر لٹکنا پڑا۔

اس کا فیصلہ ہونے کے بعد گورنمنٹ نے آپ کو ایک سرٹیفکیٹ اور ایک سو

روپیہ کا نقد انعام بھیجا آپ نے لینے سے انکار کر دیا۔ اور لکھ بھیجا کہ میں نے سچی گواہی دے کر اللہ کے حکم کی تعمیل کی ہے میں نے کسی پر احسان نہیں کیا اس لئے میں اس سرٹیفکیٹ اور انعام کی رقم کا حق دار نہیں ہوں اور سرٹیفکیٹ اور انعام کی رقم واپس کر دی۔

حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کو دنیا کی حوس بالکل نہیں تھی سیٹھ عطاء اللہ صاحب نے لوگوں کو مسجد میں اس غرض سے اکٹھا کیا کہ آپ سے عرض کریں کہ وہ آپ کے شہری نمائندے ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے اس کی ہرگز خواہش نہیں لیکن لوگوں نے اصرار کیا کہ آپ کے سوا کسی کو قبول ہی نہیں کریں گے آخر آپ نے ان کی یہ پیش کش قبول کر لی اور لوگ آپ کو ہار پہنا کر انتخاب میں لے گئے آپ ممبر منتخب ہونے پر نازاں نہ تھے۔ لوگوں نے آپ کو پکھیروں میں گھسیٹنا چاہا لیکن آپ نے صاف فرما دیا کہ میں اس گاڑی کا پیسہ نہیں اور تین ماہ کے بعد استعفیٰ دے دیا۔

قاضی محمد خورشید علی صاحب ساکن کنجاہ شریف نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ ۸ مئی ۱۹۳۲ء کو سب دوست علی پور شریف سالانہ جلسہ پر جا چکے تھے۔ اسی رات جناب قبلہ ڈاکٹر صاحب کی زیارت ہوئی۔ ایک نور سے دل منور ہو گیا۔ صبح ہوتے ہی علی پور شریف کا رخ کیا اور چار بجے شام گھانا پہنچا۔ بیعت کرنے کا ایک حلقہ سستی کی وجہ سے گزار دیا کیونکہ جوانی میں نیند کی وجہ سے نہ اٹھ سکا۔ جناب قبلہ ڈاکٹر صاحب نے دوسرے حلقہ بیعت میں اعلیٰ حضرت سرکار امیر ملت پیر حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ قاضی صاحب بیان کرتے ہیں کہ کنجاہ شریف واپسی پر آپ نے ازرہ شفتت ان کا ہلکا سا گال تھپکا جس کی لذت آج بھی محسوس کرتے ہیں۔

○ جناب نواب دین صاحب ساکن پختہ تالاب کنجاہ شریف راوی ہیں کہ ان کے ایک عزیز کسی مقدمہ میں ملوث تھے۔ عدالت میں فیصلہ ان کے خلاف ہوا اس نے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب سے التماس کیا۔ آپ نے انہیں ایک رقم لکھ کر دیا فرمایا

اسے جیب میں ڈال رکھیں پڑھنا ہرگز نہیں رقعہ حج تک پہنچا بھی نہیں تھا کہ اس نے  
مذہب کے بری ہونے کا حکم صادر کر دیا۔

محترم جناب محمد حسن صاحب کنجاہی راوی ہیں کہ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کی  
خدمت میں دو نوجوان حاضر ہوئے ان میں ایک نے لاہور اور دوسرے نے وزیر آباد  
تشریف لانے کے لئے درخواست کی آپ نے وعدہ فرمایا۔ اور دونوں کے پاس ایک  
ہی وقت میں حسب وعدہ موجود تھے بعد میں ملاقات پر دونوں نوجوان حیران تھے۔



## حیدر آباد (دکن)

حیدر آباد (دکن) قیام پاکستان سے قبل کا ذکر ہے۔ جناب بخش مصطفیٰ علی خاں پرنسٹنٹ پولیس حیدر آباد (دکن) خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت امیر ملت نے تبلیغی دورہ کے لئے اعلیٰ حضرت امیر ملت کو حیدر آباد آنے کی دعوت دی۔ اس سفر میں ہمراہ لے جانے کے لئے اعلیٰ حضرت امیر ملت محدث علی پوری کی نگاہ انتخاب اپنے برگزیدہ عالم و فاضل خلفائے کبار میں سے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی دوران سفر مختلف شہروں میں مجالس و عظ و تبلیغ منعقد ہوتی رہیں۔ آخر بریلی اور بنگلور کے مقامات پر پہنچ کر اعلیٰ حضرت امیر ملت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بذریعہ اشتہار اعلان فرما دیا کہ ایک مہینہ کے لئے روزانہ صبح و شام متواتر تین گھنٹہ جناب قبلہ ڈاکٹر صاحب ”عظ فرمایا کریں گے چونکہ یہ علاقے علماء ہند کے مراکز سمجھے جاتے تھے۔ لہذا وہاں کے علماء حیران و ششدر تھے کہ ایک ڈاکٹر یہاں کیا بیان کر سکیں گے مگر ان علماء اور عوام الناس نے آپ کی مجالس میں بیٹھ کر جب آپ کی باتیں سنی تو نہ صرف آپ کے اسلوب بیان کے معترف ہوئے بلکہ تسلیم کیا کہ اس روحانی طبیب کی نگاہ دور بین کسی بھی مسئلہ کے لئے اُمّ سے لے کر والناس تک جاتی ہے۔ آپ کی علمی اور روحانی کیفیت کے معترف ہوئے۔ آپ کو عربی فارسی اردو انگریزی اور فرانسیسی زبانوں میں دسترس حاصل تھی۔ اور کسی بھی موضوع پر با آسانی ہر شخص کو مطمئن کر دیتے تھے۔ دہلی کے ایک دوست (پولیس ملازم) نے بیان کیا کہ تقسیم ہند سے پہلے ایک دفعہ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب دہلی تشریف لے گئے حضور کا قیام درگاہ شریف حضور پر نور حضرت خواجہ سید محمد باقی با اللہ صاحب میں تھا میرے (سیاہی) بھائی صاحب نے جو حضور کے حلقہ ارادت میں تھے دعوت کی جب کھانا وغیرہ تیار ہو گیا تو بھائی صاحب نے مجھے کما کہ حضور قبلہ عالم کو درگاہ شریف سے بلا لائے میں نے جواب دیا کہ میں نے ابھی تک حضور قبلہ کی زیارت ہی نہیں کی کس طرح



پہچانوں گا۔ بھائی صاحب نے بتایا حضور اقدس بہت ہی خوبصورت اور نورانی چہرہ والے ہیں۔ آپ تو مجلس میں اس طرح ہوں گے جس طرح چاند ستاروں میں ہو۔ جاؤ اور جو بزرگ سب سے زیادہ پرہیز اور نورانی ہو بلا لاؤ۔ چنانچہ جب میں درگاہ شریف میں گیا تو ساری مجلس میں نظر دوڑائی مگر دل مطمئن نہ ہوا آخر میں دیکھا کہ ایک نورانی شکل والے بزرگ حضرت خواجہ سید محمد باقی باللہ کے مزار کے دائیں جانب مراقب ہیں خیال کیا یہی وہ بزرگ ہیں۔ آپ کے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑا ہو گیا فوراً حضور نے نگاہ مست اٹھائی اور فرمایا کیا بات ہے حضور کی نظر پڑتے ہی مجھ پر کبھی طاری ہو گئی عرض کیا حضور کھانا تیار ہے چنانچہ حضور قبلہ عالم کو ٹانگہ میں سوار کر کے گھرا رہا تھا۔ راستہ میں لوگ اس قدر نوجوان اور خوبصورت پرہیز اور نورانی شخصیت کو حیرانی سے دیکھتے رہے۔

نگائیں کالموں پر پڑ ہی جاتی ہیں زمانے کی

کہیں بھپتا ہے اکبر پھول پتوں میں نہاں ہو کر

○ حضرت قبلہ بابا جی خالصاحب فرماتے ہیں کہ آپ ایک دفعہ ایک دوست محمد شریف بھٹی۔ آئی او ڈبلیو کے گھر تشریف فرما تھے۔ آپ نے محسوس کیا کہ صاحب خانہ (بھٹی صاحب) اب پابند صوم و صلوٰۃ ہیں کیونکہ پہلے بھٹی صاحب کو کبھی نماز ادا کرتے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا بھٹی صاحب سچ کہو نماز کی عادت آپ کو کیسے ہوئی۔ بھٹی صاحب نے جواباً عرض کیا کہ محترم خالصاحب آپ کو یاد ہو گا۔ میں نے کچھ عرصہ پہلے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب اور آپ کو حسن ابدال میں غریب خانہ پر بلایا تھا اور نذرانہ پیش کیا تھا تو اس وقت قبلہ ڈاکٹر صاحب نے پوچھا تھا یہ کیا چیز ہے بھٹی صاحب عرض کرنے لگے کہ یہ دس سیر چینی اور نذرانہ ہے۔ تو پھر حضور ڈاکٹر صاحب نے فرمایا تھا میں دیکھوں گا آپ نماز کس طرح نہیں پڑھتے چنانچہ اس دن سے میرے دل میں ایسا خوف خدا پیدا ہوا کہ اب نماز قضا نہیں ہوئی۔ سبحان اللہ

گفتہ اوگفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

یعنی اللہ کے بندے نذرانوں سے خوش نہیں ہوتے بلکہ لوگوں کو ان کے اصلی مقصد کی طرف رجوع کراتے ہیں۔

## تحریک پاکستان

اعلیٰ حضرت جناب ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کے سرگرم رکن تھے۔ اعلیٰ حضرت امیر ملت سرکاری علی پوری کے ہر مشورہ اور معاملہ میں مشیر اور ہماز تھے۔ اعلیٰ حضرت کے ہمرکاب رہ کر ہندوستان میں جگہ جگہ ہر میدان میں اپنی اعلیٰ بصیرت اور معاملہ شناسی کا ثبوت دیتے ہوئے مسلمانوں کو علیحدہ وطن کی اہمیت سے روشناس کرایا اور واضح کیا کہ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو کر اس عظیم مقصد کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ انفرادی طور پر اپنے دوستوں کو خط و کتابت کے ذریعہ ۱۹۳۶ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کی بھرپور پشت پناہی کے لئے ہدایات فرماتے رہے۔

سکھوں کے نام نہاد لیڈر ماسٹر تارا سنگھ نے جب پنجاب اسمبلی کے باہر کپان لہرا کر ہندوؤں کی جماعت کانگریس کی حمایت میں مسلمانوں کے خلاف سکھوں کو اشتعال دلایا جس کے نتیجہ میں متحدہ پنجاب میں ہر جگہ فسادات کی آگ بھڑک اٹھی تو حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے اسے مفسد لیڈر کے نام سے یوں خطاب فرمایا۔

### مفسد لیڈر (تارا سنگھ) کا سیاہ

بڑھ گئیں حد سے تیری ہٹ دھرمیاں	خوب رنگ لائیں تیری سرگرمیاں
تیرا اک اک لفظ شعلہ آگ کا	تیری اک اک بات ہے آتش فشاں
تیری اک تقریر شعلہ بار ہے	جل گیا پنجاب کا امن و امان
کر دیا ہمسائیگی کا حق ادا	خون کی ان کے بہادیں ندیاں
رو رہے ہیں جان کو تیری تمام	جو ہوسنے بچے تقسیم و بیوگاں

حالی پنجاب بن کر یہ جفا — اے بہ باطن دشمن پنجابیاں  
 کر دیا پنجاب کا خانہ خراب — کاش ہوش آتی تجھے قبل از بیان  
 مات کر ڈالا ہلاکو خاں کو بھی — دشمن انساں تری خون ریزیاں  
 پھولتے پھلتے ہیں کیا ظالم کبھی — خون سے اگتی ہیں دیکھی کھیتیاں ؟  
 ظالموں کو بھی ملا کرتا ہے راج ؟ — بھیریا بھیروں کا ہو کب گلہ باں  
 یا وطن کی دشمنی سے باز آ — یا الگ ہو جا نہ کر منہ زوریاں  
 تو نے سیکھا ہی نہیں نل مٹھنا — آدمیت کا نہیں تجھ میں نشاں  
 بیج بو کر نفرت و تحقیر کا — غیر کے ڈنڈے کی لیتا ہے اماں  
 ملک گیری کا طریقہ ہے کیا ؟ — یوں ملا کرتی ہیں کیا آزادیاں ؟  
 کیوں ہے زوروں پر تیرا غیظ و غضب — کیوں نہیں تجھ کو پسند امن و اماں ؟  
 تیری ذہنیت پر اف پتھر پڑیں — کیا رہے گا یوں اکھنڈ ہندوستان ؟  
 ہوش میں آ طالب غمگین کی سن — تو کدھر جاتا ہے جانا ہے کہاں  
 مسلمانان پنجاب کے پر زور احتجاج کے نتیجہ میں ہندوؤں کی نمائندہ جماعت  
 کانگریس اور انگریز کی سرپرستی میں چلنے والی یونینسٹ پارٹی کے ٹوڈی سردار خضر حیات  
 ٹوانہ کی حکومت جب ٹوٹ گئی تو حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے ملت اسلامیہ کے جذبات  
 کی ترجمانی مندرجہ ذیل الفاظ میں کی —

آج ہے ٹوٹی وزارت خضر کی — لٹ گئی گویا امارت خضر کی  
 قائد اعظم نے سمجھایا بہت — پر نہ کم ہوئی حرارت خضر کی  
 نور سے نکلا تو ظلمت میں گر — یوں گئی کھوئی وزارت خضر کی  
 غیر سے مل کر رکھا اپوں سے پیر — حیف یہ دیکھی وزارت خضر کی  
 توڑ ڈالی لشکر اسلام نے — ہمت و کفر و جسارت خضر کی  
 ایک ہی نکر سے مسلم لیگ کی — گر گئی ساری عمارت خضر کی  
 ہو گیا رسوا عدوئے لیگ آج — بڑھ گئی حد سے حقارت خضر کی

لے گیا گجرات بازی لے گیا تب کہیں ٹوٹی وزارت خضر کی  
 نام روشن کر دیا گجرات کا مرجا کنجاہ تجھ کو مرجا  
 اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت قائد اعظم محمد علی جناحؒ کے قائدانہ  
 صلاحیتوں کی بدولت جب مسلمانان برصغیر نے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو اپنا علیحدہ وطن  
 پاکستان حاصل کر لیا تو جناب قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ نے ایک نظم بعنوان ”پاکستان اور  
 مسلمان“ لکھی جس میں خدائے یزرگ و برتر کا شکر اور مسلمان کو قول و فعل میں  
 مسلمان بننے کی تلقین کی گئی ملاحظہ ہو۔

## پاکستان اور مسلمان

شکر خدا کا کر ہرآن اب تو بن گیا پاکستان  
 ہندوستان میں پاکستان، کس کو تھا یہ وہم و گمان  
 رب کی قدرت کے قربان، اب تو بن گیا پاکستان  
 بر عظیم میں آج، بننے لگا جب مسلم راج  
 دشمن بن گیا ہر شیطان، اب تو بن گیا پاکستان  
 کُنْ فَبِکُونْ کا دیکھ اعجاز حق نے سنی تیری آواز  
 بٹ گیا آخر ہندوستان، اب تو بن گیا پاکستان  
 حق نے کیا تجھ کو آزاد، احسان اس کا رکھنا یاد  
 شکر تو کر اس کا ہرآن، اب تو بن گیا پاکستان  
 بن جاؤ سب پاک انسان، پاکوں کی جاہے پاکستان  
 جو ناپاک رہے نہ یوں، اب تو بن گیا پاکستان

پاک عقیدہ نیت پاک ، ظاہر و باطن بھی ہو پاک  
 تب کھلائے گا پاک انسان اب تو بن گیا پاکستان  
 پاک مکاں گھر پاک کہیں ، پاکستان کی پاک زمیں  
 داخل اس میں نہ ہو شیطان ، اب تو بن گیا پاکستان  
 ہے یہ اساس پاکستان آمین اس کا ہو قرآن  
 قائد اعظم کافرمان ، اب تو بن گیا پاکستان  
 رہتے جہاں ہوں لوگ پلید ، دین کے دشمن نفس مرید  
 اسکو کہیں گے نہ پاکستان ، اب تو بن گیا پاکستان  
 فیشن میں کرزن ساحل اور شان سے اعمال  
 اف مسلم اور یہ اعمال ، اب تو بن گیا پاکستان  
 ایسے مسلم پاک نہیں ، پاک زمیں کی خاک نہیں  
 ہیں یہ بنگ پاکستان ، اب تو بن گیا پاکستان  
 شرع محمدی کے نافرمان ، صورت سیرت افرنگیاں  
 کوئی دم کے ہیں مہمان ، اب تو بن گیا پاکستان  
 طالب تو نہ ہو غمناک ، مسلم ہو جائیں گے پاک  
 زندہ رہے گا پاکستان اب تو بن گیا پاکستان

## پاکستان ڈے

بِلَّهِ الْحَمْدُ آیا آزادی کا دن یعنی پاکستان کی آبادی کا دن  
 حق نے اپنے فضل سے بخشا ہمیں یہ سرور و فرحت و شادی کا دن  
 جوئے شیریں سے ہوئے سیراب ہم  
 خوش ثمر لایا ہے فریادی کا دن  
 کٹ گیا سب سلسلہ آہنی کٹ گیا وہ حکم فولادی کا دن  
 بول بالا پھر سے ہو اسلام کا ہو نصیب کفر بریادی کا دن  
 غلبہ اسلام ہو پھر چار سو  
 پھر سے آئے امن و آبادی کا دن  
 پرچم اسلام کے سائے تلے سب منائیں مل کے آزادی کا دن  
 کیا مبارک ہے یہ پاکستان ڈے بار بار آئے یہ آزادی کا دن  
 طالب امن جہاں کے واسطے  
 محمدؐ کی غلامی میں ہی یہ آئے دن

جب اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان معرض وجود میں آگیا تو جو دلی لگاؤ اور محبت  
 اس کی ترقی و خوشحالی اور استحکام کے لئے قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ رکھتے تھے اس کی جھلک  
 دوستوں کے نام، آپکے خطوط سے ظاہر ہے ان مکتوبات سے چند اقتباسات درج ذیل ہیں۔

(۱) آپ دیانتداری سے دین و ملت، ملک و قوم اور اپنی حکومت کی بہتری کے لئے کام  
 کرتے چلے جائیں اسلام اور پاکستان کی خدمت میں خون کا آخری قطرہ تک بہادیں اور  
 دعا کرتے رہیں کہ مولا تعالیٰ ہمارے حکام کو محمدیؐ مسلمان اور اسلام کے سچے خدمت  
 گزار بنائے۔

(۲) اب ہم سب مسلمان ہیں اور پاکستان ہمارا ہے ہم سب کا فرض ہے کہ قوم و ملت اور ملک کی ذمہ داری سے خدمت کریں اور ہر طرح سے غیر ممالک سے اسے بہتر بنا کر دنیا پر اپنا رعب و داب قائم کریں۔

(۳) بیرون ملک ٹریننگ پر گئے ہوئے ایک دوست کے نام :-

حق سبحانہ و تعالیٰ آپ کو مع ساتھیوں کے سلامتی ایمان و جان اور عزت و آبرو سے خوش و خرم رکھے اور کامیاب و کامران کر کے بحیثیت وطن واپس لائے اور ملک و ملت کی خدمت کی توفیق بخشے آمین۔ آپ کو اور آپ کے ہمراہیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اگرچہ آپ لوگوں کو حکومت پاکستان نے ٹریننگ ( تربیت ) کے لئے وہاں بھیجا ہے لیکن حقیقت میں آپ پاکستان اور اسلام کے نمائندے ہیں کیونکہ آپ مسلمان ہیں لہذا آپ کے قول و فعل اور ہر نقل و حرکت سے اسلام کا نور اور اسلام کی شان آپ کے دیکھنے والوں کو نظر آنی چاہیے آپ کے ہر قدم اور ہر ادا سے صداقت اسلام کا مظاہرہ ہونا چاہیے پاکستان اسلام کے نام پر دنیا میں قائم ہوا ہے۔ اس لئے بھی آپ کو بہ حیثیت پاکستانی (مسلمان) ہونے کے اعلیٰ کریکٹر (چال چلن) وہاں پیش کرنا چاہئے جو صبغۃ اللہ (اللہ کے رنگ) سے رنگین ہو اور جس کے سامنے بناوٹی تمذیبیں اور جھوٹے رنگ سب ماند پڑ جائیں اسلام اور پاکستان کا اخلاقی رعب اپنے ملنے والوں کے دلوں پر قائم کرے آمین آپ خدا کی زمین پر ہیں اور زمین خدا آپ کے ساتھ ہے اسی کے ہو کر رہیں اس پر کامل بھروسہ کریں۔ وہ ہر وقت اور ہر آن آپ کا حافظ و ناصر ہو آمین۔ حاضرین مجلس و پرمان حال کی خدمت میں السلام علیکم۔

محمد حسین صاحب جو جموں کے مہاجر ہیں بیان کرتے ہیں۔

کہ ہم جب جموں سے مہاجر ہو کر آئے تو کنجاہ میں اعلیٰ حضرت ڈاکٹر صاحب کے پڑوس میں رہنے کی جگہ ملی۔ اس وقت حالت یہ تھی کہ کئی کئی دن فالتے سے گزارتے تھے۔ جب آپ کو علم ہوا تو خود کھانا پکوا کر ہمارے گھر بھیج دیا کرتے تھے۔

## قائد اعظمؒ کے وصال پر

کانپتے ہیں ہاتھ اور میرا قلم اور آنکھوں سے رواں ہیں اشک دم  
 ہے جگر خوں۔ لڑ کھڑاتے میں قدم داستان جاگزا ہے پرالم  
 دل شکستہ ہو گیا سن کر خبر کوہ غم ٹوٹا ہے ایسا قوم پر  
 باغ پاکستان میں آئی خزاں - کہ رہی ہیں بلبلیں آہ و فغاں  
 نوحہ گر ہیں مرد وزن پیرو جواں - چارسوا ندوہ و غم کا ہے سماں  
 قائد اعظم جہاں سے اٹھ گیا  
 حضرت بابائے پاکستان گیا  
 مرہیہ خواں ہیں زمین و آسماں - ہل گیا عرش بریں تک سب جہاں  
 مشرق و مغرب میں ہیں غم کے نشاں سرنگوں جھنڈے ہیں سارے الاماں  
 حاکم اعلیٰ جناح باوقا  
 قوم کو داغ جدائی دے گیا  
 نغمسار قوم و مخلص راہنما پیکر ایثار بے حرص و ہوا  
 صاحب عزم مصمم و بے ریا کوہ استقلال تھا گویا کھڑا  
 چل با دنیا سے میر کارواں  
 سارے پاکستان کی روح رواں  
 وہ سیاست کا دھنی استادِ فن ماہر آئین ارسطوئے زمن  
 قانع کل لیڈرانِ پر فتن شائق قانون رب ذوالمنن  
 آج گرچہ ہم میں وہ تابود ہے  
 پالیسی اس کی مگر موجود ہے



ضیغ اسلام مرد باوقار مانتے تھے عرب سب ذی اقتدار  
 راز ہائے مملکت کا پاسدار ہر عدو کی چال سے بس ہوشیار  
 وقت مشکل ہو گیا ہم سے جدا  
 جنت اس کو - صبر ہم کو دے خدا  
 بارہویں شب تھی ستمبر ماہ کی ہشت و چہلم سن بد از بستم صدی  
 یوم یکشنبہ چھٹی ذی قعدہ کی غیب سے ہاتف نے یہ آواز دی  
 قائد اعظم ہوا واصل باحق  
 یاد رکھنا جو پڑھا اس سے سبق

۷ ملک بشیر احمد صاحب ساکن کنجاہ شریف راوی ہیں کہ امانت علی آپ کا مرید تھا۔ وہ  
 آپ کے پاس دعا کے لئے آیا کہ اللہ مجھے فرسٹ کلاس ٹھیکیدار کر دے آپ نے  
 فرمایا میں تو تمہیں ہر روز تلاش کرتا ہوں۔ لیکن تم مجھے ملتے ہی نہیں اس نے عرض  
 کی حضور میں ہر روز گھر پر ہی ہوتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو نہیں سمجھتا رات کا جاگنا  
 تیرے لئے مشکل کیوں ہے۔

۸ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے چوہدری محمد انور ایڈووکیٹ ”گڑھی شاہو لاہور کی  
 منشی فاضل کے امتحان میں کامیابی پر ان کو مندرجہ ذیل رباعی کی صورت میں مبارک  
 باد لکھ کر ارسال فرمائی۔

امتحان منشی فاضل بود سخت	ہم نتیجہ اش برآمد زان گرفت
شکر کن طالب کہ از فضل خدا	پاس شد انور کہ بود اونیک بخت
دین مبارک است از صد یشر	کز حقیقت کم کے وارد و خبر
طالب از الطاف حق غافل مباش	بند گانش را بداند خوب تر

چوہدری محمد انور صاحب محکمہ ریلوے میں ملازم تھے۔ آپ کے حلقہ ارادت  
 میں داخل ہوئے چوہدری صاحب کو منشی فاضل کے امتحان میں کامیابی کی کم امید تھی

اس لئے کچھ پریشان بھی تھے لہذا آپ سے دعا کے لئے ملتجی ہوئے چوہدری صاحب نے بیان کیا کہ نتیجہ کے سلسلہ میں ایک روز یونیورسٹی جا رہا تھا۔ راستہ میں خیال آیا کہ سنا ہے کہ پیرو مرشد مدد فرماتے ہیں جو نہی یونیورسٹی کے باہر کے گیٹ سے داخل ہوا تو سامنے برآمدہ میں حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کو دیکھا کہ فائل بغل میں لئے جا رہے ہیں چوہدری صاحب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ اعلیٰ حضرت برآمدہ کے دوسرے کونے پر جا رہے ہیں چوہدری صاحب وہاں پہنچے اور تلاش کیا تو آپ کو تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ دفتر میں جا کر نتیجہ کا پتہ کیا تو کامیاب ہو چکے تھے۔

کامیابی کے بعد چوہدری محمد انور صاحب آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ اور یہ سارا واقعہ کا ذکر کیا مگر قبلہ ڈاکٹر صاحب نے لا علمی کا اظہار فرمایا چوہدری صاحب نے فٹنی فاضل میں کامیابی کے بعد پڑھائی جاری رکھی اور ایل ایل بی کا امتحان پاس کر کے ریلوے کی ملازمت ترک کر دی اور قانون کی پریکٹس شروع کر دی۔

○ محمد حسین اعجاز صاحب (پیر بھائی) جو کہ محکمہ ریلوے میں ملازم تھے ایک دفعہ بمعہ اپنی اہلیہ کے کنجاہ شریف حضور قبلہ عالم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں تھی۔ حضور نے ان کی اہلیہ محترمہ کو تین آم کھانے کے لئے عنایت فرمائے۔ اور فرمایا کہ صرف تمہارا حصہ ہے چنانچہ ان کے (اعجاز صاحب) ہاں اولاد صرف تین فرزندار جنم دیکے بعد دیگرے پیدا ہوئے پھر کوئی اولاد نہ ہوئی۔

## لاہور میں تبلیغی سرگرمیاں

برصغیر پاک و ہند میں دہلی (بھارت) اور ملتان کے بعد لاہور ہی ایک ایسا شہر ہے جو صوفیائے عظام اور اولیائے کرام کی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز و مسکن رہا ہے حضرت جناب سید میران حسین شاہ زنجائی-داتا گنج بخش سید علی جویری-حضرت میاں میر صاحب-حضرت خواجہ طاہر بندگی-خلیفہ مجاز حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ

احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ - حضرت خواجہ خاوند محمود عرف حضرت ایشاں -  
 حضرت مادھو لال حسین - حضرت پیر مکی - حضرت میاں وڈا (درس بڑے میاں) - حضرت  
 شاہ ابو المعالی - حضرت جناب خواجہ شیخ سعدی بلخاری اور دیگر بے شمار اولیائے  
 کبار جن کا ذکر تفصیل کے ساتھ کتاب "اولیائے لاہور" میں درج ہے ایک عرصہ  
 تک اپنے فیوض و برکات اور بے پایاں علم سے اس خطہ لاہور کو منور فرماتے رہے -  
 حضرت سیدنا خواجہ محمد باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ برصغیر میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ  
 کے بانی جب پہلی بار ملک پاک و ہند میں وارد ہوئے تو سب سے پہلے آپ "لاہور میں  
 قیام فرما ہوئے بعد ازاں خاص مصلحت کے تحت دہلی کو اپنے مستقل قیام سے سرفراز  
 فرمایا - علاوہ ازیں بہت سے دیگر نامور علماء اولیاء کرام بھی وقتاً فوقتاً اس شہر میں  
 تشریف لاتے رہے اور کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد کسی دوسری جگہ تشریف لے  
 جاتے چنانچہ ان کی اس تبلیغ نے اپنے گہرے اثرات چھوڑے یہی وجہ ہے کہ لاہور کا  
 مزاج خالصتاً دینی ہے - بڑے بڑے دینی مراکز اسی شہر میں واقع ہیں - جو اس کے  
 دینی مزاج کی منہ بولتی تصویریں ہیں ہر سال سینکڑوں طلباء ان مراکز سے فارغ  
 التحصیل ہو کر دوسرے شہروں اور دیہاتوں میں دین اسلام کی خدمت میں مشغول ہو  
 جاتے ہیں اسی سرزمین کے بارے علامہ انبالا نے فرمایا ہے

ذرا م ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی نے اپنے ایک پیر بھائی  
 خلیج خاں "جو لاہور کے صوبیدار تھے انہیں اجرائے شریعت پر ایک مکتوب میں تحریر  
 فرمایا -

"آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ لاہور جیسے بڑے شہر میں آپ کے وجود سے بہت  
 سے احکام شریعیہ نے رواج پیدا کر لیا ہے - دین کی تقویت اور ملت بیضا کی تائید  
 ہوئی ہے - یہ شہر فقیر کے نزدیک ہندوستان کے تمام شہروں میں قطب ارشاد کی حیثیت

رکھتا ہے اس شرکی خیر و برکت تمام شہروں پر اثر ڈالتی ہے۔ اگر اس شہر میں دین کو رواج حاصل ہوا تو سب جگہ ایک قسم کا رواج پیدا ہو جائے گا۔ حق سبحانہ آپ کی مدد فرمائیں۔“

شاید یہی وجہ تھی اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کا تصرف تھا کہ جناب ڈاکٹر صاحبؒ نے بھی تبلیغ حق اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت کیلئے خصوصاً لاہور شہر پر توجہ فرمائی چنانچہ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ نے اسلاف کی سنت پہ عمل پیرا ہوتے ہوئے لاہور کو بھی اپنی دینی تبلیغ کے دائرہ کار میں شامل فرمایا۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے فوج کی ملازمت سے مستعفی ہونے کے بعد آپ نے اپنے آبائی قصبہ کنجاہ شریف کو مستقل قیام گاہ بنایا۔ البتہ تبلیغ کے لئے اور اپنے عظیم المرتبت شیخ طریقتؒ کے تعمیل ارشاد کی خاطر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت کے لئے مختلف مقامات کے دورہ پر تشریف لے جاتے اس سلسلہ میں وقتاً فوقتاً آپ لاہور بھی تشریف لاتے شروع شروع میں لاہور میں آپ کا قیام گڑھی شاہو میں محترم پیر بھائی جناب شیخ معز الدین صاحب کے ہاں ہوتا۔ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کی معیت میں روزانہ نماز مغرب کے بعد ختم خواجگان پڑھا جاتا۔ ویسے بھی شام کے بعد یاران طریقت کے علاوہ طالب دیدار اور حاجتمند لوگ وہاں جوق در جوق جمع ہو جاتے تھے۔

آپ کی عادت مبارک تھی کہ ایک دو نعتوں کے بعد عموماً یاران طریقت میں سے کسی صاحب کو کچھ بیان کرنے کے لئے فرماتے اور اگر کبھی حضرت جناب قبلہ بابا جی فیروز خان صاحبؒ مجلس میں موجود ہوتے تو ان کو ارشاد ہوتا کہ خان صاحب ان لوگوں کو کچھ بتائیں۔ اور خود خاموشی سے سنتے رہتے چنانچہ اس کے بعد حضورؒ خود کسی موضوع پر گفتگو فرماتے۔ حاضرین اس قدر ارشادات سننے میں منہمک ہوتے کہ اگر کوئی پہلو آہستہ سے بھی بڈلتا تو مجلس کے دوسرے سرے پر بیٹھا ہوا شخص اس کی آہٹ محسوس کرتا کئی بار ایسا بھی ہوا کہ دوران وعظ اہل خانہ نے حاضرین کے سامنے چائے کی پیالی رکھی۔ لیکن حاضرین وعظ سننے میں اس قدر مستغرق ہوتے کہ چائے پینے

کا کسی کو خیال تک نہ ہوتا۔

آپ کے ارشاد کا ایک ایک لفظ رگ و ریشے میں سرایت کرتا جاتا تھا۔ اہل دار کی محفل ہوتی آنکھیں بارش کی جھڑیوں کا منظر پیش کرتیں۔ دل ذکر الہی سے منور ہوتے۔ اور لب آہ و بکا میں مصروف ہوتے۔

جو آنکھوں میں آنسو تو لب پہ ہو آہ

موافق یہ آب و ہوا چاہیے

ایک عجیب پر کیف سماں ہوتا وعظ ختم ہونے کے بعد بیعت کا سلسلہ شروع ہوتا جو رات گئے تک شروع رہتا آخر میں یہ مبارک مجلس اختتام پذیر ہوتی اور یاران طریقت مست الہی میں غرق اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوتے۔ حضورؐ کبھی کبھی فرماتے

بٹا سر بازار ہے یہ چاہ کا پیالہ

پینا ہے تو پی لو ورنہ پچھتاؤ گے آخر

## تبلیغی جلسہ کا قیام

حق کے متوالوں اور شیدا یوں کے اس گروہ میں روز افزوں ترقی ہونے لگی۔ عوام الناس جوق در جوق حضور قبلہ عالمؐ کی زیارت سے مشرف ہو کر آپ کے حلقہ ارادت میں آنے لگے۔ علاوہ ازیں پڑھے لکھے دوستوں کا ایک طبقہ معمولات سے فراغت کے بعد ہمہ وقت حضورؐ کے نورانی ارشادات اور علم و عرفان سے فیضیاب ہونے کے لئے خدمت میں موجود رہتا۔ یاروں کی تعداد میں روز بروز ترقی کے پیش نظر اور ان احباب کے ذوق شوق کو دیکھ کر حضور قبلہ عالمؐ نے لاہور میں سالانہ تبلیغی جلسہ منعقد کرنے کا ارادہ فرمایا۔ شرط یہ تھی کہ پیشہ ور علماء سے اجتناب کیا جائے

اور صرف اپنے ہی یاروں کو تیار کر کے عوام کے سامنے اسٹیج پر لایا جائے تاکہ آئندہ یہی یار تبلیغ کے سلسلہ کو احسن طریقہ سے سرانجام دے سکیں۔ چنانچہ حضور قبلہؐ کا یہ ارادہ پا کر لاہور کے دوست بہت خوش ہوئے چونکہ شروع شروع میں حضور قبلہ عالمؒ کا زیادہ تر قیام گڑھی شاہو لاہور میں ہوا کرتا تھا اس لئے اس مقام کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ لہذا وہاں انجمن خدام الصوفیہ (جس کا تفصیلی ذکر پچھلے صفوں میں آچکا ہے) لاہور برانچ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اور حضور قبلہ عالمؒ نے محترم جناب شیخ معزالدین صاحب کو انجمن کا سیکرٹری جنرل اور چوہدری محمد شفیع خان صاحب کو خزانچی مقرر فرمایا۔

انجمن کا پہلا جلسہ حضور قبلہ عالمؒ کی صدارت میں اکتوبر ۱۹۵۳ء کو مسجد محراب والی گڑھی شاہو لاہور میں منعقد ہوا۔ مسجد کو رنگا رنگ بھندڑیوں سے دلہن کی طرح سجایا گیا اور بعد از نماز عشاء جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی تلاوت قرآن پاک کے بعد محترم پیر بھائی جناب محمد حسین گلغوشؒ وزیر آبادی نے بارگاہ رسالت میں ہدیہ عقیدت پیش کیا اور بعد میں اپنے پیر بھائیوں نے حاضرین کو اپنے خیالات سے مستفیض فرمایا۔ آخر میں حضور قبلہ عالمؒ نے اپنے نورانی خیالات سے نوازا اور درود و سلام کے بعد اختتام پر دعائے خیر فرمائی اب لاہور میں سالانہ جلسہ کے لئے نومبر کا پہلا ہفتہ ہمیشہ کے لئے مقرر کر دیا گیا تھا آپؐ بڑے اہتمام سے جلسہ میں شرکت کے لئے بعد حضور قبلہ بابا جی فیروز خاں صاحبؒ تشریف لاتے اور جلسہ میں اسٹیج پر بولنے والے دوستوں کی تربیت فرماتے تا حیات آپؒ نے اس جلسہ کی صدارت فرمائی۔ یہ حضور قبلہ عالمؒ کے تصرف فیضان کرم اور تربیت کا ہی کرشمہ ہے۔ کہ اب بھی یاران لاہور اسی جوش و خروش اور محبت سے ہر سال حضور قبلہ عالمؒ کی یاد تازہ کرنے کے لئے پہلے عالی مقام الحاج صاحبزادہ کیپٹن خواجہ محمد امین صاحبؒ اور اب جناب صاحبزادہ ڈاکٹر محمد ضیاء اللہ روح الامین صاحب دامت برکاتہم سجادہ نشین دربار عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ طالیہ کعبہ شریف کی سرپرستی میں جلسہ منعقد کر کے اپنے دلوں کو

گراتے ہیں۔

بنا کر دند خوش رے بہ خاک و خون ظلمین  
خدا رحمت کندایں عاشقان پاک طینت را  
○ ایک دفعہ حضور قبلہ عالم "ملتان سے واپسی پر لاہور ٹھہرے یاران لاہور زیارت  
سے خوب لطف اندوز ہوئے چونکہ ملتان وغیرہ کا راستہ گرد و غبار والا ہے۔ اس لئے  
حضور قبلہ عالم کالباس اقدس بھی کچھ گردالود تھا ایک دوست کے دل میں خیال گزرا  
کہ کپڑے میلے ہیں۔ حضور کی نگاہ باطن نے فوراً دل کی بات کو پالیا اور فرمایا۔

جو محبوب اپنے کی کم شان سمجھے  
اور اوصاف میں اس کے نقصان سمجھے  
وہ فاسق ہے عاشق نہیں ہے کسی کا  
وہ جھوٹا ہے دعویٰ محبت کا جھوٹا

فرمایا محبوب کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔

○ رام گڑھ لاہور کے ایک دوست ملک غلام محمد صاحب (سی والا) بیان کرتے ہیں  
کہ ان کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب غریب خانہ پر تشریف  
لائے۔ علیحدگی میں اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر حضور سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا  
ملک صاحب فکر مت کرو مولا کریم و رحیم اپنے خاص فضل سے آپ کو اولاد نہ  
عطاء فرمائیں گے۔ چنانچہ آپ کی دعا و برکت سے ملک صاحب کو ۱۹۶۲ میں اللہ تعالیٰ  
نے فرزند ارجمند عطاء فرمایا۔ یاد رہے جناب قبلہ ڈاکٹر کا وصال مبارک ۳ مارچ ۱۹۵۸ء  
کو ہوا تھا بیٹے کا نام غلام رسول رکھا۔

ہر مشکل دی کنجی یارو ہتھ مرداں دے آئی

مردو دعا کرن جس ویلے مشکل رہے نہ کائی

○ شیخ معزالدین خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب نے بیان کیا کہ جب میں گڑھی  
شاہو لاہور میں رہا کرتا تھا۔ تو ایک دفعہ جناب حضرت ڈاکٹر صاحب کو کھانے کے لئے

مدعو کیا۔ دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے کہ یکدم اٹھ کر باورچی خانہ کے اندر تشریف لے گئے اور دیکھا کہ ملازمہ روٹی پکا رہی تھی۔ فرمانے لگے کہ جب میں نے کھانا شروع کیا تو لذت نہ آرہی تھی اس لئے معلوم کرنا چاہتا تھا ایسا کیوں ہے جب کہ ہر دفعہ کھانے میں لذت ہوتی ہے آپ میری اہلیہ کو فرمانے لگے کہ میرے لئے تم روٹی پکاؤ۔ کیونکہ ایک نمازی عورت کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز میں لذت ہوتی ہے جب کہ بے نمازی عورت کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز میں لذت نہیں ہوتی۔ یہ ہے اللہ کے بندوں کا علم جس سے وہ دیکھ لیتے ہیں کہ کھانا پکانے والی عورت نمازی ہے یا بے نماز





زیارتِ حسین الترفین

## زیارات حرمین الشریفین

حرمین الشریفین کی زیارت سے پہلی مرتبہ آپ ۱۹۱۸ء میں مشرف ہوئے جب کہ آپ مصر سے حج و فد کے ساتھ گئے جس کا پہلے ذکر آچکا ہے۔ دوسری مرتبہ حج کے لئے آپ نے ۱۹۳۵ء میں اعلیٰ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ہمراہی میں حاضری دی۔ اہل طریقت ہی خوب سمجھتے ہیں کہ اپنے پیرو مرشد کے ہمراہ مبارک سفر حج اور حرمین الشریفین کی حاضری کیا معنی رکھتی ہے۔ خصوصاً سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار نور بار میں اپنے مرشد عالی مقام سید السادات قطب دوراں کے ساتھ حاضری بڑی سعادت تھی۔ رسالہ انوار الصوفیہ ۱۹۳۵ء میں وصل جیب کے تحت لکھا ہے کہ آپ اعلیٰ حضرت امیر ملت کی ہمراہی میں بشوق حاضری عرفات شریف کے میدان میں جس زور و قوت سے لبیک لبیک پکارتے تھے۔ وہ مستانہ بادہ وحدت و عاشقان ذات سرمدی کا ہی حصہ ہے سننے والے اور دیکھنے والے جو اس وادی مقدس میں موجود تھے اعلیٰ حضرت اور ان کے ہمراہیوں کی والمانہ اور عاشقانہ حالت کی تصدیق کرتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی جب زیارت حرمین الشریفین کے لئے براستہ دہلی روانہ ہوئے تو سیدنا حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نے آپ سے پوچھا برخوردار جہاں جانا ہو۔ پہلے گھر والے سے شناسائی اور واقفیت ہونی چاہئے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے عرض کی حضور کرا دیجئے لیکن یہاں تو گھر والے سید السادات بنس نفیس ساتھ لے گئے ہیں اس سفر کے انوار و عطاء کا اندازہ کیا لگایا جاسکتا ہے اور جس طرح اولیائے کبار کو ان کے مرشدوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری میں خود پیش فرما کر بلند ولایات پر فائز کرایا عین اسی طرح غوث دوران قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت امیر ملت نے آپ پر نوازشات کی بارشیں کروائیں۔

عجب اتفاق ہوا۔ حج بیت اللہ شریف سے فارغ ہو چکے تو اعلیٰ حضرت امیر ملت  
رحمۃ اللہ علیہ شدید بخار اور ذات الریاح میں مبتلا ہو گئے۔ اب حضرت ڈاکٹر صاحب  
رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اوپر شب و روز کی نیند اور آرام حرام کر لیا۔ اور ہر طرح  
سے طبی امداد اور خدمت عالیہ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ یہاں تک کہ جہاز  
میں واپسی سفر کے دوران اور کراچی کے قیام اور سیالکوٹ واپسی تک مسلسل دو ماہ  
تک ہمہ تن خدمت بنے رہے تا آنکہ اعلیٰ حضرتؒ کی اللہ کے فضل و کرم سے بحالی  
صحت ہو گئی۔

۱۹۳۹ء پھر خوش نصیبی کا مژدہ لایا۔ اس سال تیسری مرتبہ بھی آپ اعلیٰ حضرت امیر  
ملتؒ کی ہمراہی میں حرمین الشریفین کی حاضری اور حج مبارک کی سعادت سے سرفراز  
ہوئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے۔

زیارت کی تمنائے کے میں دربار آیا ہوں  
علی پور سے سفارش لے کے میں سرکار آیا ہوں  
میرے مرشد میرے ہادی اعلیٰ شاہ جماعت ہیں  
لگائیں ان کے قدموں سے تیرے دربار آیا ہوں  
گنہگار ان امت کو ملا ہے حکم جاؤں  
بامید شفاعت کرتا استغفار آیا ہوں  
ترستی ہیں میری آنکھیں ترپتا ہے دل مضطر  
خدا را اک نظر با حسرت دیدار آیا ہوں  
کہاں جاؤں ترا ہو کر حبیب خالق غفار  
میں طالب آپ کے درپر بحال زار آیا ہوں

## پیام درد و غم طالب

۱۹۵۲ء میں موسم حج قریب آیا تو دیار حبیب کی حاضری کے لئے دل تڑپنے لگا جس کا اظہار اس طرح فرمایا۔

جا رہے ہیں حاجیوں کے قافلے سوئے حرم  
 اور طیبہ کو رواں ہیں زائرین محترم  
 اپنی اپنی منزل مقصود کو سب چل دیئے  
 دیکھتے منہ رہ گئے ہیں بے سرو سامان ہم  
 یہ تو شکوہ ہی نہیں کہ آپ بلواتے نہیں  
 قابل دیدار ہی نہ ہو سکا ہے یہ ستم  
 نام لیوا آپ کا کب تک سے درد و فراق  
 آپ چاہیں تو بنے مجبور واصل ایک دم  
 عمر بھر کے حسرت دارمان مٹ جائیں مرے  
 سینہ بن جائے مدینہ ہو ترا لطف و کرم  
 مرجبا اے کوئے محبوب خدا کے رہرو  
 عرض کر دینا میرا بھی یہ پیام درد و غم  
 رحمت عالم توقع رحم کی طالب کو ہے  
 خالی پھرتا ہی نہیں سائل ترا اے ذوالکرم

اور جلد ہی مدینہ حج ٹرانسپورٹ راولپنڈی کے قافلہ کی صورت بن گئی۔ آپ نے درجہ بدرجہ زیارات مقدسہ سے فیض یاب ہوتے درحیب پر حاضر ہو کر شکر گزاری کا اظہار کیا

چوتھی بار آپ ۱۹۵۴ء میں حج کے لئے روانہ ہوئے تو اپنی برادری اور تمام متعلقین سے پہلے ملتے گئے تاکہ اگر کوئی ناراضگی اور زیادتی والی بات ہو تو اس کو صاف کر لیا جائے ایک شخص رہ گیا جو بظاہر طور پر ناراض تھا۔ آپ اس کے ہاں دو مرتبہ تشریف لے گئے مگر وہ گھر پر نہ ملا۔ آخر آپ کی روانگی کا وقت بالکل قریب ہو گیا آپ ٹانگے پر بیٹھ گئے دل میں اس سے مل کر معاملہ صاف کرنے کی کھٹک رہی تھی اتفاق ایسا ہوا کہ وہ صاحب اسی وقت تشریف لے آئے ملے اور دل صاف ہو گئے۔ اس طرح آپ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ فرمایا حج پر جانے سے قبل حقوق العباد کی معافی نہایت ضروری ہے۔ اگر کوئی حقوق العباد کی پرواہ نہ کرے تو اسے وہاں فیضان میں رکاوٹ ہوتی ہے۔

بطواف کعبہ رنتم کرم راہم ندادند

تو بروں چہ کر دی کہ درون خانہ آئی

میں طواف کعبہ کے لئے جب گیا تو مجھے حرم میں داخل ہونے کے لئے راستہ نہ دیا گیا اور ہاتھ نے کہا یاد کر تو نے حرم سے باہر کیا کیا ہے۔ اب خانہ خدا کے اندر کس منہ سے آتا ہے۔

فرمایا قیامت کے روز حقوق العباد کے بدلے نیکیاں دینا پڑیں گی۔ ایک شخص کی نیکیوں کے پہاڑ ہوں گے مگر حقوق العباد جو دنیا میں ادا نہ کئے ان کے بدلے وہ نیکیوں کا سب ڈھیر ختم ہو جائے گا دوسرے لے جائیں گے۔ اور ابھی حقوق العباد کی ادائیگی باقی رہ جائے گی۔ تو حق داروں کی برائیاں اس پر لاد دی جائیں گی۔

دوسری مثال بیان فرمائی کہ قیامت کے روز حق دار کو ایک جنت کا محل دکھایا جائے گا اور فرمایا جائے گا کہ جو اپنے بھائی کو معاف کر دے تو یہ محل اسے دیا جائے گا۔ اس طرح معاف کرنے والے کو محل اور دوسرے کو خلاصی مل جائے گی۔

ایک مثال اور بیان فرمائی کہ ایک شخص کو صرف ایک نیکی کی ضرورت ہو گی وہ مانگنے جائے گا تو ایک شخص جس کے عمل میں صرف ایک ہی نیکی ہو گی اسے وہ نیکی

دے دے گا۔ اس پر اللہ پاک دونوں کو بخش دیں گے ان مبادیات کو مد نظر رکھتے ہوئے پہلے آپ نے سب سے معاملات کو صاف کیا پھر گھر سے حج کے لئے روانہ ہوئے چنانچہ آخری بار حجاز مقدس و دیگر مقامات مقدسہ کی حاضری کے لئے آپ نے ۱۹۵۳ء میں حج پاک ٹرانسپورٹ کمپنی کے ذریعہ ایران، عراق، بغداد شریف کریمہ، نجف اشرف، کویت اور سعودیہ عربیہ کا سفر فرمایا۔ اس دوران بزرگان کرام پیغمبران عظام سلطان العارفین حضرت جناب بایزید بسطامی، خواجہ فرید الدین عطار، جناب شیخ عبدالقادر جیلانی غوث پاک پیر، حضرت امام اعظم، خواجہ حسن بھری، سیدنا حیدر کرار، جناب طلحہ و زبیر، سید الشهداء حضرت امام حسین، حضرت یونس، حضرت ایوب، حضرت سلمان فارسی، سیدنا صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی، سید کونین، و دیگر بہت سے صحابہ کرام بزرگان عظام کے مزارت مقدسہ پر حاضری کے وقت جو کیفیات آپ پر وارد ہوتی رہیں اور جو اشعار فی البدیہ آپ فرماتے رہے۔ دوست احباب اکثر ماہ نامہ انوار الصوفیہ اور کتاب انوار طالب میں ملاحظہ فرماتے رہے ہوں گے۔ اور ان کا ذکر آئندہ صفحات میں آئے گا مگر علامہ حکیم الامت الحاج مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی اشرفی گجراتی جو آپ کے ہم سفر تھے آپ سفر نامہ ۱۹۵۳ء میں فرماتے ہیں۔

”بزرگان ملت کی صحبت و رفاقت میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی سعادت تھی کہ ہم لوگوں کو تین چار ماہ حاصل رہی۔ ان بزرگوں میں حسب ذیل ہستیاں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ حضرت سائیں مولا بخش صاحب سجادہ نشین کلیم شریف ہماری بس میں تھے۔ جناب الحاج ڈاکٹر محمد اللہ داتا صاحب نقشبندی جماعتی ساکن کنجاہ بڑے رفیق القلب عاشق رسول نہایت متقی پرہیزگار بزرگ تھے وہ اگرچہ ہماری بس میں نہ تھے بلکہ بس نمبر ۴ میں تھے مگر قریباً ہر منزل پر ہمارا ان کا اجتماع ہو جاتا تھا۔ ناظرین اس سفر نامے میں اکثر جگہ آپ کے والہانہ عاشقانہ اشعار ملاحظہ کریں گے جو بزرگوں کے آستانوں پر حاضری کے وقت آپ نے فی البدیہ کہے

”یار حبیب کے شوق میں کبرسنی کے عالم میں طویل راہ گزروں کوہ و دشت کے

سفر میں صعوبت و تکالیف میں جس عظیم تحمل و بردباری کا درس اپنے رفقاء سفر کو دیتے رہے اس کا برملا اظہار شریک قافلہ ساتھیوں نے بھی کیا نیز حج پاک ٹرانسپورٹ کمپنی بھی معترف رہی۔

مورخہ ۱۰ جون ۱۹۵۳ء کو جناب قبلہ ڈاکٹر صاحب نے حج کے بارہ میں لاہور میں شیخ معزالدین صاحب خلیفہ مجاز کے نام اپنے مکتوب گرامی میں فرمایا۔

” قافلہ حجاج کی روانگی کی تاریخ ۱۰ جون ۱۹۵۳ء بھی پختہ مقرر نہیں عنقریب اخبارات میں صحیح تاریخ اور قیام کی جگہ شائع ہوگی لاہور میں (منٹو پارک) اقبال پارک میں قیام ہو گا اور ملتان میں کہیں نہر کے کنارے واللہ اعلم بالصواب جب بھی فقیر کو براہ راست خبر ملی تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو خبر دی جائے گی اور فقیر غالباً راولپنڈی سے سوار ہو گا۔ اس لئے کہ عزیزم محترم ملک محمد سلطان صاحب کی یہی رائے ہے“

پروگرام کے مطابق آپ مورخہ ۲۵ جون ۱۹۵۳ء راولپنڈی تشریف لائے اور محترم پیر بھائی جناب ملک محمد سلطان صاحب کے ہاں قیام فرمایا راولپنڈی کے یاران جوق در جوق حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے رہے۔ مورخہ ۲۷ جون ۱۹۵۳ء بروز اتوار پونے گیارہ بجے صبح آپ یاران کی معیت میں حج پاک ٹرانسپورٹ کمپنی کے قافلہ حجاج میں تشریف لا کر عازم سفر حجاز ہوئے۔

## لاہور

یاران لاہور کو قافلہ حجاج کی روانگی کے پروگرام کی اطلاع مل چکی تھی محبوب کی آمد کے انتظار میں دیدہ و دل فرش راہ کئے ہوئے تھے۔ ادھر قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ قافلہ کا پہلا قیام لاہور منٹو پارک گراؤنڈ نزد بادشاہی مسجد میں تھا۔ راستہ میں اہالیان کجرات نے دوپہر کا کھانا دیا اور جلوس کی صورت میں کجرات کے بازاروں میں پھرایا۔ اور قافلہ حجاج لاہور کے لئے روانہ ہو گیا۔ وزیر آباد میں جناب قبلہ ڈاکٹر صاحب

کے عاشق زار اور محبوب خلیفہ اول حضرت جناب بابا جی ملک فیروز خاں صاحب نے آپ کا استقبال کیا۔ اور قافلہ مغرب کے وقت لاہور پہنچا۔

قافلہ کی آمد کی اطلاع ملتے ہی یاران لاہور حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سبحان اللہ عجب پر کیف منظر تھا۔ یاران کے اسرار پر آپ نے محترم ملک عبدالعزیز خلیفہ مجاز لاہور کے مکان پر رات قیام فرمایا۔ ۲۸ جون کو سارے قافلہ کا دوپہر کا کھانا اہل لاہور کی طرف سے تھا۔

## ملتان

مورخہ ۲۹ جون ۱۹۵۳ء قافلہ صبح سات بجے عازم منزل ہوا ہر طرف نعرہ ہائے تکبیر اللہ اکبر اور نعرہ رسالت کی آوازیں اٹھ رہی تھیں۔ اہالیان لاہور نے جس فراخ دلی غلوص اور عقیدت کا مظاہرہ کیا وہ اپنی مثال آپ تھا۔ قافلہ رواں دواں رہا۔ اوکاڑہ ساہی وال وغیرہ میں مختصر قیام بھی ہوتے رہے اور راستہ کے باسی عقیدت کے پھول بکھیرتے رہے۔ رات دس بجے کے قریب قافلہ ملتان میں بیرون دولت گیٹ باغ عام و خاص پہنچ چکا تھا۔ یہاں کے جناب حاجی خدا بخش صاحب نے قافلہ کی دعوت طعام کی چونکہ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کی آمد کی اطلاع ہو چکی تھی۔ یاران ملتان کا ایک جم غفیر حضور کی زیارت و ارشادات سے مستفیض ہوتا رہا یاد رہے کہ یاران رہتک و حصار کرنال گڑ گاؤں وغیرہ کی بہت بڑی تعداد قیام پاکستان سے ڈیرہ غازی خاں اور ملتان ڈویژن میں آباد ہے۔

## سکمر

اگلے روز مورخہ ۳۰ جون ۱۹۵۳ء نماز عصر سے پہلے تقریباً ساڑھے چار بجے شام قافلہ حجاج ملتان سے الوداع ہوا۔ اگلی منزل سکمر تھی اہالیان ملتان کا جوش و خروش قابل دید تھا۔ انسانوں کا ٹھانٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ سکمر تک کا فاصلہ خاصہ طویل تھا راستہ میں نمازیں ادا ہوتی رہیں میر کارواں کی ہدایت کے مطابق امامت کے فرائض



مولانا الحاج مفتی احمد یار خاں صاحب گجراتی کے سپرد تھے۔ مظفر گڑھ لہ پنج ند -  
صادق آباد ہوتے ہوئے ۸/۹ بجے صبح قافلہ سکھر میں دریائے سندھ کے کنارہ آموں  
کے ایک باغ میں لنگر پذیر ہوا۔ اور کچھ عرصہ قیام کے بعد عازم کوئٹہ ہو گیا۔

## کوئٹہ

سکھر سے کاروانِ حجاج یکم جولائی ۱۹۵۳ء کو پچھلے ٹائم روانہ ہو کر شکار پور - جیک آباد  
بسی مجھ میں مختصر قیام کرتا ہوا مورخہ ۲ جولائی بروز جمعہ کوئٹہ پہنچا یہاں قیام مدرسہ  
مطلع العلوم کے وسیع و عریض میدان میں رہا ان دنوں اعلیٰ حضرت عالیجناب قبلہ الحاج  
کیپٹن خواجہ محمد امین صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ کنجاہ شریف بسلسلہ فوجی ملازمت  
کوئٹہ چھاؤنی میں رونق افروز تھے لہذا حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے آپ کے پاس  
اپنے ہی گھر میں قیام فرمایا۔

کوئٹہ میں قیام کے دوران سعودی عرب کے سفیر جناب عبدالمجید خطیب نے کیمپ  
کا معائنہ کیا۔ سفیر صاحب بغرض علاج کوئٹہ میں قیام پذیر تھے اگلے روز اچانک سفیر  
ایران جناب آغا غضنفر شاہ رضی کیمپ میں آئے حجاج کرام نے پر جوش استقبال کیا۔  
پاک ایران دوستی زندہ باد کے نعرے لگائے گئے کوئٹہ میں تین چار روز قیام کا مقصد  
کراچی سے ویزوں کی آمد اور کوئٹہ سٹیٹ بینک سے زر مبادلہ کا حصول تھا تمام امور کی  
تعمیل کے بعد مورخہ ۵ جولائی ۱۹۵۳ء بروز پیر نماز مغرب کے بعد کاروان حجاج کوئٹہ  
سے چل دیا۔

## نوکنڈی

کوئٹہ سے نوشکی اور یہاں مختصر قیام کے بعد پر پنج پہاڑی راستوں سے ہوتا ہوا  
دابلندین کے راستے جولائی بروز بدھ گیارہ بجے کارواں پاکستان کے آخری سرحدی

مقام نوکنڈی پہنچا اس مقام سے آگے ایران کا ملک شروع ہو جاتا ہے۔ نوکنڈی سے پاکستان ایران کابل کی سرحدیں ملتی ہیں یہاں بسوں کی چیکنگ اور سامان کی پڑتال کے بعد کشم کے عملہ سے فراغت پائی رفیق سفر جناب حسام الدین صاحب نے لاوڈ سپیکر پر تمام حجاج کرام کو اخلاق کی تلقین فرمائی تاکہ راستہ میں آنے والے ممالک کے مسلمان پاکستانی مسلمانوں کے متعلق اچھی رائے قائم کریں۔

## زاہدان (ایران)

تمام ضروری کاغذات کی پڑتال کے بعد قافلہ اسی روز نماز عصر کے بعد نوکنڈی (پاکستان) سے کوچ کر گیا رات کا مختصر قیام ایران کی سرحد کے قریب قصبہ جوزک میں کیا گیا اور دوسری صبح قصبہ قلعه سفید میر جاوا میں مختصر قیام کے بعد پچھلے پہر زاہدان کی جانب روانہ ہوا۔ اور ساڑھے پانچ بجے پاکستان کے قونصل خانہ واقع زاہدان میں مورخہ ۸ جولائی کو قیام پذیر ہوا اگلے روز حجاج کرام نے نماز جمعہ کا خوب اہتمام کیا نماز جمعہ جناب مفتی احمد یار خان صاحبؒ کی اقتدا میں ادا کی گئی۔ شائقین حضرات نے شہر کی سیر بھی کی۔

## مشہد مقدس

مورخہ ۹ جولائی کو نماز جمعہ سے فراغت کے بعد قافلہ کا کوچ ہوا۔ برقی پیر جند۔ دشت لوط شوکت آباد گناہ آباد اور تربت حیدری کے علاقوں میں قیام کرتا ہوا مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۵۳ء بروز پیر مشہد مقدس میں لنگر انداز ہوا۔

مشہد مقدس پرانا اور تاریخی شہر ہے۔ یہاں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے سر تاج حضرت سیدنا امام جعفر صادقؑ کے پوتے سیدنا حضرت علی موسیٰؑ عرف امام رضاؑ کا مزار پر انوار واقع ہے حسن اتفاق کہ ۹ جولائی کو ہی حضرت کا یوم ولادت منایا جا رہا تھا دربار شریف کی عمارت بڑی وسیع اور خوبصورت ہے۔ زائرین کا بہت زیادہ ہجوم تھا

حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبہ مع چند رفقاء کے مزار شریف پر حاضر ہوئے اور مندرجہ ذیل انداز میں گلمائے عقیدت نچھاور کئے۔

امام رضا حضرت پیر ما  
 بہ مشہد مقدس گرفت است جا  
 غلامان خود را است پشت و پناہ  
 غلام است طالب با امید ہا  
 امام موسیٰ کاظمؑ را غلام  
 برائے پا بوسی آمدہ ام  
 چرانہ طالب خود را نواز  
 کہ ہستم من غلام موسیٰ کاظمؑ

مزار شریف سے ملحقہ مسجد عالیشان اور خوبصورت ہے کہتے ہیں امیر تیمور بادشاہ نے بنوائی تھی

عالیجناب حکیم الامت مفتی احمد یار خان صاحبؒ ہر قابل ذکر مقام پر جانے کے لئے مستعد رہتے تھے۔ انہیں معلوم ہوا کہ یہاں سے چند میل کے فاصلے پر فردوسی کا مقبرہ ہے وہاں جانے کے لئے تیار ہوئے۔ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کو بھی چلنے کے لئے پوچھا آپ نہ گئے اور اپنے تاثرات کا اظہار اس طرح فرمایا۔

تو تو زائر ہے نہ سیاح جہاں  
 دیکھتا پھرتا ہے غیروں کے ستموں  
 آنکھ ہو طالب تری سوئے حبیب  
 ہے تلاش مکیں کی قبل از مکاں  
 رہوان حق ہیں اپنے رہبر  
 ان کی محبت غیر کی محبت نہیں

لے ہی جائیں گے ہمیں حق کی طرف  
غیر حق سے کچھ ہمیں نسبت نہیں

شریعت بڑی واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن  
کریم میں ارشاد فرمایا لَا تَنْعَمُوا عَلَى الْقَبْرِ اے محبوب آپ ان کفار کی قبروں پر ہرگز  
کھڑے نہ ہوں۔ آپ کا کسی کی قبر پر کھڑا ہونا شفاعت اور رحمت کا ثمرہ لاتا ہے جو  
کفار نے اپنے اوپر خود حرام کر لی ہے۔

رہی طریقت تو یہ سیرالی اللہ کا خاص ذوق رکھنے والوں کا رستہ ہے کیسے ہو سکتا  
ہے کہ مجہول شخصیت رکھنے والوں کی طرف قدم اٹھانا تو کجا نظریا خیال بھی جانے دیں  
تو حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے غیرت ایمانی کی بنا پر فردوسی کے مقبرہ کی  
طرف قدم نہ اٹھایا کہ اس کا ایماندار ہونا بھی ثابت نہیں۔ اور پھر سیر الی اللہ میں  
ہی خیال کو یکسو رکھنا صاحب ذوق ہی کے سمجھنے کی بات ہے۔

### نیشاپور

مشہد مقدس میں سفیر پاکستان نے اپنی ٹیم کے ساتھ حجاج کرام کا معائنہ کیا اور ۳۳  
جولائی کی شام کو قافلہ اگلی منزل کی طرف گامزن ہوا۔ اور نصف شب کے قریب شہر  
نیشاپور پہنچ کر عمر خیام کے خوبصورت مقبرہ کے باغ میں لنگر انداز ہوا نیشاپور علماء  
صوفیاء اور شعراء کا مسکن رہا ہے۔ قافلہ کی قیام گاہ سے ایک کلو میٹر کے فاصلہ پر  
حضرت جناب خواجہ فرید الدین عطارؒ کا مزار اقدس ہے۔ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ مع  
یاران ہم سفر کے پاپیادہ وہاں تشریف لے گئے اور پر نم آنکھوں سے فی البدیہہ ہدیہ  
حضرت خواجہؒ کی خدمت میں پیش کیا۔

حضرت	ما	خواجہ	فرید	الدین
آمد	ایم	بدر	تو	زارین

بہرا از حق دعاء نیک کن  
نیک ماباشیم در دنیا و دین

اس شہر میں حضرت محمد محروق "ابن زید" ابن حضرت سیدنا امام زین العابدین اور حضرت ابراہیم ابن موسیٰ (علی رضا) کے برادر خورد کے مزارات پر آپ نے حاضری دی نیز حضرت امام علی رضا کے قدم مبارک کی زیارت کی جو ایک پتھر پر ہے

### شہرود (بسطام شریف)

نیشاپور کی زیارت کے بعد ۱۵ جولائی ۱۹۵۳ء بروز جمعرات کاروان حجاج یہاں سے روانہ ہوا۔ راستہ میں سبزوار ٹھہرے۔ سبزوار میں حضرت امام رضاؑ کے چھوٹے بھائی حضرت یحییٰؑ ابن موسیٰؑ کے مزار شریف پر حاضری دی۔ نماز ظہر جناب مفتی صاحب کی اقتدا میں ادا کرنے کے بعد قافلہ کوچ کر گیا اور صدر آباد سے ہوتا ہوا نصف شب کے قریب شہر شہرود میں وارد ہو کر ایک سرائے میں ٹھہرا یہاں پہنچ کر عجیب کیفیات وارد ہوئیں ہوتی بھی کیوں نہ یہ خطہ اقدس سید الطائفہ شہنشاہ ولایت اکابر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ کا وطن پاک تھا۔

شہرود سے ۵ کلو میٹر کے فاصلہ پر بسطام شریف واقع ہے جو کہ اب کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا ہے۔ مگر حضرت خواجہ "کا مزار مبارک صحیح سالم ہے۔ کوئی غلاف نہیں اور نہ ہی اوپر چھت ہے حضرت خواجہ کے نام نامی اسم گرامی کی پلیٹ مع چند آیات قرآنی اور درود شریف کے کندہ ہے اور دو مجاور بھی رہتے ہیں۔ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب "مع چند رفقاء سفر کے ایک بس کرایہ پر لے کر بسطام شریف حضرت خواجہ "کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

بیاد	طالب	مسکین	بسویت
منور	کن	دلش	رویت
سوئے	خلد	بریں	ہرگز نہ
میر	شور	طالب	را کوبت

مزار پاک کے قریب نہایت عالیشان عمارت موجود ہے جو روایت کے مطابق والی کابل سلطان اعظم خان نے حضرت کے لئے تعمیر کروائی۔ مگر آپ نے خواب میں اسے منع فرما دیا کہ ہماری قبر کے لئے آسمان کا گنبد ہی کافی ہے وہ گنبد نما عمارت خالی پڑی ہے قریب ہی قدیم حجرہ شریف ہے جہاں آپ معسکف ہوا کرتے تھے مگر مسجد ویران ہو چکی ہے۔

حیر بسطام سے گیا پوچھا  
راہ حق میں مفید ہے کیا کیا  
بولے طالب کا قلب خاشع ہو  
گوش شنوا ہو - دیدہ بینا ہو -

مسجد کے قریب حضرت شاہزادہ محمد ابن سیدنا امام جعفر صادقؑ کا مزار اقدس ہے۔ جہاں حاضری دی گئی۔

## تہران

زیارات سے فراغت کے بعد قافلہ کی منزل اب تہران تھا۔ چنانچہ اسی روز ۱۵ جولائی پچھلے پہر قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ اور قدرت آباد۔ اتری سمنان شریف جو ہندوستان میں سلسلہ عالیہ قادریہ کے بزرگ حضرت جناب سید اشرف سمنانیؒ کے پھو چھوی کا شہر ہے۔ قلعہ شاہ عباس اور شریف آباد میں مختصر قیام کرتا ہوا طویل مسافت کے بعد ۱۸ جولائی بروز جمعہ دو بجے ایران کے دارالخلافہ تہران کے ایک کھلے میدان میں قیام پذیر ہوا یہاں نماز جمعہ کا اہتمام کیا گیا۔

تہران کے مضافات میں دو کلو میٹر کے فاصلہ پر سیدنا حضرت امام جعفر صادقؑ کے نور العین حضرت سیدنا عبدالعظیمؑ کا روضہ اقدس واقع ہے نہایت خوبصورت عمارت ہے برابر میں حضرت سیدنا امام زین العابدینؑ کے فرزند ارجمند سیدنا حضرت حمزہؑ کا مزار شریف ہے اس کے ساتھ ہی سیدنا حضرت امام حسینؑ کے صاحبزادہ سیدنا حضرت

ظاہرہ کا مزار پاک ہے۔ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے ان مزارات مقدسہ پر حاضری کے موقعہ پر اس طرح عقیدت کا اظہار فرمایا

حضرت مولائے من عبدالعظیم  
 حضرت شاہ حسن را خوش پر  
 زاراں یا بند زو تسکین قلب  
 طالب مسکین را ہم یک نظر  
 حضرت شاہ حمزہ بن موسیٰ  
 کاظمی خاندان را فخرے  
 بردت طالب حزیں آمد  
 بہر حق شاہ با خدا نظرے  
 حضرت ظاہرہ ز اولاد حسین رضی  
 یاد گار سیداں و ابن زین رضی  
 بیساں را آمدہ پشت و پناہ  
 یک نظر بر طالب شاہ حسین رضی

### کوہ شہربانو

اگلے روز ۱۷ جولائی ۱۹۵۳ء کو ضروریات سے فراغت کے بعد صبح حضرت سیدہ شہربانو گوجہ مطہرہ حضرت سیدنا امام عالی مقام امام حسینؑ کی بارگاہ میں حاضری کا اہتمام کیا۔ تہران سے کچھ فاصلہ پر سرائے دارا کے قریب ایک پہاڑ پر آپ کا مزار شریف ہے۔ پہاڑ بھی آپ کے نام سے موسوم ہے۔ خوبصورت اور عظیم الشان عمارت ہے یہاں ایک تاریخی کتبے پر لکھا ہوا ہے۔

”حضرت شہربانو حضرت عمرؓ کے عہد میں گرفتار ہو کر مدینہ منورہ پہنچیں

اور امام حسینؑ کے نکاح میں آئیں“

حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب مع چند رفقاء کے مزار پاک پر حاضر ہوئے اور فی البدیہ

ہدیہ پیش کیا۔

حضرت	شہزادی	فخر	شہاں
شہر	بانورہ	زوجہ	شاہ حسین
نگہ	لففش	درد	منداں را دوا
درد	مندم	حوربا	را نور عین

واپس سرائے دارا پہنچ کر سیدنا حضرت امام زین العابدینؑ کے صاحبزادے سیدنا حضرت عبداللہ ابیضؑ کے مزار پر فاتحہ پڑھی۔ مزار شریف کے دروازوں پر مندرجہ ذیل اشعار کندہ ہیں۔

زاں ملقب شد بعبد اللہ ابیض در عرب  
 بسکہ رخسار منیرش بود پر نور و ضیاء  
 گمراہان جہل را خلق کریش و یغیر  
 سالکان راہ را لطف ہمیش رہنا  
 این در سے را کہ ہست کف اماں  
 کرد تعمیر مہدی دریاں

اس کے بعد شمیران شہر میں سیدنا حضرت قاسمؑ ابن حضرت امام حسنؑ کے مزار شریف پر فاتحہ خوانی کی۔ سیدنا حضرت امام قاسمؑ کا سر مبارک یہاں دفن ہے جسے اطہر کربلا علیٰ میں مورخہ ۱۹ جولائی بروز پیر تہران سے قافلہ سوائے منزل گامزن ہوا۔ سفیر پاکستان متعینہ تہران نے الوداع کہا اور قافلہ سفیر عراق کے بتائے ہوئے راستہ کے مطابق قم شریف کی بجائے قزوین کی طرف مڑ گیا۔ اس طرح حجاج کرام کو حضرت سیدہ معصومہ شہزادیؑ کے مزار شریف کی حاضری نصیب نہ ہو سکی چنانچہ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؑ نے بس میں بیٹھے ہوئے قم شریف کی طرف رخ کر کے حضرت سیدہ معصومہ شہزادیؑ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔



حضرت معصومہؓ شہزادی تم  
 بر مزارت رحمت حق و مہدم  
 بیکساں را از درت خیلے رسد  
 دست بکشا سوئے من بس بیکسم

کارواں سوئے منزل رواں رہا راستہ میں قزوین۔ سلطان آباد۔ حسین آباد، کانتور،  
 ہمدان کرمان شاہ، اور قصر شیریں جیسے تاریخی شہروں میں بقدر ضرورت قیام کرتا ہوا  
 ایران کے آخری سرحدی شہر خسروی پہنچا۔

## عراق

قافلہ حجاج مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۵۴ء بروز جمعہ غروب آفتاب کے قریب ملک عراق  
 کے سرحدی شہر خاتین میں داخل ہوا۔ عراق کی سر زمین پر قدم رکھتے ہی دل کی دنیا  
 میں انقلاب آگیا۔ حجاج کرام کی عجیب کیفیت تھی۔ اللہ اللہ یہ سیدنا جناب غوث  
 اعظم اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ جیسی پاک ہستیوں کا تصرف تھا۔ کیونکہ انہیں کی  
 سر زمین تھی۔

## بغداد شریف

شہر خاتین میں نماز فجر کے بعد روانگی سے پہلے ایک نعت خوان نے بڑے ہی  
 درد اور سوز میں ڈوبی ہوئی آواز کے ساتھ نعت پڑھی۔ جبکا پہلا مصرع تھا۔  
 میں بن کے بلبل اڑ جاواں۔ اور باغ مدینہ جاویکھاں۔

چنانچہ ساڑھے سات بجے صبح قافلہ عشاق۔ خاتین کو چھوڑا۔ ماقویہ اور بغداد الجدید  
 سے گزرتا ہوا۔ حضرت جناب قطب ربانی غوث صدیقی شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ کی  
 بارگاہ میں پہنچ گیا۔ عجیب پر کیف سماں تھا لوگ دیوانہ وار جھومتے چومتے اپنے انداز  
 میں سلام و نیاز پیش کر رہے تھے۔

حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے فی البدیہ نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

شیخ عالم پیر پیران جہاں  
 شیخ عبدالقادر غوث زماں  
 طالب شاہ جماعت برورت  
 مشاءِ رحمتہ دستگیر بیگماں

قریب ہی حضور غوث پاک کے صاحبزادے سید عبدالجبار کا مزار شریف ہے۔ وہاں  
 حاضری دی اور فاتحہ پڑھی

## درگاہ شریف حضرت امام اعظمؒ

حضرت نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ کا روضہ اقدس محلہ اعلیٰ بغداد میں  
 دریائے وجلہ کے کنارے واقع ہے دریا کی دوسری جانب آپ کے شاگرد حضرت امام  
 ابو یوسف کا مزار شریف ہے قریب ہی حضرت امام حنبل کا مزار تھا جو دریا کی نذر ہو  
 چکا تھا سب مزارات پر فاتحہ خوانی کے بعد حضرت امام اعظمؒ کے دربار گوہر بار میں  
 سلام و نیاز کے بعد ہدیہ عقیدت یوں پیش کیا

زلمک	پنجاب	آمد ام	بدرگاہت	امام	اعظمؒ
مراست	نسبت	بہ پیر عالم	شہ	جماعت	امام اعظمؒ
بہ	مذہب	تو مرا تسلی	برائے	طاعت	امام اعظمؒ
بسوئے	حرمین	رو ب دارم	کنم	زیارت	امام اعظمؒ
نہ	علم	دارم نہ	فضل دارم	نہ استطاعت	امام اعظمؒ
بالتجائے	دعا	بخوابیم	بکن	شقاقت	امام اعظمؒ
حق	طالب	قبول باشدہ	دعائے	خاصت	امام اعظمؒ

آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں سیدنا حضرت امام جعفر صادقؑ کے مرید تھے

دریائے وجلہ کے دوسرے کنارے پر کائنمیں شریف ہے۔ یہاں حضرت امام موسیٰ

کاظم اور حضرت امام محمد جواد ابن امام رضا کے مزارات مقدسہ واقع ہیں۔ فاتحہ خوانی کے بعد حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم کے مزار شریف پر حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے مندرجہ ذیل رباعی فی البدیہ پڑھی

امام موسیٰ کاظمؑ را غلامم  
چرانہ طالب خود را نوازدم  
برائے پابوسی آئندہ ام  
کہ ہستم من غلام موسیٰ کاظمؑ

کامنین شریف سے واپسی پر انبیائے کرام حضرت ایوب اور حضرت ذوالکفلؑ کے مزارات مقدسہ پر فاتحہ کے بعد ذیل کی رباعیات عرض کیں

حضرت ایوبؑ مقبولِ خدا  
برورش طالب دعا می کند  
صبر او مشہور در ارض و سما  
یا الہی دور دار از استلا  
حضرت ذوالکفلؑ حق را راز دار  
پاک بازو ہم پاکاں را پاسدار  
یا نبیؑ الشد دعائے انبیاء  
می بخوابد از تو طالب خاکسار

بغداد شریف سے آدھ گھنٹہ کی مسافت پر ایک بستی سلمان پاک واقع ہے یہاں صحابی رسول سیدنا حضرت سلمان فارسیؑ کا وسیع و عریض روضہ اقدس ہے۔ بائیں جانب دو صحابہ کرام حضرت جابر ابن عبد اللہ انصاریؓ اور حضرت حذیفہ ابن یمانؓ آرام فرما ہیں۔ ساتھ ہی سیدنا حضرت محمد طاہر ابن امام زین العابدینؓ کا مزار شریف ہے۔ سب پر حاضری کے بعد فاتحہ پڑھی اور حضرت سلمان فارسی کی بارگاہ میں عرض کیا

در دائن روضہ مولائے من  
حضرت سلمانؓ فارس ضوقن  
طالب عاصی ست حاضر کہ ز تو  
فیض رسولی و صدیقی موجزن

قریباً ایک فرلانگ پر شاہ فارس کا محل قصر کسریٰ ہے۔ جس کے چودہ کنگرے حضور نبی کریمؐ کی ولادت باسعادت کے موقعہ پر گر گئے تھے اور دیوار بھی پھٹ گئی تھی اسی

حکومت میں اب تک موجود ہیں۔ حکومت عراق نے اس محل کی دیوار کو پشتہ لگا رکھا ہے تاکہ یہ تاریخی حامل کا محل ضائع نہ ہونے پائے

## کربلائے معلیٰ

وقت کی کمی کے باعث چار پانچ گھنٹہ سستانے کے بعد قافلہ کربلائے معلیٰ کی جانب روانہ ہوا۔ فلوج آباد کے راستے دریائے فرات پر سے گزرتا ہوا مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۵۳ء بروز جمعہ کربلائے معلیٰ پہنچا۔ چونکہ نماز جمعہ ادا ہو چکی تھی لہذا علیحدہ علیحدہ نماز ظہر ادا کرنے کے بعد سید الشہداء حضرت جناب امام حسینؑ کے روضہ اقدس پر حاضری دی اور مندرجہ ذیل ہدیہ حضرت امام عالی مقام کی بارگاہ میں پیش کیا۔

حضرت شیر خدا را نور عین  
جد پاک سیداں شاہ حسینؑ  
سید الشہداء امام العارفین  
طالب مسکین را نگہے بہر زینؑ

حضرت امام عالی مقام کے روضہ اقدس کے برابر میں حضرت علی اصغرؑ اور علی اکبرؑ کے مزارات مبارکہ ہیں۔ قریب ہی ایک تہ خانہ ہے جو امام پاک کی جائے شہادت ہے کچھ فاصلہ پر سیدنا حضرت عباسؑ ابن علی المرتضیٰؑ کا روضہ شریف اور جائے شہادت ہے۔ نہایت خوبصورت عمارت ہیں۔ تمام مزارات پر فاتحہ پڑھی۔ کربلا معلیٰ میں اسی جگہ ایک روضہ مبارک کی عمارت ہے جس میں ستر شہدائے کربلا مدفون ہیں جسے گنج شہیداں کہا جاتا ہے۔ یہاں بھی فاتحہ خوانی کی گئی۔

نجف اشرف

نماز ظہر کے بعد قافلہ حجاج کرام خلیفہ چہارم داماد رسولؑ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی بارگاہ میں حاضری کے لئے روانہ ہوا۔ نجف شریف سے پہلے راستہ میں بہت پرانا اور بڑا قبرستان ہے۔ اس میں دو نبیوں حضرت صالحؑ اور حضرت

ہود کے مزارات ہیں نیز پتہ چلا کہ صحابی رسول سیدنا حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بھی یہیں آرام فرما ہیں۔ حاضری کے بعد فاتحہ خوانی کی گئی۔

حضرت شیر خدا کا روضہ اقدس عشاق کو دور سے دعوتِ نظارہ دیتا ہے نہایت خوبصورت سنہری گنبد ہیں۔ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ نے بارگاہ میں حاضری دی اور مندرجہ ذیل انداز میں ہدیہ پیش کیا۔

یا امیر المومنین حضرت علیؑ

شیر یزدانی و شانِ ہر ولی

بردت شاہ جماعتؒ را مرید

طالبے خواہدز تو دریا ولی

نہایت پر کیف منظر تھا۔ پتہ چلا کہ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے مزارات

مقدسہ بھی اسی احاطہ میں ہیں اس کے بعد ایک صاحب نے سلام پڑھایا۔

السلام و علیک یا ابن عم رسولؐ

السلام علیک یا زوجِ جبرئیل

السلام علیک یا امام الاولیاء

السلام علیک یا سید الاصفیاء

السلام علیک یا ابا الشهداء کریم

نجف شریف سے کوفہ قریب ہی ہے۔ وہاں حضرت یونسؑ کے مزار اقدس پر

حاضری کے وقت مندرجہ ذیل فی البدیہ اشعار جناب قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کے نوک زبان تھے۔

حضرت یونسؑ نبیؑ با صفا روضہ اشش در کوفہ می بخشد ضیا

زائر طالب ز کعبہ آمدہ از تومی خواہد ضیائے انبیاء

زائر طالب ز کعبہ آمدہ

از تومی خواہد ضیائے انبیاء

## بصرہ

نجف شریف کی زیارت سے فراغت کے بعد کاروان حجاج مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۵۳ء ہفتہ کی رات قریباً بارہ بجے بصرہ کے لئے روانہ ہوا۔ دریائے فرات کے کنارے ہوتا ہوا۔ راستہ میں دیوانیہ ساوا کے شہروں میں بقدر ضرورت قیام کرتا ہوا اتوار کے دن قبل دوپہر بصرہ میں داخل ہوا۔ اور شرشط العرب یعنی جہاں دریائے دجلہ اور فرات ملتے ہیں۔ لنگر انداز ہوا بصرہ بہت قدیم تاریخی اور متبرک مقام ہے۔ یہ خطہ سرکار دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامور صحابہ کبار اور عظیم شخصیتوں کو اپنے جلو میں لئے ہوئے ہے۔ بصرہ کے مضافات میں سیدنا حضرت طلحہ صحابی رسول کا مزار پر انوار واقع ہے۔ آپ عشرہ مبشرہ اصحاب میں سے تھے۔ مع رفقاء سفر کے حاضری دی اور فاتحہ پڑھی۔ اس مقام سے ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلہ پر آپ کے رفیق سیدنا حضرت زبیر ابن عوامؓ کو استراحت ہیں آپ نبی کریمؐ کے رشتہ میں بھائی اور عشرہ مبشرہ صحابہ کبار میں سے ہیں۔ شیبہ نامی آبادی میں آپ کا مزار اقدس ہے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ مع دوستوں کے حاضر ہوئے دعاء کے بعد عرض کیا ہے

روضہ	مولانا	حضرت	زبیر
میکند	دلہائے	پاکاں	را. عمیر
التجا	طالب	کند	دعاء
ابستادہ	بدر	حضرت	زبیرؓ

حضرت زبیر بن العوام کے مزار سے قریب ہی حضرت عتبہ ابن عروان کا مزار مبارک ہے وہاں فاتحہ پڑھی اور اس کے بعد تمام زائرین سلسلہ قادریہ چشتیہ سروردیہ کے ہانی اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلیفہ حضرت خواجہ حسن بھریؒ کے روضہ پاک پر حاضر ہوئے۔ فاتحہ اور دعا کی گئی۔ حضرت جناب مفتی احمد یار خان

صاحب نعیمی گجراتی نے فرمایا کہ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے یہاں فی البدیہہ یہ رباعی فرمائی

س	سلسلہ	خواجہ	خواجگان
امام	حسنؒ	بصری	قطب
غلاماں	ز	پاکستان	زماں
دعائے	کہ	باشد ہمہ	آمدہ
		کامران	

بست پر لطف نظارہ رہا۔ خوب لطف آیا حضرت خواجہؒ کے مزار پاک کے قریب ہی حضرت محمد ابن سیرین محدثؒ کی قبر شریف ہے۔ فاتحہ خوانی کی گئی آپ حضرت امام بخاری و مسلم کے استاد ہیں۔

کویت ۲۷ جولائی نماز عشاء سے فراغت کے بعد بصرہ سے قافلہ نے کوچ کیا اور عراق کی سرحد پر شہر صفوان میں قیام پذیر ہوا سرحدی عملہ نے ضروری کاغذات کی چیکنگ کے بعد عراق چھوڑنے کی اجازت دی۔ اب لوق و دوق صحراؤں کا راستہ شروع ہو گیا لہذا امیر کاروان جناب شیخ کرم الہی صاحب نے حجاج کرام کو ضروری ہدایات دیں۔

قافلہ نے صفوان مطلع اور باب شامی (کویت) میں دو تین روز قیام کیا۔ ۳۰ جولائی بروز جمعہ بعد از نماز عشاء جانب حجاز روانہ ہو کر اگلے روز کویت کی سرحد القریہ پہنچا اسی جگہ شام کے وقت زوالحجہ کا چاند نظر آیا۔ اب تو خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ذوق دوبالا ہو گیا۔ چیکنگ کے عملہ سے فراغت کے بعد نصف شب کے قریب قافلہ روانہ ہوا۔ اگلی رات بارہ بجے کے قریب سعودی عرب کے علاقہ معقلہ پہنچا۔ یہاں جہلم کے حاجی فتح محمد انتقال کر گئے جناب مفتی احمد یار خاں صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی میت کو ہیں سپرد خاک کیا گیا اور کارواں روانہ ہو گیا ابھی مشکل سے ہیں میل ہی گیا ہو گا کہ بسیں ریت میں دھنسا شروع ہو گئیں۔ ان کا ٹکنا محال نظر آنے لگا۔ بسوں کو دھکے لگا کر اور کچھ لکڑی کے پھٹوں کی مدد سے بمشکل تمام نکالا گیا۔ دھوپ اور صحرا

کی گرمی کی وجہ سے بعض لوگ بیمار ہو گئے۔ ماحول میں مایوسی چھا گئی۔ حضور قبلہ  
 ڈاکٹر صاحبؒ نے حجاج کو تلقین فرمائی ڈھارس بندھائی اور تسلی دیتے رہے۔ اس  
 موقع پر آپؐ نے تمام زائرین کے سامنے اپنے ارشادات کا اظہار مندرجہ ذیل الفاظ  
 میں فرمایا۔

موٹروں کے جمپ اور دھکے نہ دیکھ  
 گامزن تو تو سوئے حرمین ہے  
 راہ عشق حق کی ہیں یہ منزلیں  
 رہنا بھی سیدؒ کو نین ہے  
 تیرا شکوہ اور گلہ اچھا نہیں  
 زائر حرمین تو اے جان ہے  
 عشق کی دولت سے ہے گر بہرہ مند  
 راہ کی پھر ہر کڑی آسان ہے  
 راہروان حق ہیں اپنے رہبر  
 ان کی صحبت غیر کی صحبت نہیں  
 لے ہی جائیں گے ہمیں حق کی طرف  
 غیر حق سے کچھ ہمیں نسبت نہیں  
 تا خدائے با خدا کو ساتھ لے  
 تیری کشمی کو کوئی خطرہ نہیں  
 سامنے طالب ہے مگر بحرِ فنا  
 تیری نظروں میں کوئی خطرہ نہیں  
 ہم نشین حق کا ہو جا ہم نشین  
 چاہے تو مگر دولت دنیا و دین



حق کے قبضہ میں ہیں ساری نعمتیں  
کون ہے جو اپنوں کو دیتا نہیں

خدا خدا کر کے کارواں معقلہ سے ۲ اگست بروز پیر رماح پہنچا ابھی بہت سی بسیں  
دور راستہ میں ہی کہیں پھنسی پڑی تھیں۔ کہ رماح میں قیام کے بعد سوئے منزل  
روانگی ہو گئی دشوار گزار ریتلے صحراؤں اور کچھ میدانی پتھریلی علاقوں سے گزرتا ہوا  
قافلہ بعد مشکل مورخہ ۴ اگست رات دو بجے مرآت پہنچ گیا

### مرآت

مرآت لیلیٰ اور مجنوں کا شہر بتایا جاتا ہے یہیں مجنوں کی بھی قبر ہے۔ برابر میں  
جبل قیس ہے جسے لیلیٰ مجنوں کی پہاڑی کہا جاتا ہے۔ مرآت بہت اہم مقام ہے یہاں  
سے مدینہ منورہ مکہ معظمہ ریاض اور رماح کو راستے نکلتے ہیں۔

مورخہ ۵ اگست بروز جمعرات قافلہ نماز عصر کے بعد مرآت سے روانہ ہوا۔ مقام  
نفت دیوانہ دینہ سے گزرتا ہوا المعاند پہنچا یہاں سے آگے کچھ فاصلہ پر بس نمبر ۴ جس  
پر حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب سوار تھے عین جنگل میں خراب ہو گئی۔ تمام مذاہیر کے  
باوجود درست نہ ہو سکی اب ذوالحجہ کی چھ تاریخ ہو چکی تھی۔ حجاج کرام مایوسی کے عالم  
میں دھاڑیں مار کر رونے لگے۔ کہ اب کہیں در جاناں پر پہنچ کر خدایا محروم نہ رہ  
جائیں۔ کیونکہ وقت انتہائی کم تھا حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے بارگاہ انبوی میں التجا کی  
جس کا عنوان حضور نے خود ہی تجویز فرمایا

فریاد طالب بجناب غالب علی کل غالب

وطن بگذا شتم بینم روئے تو سفر ہا کر دم یا بم کوئے تو  
اگر خواہی نیابم بدر تو چساں کنم خلاف مرضی تو  
چہ گوئند مردماں باما چہ کردی تراشایان شان بود این کہ کردی

بجنت از وطن بیرون کشیدی

بہ دشت بے پناہ شاں را سپردی

بگفتی بہر حج مردم بیایند  
 چرا سویت نہ شاں را رہنمائی  
 ز فرمانت بعزت رو بر آئند  
 چوں شاں ترک وطن کردہ بیایند  
 مرا عمال یارب دیدنی نیست  
 کر مہمانت بہ میں بگذار این یا  
 حرم را رہ بدہ از فضل خاصیت  
 وگر نہ جاں بگیرند این زمین یا  
 ابھی چوں مرا تو فیتق دادی  
 بقلم شوقی حج را خود نہادی  
 بفضل خویش برساں بر در خود  
 کئی آسان مشکل ہائے مادی

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعا کبھی رو نہیں فرماتا۔ بارگاہ ایزدی میں التجا قبول ہوئی۔  
 خدا کی قدرت اس طرف ایک ٹرک آنکلا۔ بس پر سوار زائرین ۲۰ ریال فی کس کے حساب  
 سے ٹرک کرا یہ پر لے کر قافلہ حجاج سے آئے۔

قافلہ ریگستان سے نکل گیا اگلے روز یہ رباعیات زبان پر تھیں۔

شکر	تو	کردن	ز	طالب	بس	محال
کر	دی	تا	ممکن	را	ممکن	ذوالجلال
شد	میر	مارا	حج	از	فضل	تو
ورنہ	این	ممکن	نہ	بودر	پچ	حال
شکر	صد	شکراے				ذوالجلال
اے	کریم	و	اے	رحیم	و	بے
فضل	تو	باوا	چنین	برما		دام
ہم	زبان	بالشکرت	خوش			مقال
روئے	سوئے	خانہ	خدا			دارم
چشم	دل	بہرید	وا			دارم
رقم	بہر	این	مکانا			نیست
یر	الی	اللہ	را	ہوا		دارم

اے کہ پاکی تو از مکان و زمان  
یا قننت مشکل است نے آسان  
سوئے بیت تو میردم شاداں  
یا ہم از خانہ صاحبش رانشان

### سہل (ذات عرق)

قافلہ مورخہ ۷ اگست ۱۹۵۳ء تمام شب مسلسل سفر کرنے کے بعد بوقت سحر سہل پہنچا یہاں نماز فجر ادا کی گئی اس کے بعد جناب مفتی احمد یار خاں صاحب نے وعظ میں احرام باندھنے کی ترکیب بتائی۔ اہل عراق اسی جگہ احرام باندھتے ہیں اور مکہ شریف بھی صرف پچاس میل کے فاصلہ پر تھا سہل کے میدان کا نام حنین ہے۔ اسی جگہ جنگ حنین لڑی گئی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں سے ہی عمرہ کا احرام باندھا تھا۔

### مکہ مکرمہ

چنانچہ سہل کے مقام پر ہی تمام حجاج قافلہ نے اپنا اپنا احرام پہنا اور کارواں سوئے حرم رواں دواں ہو گیا۔ الحمد للہ نماز عصر کے وقت بخیر و خوبی سب اہل قافلہ مکہ مکرمہ پہنچ چکے تھے۔ تمام اصحاب کے عرض کرنے پر بیت اللہ شریف میں نماز عصر حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے پڑھائی کعبتہ اللہ کو دیکھ کر بے اختیار سب کے آنسو چھلک پڑے۔ اپنے اپنے انداز میں سب سفر کی صعوبتوں کے جھیلنے اور درجائوں پہ رسالے کی خوشی کاٹے جلے جذبات میں اظہار کر کے اپنے مولا سے راز و نیاز میں منہمک ہو گئے مگر حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے جس انداز میں اپنے مولا کے حضور گویا ہوئے قارئین حضرات بھی اس سے استفادہ اور اپنے ذوق طبع کی خاطر وہ رباعیات ملاحظہ فرمائیں

بروں بیا زحرم عاشقان منتظر اند

بیا بیا کہ ہمہ طالبان خوش نظر اند

بیا بیا بھالت ہمہ شوند خوش دل

بیا بیا کہ مہجوراں بہ طلب یک نظر اند

بیا بیا کہ مرا خوانده بیا آمدہ ام  
 درون حرم تو لیکن ترانی بینم  
 حرم پرست زاغیاریں تماشا پیت  
 کجائی صاحب خانہ بیا ترا خواہم

بیادم بہ در اقدس گنہگارم !  
 کسے ندارد این زاد عمل کہ من وارم  
 بہ پیش تو نیا وردم عزیز تر چیزے  
 کرم کن و بسوئے من مگر کہ تادارم

تراچہ طور تصور کنم کجا یا ہم !  
 بحرم تو ہمہ غیران و دیر پر زہنم !  
 اگر بکنجی در ارض و سما و دیر و حرم  
 بدلم آگہ در آں غرق است ہمہ عالم

گنہگار سے بیامہ ہمہ در تو  
 بغایت شرم سار آمد بر تو  
 کند توبہ بصدق دل الہی  
 بہ بخشیدن نداری ہمہسیر تو

## طالب بدرگاہ غفار (برموقعہ حج ۱۹۵۴ء)

گنہگارم ، گنہگارم ، گنہگار  
تو ستاری تو ستاری دستار  
نہاں کے ماند از تو کردنی صا  
بے نام بغایت شرمسارم  
طفیل بندگان مخلصانت  
طفیل پاکبازان بنوٹ  
طفیل حسادمان بارگاہت  
تو ستاری تو ستاری دستار  
نہاں دار از نگاہ اہل دنیا  
توئی غفار جز تو کس ندارم  
طفیل اولیائے امتانت  
طفیل حضرت شاہ رسالت  
خداوند اطفیل ذات پاکت:

بہ بخشا طالب جان حزیں را  
مرید شاہ جماعت کتیزیں را

اہل قافلہ اکٹھے مطاف شریف میں داخل ہوئے۔ اللہ اللہ بنی نوع انسان کا  
ٹھانٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ طواف کیا۔ صفا مروہ کیا پھر آب زمزم پیا۔ اس طرح عمرہ کے بعد  
طواف قدوم اور سعی قدوم کی۔

یہاں حجاج کرام آٹھ ذی الحجہ کو منی پہنچ چکے تھے چونکہ قافلہ ۸ تاریخ کو مکہ  
مکرمہ بوقت عصر پہنچا تھا اس لئے ۹ ذی الحجہ کو مکہ المکرمہ سے منی کی جانب روانہ  
ہوئے۔ اگلے روز نماز فجر کے بعد اہل قافلہ اپنی بسوں پر سوار ہو کر عرفات شریف  
روانہ ہوئے۔ عرفات میں خوب دعائیں کی گئیں۔ اس کے بعد ڈرائیوروں کو ان کی  
کارکردگی کے صلہ میں حجاج نے انعامات دیئے۔

۱۰ ذی الحجہ بروز پیر (۱۰ اگست) مزدلفہ کے لئے تیاری کی گئی مزدلفہ پہنچ کر نماز  
مغرب اور عشاء اکٹھی ادا گئیں اور کنکریاں جمع کی گئیں صبح نماز فجر کے بعد دعاؤں کا  
سلسلہ شروع ہوا۔ مزدلفہ کے بعد میدان منی کی جانب روانگی ہوئی۔ جمرہ عقبہ پہنچ کر

کنکریاں پھینکیں قربانی دی سر کے بال اتروائے احرام اتار کر نئے کپڑے پہننے کے بعد نماز ظہر ادا کی گئی اور پھر طواف زیارت کے لئے روانہ ہوئے مکہ المکرمہ بیت اللہ شریف پہنچ کر طواف کیا حجر اسود کے بوسے لئے آب زمزم شریف پیا اور یہیں نماز مغرب ادا کی۔

۱۱ ذی الحجہ بروز منگل مسجد خیف میں نماز ظہر تک قیام فرمایا اور نماز ظہر کے بعد جمروں کی رمی کے لئے روانہ ہوئے۔ پہلے جمرہ اولیٰ پھر جمرہ ثانیہ اور اس کے بعد جمرہ عقبہ کی رمی کی گئی۔ رات وہیں گزار لی اگلے روز وقت زوال کے بعد دوبارہ تینوں جمروں کی رمی کی اور مکہ شریف روانہ ہوئے۔ یہاں قیام کے دوران مسجد خیف کی زیارت کی یہاں پر بہت سے انبیاء کے مزارات ہیں اور اس جگہ حضرت آدمؑ نے ایک عرصہ عبادت میں گزارا تھا اور توبہ کی جو عرفات میں جبل رحمت کے مقام پر قبول ہوئی۔ نیز پیغمبران عظام نے یہاں نمازیں پڑھیں مسجد الیحدہ بھی قریب ہی مقام الیحدہ پر واقع ہے۔ اب مسجد نہیں ہے مسجد الکبش۔ حضرت اسماعیلؑ کی جائے ذبیحہ ہے۔ صرف نشان باقی ہے مسجد نہیں ہے غار مرسلات جہاں سورۃ مرسلات نازل ہوئی مسجد خیف کے قریب ایک پہاڑ پر واقع ہے مسجد نمہ اور مشعر الحرام کی زیارات کی گئیں۔

## زیارات

۱۲ ذی الحجہ بروز جمعرات (۳ اگست) قافلہ مکہ شریف کے نواح میں خنکار کے وسیع و عریض میدان میں قیام پذیر ہوا اگلے روز نماز جمعہ بیت اللہ شریف میں ادا کی اور مقامات مقدسہ کے لئے تیاری کی۔ باب امہانی جو کبھی ام المؤمنین حضرت ام ہانیؓ کا گھر ہوا کرتا تھا اور حضور سید عالمؐ جہاں سے معراج کو تشریف لے گئے تھے اب حرم شریف میں داخل ہو چکا ہے باب الصفا کے نزدیک دار الشوریٰ جہاں حضور نبی اکرمؐ صحابہ کبار سے اہم مشورے فرمایا کرتے تھے۔ بیت ارقم جہاں سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ ایمان لائے اب یہاں مدرسہ قائم ہے محلہ کشاشینہ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے

مکان ہیں جہاں حضورؐ کا پہلا نکاح ہوا اور حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی جائے ولادت ہے۔ مولد النبیؐ جہاں رحمت عالمؐ اس دنیا میں تشریف لائے۔ اس جگہ پہلے گنبد تھا۔ اب گرایا جا چکا ہے اور لاہیری قائم ہے حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کا گھر جہاں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ پیدا ہوئیں۔ اب اس جگہ دکانیں اور اوپر مسجد تعمیر ہو چکی ہیں جنت معلیٰ کے قبرستان میں حضرت خدیجہ الکبریٰؓ اور حضرت ہاشم حضورؐ کے دادا پاک کے مزارات جو اب گرائے جا چکے ہیں اور صرف نشانات باقی ہیں فاتحہ پڑھی مسجد جن۔ جہاں جنات نے حضور سید عالمؐ کا قرآن سنا۔ مسجد بلالؓ جبل ابو قیس کی چوٹی پر واقع ہے مسجد بلالؓ کے نزدیک ہی وہ جگہ ہے جہاں حضورؐ کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہوا۔

## طائف شریف

طائف شریف میں حضور نبی کریمؐ اکثر و بیشتر دفعہ تشریف لے جا کر تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ اس علاقہ سے حضورؐ کو پیار تھا۔ پہاڑوں کے دامن میں مسجد نبیؐ ہے جہاں حضورؐ نے نماز ادا فرمائی اسی مسجد شریف میں ایک پتھر نصب ہے جس پر حضور اکرمؐ کی کہنی اور پنجہ شریف کا نشان ہے۔ اسے حجر نبیؐ کہتے ہیں مگر اسے دیوار میں بالکل بند کر دیا گیا ہے مسجد شریف سے چند فرلانگ کے فاصلہ پر حضرت عکرمہؓ صحابی رسول کا مزار شریف ہے۔ مسجد نبیؐ سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ایک مینار والی مسجد علیؓ ہے اس مسجد کے قریب سیدنا حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا وہ باغ ہے جو آپ نے مسلمانوں کے لئے وقف فرمایا تھا بتان علیؓ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ باغ اب بھی پھلوں سے لدا پڑا ہے۔ اسی مسجد کے قریب وہ خشک کنواں ہے جو غزوہ طائف کے دوران حضور نبی کریمؐ رؤف الرحیم کے لعاب دہن ڈالنے سے دوبارہ پانی سے بھر گیا تھا اب بھی بفضل تعالیٰ اس میں وافر پانی ہے طائف میں مسجد ابن عباسؓ کے قریب

نبی اکرمؐ کے صاحبزادہ سیدنا حضرت طیبہؓ و طاہرہ کے مزار پر انوار ہے۔ یہاں سپاہیوں کا سخت پہرہ ہے لوگ چھپ چھپا کر فاتحہ پڑھتے ہیں۔ یہیں حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباسؓ کے مزار شریف ہے۔ فاتحہ خوانی کی گئی۔ ساتھ ہی جبل غزالہ ہے۔ جہاں ایک ہرنی جو یہودی کے جال میں پھنس گئی تھی اور حضورؐ کے پاس فریادی ہوئی۔ کہ وہ نوزائیدہ بچوں کو دودھ پلا کر واپس آجائے گی۔ وہ واپس آئی اور یہودی کے اسلام لانے کا باعث بنی یہ پہاڑ اسی ہرنی کی نسبت سے جبل غزالہ کہلاتا ہے۔۔

نماز جمعہ بیت اللہ شریف میں ادا کی طواف کے بعد حجرا سود کا بوسہ لیا۔ کہہنی نے اعلان کیا کہ اب مدینہ منورہ کے لئے تیاری کی جائے۔ اہل قافلہ میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ شوق دیار محبوبؐ میں حجاج کرام نے بسوں میں سامان لاونا شروع کر دیا اور حسب ہدایت رات کو ہی طواف و داع کیا۔ آخری بار آب زمزم پیا۔ حجاج حسرت و یاس سے خانہ خدا کی جانب نظر بھر کر دیکھ رہے تھے۔ کہ شاید وہ مختار کل زندگی میں پھر ایک بار بلا لے۔ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ نے بیت اللہ شریف (مکہ معظمہ) میں قیام کے دوران جو رباعیات کہیں اور بار بار گاہ ایزدی میں پیش کیں وہ سب قارئین کتاب انوار طالب میں بخوبی ملاحظہ فرما سکتے ہیں البتہ مشتے از خروارے پیش خدمت ہیں۔



## رباعیات طالب

اے خدا بس غریب و بے وطنم  
 بردرست آدم شنو <sup>منعم</sup>  
 بیسچ جز تو اللہ نے دارم  
 کن مشور مرا تن و بطنم

اے خدا من بندہ عاجزترم  
 از مکافات غسل غافلترم  
 لطف فریاد دست بکش سونے من  
 دست گیر، گیر دستم کہترم

اے کریم و منعم عالی جناب  
 ہر کہ را خواہی رسائی بے حساب  
 طالب مسکین بدرگاہت رسید  
 عرض بند عرض من بشنو شتاب

اے خدا اے صاحب پیود و کرم  
 مفاسم بردرگہ تو آدم  
 سرقرا از دولت جنت بکن  
 زانکہ جنت جان ایمان داشتیم

مقصد تخلیق انسان طاعتش  
 ما خلقت الجن آدم آتش  
 لازم آمد بر مسلمان روز و شب  
 صرف بکنند زندگی در طاعتش

## جدہ

۲۲ ذی الحجہ (۲۲ اگست ۱۹۵۳ء) بروز اتوار صبح قافلہ جدہ کے لئے روانہ ہوا۔  
جدہ میں ضروری کاغذات کی تکمیل کی غرض سے مختصر قیام کے بعد قافلہ رابع پہنچا۔  
یہاں خانہ بدوش بدوؤں کے چھوٹے چھوٹے مگر بہت پیارے بچوں نے عربی میں سرکار  
دو جہاں کی تعریف اس طرح کرتے ہوئے استقبال کیا۔

يَا قَارِي كِتَابِ اللّٰهِ  
مِنْ مَكَّةِ الْحَيِّ جَدَّةِ  
مَنْ يَطْحَى الْيَابِلُورَةَ  
عَلَيْكَ الْقِبَّةُ الْخَضْرَاءُ  
مِنْ حَبَّةِ الْيَاطْحَى  
مِنْ بَابِلُورِ الْيَابِلُورَةِ

قافلہ رابع سے بیر عشرہ - اور پھر بیر غبری پہنچا۔ اس جگہ ایک کنواں بیر نبی کے  
نام سے مشہور ہے۔ اس کنواں پہ سرکار دو عالم قیام فرمایا کرتے تھے اور اپنے اونٹوں  
کو پانی پلاتے۔ سب نے پانی پیا کاروان بیر غبری مسیب 'یہ' قریشہ ہوتا ہوا مدینہ  
پاک سے صرف ۴ میل کے فاصلہ پر بیر علی جسے زوالحلیفہ بھی کہا جاتا ہے رکا اس جگہ  
سیدنا حضرت علیؑ نے مسجد اور کنواں باؤلی تعمیر کروائے۔ سرکار دو عالم اس جگہ سے  
احرام پہنتے

## مدینہ منورہ

نماز فجر کے بعد مورخہ ۵۳-۸-۲۶ سب حضرات غسل کے بعد صاف ستھرے  
لباس پہن کر بعد شوق شہنشاہ عالم کی بارگاہ میں حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ  
میں بیر عروہ کے مقام پر مسجد اور ایک کنواں جس کا کھارا پانی حضورؐ کے لعاب وہن  
سے میٹھا ہوا تھا۔ رکے پانی پیا۔ مسجد میں دو رکعت نفل ادا کئے۔ اور قریب ہی ایک  
چھوٹی پہاڑی پر چڑھے تو دور سے گنبد خضرہ عشاق کو دعوت نگارہ دے رہا تھا۔ ورود

و سلام کے بعد قافلہ روانہ ہوا اور مدینہ منورہ کے بابِ غنبری سے ہوتا ہوا بابِ شامی اور جنت البقیع کے سامنے مقامِ رومانیہ کے کھلے میدان میں ٹھہرا۔ حجاج روضہ اقدس پر حاضری کے لئے بے چین ہو گئے۔ الحمد للہ نماز ظہر کے وقت حاضری نصیب ہوئی۔ بارگاہِ ایزدی میں التجاء پے کچھ دوست کو محبوبِ دو جہاں کے در کی حاضری نصیب ہو اور ان کیفیات و نوازشاتِ کریمہ سے بہر آور ہو جنہیں و رطہ تحریر میں لانا کسی کے بس کا روگ نہیں۔ روضہ رسولؐ پر حاضر ہو کر حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ نے عرض کیا

یا رسول اللہ نظر کن سوئے من  
چارہٴ بیچارگان بے چارہ ام  
در فراقت عمر بگشتہ تمام  
یا رسول اللہ بیا با خوش جمال  
از عجم آمد بفریادے تمام  
بہر حق بہرے خدائے لایزال  
حضرت شاہ جماعتؒ را مرید  
گاہے گاہے ہم گزر کن سوئے من  
بیکساں راکس توئی بیکس منم  
جلوہ ات بنماکہ باشم شاد کام  
بے توام سرگشتہ و آشفقہ حال  
یا رسول اللہ بدرگاہت غلام  
رحم کن شدہ طالبت را خستہ حال  
بہرپا بوسی ات آمد پدید

بانی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

حضرت صدیق اکبرؓ با خدا افضل المخلوق بعد از انبیاء  
طالب احقر بیام بردرت شیخا باللہ مخزون صدق و صفا

حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی حاضری کے بعد حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کی خدمت میں ہدیہ سلام پیش کیا اور یوں معروض ہوئے۔

بعد از صدیقؓ تو حضرت عمرؓ  
نائب رسل در بحر و بر  
مرقدت در پہلوئے حضرت رسولؐ  
طالب بے پر بنخواہد یک نظر

نماز ظہر ادا کرنے کے بعد جنت البقیع میں حاضری دی۔ جناب سیدہ فاطمہ الزہراء بنت رسولؐ کے مزار انور پر فاتح پڑھی۔ اس سے فراغت کے بعد حضرت جناب سیدنا عثمان غنیؓ کے حضور حاضر ہو کر سلام پیش کرتے ہوئے عرض کیا۔

حضرت عثمانؓ ذوالنورینؓ را  
بود حاصل بے شیہ فخرے بجا  
دست اورا دست خود گفتہ نبیؐ  
یاد دستش بر سر طالبؓ گدا

چونکہ قافلہ کی قیامگاہ جنت البقیع کے قریب تھی۔ اس لئے جنت البقیع شریف میں حاضری کا اکثر موقع ملتا رہتا تھا۔ اس متبرک قبرستان میں بارہ ہزار کے قریب صحابہؓ پاک آرام فرما ہیں۔ جن میں حضرت فاطمہؓ زہرہ۔ زینبؓ رقیہؓ کلثومؓ حضورؐ کی صاحبزادیاں حضورؐ کے صاحبزادہ سیدنا حضرت ابراہیمؓ امہات المؤمنین حضرت عائشہؓ ام سلمہؓ زینبؓ حفصہؓ جویریہؓ حضرت حلیمہؓ سعدیہؓ حضرت عباسؓ حضرت امام حسنؓ امام زین العابدینؓ حضرت امام جعفر صادقؓ حضرت امام باقرؓ چند شہدائے اہل بیتؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت ابن عمرؓ عقیل بن ابی طالبؓ حضرت علیؓ کی والدہ ماجدہ۔ حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضورؐ کی پھوپھیوں کی قبروں کی نشاندہی ہوتی ہے۔

اگلے روز صحابی رسولؐ حضرت سیدنا ابو ایوب انصاریؓ کے مکان کی زیارت کو گئے۔ وہاں اس مکان کی زیارت کی جو حضورؐ نے جنگ احد میں حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ کو عطا فرمائی تھی نیز حضرت سیدہ فاطمہؓ الزہراءؓ کے مکان کے تالا کی زیارت کی اور نماز کے بعد مسجد نبویؐ میں حاضر ہوئے۔ نماز سے فراغت کے بعد ماجدار مدینہؓ کی بارگاہ میں یوں فریادی ہوئے۔

یا رسولؐ اللہؐ حال من بہ بین  
وازدایہا شنو عرض حزین

آستانت سجدہ گاہم ساختم  
 جابدہ باشم ہمیشہ ہم نشین  
 یارسول اللہ بس درماندہ ام  
 سالما بگشت زین سوراندہ ام  
 ازکرم ہائے تو ام امید وار  
 منزلم ووراست ازراہ ماندہ ام  
 یارسول اللہ ستمتتم بس ضعیف  
 بد نصیبم ساخت رنجور و نحیف !!  
 نیست جز تو دافع آلام کس  
 المدد اے از ہمہ عالم شریف

خدائے راکہ لاٹانی وئے مثلش ہیچ  
 طفیل حسن اخلاقت کہ مثلش ہیچ  
 بہ انتظار دیدارِ تو گشتہ دل خستہ  
 بیابکسن و جمالے کہ نے مثلش ہیچ  
 طفیل امت تو آنکہ خیرامت ہست  
 طفیل سید سیداں کہ شاہ جماعت ہست  
 بدیدن تو ذلم آرزو لیے وارد  
 قبول کن بحضورت کہ اعلیٰ نعمت ہست

## مسجد قبا

۲۸ اگست بروز ہفتہ مسجد قبا میں حاضر ہوئے۔ دو رکعت نفل کے بعد متبرک مقامات کی زیارت کی۔ <sup>فاتحہ</sup> کشف ایک گول سوراخ مسجد قبا کی جنوبی دیوار میں تھا جو اب بند کر دیا گیا ہے۔ اسی مسجد کے صحن میں ایک مقام ہے جہاں حضورؐ کی اونٹنی بیٹھی تھی۔ قریب ہی پیر خاتم نامی کنواں ہے جس میں حضرت سیدنا عثمانؓ غنی کے ہاتھوں سرکارِ دو عالمؐ کی انگوٹھی گر کر گم ہوئی تھی۔ اب یہ کنواں بند ہو چکا ہے۔ سامنے وہ پہاڑی ہے جہاں اہل مدینہ نے حضور نبی کریمؐ کو خوش آمدید کہا اور جلوس کی صورت میں ساتھ لائے مسجد قبا کی ہفتہ کے روز زیارت کرنا سنت ہے۔

گھر سے وضو بنا کر جانا اور مسجد قبا میں دو نفل ادا کرنا ایک عمرہ کے ثواب کے برابر ہے۔ زیارات سے فراغت کے بعد حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ نے جنت البقیع میں حضرت امام جعفر صادقؑ کے مزار اقدس پر حاضری دی۔ فاتحہ خوانی کے بعد اپنے سلسلہ نقشبندیہ حضرت امام عالی مقامؑ کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت پیش کیا۔

سید ما جعفر صادق امام  
اولیا را در نظر دارو مدام  
عمر پیران منی یاسیدی  
یک نظر اللہ بر طالب مدام

اس کے بعد نواسہ رسولؐ شہید کر بلا حضرت امام حسینؑ کے لخت جگر سیدنا حضرت امام زین العابدینؑ کے مزار پر انوار پر فاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل فی البدیہ رباعی عرض کی۔

سید پاک است زین العابدینؑ  
کو شہید کر بلا رایادگار  
سایہ اش بر طالب مسکین مدام  
کو بنظر سائے پروردگار

مدینہ منورہ قیام کے دوران مندرجہ ذیل مقامات مقدسہ کی زیارات کیں۔

مسجد اجابت۔ جہاں حضورؐ نے امت کے لئے دعائیں کی۔ مسجد مہابہ جس جگہ حضورؐ نے بخران کے عیسائیوں سے مہابہ کیا۔ اور عیسائیوں نے جزیہ پر صلح کی۔ اب دونوں مسجدیں گرائی جا چکی ہیں۔ مساجد خمسہ وہ مقامات جہاں حضورؐ نے حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ کو غزوہ خندق کے موقع پر نگرانی کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ تاکہ کفار رات کے وقت حملہ آور نہ ہو سکیں۔ ایک مسجد نبیؐ اور دیگر اصحابؓ مذکورہ بالا کے نام سے موسوم ہیں۔ مسجد قبلہ تین مسجد امیر حمزہؓ جہاں جنگ احد لڑی گئی۔ سیدنا حضرت امیر حمزہؓ کے مزار اقدس۔ حضرت عقیلؓ اور دیگر شہدائے احد کے مزارات پر فاتحہ پڑی پیر عثمانؓ وہ کنواں جسے حضرت عثمان غنیؓ نے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف فرمایا بفضل تعالیٰ اب بھی جاری و ساری ہے۔ باب اسلام کے مغرب میں حضرت سید عالمؐ کے والد ماجد سیدنا حضرت عبداللہ کا مزار پاک ہے جس پر بزبان فارسی قطعات اور آپ کا اسم گرامی لکھا ہوا ہے مسجد غمامہ وہ جگہ جہاں حضور عید پڑھنے کے لئے تشریف فرما ہوئے تو بادل نے سایہ کیا۔ اسی لئے اسے مسجد غمامہ کہا جاتا ہے کی زیارت کی۔

مسجد غمامہ کے قریب مسجد ابوبکرؓ مسجد فاطمہؓ مسجد عمرؓ مسجد علیؓ مسجد بلالؓ حضرت مالک ابن سنان انصاریؓ اور حضرت عکاشہ ابن محسنؓ اصحاب رسولؐ پر حاضری دی۔ مسجد نبی حرام جبل سلح پر ہے جہاں سرکار دو عالمؐ نے بکثرت عبادت کر کے امت کی بخشش کے لئے رو کر دعائیں فرمائیں۔ پیر بضاء کنواں اب بھی بکثرت پانی دیتا ہے اس کنویں پر بعض دفعہ حضورؐ نے غسل فرمایا اور پانی پسند فرماتے۔

مورخہ ۲ ستمبر بروز جمعرات نماز فجر کے بعد سرکار دو جہاں کی بارگاہ میں تمام یاران کے لئے دعائیں کیں۔ اور خدمت عالیہ میں عرض کیا۔

(بہ بارگاہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم)

کون کتا ہے کہ دیکھے نہ تیرا گھر جا کر  
ہوں زمیں بوس فرشتے بھی جہاں پر آکر  
آپ بلوائیں تو پھر کون رہے بد قسمت  
سر کے بل آئے نہ وہ حکم پیبر پا کر  
ایک وہ ہیں کہ تجھے دیکھتے ہیں گھر بیٹھے  
ایک ہم ہیں کہ ہیں محروم ترے گھر آکر

آج گر شربت دیدار پلایا نہ یہاں  
حشر میں ہو گا کیا پھر لب کوڑا آکر  
اچھے اچھے ہیں ترے گرتورے کس کے ہیں  
ہو گی پھر کس کی شفاعت سر محشر آکر  
گوگنہار سی ہوں تو غلاموں سے تیرے  
اپنے اچھوں کی طفیل ایک نظر کر آکر  
مستحق گرچہ نہیں دید کا بڑی طالب  
خالی سائل نہیں جاتا تیرے در پر آکر

رحمت عالم کی بارگاہ میں گذارشات کے بعد جو کچھ جو د و کرم - نوازشات و  
کیفیات حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب پر وارد ہوئیں - انہیں آپ نے مندرجہ ذیل پیرائے  
میں قلمبند فرمایا

در حبیب پر

خدا کا شکر ہے میری مراد بر آئی  
کہ شاخ نخل تمنا ہے بارور آئی !



نصیب مجھ کو ہوئی حاضری تیرے در کی  
 ورائے عرش سے تیریک کی خبر آئی !  
 در حضور پہ جب سجدہ ریزیاں کر لیں  
 مرے حضور نے کیا کیا مجھے دعائیں دیں  
 زہے نصیب ہوئی حاضری نصیب مجھے  
 مری مراد ملی میں نے جھولیاں بھر لیں  
 تیرا یہ آستان وہ آستان عالی ہے  
 کہ جس کے سامنے شاہ و گدا سوالی ہے  
 گدا ہے طالب مسکین بھی اسی در کا  
 سنا نہیں گیا کوئی یہاں سے خالی ہے  
 سلام کے مرے آقا نے کیا جواب دیا  
 کرم سے مجھے اپنے اجر بے حساب دیا  
 میں بیٹھا رہا قدموں میں دیکھتے وہ رہے  
 جواب نیاز کا آقا نے با صواب دیا  
 مرے حضور نے دیکھا مجھے محبت سے  
 جب ان کے پیش ہوا خالی ہاتھ طاعت سے  
 گنہگار ہے لیکن وہ میرا طالب ہے  
 اسے بھی ساتھ لے لو کہا یہ شفقت سے  
 خدا کا شکر ہے طالب خدا کی رحمت ہے  
 وہ خوش ہیں مجھ سے کہ ان سے مجھے محبت ہے  
 کیا ٹھکانا ہے امت پہ ان کی شفقت کا  
 گنہگاروں سے بھی خاص ان کو الفت ہے

## مدینہ طیبہ سے روانگی

حرم نبوی شریف میں نماز جمعہ ادا کی گئی اس کے بعد جنت البقیع جو کہ قیام گاہ کے قریب واقع تھی۔ حاضر ہو کر تمام مزارات مقدسہ پر الوداعی سلام پیش کیا اور فاتحہ پڑھی نواسہ رسولؐ سیدنا حضرت امام حسنؑ کی خدمت عالیہ میں خصوصی طور پر نذرانہ عقیدت پیش کیا گیا۔

تارک دنیا دنی شاہ حسن  
طالبت را لطف تو باشد حصول  
اے ترا معراج بر دوش رسولؐ  
شہسواری ات بدر گاہش قبول

اس کے بعد آپؐ نے سیدنا حضرت امام محمد باقرؑ کی قبر اطہر پر فاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل رباعی فی البدیہہ کہی۔

سیدنا محمد باقرؑ  
در مدینہ منورہ قبرش  
طالب آمد زیارتش کند  
اللہ برفستہ نظرش

کوئے محبوبؐ میں دس روزہ قلیل قیام کے بعد جمعہ ۳ ستمبر یوم فراق تھا۔ اس روز عشاق کی عجیب حالت تھی کوئی چینی مار مار کر رو رہا تھا۔ کوئی گنبد خضرا کے

میں سے سرگوشیوں میں مصروف تھا۔ کوئی مصلیٰ پر کوئی ایستادہ کوئی درود پاک میں مشغول کوئی حسرت بھری نگاہوں سے روضہ اقدس کو دیکھ رہا تھا۔ کسی کی زبان پر تھا

روضہ اچھا زائر اچھے اچھی راتیں اچھے دن

سب کچھ اچھا ایک رخصت کی گھڑی اچھی نہیں

جناب مفتی احمد یار خاں صاحبؒ کی زبان پر تھا

دور سے دربار میں آئے ہیں ہم

رکھو سایہ میں کہ بے سایہ ہیں ہم

اشکبار آنکھوں سے روضہ اقدس کے آخری دیدار کے وقت حضور قبلہ ڈاکٹر

صاحبؒ نے فی البدیہ یوں عرض کیا

بہ ہیں بہ ہیں کہ نہاں از نگاہ می گردو

ببیں ببیں کہ کنوں دور راہ می گردو

الہی حسرت دیدن ہوں نہ شد از دل

فراق و فرقتے انکوں ز شاہ می گردو

ترجمہ: دیکھو۔ گنبد خضرا کو خوب دیکھ لو کہ اب نگاہ سے چھپا جا رہا ہے دیکھ لو دیکھ

لو کہ اب اس میں بہت فاصلہ ہوا جا رہا ہے الہی دل سے دیدار کی حسرت نہ نکلی۔

کہ شہنشاہ عالم سے جدائی کا وقت آپہنچا

زپاکستان می آید فقرے

بدر گاہت رسول بینظیرے

نوازی گرزویدت طالبت را

بماند منت تو را ایرے

بدن سے جاں نکلتی ہے آہ سینہ سے

تیرے فدائی نکلتے ہیں جب مدینہ سے

نماز مغرب کے بعد قافلہ حجاج مدینہ منورہ سے الوداع ہوا مدینہ شریف سے عجا  
 غبرہ اور ربیعہ منازل سے ہوتا ہوا ۱ ستمبر ۱۹۵۳ء بروز منگل رات گیارہ بجے مرات  
 پہنچا راستہ ریتیلے ٹیلوں کی وجہ سے انتہائی دشوار گزار تھا اگلے روز مرات سے قافلہ  
 رومح پہنچا۔ اس جگہ جاتی دفعہ قافلہ کی مرمت طلب بسیں چھوڑ دی تھیں۔ جو اب  
 مرمت کے بعد ٹھیک حالت میں تھیں۔ رومح سے معقلہ ہوتا ہوا سعودیہ عربیہ کے  
 آخری سرحدی مقام القریہ پہنچا اس کے بعد کویت کی ریاست کا علاقہ شروع ہوتا تھا۔  
 کویت میں چار دن قیام کے بعد قافلہ ۲۱ ستمبر بروز جمعہ عراق روانہ ہوا۔ صفوان سے  
 ہوتا ہوا بصرہ پہنچا۔ بصرہ میں چار دن تک قیام کیا اس دوران حضرت جناب خواجہ  
 حسن بصریؒ محمد ابن سیرینؒ سیدنا حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے مزارات کی زیارت کی۔

مورخہ ۲۰ ستمبر بروز پیر قافلہ نے بصرہ سے کوچ کیا۔ اگلے دن صبح کے وقت شہر  
 حرم پہنچا اور حسینہ اہواز اندمشن، شترخواب، ملاوی، حرم آباد علی گوورد اور طاہرا  
 ساری کے پر ہیچ پہاڑی علاقوں سے گزرتا اور قیام کرتا ہوا ۲۵ ستمبر نماز فجر کے وقت  
 اصفہان پہنچا۔ ایک رات قیام کرنے کے بعد کوچ ہوا۔ اور شہر یزد پہنچا اس شہر میں  
 حضرت سید محمدؒ ابن سیدنا امام جعفر صادقؑ کا بہت خوبصورت روضہ شریف ہے جہاں  
 فاتحہ پڑھی گئی۔ شہر یزد سے سبحان کرمان شاہ ہوتا ہوا ماہان پہنچا یہاں نعمت اللہ شاہ دلی  
 کے مزار پر فاتحہ پڑھی مزار کی عمارت نہایت عالیشان ہے۔ ماہان شریف سے بام کرمان  
 یزد دشت لوط نصرت آباد کے راستہ زاہدان اور میرجاوا کے علاقوں میں مختصر قیام کرتا  
 ہوا مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۵۳ء بروز جمعہ وطن عزیز پاکستان کی سرحدی مقام قلعہ سفید  
 داخل ہوا حجاج نے خوشی میں نعرہ ہائے تکبیر رسالت و حیدری بلند کئے اور نصف شب  
 کے قریب نوکنڈی پہنچ کر قیام کیا صبح ہوتے ہی تمام حجاج نے بذریعہ تار اپنے عزیز و  
 اقارب کو بحریہ پاکستان (نوکنڈی) پہنچنے کی اطلاعات دیں۔ اگلے روز کاروان حجاج  
 دابندین نوشکی میں قیام کرتا ہوا ۵ اکتوبر ۱۹۵۳ء بروز پیر کوئٹہ پہنچا کوئٹہ پہنچ کر بہت

سے حجاج قافلہ کی بسوں کے بجائے ریل گاڑی کے ذریعہ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ چونکہ ان دنوں اعلیٰ حضرت الحاج صاحبزادہ کیپٹن خواجہ محمد امین صاحب لبلبہ فوجی ملازمت کوئٹہ چھاؤنی میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے دوستوں کے ہمراہ جناب قبلہ ڈاکٹر صاحب کے کوئٹہ پہنچنے پر شایان شان طریقہ سے استقبال کیا۔ چند روز آپ کوئٹہ میں رونق افروز رہے دوران قیام دوسرے لوگوں کے علاوہ میجر سالک داخل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ہوئے۔ کوئٹہ ہی کے ایک یار طریقت کیپٹن اکبر علی کے ایک خط کے جواب میں جناب قبلہ ڈاکٹر صاحب نے قرآن و سنت کی روشنی میں اتباع سنت کے موضوع پر کیپٹن اکبر علی اور ان کے رفقاء کو جو ایمان افروز خطاب اپنے مکتوب میں فرمایا ملاحظہ ہو۔

## اتباع سنت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی مذہبی کوشش کا شکریہ جو رمضان شریف میں نماز تراویح کے لئے کی گئی لیکن جس انداز میں نیک کام کا تذکرہ کیا ہے اس نے اس کے اصلی حسن و خوبی کو بحال نہیں رہنے دیا یہ کیا فخر کی بات ہے کہ چند ایک بندہ جیسے ڈاڑھی منڈوں کی محنت کا نتیجہ تھا۔ اگر آپ کی اور آپ کے ساتھ کوشش کرنے والوں کی ڈاڑھی ہوتی تو کیا یہ کام آپ لوگوں سے نہ ہو سکتا تھا؟ اس طرز بیان سے ڈاڑھی منڈانے کا جواز پیش کیا گیا ہے۔ غالباً "آپ لوگوں کو آج تک معلوم ہی نہیں ہو سکا کہ ڈاڑھی کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ اور یہ کہ امام الانبیاء و المرسلین محبوب رب العالمین سید الاولین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی کو کیا اہمیت دی ہے سنئے اور مومنوں کی طرح خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات سے اپنے ایمان کو تازہ کیجئے ساتھ ہی یاد رہے کہ محب و عاشق (مومن) کو اپنے محبوب و معشوق (مومن بہ) کی ہر ادا پیاری و محبوب ہوتی ہے چہ جائیکہ محبوب کا حکم حکم ہی

نہ سمجھا جائے۔ اس سے پہلو تہی کرنے کے لئے بہانے تلاش کئے جائیں اور پھر بھی اپنے آپ کو محب (پکا مومن) سمجھا جائے سبحان اللہ کیا خوش فہمی ہے۔ مختلف کتابوں میں تقریباً سات حدیثیں آئی ہیں جس میں ڈاڑھی برہانے اور مونچھوں کو کترانے کا حکم ہے اور آیت کریمہ وَمَا يَنْطِقُ مِنَ النَّهْدَىٰ إِنَّ هُوَ إِلَّا ذَخِي يَبْوَحِي پ ۲۷

ہمارے محبوب اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے مگر وہی جو ان پر وحی کیا جاتا ہے کے مطابق بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی جانتے اور مانتے ہوں گے اور آیت کریمہ وَمَنْ يَطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ جو رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے یعنی جو مطیع رسول نہیں خدا اس کو اپنا مطیع قرار نہیں دیتا۔ ”جو تیرا نہیں وہ میرا نہیں“ کے ماتحت حضور کا فرمان خدا کا فرمان ہے اس میں بھی کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ بخاری شریف میں ہے تم مشرکین کی مخالفت میں ڈاڑھی برہنایا کرو اور مونچھیں کٹایا کرو۔ اگر اس حدیث میں مشرکین کی مخالفت کے الفاظ نہ بھی ہوتے جب بھی سات بار کی تکرار اہمیت کے لئے کافی تھی تاہم موجودہ عاشقان فیشن کفار و فرنگ کی خاطر گوارا کر لیا جا سکتا ہے کہ عام حکم ہے۔ کوئی رکھے تو اچھا نہ رکھے تو بھی خیر مگر مشرکین کی مترشح کے الفاظ سے صافی ہے کہ یہ علامت تمیزہ اسلامیہ سے ہے اور تمیز کے لئے ناگزیر ہے پس ان کا یہ کہنا کہ کیا ڈاڑھی میں اسلام دھرا ہے۔ وغیرہ من الفرقان کیا وقعت رکھتا ہے اس حدیث کی رو سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح ہر قوم اور ملک نے اپنی یونیفارم مٹی کے لئے الگ الگ یونیفارم و دریاں تجویز کر رکھی ہیں اس طرح شارع علیہ السلام نے ڈاڑھی کو مسلمانوں اور کافروں میں امتیاز کے لئے اسلامی شعار قرار دیا ہے یہی وجہ ہے کہ آئمہ مجتہدین نے ان آیات و احادیث پر غور فرما کر ڈاڑھی مونڈنا اور شرعی حد سے کم کرنا حرام قرار دیا ہے۔ جس کا مرتکب شرعی اصطلاح میں فاسق کہلاتا ہے۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ ڈاڑھی رکھنا محض ایک سنت ہے کوئی فرض واجب تھوڑا ہی ہے کہ اسلام میں فوراً آئے حالانکہ ڈاڑھی سنت ہے۔ سنت سے مراد وہ مقام نہیں جو

نماز میں فرض اور واجب کے مقابل میں آتا ہے۔ بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ دستور چال چلن اور معمول شرعی احکام میں بدرجہ واجب کے ہے اور سنت محض ہوتا تو اس کے خلاف کرنا حرام نہ ہوتا۔ اور نہ اس کا خلاف کرنے والا فاسق قرار دیا جاتا۔ مثلاً نماز میں اگر کسی سنت کا ترک ہو جائے نہ تارک فاسق ہوتا ہے اور نہ ہی اسے سجدہ سو کرنا پڑتا ہے۔ بخلاف واجب کے کہ سووا اس کا تارک بھی سجدہ سو کرے گا ورنہ نماز درست نہ ہوگی اور ترک بالعمد فسق کا مترادف ہوگا۔ احکام شرعیہ کی دو قسمیں ہیں۔ او امر اور نواہی پھر ان کی چار چار قسمیں ہیں یعنی کل آٹھ قسمیں ہیں کوئی شرعی حکم ان آٹھ سے باہر نہیں ہوگا۔ او امرت۔ فرض، واجب، سنت (موکدہ) نفل، نواہی، حرام مکروہ تحریمی یعنی قریباً حرام، مکروہ تنزیہی، مباح جس کی مختصر تشریح اوپر سطور میں آچکی ہے۔

دوسرے اگر ڈاڑھی منڈانے والوں کے خیال کو درست بھی مان لیا جائے کہ ڈاڑھی رکھنا بھی ویسا ہی سنت ہے جیسا کہ نماز میں فرض واجب کے مقابلہ میں الگ سنتیں پڑھی جاتی ہیں۔ تو اگر انہی سے پوچھا جائے کہ آپ میں سے کتنے نمازی ہیں جو صرف فرض پڑھ کر چلے آتے ہیں باقی نوافل اور سنتیں نہ پڑھتے ہوں تو یقیناً صرف ایک بھی ایسا نہ نکلے گا۔

اب انصاف شرط ہے جب خالی فرض پڑھنے سے نماز مکمل نہیں سمجھی جاتی بلکہ ہر نمازی سنت ضرور ادا کرتا ہے اور نیت کرتے وقت کہتا ہے کہ اتنی رکعت سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ تو پھر اس شعار اسلام ڈاڑھی جو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور حکم میں واجب ہے چھوڑ کر کیوں کفار و فرنگ کی سنت کو اختیار کیا ہے اور حدیث پاک من نَشَبَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ! جو کسی قوم کی شکل و شباحت اختیار کرے وہ انہی میں سے سمجھا جائے گا کی وعید شدید کا کیوں خیال نہیں کیا جاتا صاف کیوں نہیں کہہ دیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض واجب نہیں۔ ہم آزاد ہیں جس حکم کو چاہا مان لیا جس حکم کو چاہا معاذ اللہ ترک کر دیا۔ یہ

ہے وہ اسلام جو آج کل کے انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ اور نقالان فرنگ (گستاخی معاف) لئے پھرتے ہیں یاد رہے کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کے ماتحت جس طرح خدا تعالیٰ کا حکم ماننا فرض ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننا بھی فرض ہے تفصیل کی گنجائش نہیں ورنہ معلوم ہو جاتا اور کان کھل جاتے کہ مومن کو جس کی شان وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدَّ حُبًّا لِلَّهِ (قرآن کریم) اور لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنْ وَاكِبِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (بخاری شریف) میں وارد ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کی تعمیل میں اسوہ حسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صورتاً و سیرتاً اختیار کرنے کے بغیر چارہ ہی نہیں اگر کسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و سیرت محبوب و مطلوب نہیں اور وہ اس کو اختیار نہیں کرتا یا اسے پسند نہیں کرتا تو وہ اپنے ایمان کی خیر منائے کیونکہ یہ منافی ایمان ہے دنیا میں کوئی ایسا محبوب دیکھا ہے جس کو اپنے محبوب کی شکل و صورت پیاری نہ ہو اور اس کی پرواہ نہ کرتا ہو۔ عزیز من یہ فخر کا مقام نہیں بلکہ اپنی کمزوری اور لغزش پر رونے کا مقام ہے جس سے توبہ کرنا اور حق تعالیٰ سے معافی مانگنا واجب ہے پھر کمزوری بھی ایسی کہ محبوب محبوب کی ادا کو پسند نہ کرے اور اس کے دشمنوں کے طریقہ کو پسند کرے اور اختیار کرنے میں فخر سمجھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا مندی کو پیش نظر رکھ کر ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں اور چند بار اس کو پڑھیں شاید سمجھ میں آجائے اور حق واضح ہو جائے اَللّٰهُمَّ اِدِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَابْطِلِ الْبَاطِلَ

اعلیٰ حضرت عالیجناب کیپٹن خواجہ محمد امین صاحب نے بیان فرمایا کہ آپ نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا نماز کے لئے جہاں مصلیٰ بچاتا ہوں کوئی نہ کوئی سانپ یا بچھو نکل آتا ہے حضور قبلہ عالمؐ نے ایک وظیفہ پڑھنے کے لئے فرمایا اس کے بعد کبھی کوئی سانپ یا بچھو نظر نہ آیا

جناب کیپٹن الحاج خواجہ محمد امین صاحب مزید فرماتے ہیں کہ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؐ کے پاس ایک گھڑی تھی مجھے بہت پسند آئی آپؐ سے درخواست کی کہ گھڑی



مجھے عطاء فرما دیں حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ یہ گھڑی تو لفٹنٹ کو زیب دیتی ہے آپ تو جمعدار ہیں۔ اصرار پر وہ گھڑی جناب کیپٹن خواجہ صاحب کو مل گئی خدا کی قدرت چند دنوں بعد ہی خواجہ صاحب لفٹنٹ کے عہدہ پر فائز ہو گئے لیکن تھوڑے دنوں کے بعد وہ متبرک گھڑی اپنا کام مکمل کر کے گم ہو گئی۔

چند روز قیام کے بعد بذریعہ کونسل ایکسپرس لاہور تشریف لائے لاہور ریلوے اسٹیشن پر عقیدتمندوں کی بہت بڑی تعداد استقبال کے لئے موجود تھی عشاق کی جوئی رخ انور پر نظر پڑی۔ ریلوے اسٹیشن کی عمارت نعرہ بے تکبیر اور نعرہ رسالت کی آوازوں سے گونج اٹھی۔ آپ نے بلا امتیاز حسب عادت ہر دوست سے معانقہ کے بعد خیریت پوچھی لاہور میں قیام کے بعد آپ نے آستانہ عالیہ کنجاہ شریف مراجعت فرمائی

قارئین کرام آپ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اولین مقامات تلاش حق سے لے کر وجدان حق اور محبت و تعلق و محبت اولیاء اللہ اور حزب اللہ سے آخر تک تعلق کی وسعت کا اندازہ اس سے لگائیں۔ کہ کن کن پاک ہستیوں سے زندگی میں یا عالم برزخ والوں کی ارواح مقدسہ کی حاضری اور فیض نصیب ہوا۔ پہلے فوجی ملازمت کا سفر بھی بزرگان دین کی جستجو کی نیت سے جاری رہا۔ اب تکمیل مراحل و اکمیلیت کے وقت سفر حج و زیارت کی وسعت سامنے آکر تسکین روح کا ساماں مہیا کرتی ہے۔

حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی و تسلیم کی معروضات کو ملاحظہ فرمائیں۔ تو معلوم ہو گا کہ رعایت آداب کا کتنا عظیم الشان مظاہرہ اور کیسی نیاز مندی ہے اور ادھر سے اکرام و الطاف کا کیسا روح پرور سماں ہے۔

آپ اپنے اہل ثروت اور یاران طریقت کو بھی فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے تلقین فرماتے رہتے تھے۔ اور حادثہ مبارک کا حوالہ دیا کرتے کہ جس پر حج واجب ہو جائے اور نہ کرے تو خواہ یہودی مرے یا نصرانی ہماری ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں

○ حلقہ رام گڑھ لاہور کے ایک یار الدین صاحب نے حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کی ایک دفعہ دعوت کی۔ حضورؒ تشریف لے گئے جب کھانے کا وقت آیا تو فرمایا کہ الہ دین کہاں ہے عرض کی گئی کہ وہ اپنے ہاتھ سے روٹی سالن تیار کر رہا ہے کیونکہ اس کی اہلیہ فوت ہو چکی ہے۔ حضورؒ کو بے حد رحم آیا اور خود اٹھ کر چولھے کے پاس تشریف لے گئے ہنڈیا میں چچہ پھیرا اور کمال مہربانی سے فرمایا الہ دین انشاء اللہ بہتر بیوی ملے گی چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں حضورؒ کی دعاؤں کی برکت سے ۴۵ سالہ ان پڑھ الہ دین کو قدرت نے سترہ سالہ خوبصورت و خوش سیرت ٹل پلاس اہلیہ عطاء فرمائی  
سبحان اللہ

## محافل ذکر کا اہتمام

یوں تو پاک و ہند میں آپؐ کے قائم کردہ تبلیغی مراکز اپنا کام بفضل تعالیٰ بخوبی سرانجام دے رہے ہیں مگر برما، فرانس، انگلینڈ، مصر، ایران اور جزائر انڈیمان میں آپؐ کے عقیدتمند تبلیغی مشن کو جاری و ساری رکھے ہوئے ہیں۔ تبلیغی سرگرمیوں میں آپؐ پنجابی، اردو، فارسی، عربی اور انگریزی میں دوستوں کی رہنمائی فرماتے تھے۔ آپؐ لطم و ضبط کے پابند اور ہر کام معینہ وقت پر سلیقہ سے کرنے کے عادی تھے کسی جگہ بھی تشریف لے جانے سے قبل وہاں کے دوستوں کو باقاعدہ مطلع فرماتے دین حق کی تبلیغ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت کی غرض سے آپؐ نے حلقہ ذکر کی مجالس کا اہتمام فرمایا جہاں سب دوست امیرانِ حلقہ کے مکان پر ہفتہ وار اکٹھے بیٹھ کر ختم خواجگان پڑھتے اور دینی مسائل سے مستفیض ہوتے۔

۱۔ وزیر آباد حضرت جناب قبلہ ملک فیروز خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ ملتان حضرت جناب شیخ محمد نصیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ گجرات حضرت الحاج محمد ضیاء اللہ نعمانی صاحب ایم اے اسلامیات

۴۔ راولپنڈی جناب ملک محمد سلطان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ واہ کینٹ جناب مولانا سید محمد یوسف صاحب

اسی طرح دوسرے شہروں اور گاؤں میں بھی یاران طریقت ہفتہ وار محفل ذکر کا اہتمام کرتے جو بحمد اللہ جاری ہے۔

## لاہور

حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کے لاہور میں قیام کے دوران ہر روز نماز مغرب کے بعد آپ کی معیت میں ختم خواجگان نقشبندیہ شریف پڑھا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں ہفتہ میں ایک بار یاران لاہور بھی ایک جگہ اکٹھے ہو کر ختم خواجگان شریف پڑھا کرتے تھے بڑے اہتمام اور ذوق و شوق سے شہر کے کونہ کونہ سے ہفتہ وار ختم شریف کے لئے دوست والہانہ طور پر اکٹھے ہوتے۔ مجمع خاصہ بڑا ہو جاتا تھا۔

چنانچہ ۱۹۵۲ء میں حضور قبلہ عالمؒ لاہور (رامکڑھ) میں تشریف فرما تھے۔ دوران گفتگو ہفتہ وار ختم خواجگان شریف کے بارے میں بات چل نکلی۔ آپؒ نے یاروں کی تکلیف کو محسوس کیا اور ان کی سہولت کے پیش نظر ارشاد فرمایا کہ کیوں نہ لاہور کو چند حلقوں میں تقسیم کر دیا جائے اور ہر حلقہ میں ایک امیر مقرر کر دیا جائے جو ختم شریف کا انتظام بطریق احسن کر سکے۔ اس طرح یاروں کا وقت بھی بچ جائے گا اور اپنے ہی محلہ میں ختم شریف میں آسانی سے شرکت بھی ہو سکے البتہ مہینہ میں ایک بار لاہور کے سب یار ایک متفقہ جگہ پر اکٹھے ختم شریف پڑھا کریں گے۔ جس سے فائدہ یہ ہوگا کہ تمام یاروں کا آپس میں بھی رابطہ اور شناسائی رہے گی جو دینی روابط کے علاوہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ حاضرین مجلس نے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کی اس تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کرتے ہوئے لبیک کہا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل حلقوں کا قیام اور امیر حلقہ کا تقرر عمل میں لایا گیا۔

- (۱) حلقہ گڑھی شاہو جناب شیخ معزالدین صاحب  
 (۲) حلقہ انجن شیڈ جناب ملک عبدالعزیز صاحب  
 (۳) حلقہ چاہ میراں جناب مرزا محمد یوسف صاحب  
 (۴) حلقہ باغبانپورہ جناب محمد رفیق صاحب  
 (۵) حلقہ اندرون شہر جناب میاں روض الدین صاحب  
 (۶) حلقہ رام گڑھ جناب چوہدری محمد شفیع خاں صاحب  
 (۷) حلقہ جلو موڑ جناب ڈاکٹر تاجدین صاحب

ماہانہ ختم شریف کے لئے سابقہ اپرٹس ہوم نزد مال گودام لاہور ریلوے اسٹیشن میں محترم پیر بھائی جناب غلام احمد اوپل کی رہائش گاہ کو منتخب کیا گیا۔ اس طرح حضور قبلہ عالم کی تدبیر اور فہم و فراست کی بدولت یاران لاہور نے ایک واضح پروگرام کے تحت تنظیم کی شکل اختیار کر لی چنانچہ اس کا خاطر خواہ اثر ہوا تبلیغی سلسلہ میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی ہونے لگی عام شخص بھی اس سلسلہ عالیہ کے کسی یار کو دیکھتا تو متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا اور والہانہ طور پر شیخ سلسلہ عالیہ کی خدمت میں سر نیاز خم کرنے کی آرزو کرتا۔ حضور قبلہ عالم کو بھی یاران لاہور پر فخر تھا چنانچہ آپ اپنے ایک مکتوب شریف میں ایک یار کو جن کی تبدیلی کوئٹہ سے لاہور ہوگئی تھی فرماتے ہیں

” لاہور میں محکمہ ریلوے کے یاران طریقت ہر جمعرات کو

حلقہ ذکر کرتے ہیں۔ آپ بھی ان میں شامل ہوا کریں۔ انشاء

اللہ سب کمزوریاں و سستیاں دور ہو جائیں گی ذوق و شوق پیدا ہو

جائے گا اور آپ خوش ہو جائیں گے اگر چلنا سیکھنا ہے تو

پروانوں کی صحبت میں بیٹھا کر۔ عشق کی آگ میں جلے ہوؤں کی

صحبت اختیار کر امید ہے کہ تو بھی اس صحبت اور عشق کی آگ

میں جلنے لگے گا“

پیران پیرا عظمت امیر ملت والدین سرکار محدث علی پور شریف رضی اللہ عنہ اپنے ملفوظات شریف میں فرماتے ہیں۔ یہ ایک حال ہے جو صوفیوں کی صحبت اور خدمت کی برکت سے عطا ہوتا ہے اس صحبت کیمیا کی خاصیت کا وہ رتبہ اور اثر ہے کہ ناممکن کو بھی ممکن کر دیتا ہے یہ تو کہتے ہی ہیں کہ

العادة لا يرد الا بالموت جبل گرد و جبلت بر نہ گرد

مگر آہن کہ بیار کس آشنا شد فی الحال بصورت طراشہ

خورشید نظر جو کرد بر سنگ تحقیق کہ لعل بے بہا شد

اسی طرح انسان ناقص جو مثل آہن ہے انسان کامل کی صحبت میں کندن بن جاتا ہے۔ سارا کھوٹ اس کا نکل جاتا ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ خورشید ولایت محمدی صوفی کامل عاشق اللہ کی نظر منور میں یہ اثر ہے کہ نفس امارہ کے سنگین قلعہ پر اگر وہ پڑ جاتی ہے۔ تو اس کو لعل بے بہا بنا دیتی ہے۔ ہر چند کہ چشم ظاہر بین اور ناقص حال میں محال معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی آہن سا سیاہ باطن کندن بن جائے۔ یا کوئی پتھر کا دل لعل بے بہا بن جائے۔ مگر اس محال کا ممکن ہونا یا جبلت اور عادت کا بدلنا اگر ہو سکتا ہے تو صرف ایک صوفیائے کرام کی صحبت کی برکت سے ہی ہو سکتا ہے۔ جس کے صدمہ مشاہدے ہم ہر روز اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ کہ صدمہ فاسق اور فاجر ہزار ہا ڈاکو اور رہن اور بے دین اپنی بد عادتوں کو چھوڑ کر ایک صوفی کی صحبت سے کچے دیندار عابد و زاہد و متقی پرہیزگار بن جاتے ہیں۔

آدھر تجھ کو دکھا دوں میں گلستاں ان کا

○ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے خلیفہ مجاز جناب ملک عبدالعزیز صاحب بیان فرماتے تھے کہ آپ میرے ایک کمرہ کے کوارٹر میں تشریف فرما تھے۔ ایک کمرہ ہونے کی وجہ سے ملک صاحب کے گھر والوں نے کمرہ کے آدھے حصہ میں پردہ کیا ہوا تھا۔ حضور

سے جگہ کی قلت کے متعلق عرض کیا۔ اور کشادہ مکان کے لئے دعاء کی درخواست کی تو حضور فرمانے لگے ملک صاحب کو بھی ملے گی خدا کی قدرت حضور کی زندگی پاک میں ہی ملک صاحب کو اللہ تعالیٰ نے کھلی اور کشادہ کو بھی عنایت فرمادی۔

○ امیر حلقہ رام گڑھ لاہور چوہدری محمد شفیع خاں صاحب بیان فرماتے ہیں کہ دسمبر ۱۹۵۷ء میں میری اہلیہ بیمار تھی۔ کمزوری انتہا کی تھی جس کی وجہ سے نظر کمزور ہو گئی تھی۔ ان ہی دنوں اتفاق سے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ بھی لاہور کے سالانہ تبلیغی جلسہ کے سلسلہ میں یہاں تشریف فرما تھے میری دعوت پر آپؒ تشریف لائے میری اہلیہ کی عیادت کے لئے کمال مہربانی فرما کر اندر برآمدے میں تشریف لے آئے اور چار پائی کے قریب کرسی پر بیٹھ گئے میری بیوی نے عرض کیا حضور آپ کا چہرہ انور نظر نہیں آرہا حضور قبلہ عالمؒ نے دم کرنا شروع کیا پہلی پھونک آنکھوں پر ماری۔ مریضہ پکار اٹھی حضورؒ اب درو دیوار نظر آرہے ہیں اور آپ کا دھندلا سا چہرہ مبارک بھی نظر آرہا ہے حضور نے کچھ پڑھ کر دوبارہ پھونک ماری تو نظر بالکل ٹھیک ہو چکی تھی

## کلور کوٹ

ستمبر ۱۹۵۶ء میں آپ کلور کوٹ ضلع میانوالی میں دوستوں کے پاس تشریف لے گئے وہاں رانا نذر محمد صاحب کے ہاں ایک مجلس میں آپ کے پاس مولوی عبدالرحمان صاحب بیٹھے ہوئے تھے نماز عصر کے بعد انہوں نے چائے کی پیش کش کی۔ آپ نے قبول فرمائی مولوی صاحب دیوبندی عقیدہ سے تعلق رکھتے تھے۔ پتہ چلا کہ مولوی صاحب کے پیچھے اکثر دوست نماز نہیں پڑھتے تھے مولوی صاحب کہتے کہ ہر کسی کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہئے انہوں نے ایک طالب علم بھیجا کہ ڈاکٹر صاحبؒ آزاد خیال ہیں۔ اگر وہ کہہ دیں تو سب ہمارے پیچھے نماز پڑھ لیں گے۔ طالب علم کہنے لگا۔ ایک مسئلہ پوچھنا ہے کہ دیوبندیوں کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں آپ نے فرمایا نہیں ہوتی طالب علم نے کہا ہمارے بزرگ کہتے ہیں نماز ہو جاتی ہے کوئی دلیل فرمائیے آپ

نے فرمایا تمہارے بزرگ ہمارے بزرگوں کو کافر کہتے ہیں۔ کہنے لگا تو جو دیوبندی یہ نہ کہتا ہو۔ فرمایا پھر دیکھیں گے وہ کیا ہے پھر ایک مولوی صاحب آگئے آپ نے پوچھا کہ کیا کہیں اسماء الحسنیٰ میں حاضر و ناظر کا ذکر ہے یا دیکھا ہے۔ مولوی صاحب خاموشی کے بعد کہنے لگے حاضر کا مطلب پہلے غائب تھا۔ اب حاضر ہو گیا ہے اس لئے سکولوں میں حاضری لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا ہر وقت حاضر ہے۔ اس کو حاضر کہنا گستاخی ہے مولوی صاحب کہنے لگے میں قرآن میں دکھا دیتا ہوں۔ قرآن مجید دیا گیا انہوں نے شہید کا لفظ نکالا۔ آپ نے کہا حاضری کا لفظ دکھائیں۔ آپ نے کہا مولوی صاحب تمہیں شہید کے معنی نہیں آتے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجلس میلاد میں یاد کیا تو حاضر ہو گئے خدا کی کہاں آنکھیں ہیں کہ وہ دیکھ رہا ہے (ناظر) تَوَاهُمُ  
يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُنْصَرُونَ

اللہ تعالیٰ کی نہ آنکھ ہے نہ کان ہے۔ وہ بغیر آلے کے سنتا ہے مگر تم نے اللہ کو مجسم بنا دیا۔ وہ بیچارہ تو چلا گیا۔ ظہر کے بعد سات آٹھ مولوی صاحبان آگئے۔ ان میں مولوی عبدالرحمن بھی تھے اختلافی مسئلے پر بولنا آپ کی عادت نہ تھی اپنے بچاؤ کیلئے یہ مسئلے جان رکھے تھے۔ مناظرے کیلئے نہیں۔ مگر اس وقت آپ نے پہل کر دی فرمایا۔ مولوی صاحب طالب علم آپ نے بھیجا تھا۔ مولوی عبدالرحمن بول اٹھے ڈاکٹر صاحب پچھلی باتوں کو جانے دیں۔ میرے دل میں آپ کی بڑی عزت ہے۔ آپ شرک اور بدعت کو کاٹتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ایک طرف تو آپ ان کو حکیم الامت اور حضرت کہتے ہیں جبکہ ان کی تصنیف حفظ الایمان میں عبارت پر کفر کے فتوے ہیں۔ ان کے خلاف تمام ممالک کے فتوے موجود ہیں آپ نے کہا۔ لاہور میں حزب الاحناف والوں نے چیلنج کیا کہ مولانا آپ ان عبارات سے ہمارے تمہارے درمیان بگاڑ ہو رہا ہے آؤ۔ اس عبارت کو صاف کر لیں۔ اگر یہ غلط ہے تو کاٹ دیں تاکہ ہم تم دونوں ایک ہو جائیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی نہ آئے۔ مولوی منظور حسین صاحب سنبھلی۔ امرتسر سے مولوی ثناء اللہ اور شیرانوالہ لاہور سے مولوی احمد

علی صاحب تینوں مقابل آگئے۔ حزب الاحناف والے کہنے لگے: ہم نے مولانا اشرف علی کو بلایا ہے آپ لوگوں کو تو بلایا نہیں۔ البتہ اگر آپ کے پاس ان کا رقعہ یا سند موجود ہے آپ لوگوں کا ٹیل ہونا ان کا ٹیل ہونا ہوگا۔ تو دکھائیں مگر ان کے پاس کوئی تحریر نہیں تھی لہذا تشریف لے گئے۔

مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب حاجی امداد اللہ علی کے نام پر مواظظ امدادیہ میں مسئلہ لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَتَوَكَّلُوا أَنْظَرْنَا وَلَوْلَا تَقْوَتُكُمْ لَكُنَّا بِكُمْ عَنِتًّا ۝ مسلمان تو نیت رکھتے کہ ہماری رعایت کریں جبکہ کافر دبا کر را عینا کہتے۔ اور غلط معنی لیتے تھے جبکہ مسلمان غلط معنی نہیں لیتے تھے۔ کتاب میں لکھا ہے اللہ نے یہ بھی برداشت نہ کیا بلکہ وہ ذو معنی لفظ ہی بند کر دیا مولوی صاحب کی عبارت جس سے مسلمانوں میں غلط فہمی ہو رہی ہے وہ نہیں مٹاتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق۔ نزاع کو مٹانے کیلئے یہ گستاخانہ تحریر و عبارت مٹانے کیلئے جب مولانا اشرف علی تھانوی کے سامنے یہ چیلنج کیا گیا۔ تو کہنے لگے۔ کہ ایسا خبیث مضمون تو میرے خیال میں بھی نہیں تھا۔

ان مولوی صاحبان میں عبدالرحمان ایک غلام خانی تھا آپ نے اس سے کہا اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو کیا کسی کو علم غیب دے سکتا ہے۔ کہا ہاں آپ نے فرمایا۔ قرآن پاک سے ثابت ہے کہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم دیا۔ تو پھر جاؤ ناپ تول تم کرتے رہو دوسرا مولوی آیتیں پڑھنے لگا۔ جو مستقل علم کے متعلق تھیں۔ آپ نے کہا اگر مناظرے کا شوق ہے۔ تو کسی کو بلا لیتے ہیں۔ یہ آیتیں جو تم پڑھ رہے ہو۔ ان پر ہمارا بھی یقین ہے۔ کہ وہ خاصہ اللہ کا ہیں۔ ان میں ہم شریک نہیں ٹھہراتے۔ مگر تم تو اللہ کا دیا ہوا علم بھی نہیں مانتے۔ اب الحمد للہ ہمارا ایمان تو درست ہوا۔ تم اپنے ایمان کی خیر مٹاؤ۔ یہ ذاتی علم الہی ہے۔ حضور کا علم خدا کا سکھایا ہوا عطا کیا ہوا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم آیا۔ تو جبرائیل علیہ السلام بھی سامنے آگئے۔ آپ نے فرمایا مَا آتَانَا بِقَسَمٍ ہمارا تو یہ



عقیدہ ہے کہ حضورِ امی نبیؐ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَعَلَّمَكُمْ مَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ تَعْلَمُونَ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ

تو اس کے مقابلے میں عظیم کتنا ہوگا اللہ تعالیٰ کے علم کی انتہا نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم قطرہ۔ مگر علم الہی کا عطا کیا ہوا قطرہ سب دنیا کو محیط۔ اب آپ ہججوری باتوں پر آگئے ہو تمہیں تو اپنے ایمان کا ڈر نہیں۔ ہمیں تو ڈر ہے کہ ایمان نہ کھو بیٹھیں پیر کا وجود ایک مگر لطائف اور کارکردگی جا بجا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تو ذکر ہی کیا لَا تَفْرَقُوا کے تحت فرمایا بہتر فرقوں کی بجائے تتر میں بٹ جاؤ گے۔ (بحث کی وجہ سے) ان لوگوں نے پیش گوئی سمجھ کر سچ سچ ایسا کر دکھایا۔

ان مواحد علمائے نے آپ کے ساتھ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم مبارکہ میں ۸ گھنٹے تک تبادلہ خیالات کیا۔ باہر نکلے۔ تو رانا نذر محمد صاحب نے ان سے پوچھا مولویو! تم نے اس بحث سے کیا نتیجہ نکالا تو کہنے لگے۔ نہیں بھائی ہم تو سمجھتے تھے کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا سمجھے ہوئے ہو۔ مگر تمہارا عقیدہ درست ہے اس بحث سے جو اثرات آپ پر مرتب ہوئے ذیل میں اس کا اظہار

## علم غیب

فرمایا

خدا کس نے تم کو بتایا کہو تو  
تمہیں کس نے کلمہ پڑھایا کہو تو  
مسلمان ہی جس نے تم کو بتایا  
اسی کی اہانت کا بیڑا۔ اٹھایا  
خدا تو کہے میں نے سب کچھ سکھایا  
نہی خود کہے اس نے سب کچھ بتایا

مگر اس مواعد کو انکار ہی ہے  
 اس انکار پر اس کو اصرار بھی ہے  
 خدا و نبیؐ کو جو مومن نہ مانے  
 اسے چاہیے خود کو مومن نہ جانے  
 اسے ناز ہے علم قرآن پہ اپنے  
 ہمیں فخر ہے فہم قرآن پہ اپنے  
 جس آیت میں تنقیص ہے وہ سمجھتا  
 ہمیں تو نظر ہے کمال اس میں آتا  
 محب اور تنقیص محبوب شیوہ  
 کہیں ہوتا ہے مبر کا تلخ میوہ  
 جو محبوب اپنے کی کم شان سمجھے  
 کچھ اوصاف میں اس کے نقصان سمجھے  
 وہ فاسق ہے - عاشق نہیں ہے کسی کا  
 وہ جھوٹا ہے دعویٰ محبت کا جھوٹا  
 نبیؐ جس کو ہر شے سے پیارا نہیں ہے  
 نبیؐ نے کہا وہ ہمارا نہیں ہے  
 محبت نبیؐ کی ہے ایمان کامل  
 محبت وہی جس کی ہوشان کامل

نبیؐ غیب کی ہے خبر دینے والا  
 اسے علم دیتا ہے خود حق تعالیٰ  
 کہاں تک گئے غیب میں ہیں حضرت  
 کہاں تک خدا میں ہے دینے کی قدرت

بشر ہو کے راز خدا کھولتا ہے  
 زبان نئی سے خدا بولتا ہے  
 وَمَا يَنْطِقُ والی آیت پیاری  
 علوم نئی پر شہادت ہے ہماری  
 جو برتن ہو خالی کیا اس سے نکلے  
 مگر وہ ہی جو کوئی اس میں ڈالے  
 مَا أَنَا بِقَابِرٍ کہا خود نئی نے  
 لقب امی بخشا خدا کی وحی نے  
 کہا رَبِّ زَوْنِي پڑھا کر جیسا  
 ترا کام ہے رحمتِ عالمین کا  
 فَتَرَضَى سے ظاہر حدود عطا ہیں  
 رسائی میں حضرت ورا الورا ہیں  
 فَتَرَضَى کہا مانگنا بھی سکھایا  
 پڑھانا نہ تھا کیا بکھیرا بنایا  
 ادرم وَعْدَهُ يُعْطِينِكَ ادرم مانگ پیم  
 محبت کا بھی درمیاں رشتہ قائم  
 دیا دینے والے نے جتنا کہ چاہا  
 کہ محبوب تھا لینے والا عطا کا  
 سکھایا تجھے جو تو نہ جانتا تھا  
 کیا تجھ پہ ظاہر جو تجھ سے چھپا تھا  
 سکھایا کیا کچھ بتایا تو کتنا  
 اسے کرتا ظاہر ہے فضلِ عظیمیا

متاعِ جہاں کو کہا جب قلیہ  
تو پھر کس قدر ہوگا فضل عظیمیا

یہ جو تنقینِ شانِ نبیٰ کر رہے ہیں  
وہ توحید کا گویا دم بھر رہے ہیں  
مبارک رہے ان کو توحیدِ شیطان  
رسالت کی ہو جس میں توہین پنہاں  
ملک الموت کا اور شیطان کا تو جانیں  
وہی علم لیکن نبیٰ کو نہ مانیں  
غلاموں کے علموں سے آقا کا کتر  
یہ ایمان ہے کفر کافر سے بدتر  
نبیٰ غیب جانے تو توحید ٹوٹے  
وہی جانے شیطان نہ نکیر پھوٹے  
ملک الموت کا تو ہو حاضر و ناظر  
تو توحید کامل ہو قاصر نہ خاسر  
نبیٰ کو اگر مانیں حاضر و ناظر  
خلل جانیں توحید میں حد سے باہر  
بشر کہہ کے محبوب کی شاں برہمائی  
وراء الورا عرش دنیا دکھائی  
انہیں مثل اپنے جو انسان سمجھے  
وہ اپنے تئیں کیا ہیں نادان سمجھے  
نبیٰ سب بشر ہیں نہ کہ بالبشر ہیں  
وہ بیاقوت ہیں اور باقی حجر ہیں

کے لعل کو مثل پتھر جو انسان  
 وہ بے عقل ہے اور جنگل کا حیوان  
 الوہیت حق کو سمجھے ہیں نادان  
 نبوت سے ملتی ہوئی کوئی ہے شاں  
 وہ خالق یہ خلقت یہ عابد وہ معبود  
 وہ واجب یہ ممکن یہ حادث وہ موجود  
 ہے قرآن مسلو ثنائے نبیٰ سے  
 خلاف اسکے ہو اس میں ممکن نہیں ہے  
 تضاد آیتوں میں جو رکھتا روا ہے  
 سمجھتا ہے قرآن کلام خدا ہے ؟  
 تیرے دل میں ہوتی اگر الفت نبیٰ کی  
 تو تو کر نہ سکتا اہانت نبیٰ کی  
 کے باپ کو جو کہ تو بے خبر ہے  
 میرے جیسا ہی ایک تو بھی بشر ہے  
 تو خوش ہوگا باپ اس سے یا ہوگا ناخوش  
 کے گا نہ بکواس کر ہو جا خامش  
 پدر کو تو یوں کہنا گستاخی جانو  
 نبیٰ کی نہ کچھ اس میں گستاخی مانو  
 نبیٰ کی پدر سے بھی کم شان ہے کیا ؟  
 خدا را بتانا یہ ایمان ہے کیا ؟  
 دعا ہے یہ طالب کی بار خدایا  
 نبیٰ کی دکھا ان کو شان رَفَعْنَا

اگر دیکھ پائیں تو پھر مان جائیں  
 وگرنہ سزا خود سری کی وہ پائیں

خدا نے ہے مامور ان کو بنایا  
 انہیں کی اطاعت کا ہم کو سنایا  
 کریں حکم جو وہ تمہیں ماننا ہوگا  
 وہ روکیں گے جس سے تمہیں رکنا ہوگا  
 نہ ممتاز مانے جو اس کی خطا ہے  
 نبیؐ کی عطا ہی خدا کی عطا ہے  
 نبیؐ کی زبان سے ہی قرآن نکلا  
 کلام خدا ہے یہ ایمان اپنا  
 نبیؐ نے رستہ خدا کا بتایا  
 خدا نے انہیں جب وسیلہ بنایا  
 رسالت نے توحید سب کو سکھائی  
 نہیں جانتی تھی خدا کی خدائی  
 نبیؐ سے جو اب واسطہ اپنا توڑے  
 یقیناً خدا سے وہ منہ اپنا موڑے  
 جو رہبر کو رہبر نہیں جانتا ہے  
 تو حق کو وہ کیسے پہچانتا ہے ؟  
 نبیؐ کے خدا کو خدا ماننا ہوں  
 نہ اس کے سوا دوسرا جانتا ہوں  
 محمدؐ کا دامن نہ چھوڑو مسلمان  
 یہ دامن ہی توحید کا ہے نگہباز

محمدؐ کا دامن نہ چھوٹے خدایا  
ہے مطلوب طالب خدا مصطفیٰؐ کا

خلیفہ نے لیلیٰ سے پوچھا کہ آیا  
تمہیں نے ہے مجنوں کو پاگل بنایا  
حسیناں عالم سے افزون نہیں تو  
کما چپ خلیفہ! کہ مجنوں نہیں تو  
اگر تیری آنکھیں یہ مجنوں کی ہوتیں  
سوا میرے دنیا کی سب چیز کھوتیں

محمدؐ رسول خدا بن کے آئے  
خدائی کے وہ حق نما بن کے آئے  
فرشتے نہیں ہیں محمدؐ بشر ہیں  
فرشتوں سے برتر ہیں خیر البشر ہیں  
وہ رحمت ہیں سارے جہانوں کی خاطر  
یہ رتبہ ہے قرآن سے ان کا ظاہر  
محمدؐ جہانوں پہ ہیں رب کا سایہ  
انہیں رحمتہ للعالمین ہے بنایا  
نیا کو خدا نے جب اوپر بلایا  
سر فرش سے لا ماکاں تک دکھایا  
خدا خود ہے طالب نیا کی رضا کا  
فَتَرَضَىٰ سے ظاہر ہے نشا خدا کا

خدا کی رضا ہی رضائے نبیؐ ہے  
 عطاۓ خدا ہی عطاۓ نبیؐ ہے  
 نہیں ان سا کوئی زمانہ میں آیا  
 بزرگی میں بعد از خدا ان کا پایہ  
 خدانے نبیؐ کو سکھایا پڑھایا  
 جو نہ جانتے تھے وہ سب کچھ بتایا  
 ہے علم نبیؐ خاص علم خدا سے  
 ہے جتنا بھی ہے وہ خدا کی عطا سے  
 نبیؐ سے بڑا کون دنیا میں آیا  
 کہ ان سے بڑا اس کا ہو علمی پایا  
 نبیؐ غیب کا بھی پڑھاتا سبق ہے  
 وَمَا يَنْطِقُ فرمانِ حق ہے  
 صفت پہلی مومن کی ایمان بالغیب  
 بتایا نبیؐ ہی نے ہوگا وہ لاریب  
 ازل سے رہی ہے یہ سنت خدا کی  
 نہیں کرتا ہر کسی پہ وحی انبیاء کی  
 ہے رب کیلئے شرطِ علمِ مرطوب  
 تو رحمت رہے بے خبر کیوں ز مطلوب  
 ہے رحمتِ مقدمِ ربوبیتِ آخر  
 محرکِ مقدم ہے حرکتِ مؤخر  
 نہ آئے اگر جوش میں ابرِ رحمت  
 تو جاگے کہاں باغ و گلشن کی قسمت



## سالانہ تبلیغی جلسہ کا انعقاد

آپ نے تبلیغ کو منظم طریقہ سے آگے بڑھانے کی خاطر انجمن خدام الصوفیہ کنجاہ ضلع گجرات کے زیر اہتمام ہر سال کنجاہ شریف میں سالانہ تبلیغی اجلاس کے انعقاد کا فیصلہ کیا چنانچہ انجمن ہذا کے زیر اہتمام ۱۹۵۰ء میں جناب قبلہ ڈاکٹر صاحب کی زیر سرپرستی پہلا تبلیغی جلسہ منعقد ہوا ملک بھر سے یاران طریقت کی شرکت نے جلسہ کی رونق کو دو بالا کیا۔ آپ کی توجہ اور تربیت کی بدولت جو پڑھے لکھے تعلیم یافتہ نوجوان اسوہ حسنہ نبوی کی تصویر بنے نہ صرف جلسہ گاہ کی رونق کا باعث تھے بلکہ سنیچ پر قرآن و احادیث کی روشنی میں دین حقہ سے حاضرین کو روشناس کرا رہے تھے یوں تو اسی طرح ہر سال بڑے اہتمام اور ذوق و شوق کے ساتھ یہ سلسلہ جاری رہا مگر جو تبلیغی جلسہ ۱۹۵۷ء میں منعقد ہوا اس کے مناظر انتہائی پر کیف تھے شاید اس لئے کہ آستانہ عالیہ میں جناب حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا یہ الوداعی اجتماع تھا اور گویا آخری دعوت دیدار تھی۔ یہ تبلیغی جلسہ ۲ نومبر ۱۹۵۷ء بروز ہفتہ زیر صدارت اعلیٰ حضرت سراج الملت الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ منعقد ہوا جلسہ کے اختتام پر اعلیٰ حضرت سراج الملت نے نہایت عالمانہ اور دلنشین انداز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر وعظ فرما کر سامعین کو نورانی برکات و فیوضات سے مالا مال فرمایا۔ محترم پیر بھائی میاں محمد حسین گل فروش وزیر آبادی نے آپ کی شان میں مندرجہ ذیل منقبت پیش کی :-

کنجاہ والے پیر ساڈے رب نون ملا وندے

مٹھے موہوں بول مٹھا مٹھڑہ بناؤندے

وڈے وڈے بابواں نون رنگ دینی رنگیا

اوہو کچھ دتا جھڑا مونہوں کے منگیا

رب دے خزانیاں چوں نعمتاں لٹاؤندے

نکھوے تے نور پیا چمکدا ولایت دا

فیض علی پوروں آیا شاہ جماعت وا

پیراں دے پیر وانگوں گکیاں بھاؤندے

نام محمد اللہ دتا آپ وا پارا اے

المشہور ڈاکٹر صاحب لقب نیارا اے

مخلص رکھ طالب وا نظماں بھاؤندے

گلی پیر والی راہ مدینے دا دکھاؤندی

بھوں بھوں بھناں دی دیدہی کراؤندی

بھناں وا لطف ایٹھے عاشق اٹھاؤندے

اوکھی بنے اڑے ایہ شان سو ہنے پیر دی

اکو نظر ناں کئی جاندی اے امیر دی

پکار جنے کیتی اونہوں مدد پچاؤندے

بھناں دی بھناں اوہ محفل جتے لگدی

شراب طریقت والی نر اوتھے وگدی

کھلے دل پیو ویلے نت نہیں جے اوکندے

نور مسین میرا نام امیر ملت رکھیا

باپ میرا کلفروش ایہ قصیدہ لکھیا

اسیں غلام ڈاکٹری عرس مناؤندے

جلسہ ختم ہونے کے بعد تمام دوست جلسہ گاہ سے سیدھے جناب ڈاکٹر

صاحب کی مسجد میں جمع ہو گئے آپ بھی اپنے آرام کو بالائے طاق رکھتے ہوئے دوستوں

کے پاس ہی تشریف لے آئے اور فرمایا دل چاہتا ہے کہ رات دوستوں کے ساتھ مل

بیٹھ کر گزاروں کیونکہ

نمازیں مرقضا ہوں پھر ادا ہوں

لگا ہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

آپ کی صحبت میں ہر ذی روح پیکر تصویر مودب اور سراپا خشوع و خضوع نظر آتا آپ خود بھی اسی طرح مودب ہو کر بیٹھتے تاکہ فخر و امتیاز کا کوئی رنگ نہ آنے پائے گفتگو کی اجازت میں بھی ایک خاصی ترتیب ملحوظ رہتی جس میں امتیاز تقویٰ کو حاصل تھا مال و منال کو نہیں جب تک ایک دوست کی بات ختم نہ ہوتی دوسرا شروع نہ کرتا یہ مقدس محفلیں سالہا سال تک جاری رہیں۔

محترم گل فروش صاحب وزیر آبادی نے حسب ارشاد نعت شریف پیش کی اس کے بعد ان دوستوں کو تقریر کے لئے طلب فرمایا جن کو جلسہ گاہ میں سٹیج پر وقت نہیں دیا جاسکا تھا رات کافی گزر چکی تھی تمام دوستوں کو چائے اپنی اپنی جگہ پیش کی گئی حکم ہوا تین سے کم پیالی کوئی نہ پئے اور حضرت باباجی فیروز خاں صاحب کو برما رنگوں کے ایک واقعہ کی یاد دلاتے ہوئے مسکرا کر فرمایا۔ خاں صاحب

”بمٹا سر بازار ہے یہ چاہ کا پیالہ“

چائے کے بعد آپ نے اپنے مواعظ حسنہ سے اتباع کے موضوع پر پُر کیف دلائل کے ساتھ دوستوں کے دل و دماغ کو منور فرمایا۔ نماز تہجد کے بعد حلقہ بیعت ہوا اور اسی طرح نماز فجر آپ کی اقتداء میں ادا کرنے کے بعد یہ پُر لطف محفل اختتام پذیر ہوئی۔

آج کل یہ سالانہ تبلیغی جلسہ عرس مبارک کے موقعہ پر ہر سال اپریل کے دوسرے جمعہ المبارک کو حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر واقع جامع مسجد النور میں منعقد ہوتا ہے جس میں ملک کے طول و عرض سے یاران طریقت شرکت کرتے ہیں۔

○ محترم جناب مرزا محمد یوسف مغل صاحب نے بتایا کہ میں آج کے جلسہ میں تقریر کر رہا تھا۔ حضور قبلہ عالم بھی سٹیج پر تشریف فرما تھے۔ میرے دل میں بار بار یہ خیال آتا کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کی آیت مبارک پر کچھ کہوں لیکن میں نے اپنے آپ کو اس قابل نہ سمجھتے ہوئے اس پر (آیت مبارک) کچھ نہ

کما جلسہ ختم ہونے کے بعد جب حضور قبلہ عالم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو فرماتے لگے مرزا صاحب فلاں آیت کیوں نہیں پڑھتے تھے۔ میرا دل بار بار چاہتا تھا کہ آپ یہ آیت پڑھیں بلکہ میں آپ کے سینے میں ڈال رہا تھا۔



آخری  
تسلیمی سفر اور چند  
خطبات اور واقعات

## آخری تبلیغی سفر

گڑ گاؤں - نوگاواں - کانور - کھیرڑی - پڑتل - ریاست الور - ٹکانہ ضلع رھنک کے راجپوتوں اور ملکوں میں تبلیغی ریاست نامیہ

آپ کی تبدیلی جب اٹلی کے شرٹرائٹھ سے واپس فرانس ہوئی - تو وہاں رسالدار یسین خان اور کھیرڑی کے لال دین ہسپتال میں بیمار ہو کر آئے - بات چیت سے پتہ چلا کہ لال دین اعلیٰ حضرت امیر ملت کا خادم ہے اور ملاقات شروع ہو گئی - ان کی وساطت سے اس علاقے کے اور لوگ بھی آنے لگے - ماحول کے اثرات سے بچنے کے لئے نماز عصر کے بعد روزانہ حلقہ ذکر اور ختم خواجگان پڑھنے کا اہتمام کیا گیا -

مئی ۱۹۱۸ء میں علی پور شریف کے سالانہ جلسہ کے موقع پر آپ کو خلافت عطا ہوئی اور دستار بندی سے سرفراز ہو کر واپس ڈیوٹی بر مصر پہنچے - تو یہ سب لوگ بھی وہاں آئے اور سب لوگ بیعت ہو کر داخل سلسلہ ہو گئے - جنگ کے خاتمے پر وطن واپس ہوئے تو گڑ گاؤں کانور کھیرڑی - پڑتل اور ریاست الور کے علاقوں کے گاؤں کے راجپوت اور ملکائے بیعت ہوئے - جو مسجدوں کے عاشق اور عقیدے کے اچھے لوگ تھے - اب یہ لوگ ضلع ملتان تحصیل مہلبسی اور خانوال کے علاقہ میں آباد ہیں

۱۹۲۳ء میں راجپوتانے اور یوپی کے اضلاع میں شرمی کے فتنہ کے انسداد کے سلسلہ میں آپ ان علاقوں میں اپریل ۱۹۲۵ء تک مسلسل تین سال رہے مرکزی شفاخانہ اور تبلیغی وفد کے انچارج کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور ساڑھے چار ہزار افراد شرمی کے انسداد سے بچا کر دوبارہ اسلام میں داخل کیا اس کی تحصیل شرمی کے زیر

عنوان پہلے آچکی ہے یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ آپ کی تبلیغی مساعی کا یہ علاقہ مرکز رہا جس سے راجپوتوں اور ملکوں کا آپ سے یہ تعلق قائم ہونے کے بعد بڑھتا چھوٹا رہا۔

اگرچہ شدھی کی تحریک ۱۹۳۵ء میں ختم ہو گئی۔ مگر آپ نے اس محنت سے کئے ہوئے کام کو آگے بڑھایا۔ اور ان علاقوں میں مسلسل تبلیغی دورے فرماتے رہے آپ کی عمر مبارک اس وقت تقریباً ستیس اڑتیس برس تھی۔ نہایت خوبو کالی بھری ہوئی داڑھی مبارک انوار سے دکھتا چہرہ۔ جو دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا اس صورت میں دور دراز گاؤں میں آپ سر پر کتابوں کا بکس اٹھائے۔ ہاتھ میں دواؤں کا بکس پا پیادہ گاؤں گاؤں جاتے۔ دینی تبلیغ کیلئے ڈاکٹری دکان کئی کئی ماہ کیلئے بند کر کے وطن سے دور جا کر تبلیغ و ارشاد کی مجلس منعقد کئے رکھتے۔

ایک مرتبہ نگانہ ضلع رینگ کی مسجد میں آپ نے اخلاق پر بیاں فرمایا۔ اس سے ہندو بہت خوش اور نہایت شکر گزار ہوئے کہ آپ نے ہم کو ان ڈاکوؤں لٹیروں سے بچا لیا اور آپ کوچ کے پیر کے نام سے شہرت دی کیونکہ وہاں مسلمان زبردست قسم کے لوگ تھے آپ نے فرمایا پرتل میں خوانین ہدیہ کے طور پر اپنے زیور اتار دیتیں تو میں کہتا کہ میں تمہارے زیور اتارنے نہیں آیا۔

جب پاکستان بنا اور لوگ مہاجر ہو کر پاکستان پہنچنے لگے تو ملک عبدالعزیز صاحب لاہور نے بتایا کہ آپ کنجاہ شریف سے لاہور تشریف لاتے مجھے ساتھ لے کر والٹن اور باؤلی میں مہاجرین کے کیمپوں میں جاتے کھانے کیلئے چنے وغیرہ اور دیگر ضروریات ساتھ ہوتیں اور اس علاقے کے دوستوں کو تلاش کر کے ان کے حال احوال اور ضروریات کا پتہ کرتے۔ حسب توفیق خدمت کرتے اور فرماتے اس وقت ان کو ملنا اور خدمت کرنا میرا فرض ہے۔

بلند پور تحصیل میلسی سے حافظ محمد الیاس صاحب نے اپنی والدہ مکرمہ



کے کہنے پر ڈاکٹر صاحب کو اس علاقے کے تبلیغی دورہ کے لئے دعوتی مکتوب لکھے۔  
 قیام پاکستان کے بعد ان علاقوں کے بیشتر افراد ملتان ڈویژن میں آباد ہوئے اور  
 بحمد اللہ پیر خانہ سے گہری عقیدت اور وابستگی کی وجہ سے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کو  
 سال میں کئی بار مدعو کرتے رہتے تھے آپ باوجود پیرانہ سالی کے اصلاح احوال اور  
 تبلیغ حق کی خاطر ان کی دعوت قبول فرماتے آپ کا آخری تبلیغی دورہ بھی اسی سلسلہ کی  
 ایک کڑی تھا۔ آپ ان دنوں بیمار اور کمزور تھے مگر یاران ملتان کے مسلسل اصرار پر  
 سفر کا ارادہ فرمایا اس سلسلہ میں محترم جناب شیخ محمد نصیب صاحب کے نام  
 ایک مکتوب مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۵۸ء سے اقتباس ملاحظہ ہو۔

”فقیر کی صحت ابھی قابل بھروسہ نہیں کہ دور دراز کا سفر کر سکوں دل تو  
 یاروں کے بار بار مجبور کرنے پر جلد از جلد باہر جانے کو چاہتا ہے لیکن کیا کیا جائے  
 وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے پچھلی جمعرات پھر بخار ہو گیا پیدل چلنے کی تو پہلے ہی  
 ہمت نہیں عزیزم جمعدار محمد امین صاحب دو ماہ کی رخصت پر ایام فروری کو آ رہے  
 ہیں اس لئے بایں صحت اگر جرات بھی کی تو ۳، ۳ فروری کے بعد ہی کنجاہ سے نکلنا  
 ہوگا اور لاہور میں فقط ایک یا دو دن ٹھہر کر آگے جاؤں گا لیکن یہ تواریخ بھی یقینی نہیں  
 ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ چونکہ رمضان شریف میں دن تھوڑے ہیں مکمل (پورا)  
 دورہ نہ ہو سکے گا کیونکہ میانوالی، ڈیرہ غازی خان اور سکھر تک جانے کے قحاضے ہیں  
 اس رمضان شریف سے پہلے خدا منظور فرمائے تو علاقہ ملتان اور مظفر گڑھ سے ہو کر  
 واپسی ہوگی اور عید رمضان کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ اس سے آگے۔ باقی حج مبارک  
 کے لئے خیال تھا کہ صحت کمزور ہوتی جا رہی ہے عمر گھٹتی جا رہی ہے۔ موت سے پہلے  
 اپنے یاروں کی صحبت میں وہاں حاضری نصیب ہو جاتی۔“

آپ ایک دیرینہ مرض بواہر میں مبتلا تھے۔ اوائل میں تو اس کے اثرات کچھ  
 زیادہ تکلیف دہ نہ تھے۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس مرض نے شدت  
 اختیار کر لی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اعضائے رئیسہ بھی متاثر ہونے لگے۔ چنانچہ



آپ کو اکثر ضعف قلب کی شکایت رہنے لگی۔ آپ کے ایک نہایت ہی مرید خاص ڈاکٹر عبید اللہ تھے انہوں نے مشورۃ گزارش کی کہ موجودہ صورت میں قرین مصلحت یہ ہے کہ آپ دور دراز دیہات میں تشریف نہ لے جایا کریں۔ لیکن اعلیٰ حضرت کے فیض صحبت سے تبلیغ و ارشاد کا جو نشہ ان کی طبیعت پر غالب ہو چکا تھا۔ بھلا وہ ان مخلصانہ مشوروں کو کب خاطر میں لاتا تھا۔

آپ ۸ فروری ۱۹۵۸ء بروز ہفتہ اس یادگار تبلیغی دورہ کے لئے کنجاہ شریف سے روانہ ہوئے حسب معمول راستہ میں وزیر آباد اپنے مقبول و محبوب خلیفہ مجاز حضرت جناب باباجی ملک فیروز خاں صاحب کے پاس نماز ظہر تک قیام فرمایا روانگی سے قبل آپ نے الوداعی معانقہ کے بعد باباجی صاحب کی پیشانی کا بوسہ لیتے ہوئے فرمایا۔

”خان صاحب جو شخص آپ کے پاس توبہ کی نیت سے حاضر ہو اسے ضرور توبہ کروا کر اسباق دے دیا کریں“۔ عمر بھر باباجی صاحب کا معمول رہا کہ باوجود صاحب اجازت ہونے کے ہر شخص کو اپنے شیخ کامل کی خدمت میں پیش کیا جناب قبلہ ڈاکٹر صاحب گاڑی میں سوار ہوئے تو آپ کے پاؤں میں لرزش محسوس کرتے ہوئے باباجی صاحب نے عرض کیا۔ حضور دل نہیں چاہتا آپ ملتان کا سفر کریں آپ نے فرمایا

”خان صاحب میں نہیں جا رہا لے جایا جا رہا ہوں۔“

لاہور سٹیشن سے سینکڑوں یاران طریقت کے جلوس میں مرکزی حلقہ میں رونق افروز ہوئے اور مکمل دورات اور ایک دن مشتاقان دید کو زیارات و ارشادات عالیہ سے متفیض فرمانے کے بعد ۱۰ فروری ۱۹۵۸ء بروز پیر ملتان روانہ ہو گئے لاہور سے محترم جناب مرزا محمد یوسف صاحب کو بھی ازراہ شفقت ساتھ لے لیا۔

عصر کے وقت جب آپ ارے واہن ریلوے اسٹیشن پر اترے تو بلند پور سے سینکڑوں عقیدتمند پا پیادہ گھوڑے اونٹ لئے استقبال کے لئے منتظر تھے۔ نعین پڑھتے بلند پور پہنچے اتنا بڑا قصبہ مگر نہ وہاں سکول نہ مسجد میں تعلیم کی سہولت نہ ہی ڈاک خانہ مہاجر و مقامی لوگ جمعہ بھی الگ الگ پڑھتے تھے۔

گاؤں کے چوپال میں تمام لوگوں کو مدعو کیا گیا جس میں حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے مندرجہ ذیل آیتہ کریمہ کے تحت اہل قصبہ سے خطاب فرمایا۔

خَلَقَ كَلِمًا مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا - وہی پاک ذات ہے جس نے زمین میں سب چیزیں تمہارے فائدے کیلئے پیدا فرمائی ہیں۔

اس وقت اسلام کے تمام احکام پر عمل پیرا ہونا پہاڑ پر چڑھنے کی طرح دشوار نظر آتا ہے پہاڑی پر چڑھنے ہوئے چند قدم پر ہمارا سانس پھول جائے گا۔ لیکن چند دن بعد عادت ہو جائیگی اللہ کے بندوں کے ساتھ مل کر ہم بھی نیک بن جائیں گے۔

عورت سے قیامت کے روز نماز کے بارے سوال ہوگا۔ جواب لا اذریٰ ہوگا کہ میں نہیں جانتی۔ پہلے میں باپ کے زیر حکم کسی سے باہر جا کر پوچھ نہیں سکتی تھی نہ خود اس نے مجھے اس بارے کچھ بتایا۔ یا کہا۔ پھر بھائی کے ماتحت رہی ایسا ہی اس نے کیا پھر خاوند اور اس کے بعد بیٹا۔ اس پر ایک عورت کے سبب چار مرد مجرم ٹھہریں گے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کُلُّكُمْ رَاعِيٌ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ - تم میں سے ہر ایک راعی (حاکم) ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے سوال ہوگا۔

پھر فرمایا راجھوتو! تم نے اپنے بچوں کو دین۔ قرآن پاک نماز سکھلانے کا کیا انتظام کر رکھا ہے۔ پانچ سال پانچ ماہ اور پانچ دن کے لڑکے کو پڑھنے بٹھارنا چاہیے۔ مہاجر و انصار ایک ہو جاؤ۔ اس کے بعد بلند پور کے نمبردار محمد اسحاق کو سکول مسجد اور ڈاک خانہ قائم کرنے کے بارے تجویزیں دے کر رہنمائی فرمائی۔ ہر وہ بات جس سے جھگڑا پیدا ہونے کا احتمال ہو وہ شریعت میں حرام ہے کیونکہ اسلام امن اور سلامتی چاہتا ہے۔ علمائے کرام کے جھگڑوں پر ارشاد فرمایا۔ کہ اگر ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ لگاتے رہے۔ تو کافروں کا مقابلہ کون کرے گا۔ فرمایا فرض نماز مسجد میں سیاست سکھاتی ہے اور یہ عبادات اتفاق کی ضامن ہیں۔ فلسفہ نماز بیان فرمایا۔ محلے کی مسجد محلے والوں میں اتفاق جمع مسجد گاؤں والوں میں اتفاق عید کی نماز آس پاس کے گاؤں کا اتفاق اور حج ساری دنیا کے مسلمانوں میں اتفاق پیدا کرتا ہے۔ عبادت سے

اللہ پاک بے نیاز ہے۔ چونکہ وہ بندوں سے حد سے زیادہ محبت کرتا ہے اسلئے یہ فلسفہ عبادت انسان ہی کی بہتری کیلئے ہے۔ اسلام علیکم کے معنی بتائے۔ حدیث پاک بیان فرمائی کہ تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم آپس میں محبت نہ کرو اور محبت اکثر ملنے اور سلام علیکم کہنے سے پیدا ہوتی ہے اور حدیث پاک تَعَادُوا نَهَابُوا بِدِيهِ لِيَا دِيَا كَرُوْا كَمَحَبَّتٍ يُّدْرَا هُوْتِيْ هُوَا فَرَمَايَا۔ کہ گاؤں والے شہر میں جہاں حاکم ہو نماز جمعہ ادا کریں گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا۔ اگر کریں بھی تو ایک ہی ہونا چاہیے نہ کہ گاؤں میں مہاجر و انصار علیہم علیہم

ادا کریں! اس وعظ شریف کا اثر مقامی لوگوں پر اس قدر ہوا کہ انہوں نے درخواست کی کہ اگلے جمعہ کو پھر جلسہ ضرور بالضرور منعقد کیا جائے تو عین مہربانی ہو گی کیونکہ وعظ شریف سادہ موثر اور ایک ہی عنوان کے تحت تعمیری تھا۔ پہلے ہم ہزار ہزار روپیہ پر جید عالم لایا کرتے تھے وہ وعظ کے آخر پر ضرور کچھ نہ کچھ تعصب کی بات چھیڑ کر وعظ کو خراب کر دیا کرتے تھے۔

جمعہ کی رات کو میلاد شریف ہوا۔ وہاں کھانا کھاتے وقت ایک شاہ صاحب نے راجپوتوں کی شکایت کی۔ کہ جو آدمی حرام کی کمائی سے یہ کھانے اور میلاد کرائے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے فرمایا جو حرام کی کمائی کو نیک کام پر خرچ کر کے ثواب کی امید رکھے تو وہ کفر کرتا ہے پھر فرمایا مسئلہ یہ ہے کہ وہ خدا کے ایک حکم کو نہیں مانتا اور دوسرے حرام قطعی سے ثواب کی امید بھی رکھتا ہے۔

سحری کے وقت چالیس آدمی بیعت کے لئے حاضر ہوئے۔ بیعت کے اسباق کے دوران ارشاد فرمایا کہ خبریں پہنچی ہیں کہ یہ راجپوت لوگ سود لے دے رہے ہیں۔ تو مسئلہ سن لو کہ جو آدمی سود کھاتا ہے۔ وہ ایسا ہے کہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کرتا ہے سنو! اگر شک ہو تو میں کنجاہ شریف جا کر قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کے فتویٰ کی عبارت بھیج دوں گا۔ تاکہ تم اسے بھی پڑھ لو۔

فصل کے بارے میں فرمایا کھڑی فصل کپاس پھل وغیرہ کا پھل لگنے سے پہلے سودا

کرنا ناجائز ہے سٹہ حرام ہے۔ بیع سلم کی شرائط پوری نہیں ہوتیں سود والی بات بن جاتی ہے قبضے میں ہو تو سودا جائز ورنہ دوسرے کے قبضہ والی چیز کا سودا کرنا غلط ہے شراکت میں روپے لیتے وقت شرائط طے کر کے لئے جائیں مثلاً نصف یا چوتھائی وغیرہ لوگ موجودہ تجارت کو بیع مسلمہ سمجھ کر کرتے ہیں مگر اس کی شرائط کا پورا کرنا محال اور حرام کر لیتے ہیں۔

ایک آدمی حاضر ہو کر عرض کرنے لگا دستس گیارہ بچے مردہ پیدا ہوئے ہیں کبھی سات ماہ بعد اور کبھی آٹھ ماہ بعد حمل گر جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا تم اور تمہاری بیوی اللہ کے بندے بن جاؤ۔ تو پھر کسی تعویذ کی ضرورت نہ ہے سگی اور خود بخود کام درست ہو جائے گا کئی بار کسی کے لئے دعا کی جاتی ہے تو اللہ پاک کی طرف سے یہ اشارہ ہوتا ہے کہ جس کے لئے دعا کر رہے ہو۔ اس کی تو اس طرف پیٹھ ہے تم سفارشی دعا کیسے کرتے ہو پہلے وہ منہ ادھر کرے پھر کچھ سنی جاوے۔ لوگ دیکھا دیکھی تعویذ کی فرمائش کرتے تجارت میں نفع کے لئے تو آپ نے آیت پاک وَنُنزِلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ پڑھ کر فرمایا کہ اصل نفع سینے والی ہستی اللہ پاک ہے جس نے ”مومنین“ کی شرط لگا رکھی ہے پہلے مومن بنو پھر تعویذ فائدہ دیں گے۔

جناب اعلیٰ حضرت ڈاکٹر صاحب ”چوہدری اصغر علی صاحب کی دعوت پر بلند پور سے چار پانچ میل مغرب کی طرف چوکی تشریف لے گئے چوہدری اصغر علی صاحب پڑتل ناہرہ ریاست کے ایک غریب اور بے اولاد راجپوت تھے ۱۹۱۳ء میں بغداد شریف میں قادری سلسلہ کے ایک بزرگ سے بیعت ہوئے حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب ”جب پڑتل تشریف لے گئے تو عرض کی کہ اب بغداد نہیں جا سکتا اور تکرار بیعت کے متعلق دریافت کیا آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب قول الجہیل سے تکرار بیعت کا مسئلہ بتانے پر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنی غرت اور بے اولاد ہونے کا ذکر کیا تعویذ علاج اور آپ کی دعا سے چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں۔ پاکستان بننے پر پٹیا لیس

ہزار روپے کا مکان پیچھے چھوڑا اور بذریعہ ہوائی جہاز گھروالوں کو پاکستان بھیجا یہاں آکر  
چوکی تحصیل میلی ضلع ملتان میں ایک گاؤں کی نمبرواری ملی ۳۶ گھماؤں زمین سہرے  
کنارے ملی۔ اب سارا خاندان اس سفر کے دوران بیعت ہو گیا۔

ملتان میں رحمت علی صاحب کتب فروش کے مکان پر فجر کی نماز کے بعد اعلیٰ  
حضرت امیر ملت رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز عالیقدر جناب ولی اللہ شاہ صاحب مدظلہ  
العالی آپ سے ملنے تشریف لائے۔ حضرت شاہ صاحب نے چادر اوڑھ رکھی تھی۔  
جس میں سے تھوڑا سا چہرہ نظر آتا تھا۔ آپ کے ہمراہ آپ کے دو تین یاران طریقت  
تھے اور وہ بھی شاہ صاحب کی طرح چادریں اوڑھے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب رحمتہ  
اللہ علیہ نے شاہ صاحب سے پوچھا کہ تبلیغ کے لئے کہیں جایا کرتے ہیں تو فرمایا کہیں  
نہیں جاتے۔ آپ نے تبلیغ کے لئے اکساتے ہوئے فرمایا الدَّالُّ إِلَى الْخَيْرِ كِفَا عَيْبِهِ  
بزرگی دوسروں کو نیکی کی طرف بلانے اور ان کے اعمال سے زیادہ بڑھتی ہے خواہ مخواہ  
جانا تو بیشک ٹھیک نہیں مگر بلانے پر جانا مسنون ہے اس سے تعافل کا مطلب تبلیغ کا روکنا  
اور سنت کے خلاف ہے دوسرے۔ نمد شاخ بر میوہ سر بر زمین۔ کو اپنایا جائے  
تو سب نقصانوں سے بچاؤ بھی ہو سکتا ہے حضرت شاہ صاحب نے کس نفسی کے لئے  
فرمایا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ بیشک تمہاری کرامت (بزرگی) اللہ کے نزدیک  
تمہارے اتقا پر ہے تو آپ نے فرمایا آپ کی نسبت کا تو ہمیں خیال ضرور رکھنا ہے  
(اکرام سادات) اور رہا ہمارا تقویٰ تو اس پر بھروسہ نہیں امام اعظمؒ درس دیتے ہوئے  
کبھی اٹھتے کبھی بیٹھتے پوچھا گیا۔ تو فرمایا وہ ایک بچہ سید خاندان کا کھیل رہا ہے جب  
سامنے آتا ہے ادباً اٹھ کھڑا ہوتا ہوں اب تو مزاج ہی بگڑے ہوئے ہیں۔

## نماز کی اہمیت

أَتْلُ مَا أُوْحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ  
إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْتَهَا عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۝

نماز ہمارے اور آپ کے نزدیک ہی نہیں اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی اہم ترین فریضہ ہے عبادت اور فوائد کے لحاظ سے نماز بڑی بھاری اور بلند چیز ہے کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ ڈپٹی کمشنر تھانیدار ایک دفعہ کہہ دے تو فوراً بجالانا۔ احکم الحاکمین کا ایک دفعہ کہہ دینا کافی تھا۔ (رباعی)

سات سو بار حکم قرآن میں مومنوں کو ہونا پڑھیں  
سب سے پہلے سوال ہو اس کا حشر کے دن بھری عدالت میں

نماز کو مولیٰ تعالیٰ نے وہ چیز بنایا ہے جس سے روح کو لذت حاصل ہوتی ہے نفس آہستہ آہستہ آوارگی چھوڑ جاتا ہے اور نفس مطمئنہ بن جاتا ہے برائیوں بے حیائیوں سے بچا لیتی ہے نماز حاضری کا نام ہے جو ڈپٹی کمشنر کے دربار میں جانے والا آدمی ہو کیا اس کے حکموں کے خلاف کر سکتا ہے دین کو برادری کو چھوڑ دے گا۔ مگر افسر کے حکموں پر ضرور عمل کرے گا جب احکم الحاکمین کے دربار میں پانچ دفعہ بلایا جاتا ہے جی علی الفلاح حاضر ہونے والے کے دل پر کبریائی جبروت رعب و اب کا اثر ہوتا رہے گا۔ سرکاری درباری لوگوں کو کہا جاتا تھا کہ یہ ٹوڈی ہے۔ ٹوڈی (TODY) یعنی یہ سرکار کا ہے جو اللہ کے دربار میں پانچ وقت حاضر ہوتے ہیں وہ اللہ کے ہو رہتے ہیں اللہ کے ٹوڈی تو فیروں سے الگ ہو جائیں گے سچ جائیں گے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَإِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا نماز کے وقت پر دوسرے سب کام حرام ایک مسئلہ یاد کر لو تو سارے مرطے طے ہو جائیں گے

یہ نہیں کہ تم ہر وقت نماز پڑھتے رہو۔ بلکہ صرف مقررہ اوقات میں

دوڑنیوں سے جب کے پوچھیں گے

تم کو ڈالا سفر میں کس شے نے

یہ ہی بولیں گے وہ بھد حسرت

ہم نمازیں پڑھا نہ کرتے تھے

حدیث پاک مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مَنَعِدًا فَقَدْ كَفَرَ جس نے عمداً نماز چھوڑی تحقیق

اس نے کفر کی دنیا کے سب کام کرتے ہیں مگر نماز نہیں پڑھتے تو تاویل کیسے چل سکے

گی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کا ارشاد ہے کہ گناہ دنیا

میں توبہ سے اور آخرت میں آگ سے دھوئے جائیں گے۔

حضرت پیران پیر غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں مجھے الہام ہوا

کہ اے عبدالقادر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے مجھے تو چھوڑ دیا ہے اور میری نعمتوں کے

پیچھے پڑ گئے ہیں۔ اگر یہ میری طرف آتے تو یہ نعمتیں بھی تو انہیں کے لئے تھیں یہ

الہام سنا کہ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوا زندگی گزارنے

کے دو طریقے ہیں ایک کافروں کا طریقہ وہ اللہ کو بھلا کر دنیا کے حصول میں لگ جاتا ہے

دوسرا طریقہ مومنوں کا اللہ کی یاد میں اور ان کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق

زندگی گزارنا ہے۔

ماں کی محبت ایک مثال ہوتی ہے ایک غزوہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اصحاب پاک میں تشریف فرما تھے۔ قریب ہی ایک عورت جس بچے کو دیکھتی اسے

چومتی سینے سے لگاتی۔ حضور نے صحابہ کرام کی توجہ اس عورت کی طرف دلاتے

ہوئے پوچھا اگر اس عورت کا اپنا بچہ ہو تو کیا یہ عورت اسکو جلتی آگ میں ڈال دے

گی۔ عرض کیا یہ کیسے ہو سکتا ہے جو دوسروں کے بچوں کو اتنا پیار کرتی ہے اپنے بچے

کو آگ میں کیسے ڈال سکتی ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے ماں سے بے انتہا

دوستی ہے اگر اس کی طرف آئیں تو کونسی نعمت ان کو نہ ملے گی۔

## ختم خواجگان

ایک مائی صاحبہ نے ختم خواجگان کی ترکیب با تکرار پوچھی۔ آپ نے ایک بار طریقت کو لکھ کر دینے کے لئے حکم دیا۔ اور فرمایا اس ختم شریف کا دنیا میں بھی فائدہ اور آخرت میں بھی۔ ختم شریف کی برکت سے حضرات کی توجہات شامل حال ہو جاتی ہیں اور اس پیشکش سے بہت خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے فلاں غلام نے ہمیں یہ تحفہ پیش کیا ہے اور فرمایا بندہ روزانہ اپنے نوافل کا ثواب انہیں بخش دیتا ہے۔

محترم جناب مرزا محمد یوسف صاحب جو اس آخری تبلیغی سفر میں آپ کے ہمراہ تھے نے ایک مولوی عبداللہ صاحب کا واقعہ بیان کیا کہ مولوی صاحب کو حضرت سید غوث الاعظم جیلانی محبوب سبحانی غوث صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوئی اور آپ نے مولوی صاحب سے فرمایا کہ عبداللہ ڈاکٹر صاحب زمانے کے پیر یہاں آرہے ہیں انھوں ان کی زیارت کرو اور ان کی خدمت میں ہدیہ پیش کرو سبحان اللہ ان کی شان کا کون اندازہ کرے سے

تعارف جن کا کروائیں شاہے بغداد خود

کہ ہیں آرہے پیر زمان اس جاہ پر

نور عرفان لوٹ لو کرو زیارت بار بار

پھر دوبارہ آئیں گے نہ وہ کبھی اس راہ پر

چنانچہ دوسرے دن حضور قبلہ عالم اس جگہ پہنچ گئے اور مولوی صاحب بھی جو کہ زیارت کے لئے بے چین تھے خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر زیارت سے مستفیض ہوئے۔ حضور کا پر رعب اور با جلال چہرہ اقدس دیکھ کر مولوی صاحب کو خود تو ہدیہ پیش کرنے کی جرات نہ پڑی البتہ مرزا محمد یوسف صاحب کو پانچ روپے دیئے کہ خدمت عالیہ میں پیش کریں مرزا صاحب نے پوچھا مولوی صاحب یہ کیسا ہدیہ ہے تو انہوں نے بتایا کہ رات کو حضرت غوث پاک کی زیارت ہوئی ہے اور انہوں نے فرمایا تھا کہ ڈاکٹر صاحب زمانے کے پیر آرہے ہیں انھوں زیارت کرو اور ہدیہ پیش کرو چنانچہ یہ حاضر ہے۔



## آسیب زدہ خاتون

اتوار ۲۱ فروری ۱۹۵۸ء کو بلند پور میں محمد الیاس کی بیوی ہاجرہ آسیب زدہ تھی حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں عرض کی گئی تو فرمایا اب جس وقت اس کی ایسی حالت ہو تو مجھے اطلاع کرنا۔ عرض کی گئی پہلے ایک ملاں جی خاں محمد جنات کے مسائل اس سے پناہ مانگ گئے ہیں جن اس کو کتا تھا مجھے مت چھیڑنا ورنہ اندھا کر دوں گا وہ ڈر کر چھوڑ گیا نماز مغرب کے بعد کھانا کھا چکے تو دوڑتا ہوا آدمی آیا کہ اب حالت ہو گئی ہے عورت چار پائی پر بیہوش پڑی تھی آپ نے اور دوسرے لوگوں نے جب تسلی کر لی کہ یہ بے ہوش ہے تو آپ نے پانی کا گلاس منگوا یا پڑھ کر دم کیا۔ ایک چھینٹا اس کے منہ پر دیا جس سے عورت کے ہوش میں آنے کے آثار پیدا ہوئے۔ آپ نے پوچھا تو کون ہے کہنے لگی معافی دے دو ہائے میری توبہ اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔ آپ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے پھر یہی لفظ دہرانے لگی کہ میاں صاحب معافی دے دو ہم جاتے ہیں آپ نے پھر پانی کے چھینٹے دیئے وہ کانپے لگی اور وہی الفاظ دہرانے لگی آپ نے منہ پر ایک تھپڑ لگایا اور کہا بولو! تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے کہنے لگی میرا نام رحمت علی ہے پوچھا کیوں آئے ہو جن کہنے لگا اس نے بہت گند مچا رکھا ہے مکان میں ہمارا حصہ نہیں چھوڑتی آپ نے پوچھا تم جاتے کیوں نہیں ہو۔ کہنے لگا ہمارا اپنا ہی تو مکان ہے ہاں ہمارے لئے تیرا حصہ مکان کا ہی چھوڑ دیں۔ تو ہم اسے چھوڑ دیں گے آپ نے کہا باتیں مت بناؤ اور چلے جاؤ جن خاموش ہو گیا بار بار سوال پر بھی نہ بولا تو آپ نے پھر پانی کے چھینٹے دیئے اور ناک پر خوشبو لگائی عورت نے آنکھیں کھول دیں اور پھر سوال جواب شروع ہوئے جن کہنے لگا سات سال اس کی عمر تھی جب سے اس کے ساتھ ہیں آخر وہ جانے کو تیار ہو گیا۔ آپ نے کہا کہو پھر نہیں آئیں گے قسم سلیمان پیغمبر کی۔ وہ بولا قسم عزت جلال کی۔ آپ نے فرمایا قسم سلیمان پیغمبر کی کہو۔ وہ یہ نہیں کہتا تھا اور جانے کو راستہ مانگتا تھا۔ آپ

نے کہا تم قسم کھاؤ پھر راستہ دیں گے اس نے نرمی سے معافی مانگنا شروع کر دی  
 دس منٹ تک قسم نہ کھائی آپ نے کہا جلاؤ آگ سے جلاتے ہیں تو اس نے قسم  
 کھائی کہ عزت جلال کی قسم پھر نہیں آئیں گے اور پھر بار بار راستہ مانگتا تھا مگر جانے  
 میں لیت و لعل سے کام لیتا رہا جتنی سلگائی دھواں پہنچا تو اس کو کچپی طاری ہو گئی کہنے  
 لگا جاتے ہیں آپ فرمانے لگے تم ابھی بول رہے ہو۔ جاؤ گے کب۔ آپ نے اسے جلاتا  
 شروع کر دیا۔ رخصتی سلام کا انتظار تھا۔ مگر آواز نہ آئی تو آپ نے دو تھپڑ  
 لگائے قسم کھانے کے بعد بھی وہ نہ گیا اور اس بے قدری کی وجہ سے جل گیا۔  
 عورت ہوش میں آگئی اور اپنے دوپٹہ کا گھونگٹ نکال کر کہنے لگی پیر صاحب میں آپ  
 کی لڑکی ہاجرہ ہوں۔

قُلْ اِنَّ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاَتَّبِعُوْنِیْ یُحِبِّکُمْ اللّٰهُ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

فرمایا یہ نعت دیکھو اور آیت پاک دیکھو آیات یہود کے حق میں نازل ہوئی  
 مضمون عام ہے فرمائیجئے ان لوگوں سے جو اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہو تم اللہ  
 سے محبت کرنے والے فَاَتَّبِعُوْنِیْ میری اتباع میری تابعداری کروں کہ فَاَتَّبِعُوْنَ اللّٰهَ یہود جو  
 کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے پیارے ہیں ہمیں تمہاری تابعداری کی کیا ضرورت ہے۔ آپ  
 ان کو فرمادیں کہ اگر اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو سبحان اللہ  
 خدائے قدوس سے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہے اللہ کے  
 نزدیک اللہ کی محبت کا ثبوت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کی  
 جائے جو حضور کا تابعدار نہیں وہ اللہ کا کچھ نہیں لگتا مَنْ یَطِیْعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اطَّاعَ اللّٰهَ  
 جو ان کا نہیں وہ ہمارا نہیں اس آیت سے بہت سے مضمون نکلتے ہیں مگر آج جو

واقعہ ہوا ہے۔ اس کا بیان کروں گا۔ ملازمت کے دوران اور ۵۳-۱۹۵۲ء تک یہ  
 خواہش دل میں رہی کہ یہ جن اور جن کا سایہ کیا ہوتا ہے کس طرح ہوتا ہے ۱۹۴۳ء  
 میں شدھی کا جب زمانہ تھا تو اعلیٰ حضرت امیر ملت سرکاری علی پوری نے علاقہ یوپی  
 میں بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے سکول کھول دیئے اور ایک سہ ماہی سکول بھی کھرایا

کھول دیا۔ نوگانوں ضلع مستہرا میں ایک حاجی صاحب تعویذ وغیرہ کا کام کرتے تھے میں نے کہا اگر آپ کو ایسا سائے والا کیس نظر آئے تو مجھے بتانا ایک دفعہ آئے اور پہلے جوان کا واقعہ آکر بتایا بڑا بھاری جوان بالکل بیہوش پڑا تھا میں نے اس دن سے پہلے کوئی جن کا واقعہ نہ دیکھا تھا۔ ڈاکٹری حربہ استعمال کیا تاکہ بند کیا پانی دم شدہ کے چھینٹے مارے اور تھپڑ لگایا وہ بول پڑا جن کے سائے کا کیس نہ تھا۔ دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ وہاں ایک لڑکی کو سایہ کی تکلیف تھی سکول میں تین سو گھر جنات کا رہتا تھا غالباً سکول میں لڑکی کو تکلیف ہو گئی شام کو آدمی آگیا کہا سایہ لڑکی پر آیا ہوا ہے میں نے اپنی تعویذ والی کاپی لے لی تعویذ الحمد والا لکھ لیا خیال تھا کہ یہ تعویذ سامنے کرنے سے وہ جن دیکھ کر چلا جائے گا۔ ورنہ جل جائے گا اور گھر سے روانگی پر ہی پڑھنے لگا۔ لڑکی کے گھر کی ڈیوڑھی میں قدم رکھا۔ تو السلام علیکم کا زبردست آواز آیا میں دہل گیا بڑا گستاخ جن تھا لڑکی واقعی بیہوش پڑی تھی اتنا بلند آواز دوچار سنا کر میں نے اسے کہا جاتا ہے کہ نہیں کہنے لگا زور لگا لو۔ میں دل میں ڈر گیا حاجی صاحب کو میں نے سورۃ جن پڑھنے کو کہا وہ نہ پڑھ سکے پانی دم کر کے چھینٹے لگانے پر اثر نہ ہوا۔ پھر پڑھ کر تاک میں آنکھ میں کان میں دم کیا لڑکی بول اٹھی کہ میاں جی وہ جا بیٹھا ہے پھر گلے کے تعویذ لڑکی نے پھینک دیئے۔

حافظ صاحب مرحوم کے گھر دعوت پر گئے ابھی ڈیوڑھی میں قدم رکھا ہی تھا کہ آواز آئی بھاگو رے بھاگو ڈاکٹر صاحب آگئے ہیں۔ لڑکی کہنے لگی یہ بستر باندھ رہے ہیں ایک لڑکا بھی ہے ہر ایک کے پاس ایک ایک حقہ ہے اب چلو یہاں ڈاؤٹھے آگئے ہیں اس کے بعد کبھی دورہ نہ پڑا لڑکی کی نظر میں اتنی تیزی تھی کہ جیب یا گھر میں پڑی ہر چیز تابتی تھی ایک عامل صاحب سیالکوٹ سے آئے پڑھتے پڑھاتے رہے آخر کہنے لگے کسی کامل نے اسے دم کر دیا ہے اب اسے سایہ نہیں ہے۔

گفتہ اوگفتہ السید بود

گرچہ از حلقوم عبدالشہ بود

جن کے واقعہ سے معلوم ہوا کہ بندہ فتانی الجن ہو کر بول رہا ہے جو فتانی اللہ ہو۔

اس میں خدا ہی قبول سکتا ہے اگرچہ زبان عبد اللہ کی مگر آواز اللہ تعالیٰ کی انا الحق میں خدا ہوں" منصور کی زبان سے نکلا۔ ان کو سولی دے دیا گیا حضرت مجدد الف ثانی اس پر فرماتے ہیں کہ منصور تو یہ کہہ رہے تھے کہ میں گم ہو گیا ہوں خدا ہی خدا رہ گیا ہے رسول اللہ کا کہا خدا کا کہا ہے یٰٰحَسِبُّكُمْ اللّٰهُ یُحِیُّہِمْ اِسْمٰہِمْ اس کی تائید کر رہا ہے۔

بشر ہو کے راز خدا کھولتا ہے

نبی کی زبان سے خدا بولتا ہے

دوسری جگہ فرمایا مَنْ یُّطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطاعَ اللّٰہَ کوئی بات نہیں رہ جاتی اگر حضور کی تابعداری نہ کریں خدا کو تو سب مانتے ہیں مگر جو منکر رسول ہے وہ کافر ہے جو میرے نبی کی تابعداری کرنے والا ہے وہی میری تابعداری کرنے والا ہے جو سنت پر نہیں چلتا وہ اللہ کو قبول نہیں۔

آیت مذکورہ صدر قل ان کنتم تحبّون اللّٰہَ فاتبِعونی یحببکم اللّٰہُ

سائے کا اگر انسان پر اثر ہے تو جب کوئی انسانوں میں سے اللہ میں فنا ہو جاتا ہے تو اس میں بولنے والا اللہ ہی ہوتا ہے۔ جو لوگ سنت پر نہیں چلتے اور ولایت کا دعویٰ کرتے ہیں جھوٹے ہیں یہودی عیسائی مسلمان جو دعویٰ کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کہ

CHALLENGE چیلنج کرتے ہیں

حدیث قدسی ہے لا یسعی فی الارض ولا فی السماء الا فی قلب عبد مؤمن میں نہیں سما سکتا زمین اور آسمانوں میں مگر ہاں بندہ مومن کے قلب میں سماتا ہوں۔ مولانا روم فرماتے ہیں

گفت پیغمبر حق و سرود است

من نہ گنجبم بیچ در بالا و پست

در دل مومن گنجبم اے عجب

گر مرا خواہی دران دلمسا طلب

## الہامات کی بھول بھلیاں

مولا پور (ملتان) میں ایک دلچسپ بحث

مولا پور میں رات کو ختم خواجگان نقشبندیہ پڑھنے کے بعد شمس الدین صاحب رٹائرڈ صوبیدار نے ایک معاملہ پیش کیا کہ ہمارے چچا صاحب رٹائرڈ صوبیدار نیاز محمد صاحب بزرگ آدمی ہیں نمازی با شریعت عامل زاہد ۔ کسی سے پر خاش نہیں رکھتے اپنے گزارے میں اچھے ہیں مگر ان میں بڑی علت خود نمائی پیدا ہو گئی ہے ۔ کہتے ہیں خدا سے ملتا اور باتیں کرتا ہوں ۔۔۔ الخ ۔ آپ انہیں سمجھا دیں ۔ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صوبیدار نیاز محمد سے جو اچھے خوش شکل ساٹھ سالہ ہوشمند شخصیت کے مالک تھے پوچھا کہ یہ باتیں کہاں تک درست ہیں اس پر صوبیدار نیاز محمد صاحب نہایت تسلی اور اطمینان سے کہنے لگے ہاں صاحب ایسے واقعات میرے ساتھ اکثر ہوتے رہتے ہیں ایک دفعہ اللہ پاک نے فرمایا کل تمہارے پاس فرشتے آئیں گے میں نے کہا اگر تو بھیجنا چاہتا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں وہ فرشتے آئے میرا ان سے جھگڑا ہو گیا پھر بچے بن کر آتے رہے مجھے اولیاء بھی ملتے رہتے ہیں اور ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ میں خود حیران ہوتا ہوں کہ یہ کیا ہیں میری ستر سالہ بہن کو قیامت تک کے واقعات دکھائی دیتے ہیں اللہ میاں کبھی خواب میں کبھی بیداری میں مجھ سے باتیں کرنے لگتا ہے بے شمار ملاقاتیں ہوتی ہیں بوقت ملازمت ملٹری میں جو میرے خلاف بات کرتا اس کی موٹر الٹ جاتی ۔ ملٹری سے فارغ ہونے کے بعد اللہ نے پوچھا تو کیا چاہتا ہے میں نے کہا نوکری میں بھیج دے تو کہا کل جانا میں دہلی گیا پیسے کم تھے کھانے

کا خیال آیا تو سوچا وہاں باقی باللہ پاس ہوں گے اولیا ہیں میرے لئے کھانا بھیج دیں گے وہ ایسا کھانا لائے کہ دنیا میں پہلے کبھی نہ کھایا تھا۔ اللہ میاں نے کہا میں نے تمہارے لئے افسوس پیدا نہیں کیا۔ اولیاء میرا پہرہ دیتے تھے جیب میں جب پیسے نہ رہیں تو نوٹوں اور روپوں کی بارش ہوتی ہے قصہ کافی لمبا بیان تھا جو اڑھائی گھنٹے جاری رہا۔

جواب و تبصرہ اعلیٰ حضرت جناب ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترکی کی لڑائی سے جب حاجی سراجدین صاحب کنجاہ (گجرات) تشریف لائے تو ان سے ملاقات ہوئی جب میں مصر سے مکہ مکرمہ گیا تو معلوم ہوا کہ حاجی صاحب غار ثور اور غار حرا میں رہے ہیں اور اس حد تک ریاضتیں کرتے رہے کہ کئی کئی دن تک کچھ نہ کھاتے پیتے بیہوشی کی حالت میں لوگ ان کو اٹھا کر لاتے۔ انہوں نے ترکوں کے ساتھ مل کر انگریزوں کے خلاف جہاد بھی کیا نیز وہاں ان کی بہت تعریف سنی واپسی پر ۱۹۲۰ء میں ان سے ملاقات ہوئی اور ان کے پاس اکثر جاتا آتا رہتا کیونکہ میں فقیروں کا معتقد تھا حاجی صاحب کو دیکھا سارا سارا دن روزہ اور رات بھر جاگنا ان کا معمول تھا کنجاہ میں ان کی برادری کے لوگ اور دیگر اشخاص اس کے مرید ہو گئے اور سالانہ میلاد النبی کا جلسہ بھی کرتے تھے اس جلسہ میں اپنا سب کمایا ہوا روپیہ لوگوں کو کھلا دیتے کچھ عرصہ بعد برادری سے ان کی ان بن ہو گئی اس پر کنجاہ چھوڑ کر بھاگو شہید کے قبرستان پر جا بیٹھے وہاں ارد گرد کے دیہات میں ان کے مرید تھے انہوں نے وہاں مسجد اور رہائشی مکان بنا دیئے میرے ساتھ ان کی محبت تھی اور آنا جانا تھا بلا بھیجا کہنے لگے مجھے سات حج کرنے کا حکم ہوا ہے غالباً "تیسرے حج سے واپس ہوئے تو کنجاہ میں آپ کے مریدوں نے ٹھہرنے کی درخواست کی مگر وہ سیدھے بھاگو شہید چلے گئے اور کنجاہ نہ ٹھہرے جب بعد میں کنجاہ آئے تو میں ان کو ملنے گیا۔ مولوی نیاز احمد صاحب کے علاوہ ان کے اور مرید بھی تھے میں نے سوال کیا کہ حج سے واپسی پر گھر آنے سے پہلے جس جگہ کوئی برکت کے لئے بلائے تو حاجی صاحب کی زیارت کرنے والوں کو بھی اس حج کی برکات اور ثواب نصیب ہوتا ہے اور پھر دعوت

پر جانا بھی مسنون ہے آپ کے مریدوں نے حج سے واپسی پر آپ کو ٹھہرنے کی درخواست کی تھی مگر آپ سیدھے ہی گھر چلے گئے کہنے لگے ٹھہرنے کا حکم نہیں تھا اور ہمیں حکم کے بغیر کام نہیں کرنا (مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کام کرتا ہوں) میں نے پوچھا کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ یہ کلام خدا کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے ہو رہا ہے۔

دل ہمہ فخر نیست رحمانی خانہ دیورا چہ دل خوانی

جو آواز آرہی ہے خدا کی طرف سے آرہی ہے یا شیطان کی طرف سے کہنے لگے ڈاکٹر صاحب اس کی تو پہچان نہیں آپ نے ٹھیک بات کہی ہے اس پر بات ختم ہو گئی بھاگو شہید جانے کے بعد پھر الہام کی بات چلی میں نے سوال کیا کہ سنا ہے آپ کوئی کام بغیر خدا کے حکم کے نہیں کرنے مگر کیسے معلوم ہو کہ آواز خدا کی ہے یا شیطان کی کہنے لگے ادھر سے خدا کی ہی آواز آتی ہے باقی اطراف سے شیطان آسکتا ہے انہوں نے میری تسلی کے لئے شیخ نجم الدین کبریٰ کی کتاب مرصاد العباد دکھائی میں نے وہیں بیٹھے بیٹھے وہ کتاب پڑھ لی مگر اس میں اس کے متعلق کچھ نہ تھا۔ مگر آیا قرآن کریم میں پڑھا۔ کہ شیطان کتنا ہے میں سب اطراف سے آجاتا ہوں اب ایک آدمی خدا کی آواز سنتا ہے مگر ہوتی ہے شیطان کی پھر ملاقات ہوئی پوچھا کیا نظر آتا ہے کہنے لگے نور۔ اللہ نور ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نور اور پیر بھی نور میں نے پوچھا سب نور ہیں تو ان میں فرق کیا ہوتا ہے تمیز کیسے ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نور ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اور یہ پیر کا نور ہے کہنے لگے سفید رنگ کا نور اللہ کا ہوتا ہے سبز رنگ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اور پھر پیر کے نور کا رنگ بھی بتایا میں نے کہا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم شکل و صورت میں نظر آئیں تو پتہ چلے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ حاجی صاحب مان گئے اور کہنے لگے کہ ڈاکٹر صاحب میں تجلیات کی بھول بھلیوں میں پھنس گیا ہوں ان کے مرید تبلیغ کے لئے بلائے مگر آپ باہر قبروں پر رہتے ہیں نے عرض کیا سنت کے مطابق جنازوں میں شامل ہوا کریں بیمار

پرسی۔ عیادت۔ تبلیغ اور مریدوں کی ہدایت اور نیک کاموں کے لئے آپ باہر جایا کریں۔ کہنے لگے حکم نہیں ہے میں نے کہا خدا نیک کاموں سے تو نہیں روکتا۔ یہ کام نیک ہیں یہ کیا الہام ہے کہنے لگے ڈاکٹر صاحب تجھے کیا معلوم کہ الہام کیا چیز ہے اس کے بعد بھاگو شہید کے قبرستان سے باہر نکلنا بند کر دیا حتیٰ کہ اپنے پیر خانہ حضرت سلطان باہوؒ جانا بھی چھوڑ دیا۔ پھر معلوم ہوا کہ روزانہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انکے پاس آتے ہیں اور قرآن پاک کی تفسیر لکھاتے رہتے ہیں فجر ہونے پر کہتے ہیں جاؤ نماز پڑھاؤ حاجی صاحب نے کچھ اشتہار عربی ہندی بھاشا گورکھی فارسی الفاظ پر مشتمل عبارت والے چھپوائے جن کا گرائمر کے لحاظ سے کوئی عربی فقرہ ہی درست نہ تھا۔ مختصر یہ کہ اس عبارت کی نسبت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرتے تھے ان میں لکھا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنے والے ہیں اور سلطانی فوج (باہو سلسلہ) میں ہوں گے تمام فرشتے اور جنوں کی فوجیں میرے سپرد کر دی گئی ہیں اور شیریزداں کا خطاب مل چکا ہے۔

میں نے دس سوال اس نیت سے لکھ کر بھجوائے کہ شاید حاجی صاحب پڑھ کر غلطی کا احساس کریں گے اور لکھا کہ میں نے سنا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس تشریف لاتے ہیں مبارک ہو۔ یہ دس سوال لکھے ہیں۔ آپ کی خدمت اقدس میں پیش کر کے جواب لے دیں اگر پیش نہ کر سکیں تو مجھے ان کے پاس پہنچا دیں میں خود آپ کی خدمت سے جواب لے لوں گا اور اگر کہیں کہ آواز سن لو تو میں یہ نہیں چاہتا۔ کہ اس پر کوئی ضمانت نہیں۔ حدیث پاک میں ہے اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ بھی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو تو اس کی تصدیق کی جائے گی تردید نہیں کی جائے گی کیونکہ شیطان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل نہیں بن سکتا مگر آواز کی کوئی ضمانت نہیں سورۃ نجم کی تلاوت کے دوران شیطان نے آواز کا مغالطہ ڈال کر بتوں کے نام پج میں ڈال دیئے صحابہ کرام متعجب ہوئے پھر جبرائیل علیہ السلام نے آکر شیطان کے اس مغالطہ



دینے کے متعلق بتایا جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں قرآن شریف پڑھتے ہوئے شیطان ایسا کر سکتا ہے تو پھر کیسے معلوم ہو کہ آواز رحمانی ہے یا شیطانی اگر قرآن پاک کی آیت اور حدیث شریف کے خلاف نہ ہو تو قابل قبول ورنہ نہیں جو ولی کو الہام ہوتا ہے وہ دوسروں کے لئے حجت نہیں مگر نبی کا الہام دوسروں پر حاوی اور حکم کا درجہ رکھتا ہے ولی کے الہام کو نہ ماننے پر جرم نہیں اگر ولایت کا انکار کرے تو مجرم ہے مگر خاص شخص کی ولایت کا انکار جرم نہیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے رسالہ المتنفّس میں لکھا ہے حضور نبی کریم کی زیارت ایک شخص کو ہوئی کتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (شراب پیا کرو) اس پر شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ جہاں تک زیارت کا تعلق ہے یہ درست ہے مگر یہ فرمانا کہ شراب پیا کرو یہ نہیں مان سکتے کیونکہ آیت اور حدیث کے خلاف ہے اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نہ سمجھیں مزید فرمایا اس میں تین اشکال ممکن ہیں (۱) آپ نے فرمایا (لا تشرب) مت پیا کرو۔ اس نے سمجھ لیا (اشرب) پیا کرو (۲) الہام کو صحیح نہیں سمجھ سکتا (۳) بیان غلط کر جاتا ہے یا بیان کرنے میں غلطی لگ جاتی ہے۔ مذکورہ اشتہار کی بابت حاجی صاحب کو لکھا کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی عبارت منسوب کر دی ہے جو زلت کا باعث ہے۔ ہندو وغیرہ کیا کہیں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ زبان ہے؟ جواب میں لکھتا ہے ”دکتر حکیم اللہ دتہ پیر جماعت علی (شاہ صاحب) کا خلیفہ کیا جانتا ہے الہام کیا ہوتا ہے“ سبحان اللہ حضور نبی کریم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذات پاک کہ حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ (عمر ۲۵۰ سال) ہمارے سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگوں میں تیسرے درجہ پر ہیں آپ عربی نہ جانتے تھے۔ فارسی الاصل تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لب مبارک منہ میں ڈال دیا عربی بن گئے۔

اس کے بعد انہوں نے اعلان کیا۔ مہدی علیہ السلام آرہے ہیں میں ان کا دربان ہوں گا یہ رقعہ و عظوں میں تبلیغ کے لئے پیر ولایت شاہ صاحب ہجرات والوں کو

بھیجا حاجی صاحب نے اعلان کیا کہ کل جمعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے وہ سارا دن حجرہ سے باہر نہ نکلے عصر کے قریب باہر نکلے اور کہنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عرش معلیٰ پر لے گئے اور فرمانے لگے یہ جو سفید ہے خدا کا نور ہے یہ سبز میرا نور ہے دیکھو یہ الگ ہے وہ الگ ہے اور میں نبی ہوں (محمد الرسول اللہ) اور جو تو کہتا ہے (انا من نور اللہ) اور (اول خلق اللہ نوری) دیکھو وہ الگ ہے اور فرمایا۔ اب میں نہیں آیا کروں گا۔ صرف آواز آیا کرے گی ان کا ایک مرید کہتا تھا۔ مجھے بھی دکھایا اب آواز آتی ہے انا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حاجی صاحب نے مزید کہا کہ مرزائیوں کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم ہوا ہے سب فوجیں میرے ماتحت کر دی گئی ہیں میں نے خیال کیا یہ مرزا صاحب کی لائن پر چل نکلا ہے اب مہدی کا دعویٰ کرے گا۔ ایک دن حاجی صاحب کے مرید نور محمد نے مجھے آکر بتایا کہ مہدی کا دعویٰ کر دیا ہے اور کہا ہے ۱۳۸۰ ہجری میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے میں جہاز پر جا کر سیڑھی لگا کر اتاروں گا مجھے امام مہدی کہا گیا ہے مریدین تک آگئے ان کے خلیفہ حاجی محمد حسین صاحب سیالکوٹ والے وہاں ان کے پاس تھے انہوں نے مجھے پیغام بھیجا آکر جان چھڑاؤ۔ اب تک ان کا کوئی الہام درست تو ہوا نہیں روز بدل دیتے ہیں پھر ایک کشتی بنائی اور کہا کہ یہ اڑ جائیگی۔ ایک رات ضروری سامان اس میں رکھ کر مریدوں کو کہا راجہا تک اٹھالے چلو وہ لے گئے کشتی نہ اڑی کہا ابھی حکم نہیں ہوا آخر کشتی جلادی۔

ولیوں کے ساتھ ایسی باتیں تو ہوتی رہتی ہیں کہ فرشتے ولیوں کو ملتے شب برات میں مصافحہ کرتے ہیں مگر ان باتوں کی تصدیق یا تردید قرآن و حدیث پاک سے کرنا ہوگا

- اگر کشف یا الہام قرآن و حدیث پاک کے خلاف ہو۔ تو ایسے کشف اور الہام کو دیوار پر پھینک دو۔ اور اگر درست بھی ہو تو اسی کی ذات کے واسطے ہے جبکہ دوسروں کے لئے حجت نہیں۔

اب دوسرا پہلو یہ ہے کہ اگر ایسا بزرگ (صوبیدار نیاز محمد) تمہارے گاؤں (مولا پور ملتان) میں موجود ہے جس کی ہر بات اللہ مانتا ہے تو تمہاری موج ہو گئی جو تمہیں کسی قسم کی دکھ تکلیف مصیبت ہو ان سے کہہ دیا کرو اس کی حقیقت از خود کھل جائے گی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ایک دفعہ فصل خراب ہو رہے تھے تو صوبیدار صاحب سے عرض کیا گیا تھا مگر انہوں نے عاجزی کا اظہار کر دیا مگر جب کوئی کام ہو جاتا ہے تو کہتا ہے یہ میں نے اللہ سے کرایا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ہمیں کشمیر کا معاملہ آپڑا ہے ذرا یہ تو اللہ سے کہہ کر ٹھیک کرا دو۔ مگر جواب بن نہ پڑا اور اپنی بزرگی کی باتیں شروع کر دیں جمعدار شمس الدین صاحب نے کہا توبہ کرو کہنے لگا۔ یہ کلمہ کلام تو میں پڑھتا ہوں۔ عرش پر جایا کرتا ہوں اللہ مجھے خوب ملتا ہے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب سے درخواست کی گئی کہ اس کی دستگیری فرمائیے آپ نے فرمایا بزرگوں کی خدمت میں آکر بندگی تسلیم اور عاجزی کا راستہ ڈھونڈنا جاتا ہے مگر یہاں راہ ہی الٹا اختیار کر لیا گیا ہے کہ بزرگی جتائی جا رہی ہے فرمایا سلنڈر سے جب گیس نکل رہی ہو تو اس میں کوئی چیز داخل کیسے کی جا سکتی ہے۔

## اویچ شریف

آپ یاران طریقت سے ملنے جتوئی تشریف لے گئے وہاں سے عبدالقدوس صاحب اور دیگر یاران طریقت کے ساتھ اویچ شریف حضرت مخدوم جمانیاں جمانگشت کے مزار پر تشریف لے گئے (آپ کا ایک ارشاد ہے جو شخص نماز باجماعت ادا نہیں کرتا اس کی قبر سے کیڑے ختم نہ ہوں گے) آپ نے حضرت مخدوم صاحب ممدوح الشان کو اشعار میں خطاب پیش کیا۔ تو عبدالقدوس صاحب کو مکاشفہ میں پتہ چلا۔ کہ حضرت صاحب مرحوم اپنے مجاوروں کو حکم دے رہے ہیں کہ یہ امیر ملت کے غلام ہیں اور میرے خاص مہمان ہیں ان کا خاص خیال کریں متولی اس وقت سو رہے تھے دوبارہ سہ بارہ یہی حکم پا کر سوتے سے فوراً اٹھے اور حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ

علیہ کی مخدوم صاحبؒ کے ارشاد کے مطابق شایان شان پذیرائی کی۔

حضرت مخدوم صاحبؒ نے دنیا کی سیر کی، مصر مکہ المکرمہ مدینہ منورہ اور دیگر ممالک اسلامیہ کا سفر اختیار کیا۔ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کو آپ کے ملفوظات پڑھ کر آپ کی زیارت کا شوق ہوا۔ آپ علم دین کا سبق دیتے بیعت کرتے اور اس قدر صاحب پرواز تھے کہ آپ کے مرید اڑ کر پہنچ جاتے۔

عبدالقدوس صاحب جتوئی والے اعلیٰ حضرت امیر ملت کے خلیفہ غلام احمد انگری امرتسری ایڈیٹر الفقیر سے بیعت تھے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ سے کھیزی کے مقام پر بیعت ہوئے مجذوبی حالت تھی اور صاحب کشف تھے۔ ملتان میں جب ایک رات کے لئے اعلیٰ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ اپنے آخری سفر میں ٹھہرے تو وہ جتوئی سے آکر حاضر ہوئے تھے جتنی دیر رہے روتے اور جذب کی حالت میں رہے۔

## میلااد شریف

مورخہ ۲ فروری ۱۹۵۸ء کو میلاد شریف کی محفل میں

تلاوت کلام پاک اور نعت خوانی ہوئی۔ آپ نے آیت پاک لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ الرَّحِيمِ۔ پڑھ کر فرمایا اپنے دوست کی خاطر ترجمہ کرنے لگا ہوں نعت شریف میں گوارا کا لفظ آیا۔ حضورؐ کا تعلق اپنی امت کے ساتھ کیا تھا آیت میں حضورؐ کی آمد کا ذکر ہے۔ تحقیق آئے رسول تمہاری طرف تم میں سے ہی خطاب مومنوں سے ہے جو اپنی قوم میں سے آپ پر ایمان لے آئے ہیں ہمارے محبوب تمہاری طرف آئے ہیں اور وہ تم میں سے ہی آئے ہیں۔ اور کتنے خیر خواہ ہیں۔ جماعت میں سے جو ہو وہ ہمیشہ جماعت کا خیر خواہ ہی ہوتا ہے۔ جب تمہیں دکھ تکلیف ہوتی ہے۔ جب تم کو مصیبت آتی ہے تو حضرتؐ اس کو گوارا نہیں فرماتے کہ میری امت کو کاٹنا چھو۔ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ جریس



سلطان محمود غزنوی کو بتایا گیا کہ آپ کی ولایت میں کامل درویش رہتے ہیں۔ ان دنوں کامل عالم فاضل ہوتے تھے اب صرف انگریزی دان ہی ہوتے ہیں محمود خود ولی اللہ تھے۔ حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ تندرکرتہ الاولیا کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں کہ کالمین کی زیارت یا ذکر سے رحمت حق برستی ہے کیونکہ اِذَا ذَكَرَ اللهُ ان کے دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے تو ان کی زیارت کرنی چاہیے هُمْ جَاءَ اللهُ وَهُوَ اللهُ کے ہمنشین ہیں۔ بادشاہ کو خیال پیدا ہوا تو غلام اور بچیس عورتیں ساتھ لے لیں۔ خرقان شریف سے باہر ڈیرہ لگا لیا۔

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی کے پاس ایک شاگرد پڑھنے بیٹھا چھوٹی چھوٹی چند کتابیں پڑھیں پھر اس نے خیال کیا کہ آپ نے حدیث نہیں پڑھائی۔ عراق جا کر درس حدیث میں شرکت کے لئے اجازت طلب کی آپ نے پوچھا کیا یہاں کوئی درس حدیث دینے والا نہیں جواب دیا یہاں تو کوئی مشہور محدث نہیں ہے فرمایا ایک تو میں ہی موجود ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے امتی ہونے کے باوجود اپنے فضل و کرم سے مجھے تمام علوم سے آگاہی بخشی ہے۔ اور حدیث تو میں نے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پڑھی ہے لیکن آپ کی بات کا اس شاگرد کو یقین نہ آیا۔ چنانچہ رات کو خواب میں اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی فرمایا کہ جو انہرہ چھی بات کہتے ہیں یہ خواب دیکھ کر صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر درس حدیث لینا شروع کر دیا۔ آپ درس دیتے ہوئے کبھی یہ بھی فرماتے جاتے کہ یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں ہے۔ اس شخص نے پوچھا کہ یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا جب تم حدیث پڑھتے ہو تو میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشاہدے میں مشغول رہتا ہوں اور جو صبح حدیث ہوتی ہے اس کو پڑھتے وقت حضور کی پیشانی پر مسرت ہوتی ہے۔ لیکن جو حدیث صبح نہیں ہوتی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک شکن آلود ہو جاتی ہے جس سے مجھے اندازہ ہو جاتا ہے کہ صبح حدیث کونسی ہے اور موزوں کون سی ہے۔

آپ کے اسی شاگرد اور مرید نے سنا کہ دور دراز پہاڑ پر قطب مدار جمعہ پڑھاتے ہیں جو سب قلوب کا مرجع ہیں آپ سے اجازت چاہی مدت تک خراب حال راہ طے کیا۔ پہنچا دیکھا تو خود اپنے پیر حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی تشریف فرما ہیں آپ کے قدموں پر گر پڑا واپسی پر آپ نے اسے آنکھیں بند کرنے کو کہا اور پلک جھپکتے اپنے مقام خرقان لے آئے۔

انہی حضرت کے پاس محمود غزنوی اردلی کو بھیجتا ہے جاؤ کہو اسلام کا بادشاہ آپ کو یاد کرتا ہے اگر آپ پرواہ نہ کریں تو آیت پاک **أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأَطِيعُوا أَوْلِيَّ الْأَمْرِ مِنْكُمْ** سنا دینا اور کہنا بادشاہ اسلام کی تابعداری فرض ہے پیغام سنایا گیا کہ بادشاہ یاد کرتے ہیں حضورؐ نے کوئی جواب نہ دیا اس نے پھر آیت پاک پڑھ کر کہا **أَطِيعُوا أَوْلِيَّ الْأَمْرِ مِنْكُمْ** کے تحت بادشاہ اسلام کی اطاعت فرض ہے فرمایا محمود کو جا کر کہہ دینا کہ میں اطیعوا اللہ میں اتنا غرق ہوں کہ اطیعوا الرسول سے شرمندہ ہوں اولی الامر تو پیچھے پڑا ہے اردلی نے جا کر یہ واقع سلطان محمود غزنوی سے بیان کیا تو اسے سمجھ آگئی مجھے ہی حاضر ہونا چاہئے آپ تو ایاز کا لباس اور اس کو اپنا پہنا کر اور پچیس عورتوں کو مردانہ لباس پہنا کر ساتھ لے گئے اور ڈیوڑھی میں جا بیٹھے آپ کام میں مشغول تھے توجہ نہ کی تو محمود کہنے لگا یہ بادشاہ ہیں۔ آپ نے محمود کو جو ایاز کے لباس میں تھا فرمایا محمود کیا پاکھنڈ بنا کر لائے ہو ایاز کو باہر بھیج دیا اب محمود نے عرض کی حضرت بایزید بسطامی کی کوئی بات بیان فرمائیں۔ فرمایا مردوں کی بات سنی ہو تو نا محرموں کو دور کرنا چاہئے۔ بادشاہ کے اشارہ سے وہ عورتیں وہاں سے چلی گئیں اب اکیلے رہ گئے آپ نے کہا حضرت بایزید بسطامی فرما گئے ہیں جس نے ہمیں دیکھا وہ شقی نہ رہا۔ یہ حدیث **لَا يَشْفِي جَلِيصُهُمْ** اس کے ساتھ بیٹھنے والے شقی (بد بخت) نہیں رہتے فرمایا میرے دیکھنے والے ان کے دیکھنے والے بائیس پشتوں تک اثر ہو گا۔ محمود نے کہا آپ نے ان کا درجہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی برعاً دیا۔ آپ نے جلال میں ڈانٹا اور ہوش دلایا کہ ان کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہی نہیں تھا اس لئے آتے

جاتے باتیں کرتے تھے۔ وَتَوَاصَوْهُمْ بِنَظَرِ ذَاتِ الْاِزْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ آپ کو دیکھ رہے ہیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مگر آپ کو پہچان ہی نہیں سکتے ہیں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ نے قرآن کریم میں فرمایا اللّٰهُمَّ اهْدِنَا صَوْبَ اَهْلِ الْاَيْمَانِ وَاصْرِفْ عَنَّا شِرَارَهُمْ اے اللہ میری قوم کو ہدایت عطا فرما کیونکہ وہ میری علوشان کو نہیں جانتے۔

ایک دفعہ حضورؐ صحابہ کرامؓ میں تشریف فرما تھے حضرت صدیق اکبرؓ کبھی آپ کے چہرہ پاک کو کبھی سورج کو دیکھتے پوچھا کیا کرتا ہے عرض کیا۔ آپ کے چہرہ مبارک سے روشنی نکل کر سورج کو روشن کر رہی ہے۔ ابو جہل آگیا عادتاً "جو اس کرتا رہا آپ نے فرمایا ٹھیک کہتا ہے صحابہؓ تعجب ہوئے دونوں ٹھیک کیسے ہو سکتے ہیں۔ ایک ہی مجلس میں دو حالتیں فرمایا میں تو درمیان میں شیشہ ہوں صدیقؓ اپنا منہ اور ابو جہل اپنا منہ دیکھتے ہیں۔

الطاف ہیں آقا کے سراج حد سے زیادہ  
ان لطفوں پر بندہ ہو کینہ نہیں اچھا  
کینہ نہ رکھو سینے میں کینہ نہیں اچھا  
سینے میں جو کینہ ہو سینہ نہیں اچھا

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غار میں سرسجدے میں رکھ کر رونا اصحابہ کرامؓ کا آپ کو ڈھونڈنا پوچھتے پوچھتے ایک چرواہے کا بتانا کہ آپ کو جانتا تو نہیں ہوں۔ مگر آپ کے رونے سے میری بکریاں بھی رو رہی ہیں اور دن بھر کچھ کھایا پیا نہیں۔ دوستو ہمیں رحمت عالم کی ان نوازشات اور مہربانیوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آپ کا اسوہؐ اپنانا چاہئے۔

محبت اور تنقیص محبوب شیوہ کبھی ہوتا ہے صبر کا تلخ میوہ

ماہنی سیال

مولا پور میں قیام فرمانے کے بعد کبیر والا 'خانوال' کوٹ میلا رام ہوتے ہوئے موضع ماہنی سیال تشریف لے گئے یہاں چھ روز کا پروگرام تھا حلقہ بیعت مجالس و عطا



اور میلاد شریف روزانہ کا معمول تھا یکم مارچ ۱۹۵۸ء کو آپ نے معمولات سے فراغت کے بعد ماہنامہ انوار الصوفیہ کو سلسلہ وار مضمون تصوف کچھ تازہ کلام کے علاوہ مندرجہ ذیل خط بنام ایڈیٹر رسالہ الحاج حضرت ماسٹر شیخ کرم الہی صاحب ارسال فرمایا:

قبلہ ماسٹر صاحب السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ میں اگرچہ کمزور اور بیمار تھا مگر یاروں کے مجبور کرنے سے سفر اختیار کیا اور مضمون ملتان سے لکھ رہا ہوں دیر ہو گئی ہے امید ہے آپ مجھے مجبور اور قابل معافی سمجھیں گے اور دعا میں یاد رکھیں گے فقط

آپ کا فقیر محمد اللہ دتہ از ملتان ۵۸-۳-۱

۲ مارچ ۱۹۵۸ء ☆ کو چائے نو بجے صبح تک نہ آئی آپ نے مہندی لگانی تھی عرض کیا گیا دیر ہو رہی ہے فرمایا آج تو بھینس نے ابھی تک دودھ نہیں دیا تھوڑی دیر بعد محمد اشرف صاحب نے آکر چائے پینے کے لئے اپنے گھر تشریف لے چلنے کی درخواست کی۔ چائے نہایت ہی لذیذ تھی۔ حضور نے بہت پسند فرمائی اور کہا کہ چیزیں تو سب ہی بناتے وقت ڈالتے ہیں مگر اس کے ساتھ اصلی روح خلوص محبت بھی ہو تو خود بخود پتہ چل جاتا ہے محمد اشرف عرض کرنے لگا روزانہ صبح کی اذان کے ساتھ بھینس کا دودھ دھوتا ہوں آج اب اس نے دودھ دیا ہے اس وجہ سے دیر ہو گئی۔

آپ نے حجام کو سنت نبویؐ کے مطابق حجامت بنانے کی وضاحت فرمانے کے بعد حجامت بنوائی۔ فراغت کے بعد سلسلہ وعظ و نصیحت شروع ہوا جو نماز ظہر تک جاری رہا نماز مغرب کے بعد محفل میلاد میں نعت خواں حضرات نے نعتیں پیش کیں نماز عشاء سے فارغ ہو کر جناب حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ نے خود اپنے تازہ کلام سے دوستوں کو مستفیض فرمایا بظاہر آپ ہشاش بشاش نظر آرہے تھے دوستوں کے خاصی تعداد میں داخل سلسلہ عالیہ ہونے کے بعد رات ۲ بجے یہ آخری اور مبارک مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

## وصالِ حبیب

آپ نے دواڑھائی گھنٹہ آرام فرمایا تین بجے نماز تہجد کے لئے بیدار ہوئے فراغت کے بعد خود وضو بنایا۔ نوافل ادا کرتے وقت سانس پھول رہا تھا آپ اطمینان قلب سے وظائف میں مشغول ہو گئے مگر سانس کی تکلیف بڑھ چکی تھی آپ بار بار گھڑی کی طرف دیکھتے آخر جب سحر کے نور کا ظہور ہوا اور اذانوں کی صدا میں فضاؤں میں ارتعاش پیدا کر چکیں تو اپنے مولا تعالیٰ جل و علا کے حضور فرائض کی آخری سجدہ ریزی کے فوراً بعد بائیں جانب تکیہ کی طرف جھک گئے آخری لمحات میں مشفق و فخوار رہبر نے بارگاہ رب العزت میں ہاتھ اٹھا کر تمام یاروں کے لئے دعائے خیر اور سلامتی جان و ایمان کی التجا فرمائی اور ذکر اللہ میں مشغول ہو گئے اسی محویت کے دوران چھ بج کر بیس منٹ پر مورخہ ۳ مارچ ۱۹۵۸ء بمطابق ۱۱ شعبان المعظم ۱۳۷۸ھ بروز پیر سورج کے آنکھ کھولنے سے قبل یہ آفتاب طریقت مالک حقیقی کو لبیک کہہ چکے تھے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی وصیت کے مطابق یاران ملتان نے آپ کے جسد اطہر کو کنجاہ شریف پہنچانے کے لئے ایک ٹرک کا بندوبست کیا کوٹ بیلارام کے دوستوں نے غسل اور تجیز و تکفین کے امور سرانجام دیئے بذریعہ تار لاہور گجرات اور دیگر تمام جگہوں پر اطلاعات پہنچانے کے بعد آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور جسد اطہر بذریعہ ٹرک کنجاہ شریف کے لئے روانہ کر دیا گیا۔ راستے میں مولا پور جہاں یاران عقیدت کی بہت بڑی تعداد ہے۔ دوبارہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ مولا پور سے نماز مغرب کے بعد راوڑی ہوئی راستہ میں ساہیوال کے قریب ٹرک کی پھانک سے ٹکرو گئی جس کی وجہ سے ٹرک کو کچھ نقصان پہنچا چنانچہ ساہیوال میں اس کی ضروری مرمت کرائی گئی اگلے روز ۴ مارچ کو قریباً ۸ بجے شب آپ کی میت پاک کنجاہ شریف پہنچی آپ کے وصال کی خبر بجلی کی طرح آنا آنا کنجاہ شریف اور اس کے نواح میں پہلے ہی پھیل چکی تھی۔ یاران طریقت ملک کے اکناف و اطراف سے جمع ہو کر آپ کی آمد کے لئے ہم

تن مستعد تھے جب جسد اطہر کو گاڑی سے نیچے اتارا گیا کچھ نہ پوچھیے یاران عقیدت کے اضطراب کا کیا عالم تھا۔ کوئی آنکھ نہ تھی جو نم ناک اور سوگوار نہ تھی۔ کوئی دل نہ تھا جو آپ کے غم میں نڈھال نہ تھا۔

آپ کے ایک معتقد اور دیرینہ رفیق کار جناب سید محمد صدیق شاہ صاحب رٹائرڈ ہیڈ ماسٹر بھائی گیٹ لاہور والے تدفین کے موقع پر کنجاہ شریف میں موجود تھے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے مریدین میں سے ایک صاحب حال انہیں مل گئے وہ کہنے لگے کہ آپ فرماتے ہیں میں سب دوستوں اور عزیزوں کی آہ و زاری سنتا ہوں مگر ان کو اس سے باز رکھنے کی سکت نہیں پاتا۔

رات بھر اسی عالم میں بسر کرنے کے بعد اگلے دن پانچ مارچ بروز بدھ دس بجے قبرستان شیخاں کے متصل بہت بڑے میدان میں پہلے حضرت پیر سید ولایت شاہ صاحب گجراتی خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت امیر ملت سرکار علیپوری اور پھر محترم پیر بھائی جناب حافظ مولانا محمد ذکریا صاحب لاہوری کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اور اس کے بعد میت پاک کو آخری دیدار کے لئے رکھ دیا گیا۔ چنانچہ چند لمحوں کے بعد بے شمار آہوں اور ہزار ہا غمناک آنکھوں نے آپ کو الوداع کہا۔

بعد از وفات تربت مادر زمین مجو

در سینہ ہائے مردم عارف مزارا است

سبحان اللہ اس مرد درویش جس نے تا حین حیات اَطْبَعُوا الرَّسُولَ سے سرمو انحراف نہ کیا قدرت کاملہ نے اطاعت رسول کے صلہ میں ایسے اسباب پیدا فرمادیئے کہ سرکار دو عالم نبی مکرم نور مجسم نے پیر کے روز وصال فرمایا اور بدھ کے روز آپ فون ہوئے تو حضور کی اتباع میں جناب ڈاکٹر صاحب بھی پیر ہی کے روز واصل بحق اور بروز بدھ مدفون ہوئے۔

حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کی تاریخ وصال جو الحاج کیپٹن خواجہ محمد امین صاحب ماسی سجادہ نشین دربار عالیہ نے تحریر فرمائی درج ذیل ہے۔

شیخ کامل اللہ داتا طالب حق ذوالمنن  
 عابد و زاہد سراپا خاک پائے بیخ تن  
 پیر کی شب گیارہویں شعبان پیر نقشبند  
 چھوڑ دنیائے دنی کو چل بے پیر زمن  
 جب ہوئی عاصی کو تیرے فکر تاریخِ وصال  
 رحمت حق نے نداوی طالب ہو مغفور بن  
 سال و صل طالب حق فی البدیع عاصی بگفت  
 ایں کہ گوئی یک ہزار و نمد صد و پنجاہ ہشت !  
 روز دو شنبہ پگاہ یا زوہ شعبان بود !  
 شیخ اللہ داتا سوئے جنت الفردوس رفت

جناب سید محمد صدیق شاہ صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر بھائی گیٹ لاہور نے مندرجہ  
 ذیل رباعیات جناب قبلہ ڈاکٹر صاحب کے وصال پر کنجاہ میں اپنے دلی جذبات کا اظہار  
 کرتے ہوئے تحریر فرمائی تھیں۔ درج کی جاتی ہیں۔۔۔

ڈاکٹر صاحب تھے اک مرد جلیل  
 گمراہوں کے واسطے روشن دلیل  
 حیف ! ایسے رہنا رخصت ہوئے  
 کیا ہو منزل پر پہنچنے کی سبیل  
 اللہ وہ پیشوا تھے بے مثال  
 ان کو حاصل تھا طریقت میں کمال  
 ناقص ان کے فیض سے کامل بنے  
 وا دروغا ! کر گئے وہ انتقال  
 ماجی بدعت ، شریعت کے امین  
 سیف حق اور حامی دین متین

چھوڑ کر ہم سب کو تنہا چل بے  
 تاکہ حق کے اور ہو جائیں قرین

### رباعی

(۲) ان کو محبوب ارض پاکستان تھی  
 لب پر ان کے یہ دعا ہر آن تھی  
 خوب پھولے اور پھلے یہ خاک پاک  
 جو کہ قائد کی ہمارے جان تھی

### قطعہ

(۳) ڈاکٹر صاحبؒ کی رحلت کی خبر  
 برق صورت حاصل دل پر گری  
 لٹ گیا اک آن میں صبر و قرار  
 دل کی دنیا دم میں ویراں کر گئی

## وصال میرے پیروا

(از قلم محترم محمد حسین کلفروش طالبی وزیر آباد)

جن وانگ جن ساڈا بدلی بیٹھاں آگیا  
 دید دے پیاسیاں تھیں کھڑا چھپا گیا  
 پتہ نہیں سی جتاں نوں اجل انج آتا سی  
 پردیسی ہو پردیس وچ یار ٹر جانا سی  
 مڑ کے نہ میل ہونا جدائی لمی پا گیا  
 ایہو جئی سوہنی صورت ڈھونڈیاں نہ لہدی  
 ویکھ لئے جنوں تے آوے یاد رب دی  
 اوہ رب دے نور والا نور چکا گیا  
 جادو نالوں ودھ اثر بول میرے پیروا  
 نشانہ خالی جاندا نہیں نیناں والے تیر دا  
 نظراں والا نظراں وچ نظراں بدلا گیا  
 فانی دنیا فانی ہر شے فانی آتا جانا اے  
 گلاں گلاں نال گلاں کر گلاں سمجھانا اے  
 بے سمجھاں دی سمجھ والا سمجھ بنا گیا  
 قوم دی خاطر لئی نیندراں نوں واروے  
 گمراہاں نوں سدے گلاں نال پیار دے  
 کنے سمجھانا انج جیویں اوہ سمجھا گیا  
 با ادب تے باوضو بیٹھنا تے اوکھا اے

کھاپی کے سوں جانا سب نالوں سوکھا اے  
 جاگ جاگ راتیں سوہنا مسکے سنا گیا  
 ملتان دا علاقہ پنڈ ماہنی سیال اے  
 ہویا جتھے آقا دا میں سنیا وصال اے  
 پیر نوں دن پیرا پیرا ویلے آگیا  
 شہر کنجاہ وچ روضہ اسے حضور دا  
 فوارہ پیا چلے جتھے ملہوری نور دا  
 نور والی بستی وچ نور اوہ سا گیا  
 اول خیر آخر خیر۔ خیر ہووے سب دی  
 کیتی فریاد اے درگاہ وچ ربدی  
 جن جاندی واری دی یاد فرما گیا  
 بار بار یاد آوے یاد میری یاد نوں  
 رج کے نہ ویکھیا نہ ملیا ایہ ناشاد نوں  
 نور حسین طالبی دے دل نوں غم کھا گیا  
 بابا جی جٹاں وانگوں دیندے فیض روحانی نے  
 خلیفہ مجاز ڈاکٹر صاحب دی نشانی نے  
 ایناں دے ای ہتھ بانیں ساڈیاں پھڑا گیا  
 دیدوے پیا سیال تمہیں کھڑا چھپا گیا



## وصال پیر

(از قلم جناب عبدالقادر خوشترکجاہی)

میرے قبلہ کعبہ کہاں جا رہے ہو  
 ہمیں چھوڑ کر یہ جہاں جا رہے ہو  
 نہ لوٹا کوئی جا کے ملک عدم سے  
 میری جان پھر کیوں وہاں جا رہے ہو  
 نہ کہیں آپ نے ہم سے دو چار باتیں  
 ویسے غم کے نشاں جا رہے ہو  
 ذرا ٹھہر جاؤ ذرا من بھی جاؤ  
 کیوں روٹھتے ہو کہاں جا رہے ہو  
 یہ مانا تمہارا وہاں بھی ہے چڑھا  
 ۔ تبلیغ کروہیاں جا رہے ہو  
 یہ اختر عثمان ہیں رو رو کے کتے  
 ہائے نانا جی اب کہاں جا رہے ہو ۔



# فراق رہبر کامل

راز قلم چودھری عبدالرحمن خان، مغل پورہ (لاہور)

دلاں اُتے حکومتاں کرن واسے لگ گئے نے شہسوار کدھرے  
 پاک مجلساں دے قائم کرن واسے ڈیرے لایٹھے شہزوں بار کدھرے  
 کنجاہ دشح بہار لگان واسے نظر آوندے نہیں سردار کدھرے  
 پورا قول قرار دے کرن واسے پلہ گئے نے اج چھڑا کدھرے  
 ڈانواں ڈول خلقت پی ڈھونڈ دئی چھپ گئے نے اودلدار کدھرے  
 بیٹھک پاک والی مسد رہی خالی یار ڈھونڈے نے بار بار کدھرے  
 بیٹھک پاک دئے پھرے پاوندے نے شاید یوں بیٹھے سرکار کدھرے  
 یار دلاں دیاں ایہہ تسلیاں نے نظر آون نہ مہ انوار کدھرے  
 دیکھ جنہاں نوں یارسن چین پاوندے پردہ پوش ہوئے ابرار کدھرے  
 پکڑ عاصیاں نوں گلے لون واسے گئے جنت ادس دھار کدھرے  
 جیکر ہو یا منظور دیدار دینا پھر آون کنے وچہ خواب کدھرے  
 مولار کھ حیات خلیفیاں نوں سوہنے پیر والون دربار کدھرے  
 دیکھ جنہاں نوں یاد حضور آون دور اکھیاں تھیں نہ جان کدھرے

(۲)

راز جناب چوہدری عبدالرحمان خان صاحب مغل پورہ لاہور

میرے اعلیٰ حضرت میرے پیرو مرشد

زمانہ کے ہادی زمانہ کے رہبر

پائی شان نرالی اور رتبہ عالی  
حضورؐ میں ہر وقت خالی نہ دم بھر

خود ریا اور بڑائی کبر سے مبرا  
فرمان بھی یہ رہو ان سے بچ کر

اتنی پیاری نورانی تھی صورت  
یہی چاہتا دل کہ دیکھیں عمر بھر

میسر ہوئی ہے جسے ان کی صحبت  
کھڑا کر دیا اس کو ولیوں کی صف پر

دلوں کو تسلی نگاہوں کو تمکین  
اسی در سے عشاق پاتے تھے جا کر

نہ مالک کو منظور یہ بات تھی  
کہ دائم رہے سایہ آقا کا سر پر

میری اب یہ مولا سے اک التجاء ہے  
تصور رہے ان کا بھولوں نہ پل بھر

## ارتحال ----- بے ثباتی دنیا

ماہنامہ انوار الصوفیہ مارچ ۱۹۵۸

محبوب مجبان و مقبول برگزیدگان خاتم الانبیاء و المرسلین و رب العالمین ارحم الراحمین کے حالات زندگی اہل دنیا کی محفل و فکر فہم و ادراک سے بالاتر ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی جہان فانی و باقی دونوں کے لئے باعث برکت ازویات مدارج اعلیٰ ہوتی ہے۔ اس جہان فانی سے جہاں وہ اپنی حیات مستعار مخلوق خدا کی رہبری۔ رہنمائی اور ان کو انوارِ باطن اور فیوضات عطا کرتے ہیں انتقال کر جانا اور واصل باللہ ہو جانے سے انکے حالات اور مقامات میں کوئی فرق کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ دنیا ان کیلئے دار سخن اور اس جہان فانی سے ان کا انتقال ان کو واصل باللہ کرتا ہے۔ بحکم حدیث شریف الموت جسر یوصل المحیب الی المحیب۔ وہ ہر دو جہاں میں حیات طیبہ کے مالک ہوتے ہیں۔ ان کی وفات ان کے مدارج یا ان کے فیوضات پر کوئی اثر انداز نہیں ہوتی۔ صرف ظاہر جسمانی پوشیدگی ہوتی ہے ورنہ ان کے دلوں کا نور وسیع ان کے فیوضات ویسے کے ویسے ہی راہ گم گشتگان کیلئے تا ابد قائم ان کی زندگی اور زندگی کے کا رہا اس دنیا کے فہم و ادراک سے بالاتر ہوتے ہیں۔ اور ان برگزیدگان خدا کی باقی زندگی ہمارے شعور اور عقل سے بالاتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان مقبولان کو روز الست سے ہی اپنا مجتبیٰ بنایا ہوا ہے بحکم اللہ۔ اللہ یجبتنی من یشاء اس میں کسی کا اجارہ نہیں کسی کا اختیار نہیں محض اس ملک پر دوسرائے خالق ارض سماء کی عطا اور اس کا فضل و کرم ہے جسے وہ مقبول بنالے۔ وہی مقبول اور محبوب خدا مطاع دو جہاں اور تمام عالم اسکا مطیع اور اس کی نورانیت سے فیض یاب بلکہ اس کی بارگاہ عالی سے در یوزہ گراور خوش چین ہوتا ہے۔ اس پاک اور متبرک وجود کی نورانی زبان کے نورانی الفاظ باعث عطا نور دل اور تسکین خاطر ہوتے ہیں۔ اور اسکی نظر میں شفا اسکی

مصاحبت خدا کی مصاحبت - اسکی معیت خدا اور رسول کی مصاحبت اور معیت ہوتی ہے۔ وہ نمونہ خلق عظیم سرکار دو عالم علیہ السلام ہوتے ہیں۔ ایسے پاک اور متبرک وجود جو جہاں میں نورانیت پھیلا رہے ہیں۔ اور جن کو یہ مدارج یہ برگزیدگی مخزن برکات فیوضات کرامات و عنایات سیدالسادات اعلیٰ حضرت رفع منزلت عظیم البرکت امیر الملت والدین مجدد دوراں قیوم زمان سید نا و مرشد نا پیر پیران حیات سید جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی محدث علی پوری نور اللہ مرقدہ کی کرم نوازی بندہ پروری سے عطا ہوئی۔ ان بزرگواروں سے سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہ کے ایک نہایت ہی محبوب اور مقبول صاحب ارشاد و غلام جناب مولنا الحاج ڈاکٹر محمد اللہ دتا صاحب طالب کنجاہی کی دار فانی سے انتقال کر جانے کی جاں گزار اور ہوش ربا خبر آئی جس نے چند لمحوں کے لئے میری اوسان خطا کر کے دماغ کو معطل کر دیا سخت صدمہ ہوا کیونکہ ابھی ان کی بڑی ضرورت تھی۔ اور اپنی اس دار فانی سے انتقال فرمانے سے وہ ہزار ہا اپنے غلاموں اور عقیدت مندوں کو ظاہر ملاقات سے محروم کر گئے۔ جناب ڈاکٹر صاحب مرحوم کے سلسلہ ارادت اور عقیدت میں بے شمار مخلوق خدا۔ انگریزی خوان اعلیٰ ملازمین ریلوے۔ وکیل گریجویٹ اور زمیندار افراد داخل تھے۔ ڈاکٹر صاحب عابد کمال زاہد نہایت ہی متقی اور پرہیزگار تھے ان کا واعظ موثر پر نور جامع معقول و منقول ہوتا تھا۔ دنیا کی بے ثباتی ہر دم ان کی نظروں کے سامنے رہتی تھی اسپر کئی نظمیں ارشاد فرمائیں نعت گوئی ان کا خاصہ ہی ہوتی تھی مقام حضور انکو ہر دم حاصل تھا۔ خلق عظیم کے پر تو۔ سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہ کے قدم بقدم چلنے والے تبلیغ سنت حضور علیہ السلام تھے۔ خدا تعالیٰ ان کی قبر کو جنت کی کیاری بنائے اور ان پر بے حدود حساب رحمتیں نازل فرما کر جنت الفردوس میں سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہ کے قدموں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

آمین

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹیاں اور ایک بیٹا عطا فرمایا بچیوں کے نام آپ نے جگر گوشہ رسول خاتون جنت سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراءؑ کے نام نامی اسم گرامی کی نسبت سے رکھے کہ یہ نام پاک موجب برکات ہے۔ بڑی صاحبزادی صاحبہ کا نام کنیز فاطمہ منجھلی نور فاطمہ اور چھوٹی صاحبزادی صاحبہ کا عزیز فاطمہ رکھا آپ کے اکلوتے صاحبزادہ صاحب کا نام نور محمد تھا۔ بڑی صاحبزادی صاحبہ کنجاہ شریف کے رئیس اعظم سیٹھ رحیم بخش صاحب کے برخوردار خورد جناب سیٹھ سیف الملوک صاحب کی اہلیہ تھیں سیٹھ صاحب محکمہ مال میں ملازم تھے۔ جسے ان کی آزاد منش بیعت نے گوارا نہ کیا اور جلد ہی ملازمت کو خیر باد کہہ دیا۔ آپ نہایت پاکباز خوش خلق اور خوبصورت بزرگ تھے۔ آپ کی منجھلی صاحبزادی صاحبہ کا نکاح الحاج حضرت خواجہ کیپٹن محمد امین صاحب سے ہوا۔ جنہیں حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے وصال کے بعد آپ کی سجادہ نشینی کا اعزاز حاصل ہوا جناب محترمہ صاحبزادی صاحبہ جو کہ جناب صاحبزادہ ڈاکٹر محمد ضیاء اللہ روح الامین صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ کنجاہ شریف کی والدہ ماجدہ بھی ہیں اپنے عالی مرتبت والد گرامی اور شوہر نامدار کے وقت سے وابستگان سلسلہ عالیہ کی گرانقدر خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ آپ نیک سیرت اور خدا رسیدہ خاتون ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت عطاء فرمائے۔ محترمہ صاحبزادی صاحبہ کے خیالات تیر کا ملاحظہ فرمائیں :-

میرے محترم جناب والد صاحبؑ کے معمولات زندگی میں سے ایک خاص معمول یہ بھی تھا کہ اپنے پیرو مرشد پر اعتماد اور عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے ایک مثال دیا کرتے تھے۔ بالخصوص عورتوں کی محفل میں کیونکہ عورتیں اکثر توہمات کا شکار ہوتی ہیں۔ کوئی کچھ کہتی ہے کوئی کچھ کہ فلاں بزرگ فلاں پیر ایسے ہیں ایسے ہیں تو ان کے جواب میں انہیں فرماتے کہ جس طرح اللہ ایک ہے رسول اللہ ایک ہیں اور قرآن ایک ہے اسی طرح عورتوں کیلئے پیر و مرشد ایک ہی ہے یعنی ایک پیر صاحب



کے ہاتھ پر بیعت کر کے دوسرے کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیے قبلہ والد صاحب ایک بار نہیں بلکہ کئی بار اس مثال کا حوالہ دیا کرتے تھے۔ کہ جب ہیر نے رانجھے کیساتھ تعلق اور رابطہ قائم کیا تو وہ رانجھے کے نام کا ورد کیا کرتی تھی۔ ہیر کے گھروالے بہت پریشان ہو گئے کہ ہیر کو کیا ہو گیا ہے اس کا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا اسی دوران اس شہر میں ایک بزرگ کا گزر ہوا۔ تو ہیر کے والد صاحب نے ان سے کہا کہ ٹھہریں میری بیٹی کا دماغ خراب ہو گیا ہے اس کیلئے کچھ دعا کریں وہ بزرگ فرمانے لگے جاؤ اس کو میرے پاس لے آؤ جب وہ اپنی بیٹی کے پاس آیا اور کہا کہ چلو فلاں بزرگ آئے ہیں تو وہ (ہیر) کہنی لگی میں ہرگز نہیں جاؤنگی۔ کیونکہ جب سے میں نے رانجھے کو دیکھا ہے میری آنکھوں کیلئے دوسرے کو دیکھنا حرام ہو گیا ہے جب ہیر کے باپ نے یہ بات بزرگ صاحب کو بتائی وہ لرز کر گر پڑے اور بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو پھر پوچھا کہ کیا کہا آپ کی بیٹی نے تو سن کر پھر سکتے طاری ہو گیا۔ اسی طرح تین بار ہوا۔ پھر انہوں نے کہا یہ ہے عقیدت کا اظہار پیر صرف ایک ہی اپنانا چاہیے ایک ہی پیر پر اعتماد اور عقیدت ہوگی۔ تو دونوں جہاں سنور جائیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۲) والد صاحب کا معول تھا کہ گھر میں خمیری روٹی کھاتے تھے۔ اور ہم سب ایک ہی برتن میں سالن ڈال کر اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے اس لئے کہ مل کر کھانے میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ چھوٹی بچیاں کہتیں کہ ہم خمیری روٹی نہیں کھائیں گی۔ تو فرماتے کہ خمیری روٹی نہیں کھانی تو نہ کھاؤ ہم نے وہ کام کرنا ہے جو نبی کریم صلعم کی سنت کے مطابق ہے تو بچیاں خاموش ہو کر کھالتی تھیں۔ جن بچیوں نے اپنے نانا جی کی صحبت میں پرورش پائی ہے وہ آج بھی ان کے فرمان کے مطابق باوجود الگینڈ اور ڈنمارک میں رہتے ہوئے صوم و صلوات کی اس قدر پابند ہیں کہ کوئی وقت ان کا نانا فرمائی سے نہیں گزرتا۔ یہ ان کی صحبت اور پرورش کا اثر ہے کہ میں آج تک اپنے پیر و مرشد کے علاوہ کسی کے پاس نہیں گئی۔

(۳) جب کبھی عورتوں کی محفل ہوتی تو عورتیں سوال کرتیں کہ کیا ہم فلاں وظیفہ کیا

کریں آپؐ فرمایا کرتے کہ جو سبق آپکو اپنے پیرو مرشد سے ملے ہیں اگر ان پر پابندی سے عمل کیا جائے تو پھر کسی اور وظیفہ کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ جس انسان نے ہر سانس کے ساتھ اللہ اللہ کا ذکر جاری رکھا اسے مزید وظیفہ کرنے کی فرصت نہیں ملتی۔ نماز کی پابندی کے متعلق فرمایا کرتے کہ جان جائے تو جائے نماز نہ جائے جو ان کی اپنی مثال کا مصداق ہوا۔ اپنے پیرو مرشد کا دل میں تصور اور اپنی آنکھوں کے سامنے شکل رہتی ہو تو پھر دوسرے کا خیال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

(۴) شب کے آخری حصے میں تہجد پڑھنے کا حکم دیا ہے جو کہ ۱۲ نوافل ہیں۔ وقت کی کمی بیشی سے کم و بیش پڑھ سکتے ہیں۔

(۵) تہجد کے بعد تین تسبیح درود شریف ہزارہ پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے اگر رات کو وقت کم ہو۔ تو دن کو بھی پڑھ سکتی ہیں۔

(۶) مراقبہ۔ ہر نماز کے بعد وقت جتنا بھی بٹے بیٹھ کر زبان سے نہیں ہر سانس کے ساتھ بائیں طرف دل کی طرف منہ کر کے اللہ اللہ کا ذکر کیا کریں۔ یہ تھے ان کے اپنے پیرو مرشد کے بتائے ہوئے سبق جن پر انہوں نے تازندگی عمل کیا اور دوسروں کو بھی یہی تلقین کی۔

حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی صاحب کا عقد آپ کے اپنے ایک قابل احترام مقامی یار طریقت جناب فشی احمد دین صاحب کے فرزند ارجمند جناب محترم محمد شفیع صاحب سے ہوا بڑی صاحبزادی صاحبہ انتقال کر چکی ہیں باقی دونوں صاحبزادیاں اپنے بزرگ والد گرامی قدر کے اعلیٰ فضائل کا بہترین نمونہ ہیں۔

حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کے اکلوتے فرزند ارجمند صاحبزادہ نور محمد صاحب کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا۔ قارئین کرام نے اس سلسلہ میں کچھ مضمون میں حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کا ایڈیٹر ماہانہ انور الصوفیہ کے نام مصر سے لکھا ہوا ایک مکتوب ملاحظہ فرمایا ہو گا علاوہ ازیں آپ نے ”کون خوش نصیب ہے“ ایک پہلی لکھی ملاحظہ فرمائیں۔

## کون خوش نصیب ہے؟

یارتے دو قصبہء کنجاہ میں -  
 رہتے تھے ایک دوسرے کی چاہ میں  
 دونوں تھے شاہ<sup>۳</sup> علی پور کے غلام  
 طالب اولاد تھے دونوں مدام  
 دونوں کی خاطر دعا حضرت نے کی  
 دونوں کو اولاد بھی اللہ نے دی  
 فضلِ حق سے دونوں کے بیٹے ہوئے -  
 نام بھی دونوں کے حضرت نے رکھے  
 دونوں کا نور محمد نام تھا  
 ایک سا دونوں کا خوش اندام تھا -  
 ایک کب کا چل با قدرت کے کھیل  
 دوسرا زندہ رہا - قسمت کے کھیل  
 تھا یہ منظور خدا زندہ رہے -  
 یہ تھا منظور خدا وہ چل بے  
 جینے والے کا ہے والد مر گیا -  
 چھوڑ کر چھ بیٹے دنیا سے گیا  
 جینے والے کی ابھی زندہ ہے ماں  
 بیٹوں کی خاطر رہے وہ جاوداں  
 دونوں یار آپس میں پکے یار تھے  
 دونوں ہی باہم بڑے غم خوار تھے -



کچھ بتاؤ تو یہ دونوں کون تھے ؟  
 میں بتا دوں تم نہیں مگر جانتے  
 ایک تو شیخ کریم ان دو میں تھا  
 ڈاکٹر اللہ دتا ہے دوسرا  
 کون دونوں میں بھلا ہے خوش نصیب ؟  
 کچھ تو طالب کو بتا دو اے حبیب

## ارشادات عالیہ

۱ ☆ رہبر کامل کے خطوط کو بار بار پڑھنا چاہیے اگرچہ معمولی نوعیت کا ہو کیونکہ ان کا پڑھنا صحبت کا کام دیتا ہے۔

۲ ☆ خط سے آدمی ملاقات ہوتی ہے اس سے محروم نہیں رہنا چاہئے المکتوب نصف ملاقات

۳ ☆ وظائف مع تسبیحات و استغفار وغیرہ پابندی کے ساتھ ادا کرنا پریشانیوں اور مشکلات کا حل ہے۔

۴ ☆ پیر اور مرید کا تعلق بڑا نازک ہے۔ آدابِ طریقت سے پوری پوری واقفیت چاہئے۔

۵ ☆ روزہ میں جو اس کے اپنے ذاتی انوار و برکات ہیں۔ ان کے وجہ سے روزہ اہل ایمان سے نبھ جاتا ہے۔

☆ اخراجات خانگی کو اسلامی نیچ پر لانا سب سے بڑی عبادت ہے۔

۷ ☆ صبح کے وقت شجرہ شریف (مناجات سحرگاہی جو صف پر درج ہے) کے پڑھنے والا بہت خوش نصیب ہے۔

☆ جو تمہارے ساتھ برائی کرے تم اس کے ساتھ نیکی کرو تمہارا مخالف تم سے بدی کرتے نہیں ٹھکتا۔ تم اس کے ساتھ نیکی کرتے کیوں تھکتے ہو۔ ہر شخص اپنے کئے کی سزا پائے گا ہم اپنی نیت اور نیک عادت کیوں بدلیں اور سزا کی لپیٹ میں کیوں آئیں۔

☆ ۹ ہمیں رات کے آخری حصہ میں سر بسجود ہو کر گز گزاتے ہوئے توبہ استغفار کرنی چاہیے۔

☆ ۱۰ اہل دنیا یعنی لذات و شہوات و نبوی سے محبت رکھنے والے بہتر سے بہتر ملفوظات اور اچھے سے اچھے اولیائے کرام کی صحبتوں سے بھی فیض نہیں اٹھا سکتے۔ جب تک کہ کثرت صحبت اور عدم صحبت میں کثرت ذکر اذکار سے اللہ کی محبت بڑھ نہ جائے۔  
ہم خدا خواہی و ہسم دنیا ئے روں  
ایں خیال است و محال است و جنوں

☆ ۱۱ مذہبی کتابوں رسالوں پر خرچ کرنا تبلیغی اور خیراتی خرچ ہے کیونکہ یہ خرچ فی سبیل اللہ میں داخل ہے۔ نماز روزہ نفل و روایا و وظائف پڑھنا مل چلانا ہے۔ روپیہ پیسہ اسکی رہ میں و بنا بیچ ڈالنا ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اتفاق فی سبیل اللہ کی مثال یوں بیاں فرماتا ہے کہ ایک دانہ بیجو اس میں سے پائیں (ٹے) نکلیں گے ہر ایک بال میں ۱۰۰ دانہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو دگنا پھر اس سے دگنا کر دے شیخ سعدیؒ ایک حدیث پاک کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

بخیل از بود ز اہد بحد و بر  
بہشتی نباشد بحکم خیر

۱۲. کامل پیر کے بغیر مرید یا سالک کا کام دشوار ہے۔ پیر لایا ہونا چاہیے جو جذب و سلوک کی دولت سے بہرہ ور ہو۔ فنا و بقا کی سعادت نصیب ہو۔ اسکا کلام دوا اور اس کی نظر شفا ہے۔ مردہ دل اسکی توجہ سے زندہ ہوتے ہیں مرتعانی ہوئی جانیں اسکی نظر التفات سے تازہ ہوتی ہیں۔ اگر کسی طالب کو اس قسم کا کامل پیر مل جائے تو چاہئے

کہ اسکے وجود شریف کو غنیمت جانے اور اپنے آپ کو ہمہ تن اسکے حوالے کر دے اور اپنی سعادت اسکی رضامندی میں جانے۔

۱۳. شیخ کی حرکات و سکنات پر کسی قسم کا اعتراض نہ کرے اگرچہ وہ رائی کے دانہ کے برابر ہو۔ کیونکہ اعتراض سے ماسوائے مایوسی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ پیرو مرشد سے کرامت طلب نہ کرے۔

۱۴. ٹوپی خواہ کسی قسم ہو اس سے نماز ہو جاتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹوپی سے نماز پڑھنا ثابت ہے البتہ حضورؐ نے ٹوپی سے یا خالی پگڑی (بغیر ٹوپی) سے کبھی امامت نہیں فرماتے تھے۔

۱۵. استغفار کی تسبیحات کے بعد تین بار یہ دو رباعیات حضرت خواجہ خواجگان سید بہاؤ الدین نقشبند بخاریؒ کی تمبر کا خشوع و خضوع سے پڑھ لیا کریں کوئی بدخواہ کامیاب نہیں ہوگا۔

آمد	بردت	امیدوارے
کورہ	نبود	بجز تو یارے
مخت	زدہ	نیاز مندے
مجلت	زدہ	گنہگارے

وزگردہ	خویش	روسیا ہے -
وز	گفتہ	خویش شرمسارے
حاشاز	در	توباز گردو
نو	مید	چنیں امیدوارے

۱۶. خلقت سے نہ کسی کو راحت پہنچتی ہے اور نہ رنج کیونکہ ہر دو (دوست و دشمن) کے دل اللہ تعالیٰ کے تصرف اور قبضہ میں ہیں جدھر وہ چاہتا ہے۔ ان کو پھیر دیتا ہے۔ اسلئے ہمارے لئے بہترین طریق عمل یہی ہے۔ کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے

دروازہ پر بٹھے رہیں اور اسی پر کامل توکل رکھتے ہوئے اپنے ملک اور قوم کی خدمت کریں۔

۱۷- اسلام اور پاکستان کی خدمت میں خون کا آخری قطرہ تک بہادیں اور حرص و ہوا کے بندوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دینا چاہیے  
بزرگوں کی صحبت اور معیت میں رہنا خدا کے ساتھ بیٹھنے کا فائدہ دیتا ہے

جو کہ چاہے ہم نشینی خدا

چاہئے ہو ہم نشینِ اولیاء

۱۸- اگر کوئی علوم ظاہری حاصل کرے تو وہ علم بھی مرنے کی وقت کچھ دیکھیری نہ کریگا۔ اسکو اسوقت اسکے لوح دل سے محو کر دیا جائیگا۔ البتہ اگر اس نے حضور دوام و آگاہی حق کا ملکہ حاصل کر لیا ہوگا۔ تو یہ اسکو مرنے کی وقت دیکھیری کریگا۔ جوانی کو غنیمت جان کر کچھ دن ریاضت ایسی کرو کہ ملکہ حضور دوام حاصل ہو

۱۹- مقدس ہستیاں ( اولیاء اللہ ) کو دیکھنے سے ذکر کا فائدہ حاصل ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ **مَنْ الذِّیْنَ اِذَا رَوَّا ذَكَرَ اللّٰہِ۔**

۲۰- ہر چیز کا ایک معقلہ ( رنگ دور کرنے والا ) ہے۔ دلوں کا معقلہ ذکر اللہ ہے۔

ذکر اللہ جو ہمیشہ کیا جائے۔ وہ جہاد اور سونا چاندی صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

طالب جو یاد حق میں گذرتا ہے ایک سانس

بہتر ہزار سانس سے ہے سانس ایک ہی۔

۲۱- وہ ذکر جو شیخ کامل سے بعد از بیعت حاصل کیا ہو وہ اعمال مقربین میں سے ہے

اور وہ ذکر جو خود بغیر بیعت کے کیا جائے وہ اعمال ابرار سے ہے اور بلا سندی ہے۔

خدا کو حقیقت میں یاد کرنا یہ ہے کہ اسکے مقابلے میں جملہ اشیاء کو فراموش کر دے

اللہ کا ذکر بغیر کسی فرض کے خالصتاً لوجہ اللہ اخلاص سے کرے۔

الْعُلَمَاءُ وَرِثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَهُوَ عِلْمٌ جُؤَانِيَاءٍ عَلِيمِ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ سِ بَاقِي رِبَا هُوَ دُو قَسْمِ كَا هُوَ

ایک علم احکام دوسرا علم اسرار ( علم باطن ) وارث انبیاء دو عالم ہے۔ جس کو ان

دونوں علموں سے حصہ حاصل ہونہ کہ وہ شخص جسکو ایک ہی قسم کا علم نصیب ہو یہ وراثت کے منافی ہے

۷- اونچی آواز سے اللہ اللہ کہنے والوں کو منع فرماتے۔ کیونکہ بلند آواز سے اللہ اللہ کہنے میں ریا اور تصنع پائی جاتی ہے۔

۸- جب لاہور میں تشریف فرما ہوتے تو مجلس ذکر ایک ڈیڑھ بجے تک جی رہتی جب دوست اجازت لیکر جاتے تو آپ فرماتے کہ تہجد کے نوافل پڑھ کر سونا گرچہ چار ہی کیوں نہ ہوں۔

۲۵- آپ فرماتے وظائف اور تسبیح کرتے وقت خاموش اور توجہ سے کرنی چاہیے اس سے پورا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

۲۶- آپ فرمایا کرتے کہ کثرت سے اپنے گناہوں سے توبہ کیا کرو۔ چنانچہ ایک خادم نے عرض کی کہ حضور استغفار کی تسبیح صبح و شام کافی نہیں ارشاد ہوا کہ وہ صرف عبادت میں کوتاہی اور کمی کو پورا کرنے کیلئے ہے۔

۲۷- آپ فرمایا کرتے کہ ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں یہ اسباق انسان کی تکمیل اور نجات کیلئے کافی ہیں۔ مراقبہ کے متعلق فرماتے کہ اتنا ذکر کرنا چاہیے کہ کرتے کرتے غشی طاری ہو جائے یا نیند آجائے۔

۲۸- درود شریف کی تسبیح فرماتے وقت دو زانو قبلہ رخ بیٹھے اور کسی چیز سے سہارا نہ لگاتے۔  
۲۹- شیخ اپنے مریدوں سے نذرانہ صرف اس لئے قبول فرماتا ہے کہ مرید کے دل سے دنیا کی محبت اور حرص و ہوا کم ہو جائے۔

۳۰- اگر کوئی شخص آستانہ عالیہ حاضر ہوتا۔ تو جناب قبلہ ڈاکٹر صاحب خود اس شخص کے ہاتھ دھلاتے اور اسکے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے اپنے دست مبارک سے پیالوں میں چائے ڈالتے اگر کوئی خادم اپنی خدمات پیش کرتا۔ تو فرماتے کہ آپ فقیر کے مہمان ہیں جب آپکے گھر جائینگے تو خدمت کر لینا یہاں فقیر کا ہی حق ہے۔

۳۱- کئی ایسے لوگ (مومن) ہوتے ہیں جو حقیقت میں ولی ہوتے ہیں۔ لیکن بارگاہ الہی



کی طرف سے کسی حقیقت کے پیش نظر ان پر واضح نہیں کیا جاتا۔ جان کنی کے وقت ان کو ان کے درجات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

۳۲۔ اگر کوئی شخص سنت کا تارک ہو تو چاہے ہوا میں اڑ کر دکھائے بالکل خیال نہیں کر چاہیے کہ یہ شخص ولی یا بزرگ ہے بلکہ جادوگر ہے۔

۳۳۔ حضورؐ (ڈاکٹر صاحب) لوٹا پکڑ کر خود وضو فرماتے۔ کسی خادم کی خدمت قبول نہ فرماتے بلکہ فرمایا کرتے کہ وضو خود ہی کرنا چاہئے کیونکہ یہ بھی ایک عبادت ہے اور عبادت میں کسی شخص کی امداد کی ضرورت نہیں۔

۳۴۔ مزارات مقدسہ کی زیارت و حاضری بہت ہی مفید ہوتی ہے بشرطیکہ اپنے شیخ (پیر مرشد) نے اسکا حکم فرمایا ہو۔ زندگی میں مرید کیلئے پیر کی زیارت اور وصال کے بعد ان کی مرقد پاک کی زیارت ذریعہ فیض ہے مرید کو جو کچھ ملنا ہے اپنے شیخ کے طفیل اور انہی کی وساطت سے ملنا ہے۔

۳۵۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و سیرت کے لباس سے ظاہر و باطن کو ملبوس کریں۔ کیونکہ ہماری مسلمانی کا ثبوت اور ہمارے ایمان کا مظاہرہ اس کے بغیر صحیح ہے۔ جو چیز اجتناع سنت سے روکنے والی ہے اس سے دستبردار ہو جائیں ورنہ نام کی مسلمانی نہ ہمیں یہاں کام دے سکتی ہے اور نہ قیامت میں سود مند ہو سکتی ہے۔

۳۶۔ دنیا کے کاروبار ایک ذریعہ معاش ہیں اللہ تعالیٰ کے پاس کئی ذریعے ہیں جن کے ذریعے وہ رزق پہنچاتا ہے وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ہمیں اسباب کو خدا نہیں بنانا چاہیے۔ بلکہ سبب (مالک اسباب) کو اپنا خدا مان کر اسباب پر بھروسہ و اعتماد کرنے سے بے نیاز ہو جانا چاہئے

۳۷۔ جوں جوں ایک سالک یا مرید کو معیبت نام اور حضور دوام حاصل ہوتا جاتا ہے۔ قراری کم ہوتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے کہ وہ احساس بھی ہو جاتا ہے پھر آنا جانا عادتاً و ادباً رہ جاتا ہے۔ مستفیض تو وہ گھر بیٹھے ہی ہو سکتا ہے

یہی وجہ ہے کہ وصال پیر کے بعد بھی بلند نسبت رکھنے والا مہربان فیض حاصل کرتا اور منازل طے کرتا رہتا ہے۔

۳۸۔ آپؐ وضو بناتے وقت سورۃ اِنَّا اَنْزَلْنٰہَا کی تلاوت فرماتے اور بعض دفعہ کھڑے ہو کر وضو کا باقی پانی نوش فرماتے۔

۳۹۔ آپؐ ہمیشہ با وضو رہتے اور یاروں کو بھی با وضو رہنے کی تلقین فرماتے سوتے وقت تازہ وضو بناتے اور سر پر ٹوپی پہن کر سوتے۔

۴۰۔ عموماً " نماز فجر کی پہلی رکعت میں سورۃ والفتحی دوسری میں سورت الم نصح کی تلاوت فرماتے۔ مغرب کی پہلی رکعت میں سورۃ لیل اور دوسرے میں لایلیٰ کی تلاوت بھی اکثر فرماتے۔

۴۱۔ یاروں کو جموں کشمیر کے مسلمانوں کے لئے تہجد کے نفلوں میں دعا کے لئے تلقین کرتے اور خود بھی ان الفاظ میں دعا فرماتے۔

" الہی مسلمانان عالم دی خیر۔ جموں کشمیر اور گلگت سارے دا سارا علاقہ پاکستان وچ شامل فرما کے اسنو مضبوط تر بنا دے "

۴۲۔ نماز ادا کرنے کے بعد سو جانے کی تلقین فرماتے عموماً فرمایا کرتے کہ سوتے وقت ذکر الہی کرنا چاہیے اسی طرح جب ذکر الہی کرتا انسان سو جاتا ہے تو اسکی تمام رات عبادت میں شمار ہوتی ہے۔

۴۳۔ آپؐ فرمایا کرتے کہ نیند مراقبہ کی برکت سے اور اللہ پاک کے فضل و کرم سے پوری ہو جاتی ہے۔

۴۴۔ پیر کامل کی یاد کبھی خالی نہیں آتی ہمیشہ ذکر ساتھ لاتی ہے یعنی جب پیر کی یاد آئے دل میں خود بخود ذکر شروع ہو جاتا ہے۔

۴۵۔ اعلیٰ حضرت امیر ملت سرکار علی پوری کی اتباع میں عشا کے تین وتر اور دو نفل تہجد کے نفلوں کے ساتھ ادا فرماتے۔

۴۶ آپ ہمیشہ نماز اور نوافل کھڑے ہو کر ادا فرماتے اور دعاء میں یہ پڑھا کرتے  
 اللَّهُمَّ كَيْسَرَ أَمْوَالِنَا - اللَّهُمَّ طَاهِرَ قُلُوبِنَا اللَّهُمَّ افْتَحْ لَنَا أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ بِالْخَيْرِ  
 ۴۷ آخری جلسہ کنجاہ شریف کے موقع پر آپ نے مسجد میں فرمایا کہ مسجد کے دو نفل پڑھ  
 لیا کرو پھر مسجد میں قیام و طعام جائز ہو جاتا ہے۔  
 ۴۸ آپ فرماتے کہ ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندی میں بڑے سے بڑا چلہ یہ ہے کہ مرید اپنے  
 شیخ کی بارگاہ میں زیادہ سے زیادہ حاضری دے اور یہ شعر پڑھا کرتے

بر در پیر برد ہر صبح شام  
 تا ترا حاصل شود مقصد تمام  
 نمازیں گر قضا ہوں پھر ادا ہوں  
 نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

۴۵ ہنجانہ نماز کے متعلق فرماتے جان جائے تو جائے نماز نہ جائے۔  
 تہجد کے نفلوں کی تلقین فرماتے وقت یہ حدیث شریف ارشاد فرماتے  
 هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ هُوَ كَوْنِي مَعَانِي جَانِبِي وَاللَّهِ كَوْنِي مَانِي وَاللَّهِ  
 ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں  
 راہ دکھلائیں کسے کوئی راہ روئے منزل نہیں۔  
 ۵۰ ذکر کے متعلق یاروں کو تلقین کرتے وقت یہ شعر ارشاد فرمایا کرتے  
 غفلت میں نہ گزار تو اب سانس ایک بھی  
 شاہد یہی ہو سانس تیرا سانس آخری  
 دم دم دیو سج یاد کریں دم خالی مول نہ جاوے  
 جو دم غافل سو دم کافر ہادی، اے فرماوے  
 طالب یاد الہی جیٹھی ہوور نعمت بے کائی  
 یاد الہی دے۔ وچ رہتا ہر دم میرے بھائی



۵۱ - دوستوں سے فرماتے - بتائے گئے اسباق کو خوب یاد کرو اور لطف اٹھاؤ فقیر کیلئے  
یہی صدقہ جاریہ ہوگا اور یہی خدمت ہوگی -

۵۲ شلغم گاجر کدو آپ کو بہت مرغوب تھا -

۵۳ آپ دوستوں کو ہر نماز کے بعد تین بار دعائے حدیث پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ

الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ غَلَبَةِ الدِّينِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ

۵۴ مرید کا مقصد اپنے مرشد ہی سے حاصل ہوگا - اگر دوسری طرف توجہ کرے گا

تو فیض و برکت سے محروم رہے گا - آجکل یہی سبب ہے کہ عوام الناس فیض سے

محروم رہتے ہیں - جس فقیر کو دیکھا چار روز کے واسطے اسکے پیچھے لگ گئے -

۵۵ مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اس کی طرف متوجہ رہنا چاہے یہاں تک کہ سوائے

فرض و سنن کے نماز نفل یا کوئی اور وظیفہ بغیر اسکی اجازت کے نہ پڑھے کیونکہ پیر کی

صحبت و رورو و وظائف پر مقدم ہے

اک گھڑی صحبت ولی اللہ کی طاعت سو سال سے بھی ہے بھلی

۵۶ جس طرح مومن کیلئے فرض ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی آوروہ کتابوں اور

ادبیاں پر ایمان لائے اور عمل فقط اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام اور آپ کی شریعت پر

کرے اس طرح ایک مرید صادق کو چاہیے کہ وہ تمام دیگر مشائخ اور انکے اسباق و

وظائف پر اعتقاد رکھے کہ وہ حق ہیں سبکدوش عمل اپنے شیخ کے فرمودہ و وظائف پر ہی

کرے -

۵۷ سالک اگر طلب راہ حق میں کامیابی چاہتا ہے تو وہ شیخ کامل کی تلاش کرے اور اپنے

پختگی عقیدت اور صدقہ داراوت کا اسکو یقین دلاوے - اور جب اسکی خدمت میں حاضر

ہو تو مجلس میں کسی دوسرے سے اس سے پہلے مخاطب نہ ہو اور جب تک شیخ کی

خدمت میں بیٹھا رہے - اپنے توجہ اسکی طرف مرکوز رکھے جب وہاں سے فارغ ہو تو

پھر دوسروں سے علیک سلیک کرے اور آخر پر اپنے شیخ سے مل کر رخصت ہو

۵۸ جو لوگ اہل اللہ (بزرگان دین) پر بہتیاں اڑاتے ہیں اور اداب کا لحاظ نہیں رکھتے وہ ان کے فیوضات سے ہی محروم نہیں رہتے بلکہ اکثر عذاب الہی میں بھی مبتلا ہو جاتے ہیں اگرچہ اس حقیقت کو سمجھیں یا نہ سمجھیں

۵۹ علما اور مشائخ کیلئے ضروری ہے کہ عوام کو برائی سے روکیں اور نیکی کی ترغیب دیں جو مشائخ احکام شریعت کے مطابق خود بھی عمل نہیں کرتے اور اپنے مریدوں کو اس پر چلنے کا حکم نہیں دیتے وہ دونوں گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں ایسے پیر کہلانے کے مستحق نہیں اگر غلطی سے کسی ایسے پیر سے بیعت ہو گیا۔ جس کا عمل خلاف شرع ہے تو اسکو چھوڑ کر کسی با شرع رہبر کامل سے بیعت کرے اور مرید ہونے کی اصل غرض و غایت بھی یہی ہے کہ بزرگان دین کی معیت میں راہ حق پر چل کر قرب حق حاصل کیا جائے۔

۶۰ ختم خواجگان اور حلقہ ذکر ہفتہ وار پڑھنا چاہئے اگر کوئی دوسرا دوست اسکی دعوت دے تو اسکو بھی موقعہ دینا چاہئے ۶



## عارف کامل خواجہ محمد امین عاصی کنجاہیؒ

سر زمین پنجاب جنت نشان جہاں گھبرو جیالوں اور بانگے نوجوانوں کا مسکن ہے۔ وہاں یہ اللہ والوں کی بھی پاک دھرتی ہے اس مہک بھری دھرتی پر بے شمار اولیاء کرام 'صوفیائے عظام اور مشائخ حضرات نے جنم لیا اور اپنے اپنے زمانے میں نورانی چراغ جلا کر یہاں کے گھپ اندھیروں کو چاک کیا۔ طاغوتی اور باطل قوتوں کو توڑا اور فطری دین اسلام کا بول بالا کیا۔ اپنی زندگیاں درس و تدریس میں وقف کر دیں شہر لاہور ہی کو لیجئے جب حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش تشریف لائے تو یہاں آپ نے باطل نقوش مٹا کر توحید کے ابدی نقوش کندہ کرائے باطل رسوم کو توڑا اور اسلام کی صاف ستھری رسموں کی داغ بیل ڈالی۔ ظلم و بربریت کو ختم کر کے بھائی چارے اور امن کا پیغام دیا۔

اسی طرح جناب میاں میر صاحبؒ شہر قہر شریف میں آفتاب ولایت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ نے پیار و محبت اور اخوت و بھائی چارے کی تعلیم دی ہدایت کے موتی لٹائے۔ گولڑہ شریف کے سید پیر مر علی شاہ صاحبؒ نے اپنی علمی بصیرت سے سیاہ دلوں کو منور کیا۔ چورہ شریف میں حضرت بابا جی نور محمد صاحب چوراہیؒ نے اپنے وقت میں اسلام کی بھرپور تبلیغ اور طاغوتی قوتوں کے خلاف جہاد کیا جاہل مسلمانوں کو گمراہی کے دلدل سے نکالا۔ ان بزرگوں نے تبلیغ پر کمر بستہ رہ کر دنیا کے آرام اور آسائش ترک کر دیئے۔ انگریزی دور میں جب کہ ہر طرف ظلم و ستم کا دور دورہ تھا مظلوم مسلمانوں کو تنگ اور مجبور کیا جاتا تھا اور شدھی سنگٹن جیسی مسلم کش تحریکیں چل رہی تھیں۔ تو اس گئے گزرے دور میں سرکار امیر ملت کے صاحبزادگان اور آپ کے خلفائے کبار نے ایثار و قربانی کے جذبے سے سرشار ہو کر وہ بھرپور کارنامے انجام دیئے۔ کہ اسلامی تاریخ میں سنہری لفظوں سے لکھنے کے قابل ہیں

اسلامی تاریخ اپنے ان فدائیوں پر ہمیشہ ناز کرتی رہے گی۔ اسی پاک دھرتی علی پور سیداں پر نقشبندی مسلک کا ایک تنا آور سایہ دار درخت نمودار ہوا۔ جسے علی پور سیداں کی پاک دھرتی پر اعلیٰ حضرت امیر ملت الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوریؒ نے اپنے ہاتھ مبارک سے لگایا تھا۔ اور شب و روز اس کی آبیاری کر کے اسے بڑھنے اور پھلنے پھولنے کا موقع مہیا کیا۔ آج اس درخت کی شاخیں نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ چکی ہیں۔ اسی درخت کی ایک سرسبز شاخ حضرت شیخ محمد اللہ داتا صاحب طالب کنجاہیؒ کی شخصیت ہے جنہوں نے اپنی ساری زندگی زہد و عبادت میں گزاری اور اپنے شب و روز خدمت خلق اور دین کی تبلیغ کے لئے وقف کر دیئے تھے۔ اس بلند پایہ ہستی کے خلفاء میں سے جناب حضرت باباجی فیروز خاں صاحب فیروز آبادی اور جناب کیپٹن الحاج خواجہ محمد امین صاحب عاصی کنجاہیؒ نے بڑا بلند مقام پایا۔

عالی جناب الحاج صاحبزادہ کیپٹن خواجہ محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والا صفات کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ بفضل تعالیٰ اسم باسمنی تھے۔ ایسی بزرگ ہستیوں کے دم قدم سے ہی یہ دنیا بقعہ نور ہے ان کا وجود بابرکت نشستان حق کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے سچ تو یہ ہے کہ آپ کے اسوہ عالی اور صورت و سیرت کی ایک جھلک دیکھتے ہی اس حقیقت کا برملا اعتراف ہوتا تھا کہ آپ گویا نقش طالب ہیں اور علامہ اقبال کے مطابق۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان  
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

کتاب و سنت کی ترویج اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت میں آپ ہمہ وقت مستعد و منہمک رہتے تھے تبلیغ اسلام کی خاطر جہاں کہیں تشریف لے جاتے وہاں خلاف اسلام و خلاف شرع رسوم کی بیخ کنی فرما کر عوام الناس کو قرآن و سنت سے راہنمائی حاصل کرنے کی تلقین فرماتے سیدھی ستمی اور مختصر بات کہنے کے عادی تھے

آپ کی گفتگو دلوں کو موہ لیتی تھی جو شخص آپ کی خدمت میں صدق دل سے حاضر ہوتا اس کی دنیا بدل جاتی اور آپ ہی کا گرویدہ ہو کر رہ جاتا دراصل ذکر و فکر اور یاد الہی سے ان اللہ والوں کے قلوب اتنے منور ہو جاتے ہیں کہ روح شریعت ان کے قلوب میں منعکس ہو جاتی ہے نیز شریعت و طریقت کے حسین امتزاج سے ان کی زندگی ایسا مینارِ نور بن جاتی ہے کہ ہزاروں لاکھوں نشنہ کام افراد اپنی روحانیت کی اجڑی بستی بسانے کے لئے ان کے فیوض سے بہرور ہوتے ہیں یہی وہ مقدس ہستیاں ہیں کہ مرجعِ خلاق ہونے کے باوجود ان کی طبیعت میں کبھی غرور و تکبر کا شائبہ تک پیدا نہیں ہوتا مخلوق خدا سے انتہائی شفقت و محبت سے پیش آنا ان کا معمول ہے مصائب و آلام اور حوادث روزگار سے دکھی مخلوق جب ان کی خدمت میں حاضر ہوتی ہے تو ان کی شفقت غم خواری محبت اور پر خلوص دعاؤں سے بے چین دل اطمینان پاتے ہیں دراصل یہ صلحائے عظام کا وہ گروہ ہے جنہوں نے اپنی پوری زندگی اشاعت و تبلیغ دین حقہ کے لئے وقف کی ہوئی ہے تاکہ مخلوق خدا ان کے فیوض و برکات کے باعث کفر سے ایمان گناہ سے عبادت اور نفسانیت سے روحانیت کی طرف آتی رہے۔

**آئم گرامی** آپ کا اسم گرامی محمد آئین ہے۔ اور آپ کی تاریخ پیدائش ۲ مئی ۱۹۱۹ء بمطابق ۱۳ شعبان المعظم ۱۳۳۷ھ ہے گویا آپ کی ولادت شبِ برات کی برکتوں بھری رات میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام سیٹھ سیف الملوک ہے آپ کا خاندان صاحب ثروت اور شرافت میں بڑا مشہور ہے اردگرد کے دیہات میں رہنے والوں نے آپ کی ولادت پر سیٹھ سیف الملوک کو مبارک باد پیش کی کنجاہ کے باسیوں نے اس نومولود کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیں آپ نے اس چھوٹے سے تاریخی گاؤں میں بچپن گزارا۔

**تعلیم** آپ نے جب ہوش سنبھالی تو اسلامیہ ہائی سکول کنجاہ میں تعلیم حاصل کرنے کے اور میٹرک تک یہیں پڑھتے رہے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کرتے رہے آپ

چین سے ہی بڑے راست باز اور خاموش طبع تھے آپ نے عہد انگریز میں مسلمانوں پر ظلم و ستم ہوتے دیکھا آپ اپنے مسلمان بھائیوں کی گردنوں میں انگریز کی غلامی کا طوق دیکھتے تو آپ کا خون کھول جاتا اور آپ پر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی۔ ان دنوں آپ نے علامہ اقبالؒ کا چرچا سنا اور قائد اعظمؒ محمد علی جناح کو مسلمانوں کو آزاد کرانے کے لئے دن رات سعی کرتے دیکھا۔

**ملازمت میٹرک سے فارغ ہوئے تو ڈاکٹر جناب الحاج شیخ محمد اللہ دہ صاحب طالب کے** کہنے پر آپ ۱۹۳۶ء کو فوج میں بھرتی ہو گئے آپ فوج کے شعبہ EME میں بھرتی ہو کر ترقی کرتے کرتے پکتان کے عہدے پر پہنچے آپ کی جوانی جہاد کے جذبے سے سرشار تھی آپ نے بھارت کے خلاف اپنے ملک پاکستان کی طرف سے جنگ آزادی کشمیر ۱۹۴۸ء اور ۱۹۶۵ء میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ کو ۱۹۶۵ء کی جنگ میں اپنے

جوہر دکھانے کا موقع ملا مشہور زمانہ رانی توپ بھی اسی کور سے وابستہ تھی دوسری جنگ عظیم میں آپ مصر میں تعینات تھے مصر سے آپ کا تبادلہ لیبیا ہو گیا۔ وہاں جنگ کے دوران آپ دشمن کی قید میں پہلے اٹلی پھر اسٹریا، جرمنی اور آخر میں فرانس پہنچا دیئے گئے وہاں سے آپ نے ESCAPE کیا اور سوئٹزرلینڈ تشریف لے گئے اس جگہ آپ کا قیام آٹھ ماہ رہا۔ جب آپ کو مختلف ممالک میں جانے کا اتفاق ہوا تو آپ کے تجربات و مشاہدات میں پختگی آتی گئی۔ اور جہاد کا جذبہ دن رات بڑھتا گیا ان دنوں مصر شہر کو اچھی طرح دیکھنے کا موقع ملا آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس شہر میں تاریخی کھنڈرات بھی دیکھے آپ نے دریائے نیل کے کنارے بیٹھ کر وضو کیا اور حضرت عمرؓ کا خط بنام دریائے نیل کا مضمون ذہن میں لا کر بے خود ہوئے۔

دوران ملازمت آپ کوئٹہ حیدر آباد سندھ راولپنڈی لاہور اور مانسہرہ کراچی میں تعینات رہے جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ ۱۹۵۴ء میں بذریعہ بس زیارت حرمین الشریفین تشریف لے گئے تو واپسی پر کوئٹہ میں آپ کے پاس کچھ

عرصہ قیام فرمایا۔ آپ اپنے کام کے دھنی اور بہترین انجینئر تھے۔ آپ کے بارے میں ایک انگریز آفیسر کے ریمارکس ملاحظہ ہوں۔

NO NEED TO SEND HIM IN ENGLAND DISTING  
UISHED IN ALL RESPECTS. NO ONE CAN TEACH HIM  
IN ENGLAND.

بڑے ہی ذمہ دار اور لائق انجینئر تھے آپ کا نشانہ کبھی خطا نہ جاتا تھا آپ کی جوانی بے داغ تھی آپ کی راتیں زہد و عبادت میں گزرتی تھیں آپ کا معمول تھا کہ رات کے پچھلے پہر غسل کر کے خوشبو لگاتے اور نماز تہجد ادا کرتے تلاوت قرآن پاک کے بعد نماز فجر ادا کر کے ناشتہ کرتے اور ڈیوٹی پر حاضر ہو جاتے ہر نماز وقت پر ادا کرتے اور وضو کے وقت مسواک کا استعمال کرتے آپ کی صحت قابل رشک تھی۔ آپ کڑیل جوان تھے چوڑا چکلا سینہ سرخ سپید رنگ اور بھرا بھرا جسم آواز میں ایک گرج تھی چہرے پر ایک عجیب کیفیت رقصان رہتی جوانی کے دنوں میں آپ کبڈی کے کھیل میں حصہ لیتے تھے جب چھٹی پر گھر آتے تو ایک ایک دوست احباب کو مل کر ان کی خیریت دریافت کرتے جب فراغت پاتے تو اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر شکار کھیلنے کے لئے نالہ بھمبر کے اس پار تک چلے جاتے جب انہیں انگریزی دور میں فوج کی ملازمت کے سلسلہ میں انڈیا کے مختلف شہروں میں جانا پڑا تو بمبئی۔ پونا احمد نگر کھنڈالہ ہلز اور کھسارا ہلز جانے کا بھی موقع ملا یہاں گھنے جنگلوں میں آپ نے درندوں کا شکار کھیلا خوشخوار جانوروں اور شیر کا شکار بغیر مچان کے کیا آپ نے بھارت کے حسین علاقوں اور گھنے جنگلات کی دل بھر کر سیر کی۔

## خانہ آبادی

یوں تو قبلہ ڈاکٹر محمد اللہ دتہ طالب صاحب کی نظر عنایت ان کے اوپر بچپن سے ہی تھی مگر ملازمت کے دوران ان کے ساتھ ایک خاص قلبی لگاؤ رہنے لگا آپ کے ساتھ خط و کتابت جاری رہتی اور اس طرح آپ کے ساتھ ان کی والہانہ محبت بڑھتی

مئی ۱۹۳۶ء میں جب تعطیلات گزارنے کنجاہ آئے تو سیٹھ سیف الملوک نے ان کو قبلہ  
جناب ڈاکٹر الحاج شیخ محمد اللہ دتہ صاحب طالبؒ کے حضور پیش کر کے کہا کہ محمد امین  
کو ہمیشہ کے لئے اپنا بنا لو۔

چنانچہ آپ کی عمر ۲۷ برس کی تھی کہ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کی منجھلی صاحبزادی  
صاحبہ سے سلسلہ ازدواج میں منسلک ہوئے چونکہ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کے اکلوتے  
فرزند ارجمند جناب صاحبزادہ نور محمد صاحب صغریٰ میں وفات پا چکے تھے اس لئے  
حضور نے آپ کو اپنی امیدوں اور تمناؤں کا محور بنا لیا اور اکثر آپ کی خصوصی باطنی  
فیوضات سے نوازتے رہتے تھے ہمارے سلسلہ عالیہ کے عظیم روحانی پیشوا حضور قبلہ  
ڈاکٹر صاحبؒ کے خلیفہ اول حضرت جناب بابا جی فیروز خان صاحب فیروز آبادی جناب  
کیپٹن صاحب کو ایک کونہ میں لے گئے اور کہا کہ محمد امین میں بھی نہیں ہونگا اور  
ڈاکٹر صاحب بھی نہیں ہونگے یہ باغ باغیچہ اور پھول پھلواڑی سب آپ کی ہے۔ اگر  
آپ نے اس کی آبیاری کی تو آپ اس کے امین اور ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے۔  
ولی راوی می شناسد یہ رمز کی باتیں تھیں بہر حال بعد میں آنے والے وقت نے  
اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ وہ باغ باغیچہ جس کی آبیاری حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ  
اپنے خصوصی باطنی فیوضات اور روحانی توجہ سے سالہا سال فرماتے رہے آپ اس  
کے حقیقی امین ثابت ہوئے نیز اس گلشن طالب کو مزید ہزار ہا گلہائے طریقت سے  
آراستہ فرمایا آپ نے اپنے والدین کی اعلیٰ رہائش گاہ کو خیر باد کہہ کر حضور قبلہ ڈاکٹر  
صاحبؒ کی بارگاہ میں ہمیشہ کے لئے سکونت اختیار کر لی۔ دوران ملازمت رخصت پر  
آتے تو پہروں حضور کی خدمت میں صرف ہوتے اکثر و بیشتر مسائل طریقت پر گفتگو  
ہوتی اور جناب ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں آنے والے احباب و یاران طریقت سے  
ہونے والی گفتگو سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی تواضع پر بھی مامور رہتے

بیعت

دل کی دنیا بھی نرالی ہے خیال نہ آئے تو ماہ و سال گزر جائیں مگر سوز و گداز پیدا



ہو تو انسان سراپا اضطراب بن جاتا ہے دل کسی کی یاد میں مضطر اور نگاہیں بیقرار رہتی ہیں عاشق صادق کے دل میں فقط ایک تمنا ہوتی ہے کہ اپنے محبوب و مطلوب کی ایک جھلک دیکھ لے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے دل عشق حقیقی کی لذت سے آشنا ہیں۔ آٹھ سال کے اس عرصہ میں آپ کے دل کی دنیا بدل چکی تھی گویا زمین پہلے ہی ہموار تھی۔ ۱۹۵۳ء کے موسم بہار کے ایک روز آستانہ عالیہ کے صحن میں مصلدہ بچھایا اور اس پر موڈب ہو کر بیٹھ گئے دل اور نگاہ تو پہلے بک چکے تھے اب ہاتھوں کو بھی بیعت کے لئے بڑھا دیا حضور قبلہ عالم نے ہاتھوں کو تھام لیا مسکرائے اسباق تلقین فرمائے اور معمول کے مطابق دعا فرمائی اب آپ داماد ہونے کے علاوہ مریدی کے دوہرے رشتہ میں بھی منسلک ہو چکے تھے۔

## سنت کے مطابق ڈاڑھی

ایک دفعہ دوران ملازمت رخصت پر گھر آئے ہوئے تھے اور افراد خانہ سب اکٹھے کھانا کھا رہے تھے کھانے سے فراغت کے بعد حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا محمد امین سنت ڈاڑھی تو یہ ہے کہ جدھر سے بھی پیمائش کی جائے ایک مشیت ہو لیکن آپ ابھی فوجی افسری میں ڈاڑھی ترشوا رہے ہیں اس روز کے بعد آپ نے سنت نبوی کے عین مطابق ڈاڑھی رکھ لی۔

## خلافت

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کی صحت آخری ایام میں انتہائی کمزور تھی مگر یارانِ ملتان ڈویژن کے مسلسل اصرار پر وہاں تشریف لے گئے بیس بائیس روز کے عرصہ میں سینکڑوں بندگانِ خدا کو راہِ راست پر لانے کے بعد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں منسلک فرمایا اور ۱۱ شعبان المعظم بروز پیر بمطابق ۳ مارچ ۱۹۵۸ء کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملے چونکہ رمضان المبارک کی آمد تھی لہذا حضور کے چہلم کی تاریخ عید الفطر کے بعد ۲۳ اپریل ۱۹۵۸ء مقرر کی گئی چہلم کے موقع

پر وطن عزیز کے کونہ کونہ سے یارانِ طریقت و دیگر علمائے کرام و بزرگانِ عظام جمع تھے اس عظیم اجتماع میں اعلیٰ حضرت سراج الملت الحاج صاحبزادہ پیر حافظ سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ علی پور شریف نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے اپنے دست مبارک سے الحاج صاحبزادہ کیپٹن خواجہ محمد امین صاحب کے سرپرستار خلافت پسنائی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ طابیہ کی آبیاری کے لئے مسند ارشاد پر بٹھا کر وابستگان آستانہ عالیہ کینجاہ شریف پر احسان عظیم فرمایا۔

## سیرت و کردار

آپ میں حسن سیرت خلق حسن معاملہ خدمت خلق زہد و قناعت اور مہمان نوازی کا عنصر بدرجہ اتم موجود تھا ہزاروں معتقدین ہونے کے باوجود ہر فرد سے خواہ امیر ہو یا غریب آپ بلا امتیاز سب سے یکساں محبت کرتے تھے علمائے کرام و مشائخ عظام کی انتہائی عزت کرتے تھے طبیعت میں سادگی اس قدر کہ بازار سے سودا وغیرہ خود خریدتے تھے۔

## مہمان نوازی

آپ مہمانوں کی خاطر تواضع کا بڑا اہتمام فرماتے دوستوں کو دیکھ کر بڑے لطف و کرم کا اظہار فرماتے ان کی آسائش کا خاص خیال رکھتے اور مناسب مشورہ سے نوازنے کے بعد خصوصی دعا فرماتے اور ان کی خوشی اور غم میں برابر کے شریک ہوتے آپ نے کسی سے ادھار نہ لیا آپ فضول خرچی سے منع فرماتے مگر جہاں ضروری ہوتا دل کھول کر خرچ کرتے۔

## تبلیغ

حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کی رحلت کے بعد عرصہ بیس برس تک تبلیغ اسلام اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ کی اشاعت میں آپ اہم اور گراں قدر خدمات سرانجام دیتے رہے شروع شروع میں چونکہ ابھی آپ فوجی ملازمت میں تھے اس لئے وقت کی

کی کے باعث دوستوں کو آپ کی ظاہری محبت کے کم مواقع میسر رہے۔ البتہ ۱۹۶۶ء سے ملازمت میں کمیشن کے عہدہ سے ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے اپنی تمام تر توجہ تبلیغ پر مرکوز فرمائی ان تمام علاقوں کا جہاں جہاں یاران طریقت اور وابستگان آستانہ عالیہ رہائش پذیر تھے مدورہ فرمایا۔ راولپنڈی وزیر آباد سیالکوٹ گوجرانوالہ 'لاہور' خانیوال 'ملتان' لودھراں بلند پور میلی ماہنی سیال گاہی ممبر دنیا پور کہروڑ پکا 'سرگودھا رنگ پور بھگور نور پور تھل کلور کوٹ اور دیگر بہت سے مقامات جہاں یاران طریقت کی وابستگی قیام پاکستان سے بھی پہلے کی ہے دوستوں نے آپ سے رابطہ پیدا کیا کیونکہ ملازمت کے باعث ہر جگہ کے یاروں سے آپ کا نامانوس ہونا قدرتی بات تھی لہذا آپ کے تبلیغی دوروں کی بدولت دوستوں سے رابطہ کو مزید تقویت ملی آپ کی صحبت و مجالس میں بیٹھنے سے یوں محسوس ہوتا کہ گویا جناب قبلہ ڈاکٹر صاحب "خود بنفس بنفس" مجلس میں تشریف فرما ہیں آپ نے ان علاقوں میں ہفتہ وار حلقہ ہائے ذکر مقرر کر کے ختم خواجگان کے بعد دینی مسائل بیان کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کچھ سرکردہ ہندو لیڈروں نے قیام پاکستان سے قبل برصغیر میں شدھی اور سنگٹن جیسی مسلم کش تحریکیں چلا رکھی تھیں اور برملا کہتے تھے کہ ترکی اور عرب کا خواب دیکھنے والوں کے لئے بھارت میں کوئی جگہ نہیں ان تحریکوں کا مرکز راجپوتانہ اور یوپی کے وہ اضلاع تھے جہاں معاشی طور پر غریب اور کمزور مسلمان بستے تھے مسلمانوں کو مرتد و برگشتہ کر کے ہندو ازم میں ضم کرنے کا نام شدھی تھا اعلیٰ حضرت امیر ملت الحاج حافظ پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری نے اس فتنہ کے قلع قمع کے لئے ملکی سطح پر اقدامات کئے یاران طریقت کو خصوصاً اور مسلمانان ہند کو عموماً اس فتنہ کا نوٹس لینے کا پیغام دیا اعلیٰ حضرت امیر ملت سرکار علی پوری نے قبلہ حضور ڈاکٹر صاحب کو فرمایا کہ راجپوتانہ کے زیادہ تر لوگ فوج میں آپ کے ساتھ رہ چکے ہیں اس لئے آپ اس علاقہ پر خصوصی توجہ دیں اپنے شیخ کامل کی تعمیل ارشاد میں دن رات ایک کر کے وہ کام کیا کہ آپ کے مساعی جمیلہ کی بدولت نہ صرف برگشتہ

مسلمانوں کو دوبارہ دولت اسلام نصیب ہوئی بلکہ ہندو آریوں کی فریب کاریوں سے آگاہی پا کر بے شمار غیر مسلم بھی مشرف بہ اسلام ہوئے لہذا شدمی کی تحریک کے کامیاب خاتمہ کے بعد بھی حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے اس علاقہ میں اپنی تبلیغی توجہ مرکوز رکھی قیام پاکستان کے بعد یہ تمام یار ملتان ڈویژن میں آباد ہوئے۔

حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کی رحلت اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی ملازمت کے باعث ان دوستوں سے کچھ عرصہ رابطہ کم رہا اس دوران اس علاقہ میں کچھ موقع پرست جاہل اور جعلی پیروں کا آنا جانا بڑھ گیا راجپوت چونکہ اپنی دھن کے پکے اور صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہوتے ہیں اور پھر شیخ کامل کا تصرف تھا کہ اس گروہ کی ان کے سامنے ایک نہ چلی چنانچہ ان جعلی پیروں نے ایک نئی چال چلی کہ چونکہ راجپوتوں کا کوئی پیر نہیں اس لئے ان کے ہاں اولاد نرینہ کم ہی ہوگی۔ اولاد نرینہ جیسی نعمت عظمیٰ کی خواہش کے نہیں ہوتی ان کا یہ ہوائی تیر نشانے پر بیٹھا دوستوں کو پریشانی ہوئی چنانچہ ۱۹۵۹ء میں حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب ابھی حرمین الشریفین کی زیارت اور حج بیت اللہ سے واپس تشریف لائے تھے۔ کہ بلند پور سے محترم پیر بھائی حافظ محمد الیاس صاحب حاضر خدمت ہوئے اور ساری صورت حال عرض کرنے کے بعد ملتان ڈویژن کے تبلیغی دورہ کے لئے ساتھ جانے کی دعوت دی آپ نے دعوت قبول فرمائی اور وہاں تشریف لے گئے آپ کی تشریف آوری کی خبر تمام دوستوں کو ہو چکی تھی عوام الناس کا جم غفیر آپ کی مجالس میں حاضر رہتا آپ اپنی مجالس اور نماز جمعہ کے خطبات میں خلاف اسلام اور خلاف شریعت رسوم کے مضر اثرات سے لوگوں کو آگاہ کر کے قرآن و سنت سے راہنمائی حاصل کرنے کی تلقین فرماتے رہے جس کی خاطر خواہ نتائج حاصل ہوئے آپ کی بنفس نفیس موجودگی خصوصی توجہ حسن اخلاق اور روحانیت کی بدولت ہزاروں افراد راہ راست اختیار کر کے داخل سلسلہ عالیہ ہوئے نیز بیمار لوگوں کے علاج اور آپ کی دعا و برکت سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان لوگوں کو اولاد نرینہ کی نعمت سے مالا مال فرمایا اگرچہ آپ پیشہ ور مبلغ نہیں تھے مگر یہ آپ کے

پیر کامل کی توجہ اور تصرف کا اثر تھا کہ آپ بطریق احسن اس مشن کو جاری رکھے ہوئے تھے اور بفضل تعالیٰ ہزاروں بندگانِ خدا صالح و پرہیزگار بن کر کامیاب زندگی گزار رہے ہیں۔

## تعمیرات

آپ ۱۹۶۶ء میں ملازمت سے کیپشن کے عہدہ پر ریٹائر ہو گئے اور گھر آکر اپنی ساری توجہ تبلیغِ اسلام اور خدمتِ خلق پر لگا دی جہاں جہاں آپ کے چاہنے والے دوست پیر بھائی مریدیں تھے آپ نے وہاں کا دورہ فرمایا۔ اپنے شیخِ کامل کے معتقدین کی دلجوئی فرماتے اور ان کو کبھی مرشد کی کمی نہ محسوس ہونے دی آپ اپنے مریدوں پر بڑی شفقت فرماتے۔ ان کی خوشی اور غم میں شریک ہوتے اور ان کو اسلامی طریقوں پر اپنی زندگی گزارنے کی تلقین کرتے آپ جب وعظ کرتے تو آپ کی ایک ایک بات سننے والوں کے دل پر اثر کرتی آپ نے تعمیرات کی طرف توجہ دی اپنی نگرانی میں اپنے شیخِ کامل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار پر ایک شاندار عمارت بنوائی جو کنجاہ کے مشرقی گوشہ میں راستے سے قریب واقع ہے مزارِ اقدس کے ساتھ ہی ایک عالیشان مسجد النور نئے فنِ تعمیر کے مطابق بنوائی اس مسجد میں انجمنِ خدام الصوفیہ کے نام پر درس و تدریس کے لئے مدرسہ کی بنیاد رکھی ساتھ ہی غسل خانے اور وضو گاہیں بنوائیں باہر سے آنے والے مہمانوں کے ٹھہرنے کے لئے حجرے اور لنگر خانے تعمیر کروائے مسجد اور دربار کے درمیان نادار اور غریب لوگوں کے علاج کے لئے شفا خانے شفاء للناس کلینک کی بنیاد رکھی جو زیرِ تعمیر ہے۔

آپ ہر سال عرسِ مبارک، قومی اور مذہبی تہواروں پر شاندار اجتماع منعقد کرواتے اور تبلیغی جلسے بھی کرواتے زائرین کے آرام و آسائش خورد و نوش اور ٹھہرنے کا انتظام خود فرماتے ان موقعوں پر لوگ جوق در جوق حاضر ہوتے اور ان کے دامنِ پیارِ محبتِ شفقت اور نیک دعاؤں سے بھر دیتے۔ آپ کے لنگر خانے سے فریب امیر اور خاص و عام سبھی ایک دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے یہاں کسی طرح

کی اونچ نیچ روا نہیں رکھی جاتی اور سب کو پُر تکلف اور رنگ برنگے کھانے سیر ہو کر کھانے کو دیئے جاتے ہیں۔

حضرت سرکار کنجاہی طالب الہی قدس سرہ العزیز کا مزار اطہر زائرین کو دور سے گنبد خضرا کی یاد دلاتا ہے موسم بہار میں ہر سال ماہ اپریل کے دوسرے جمعہ اور ہفتہ کے روز حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کا قائم کردہ انجمن خدام الصوفیہ کنجاہ شریف کے سالانہ تبلیغی جلسہ کے موقع پر حضور کا عرس شریف بھی منعقد ہوتا ہے۔

## کتب

حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کی دو کتب صحبت کا اثر اور یاران طریقت سے خطاب بہت پرانی ہیں اول الذکر یاران کراچی اور دوسری جناب مولانا غلام رسول صاحب گوہر ایڈیٹر ماہنامہ انوار الصوفیہ نے قیام پاکستان کے بعد شائع کروائیں جناب صاحب نے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے مختصر مجموعہ کلام ”نادرآت“ کو ۱۹۵۹ء میں دوبارہ شائع کروایا اس کے بعد آپ نے حضور کے اردو فارسی پنجابی کلام اور تصوف کے مضامین کو یکجا کر کے دو مختلف کتب بنام انور طالب اور ”تصوف“ شائع کروانے کا اہتمام فرمایا مشائخ عظام، علمائے کرام اور باذوق حلقہ میں ان کی بے حد پذیرائی ہوئی لہذا آپ کی مساعی جیلہ سے انوار طالب دوبارہ شائع ہو چکی ہے اور بفضل تعالیٰ تصوف کا تیسرا ایڈیشن بھی شائع ہو چکا ہے۔ علاوہ انہیں آپ نے اعلیٰ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کی رباعیات نماز چھپوا کر دستوں اور دیگر مسلمانوں میں مفت تقسیم کیں۔ اعلیٰ حضرت جناب ڈاکٹر صاحب کے مکتوبات شریف کو علیحدہ چھپوایا جا رہا تھا۔ جس کو اب مکمل کر لیا جائے گا۔

اعلیٰ حضرت جناب ڈاکٹر صاحب کی سوانح حیات تحریر کرنے کے لئے بہت سا مواد جمع ہو چکا تھا۔ آپ یہ کوشش کر رہے تھے کہ اسے پایہ تکمیل تک پہنچا دیا جائے کہ بارگاہ ایزدی سے بلاوا آگیا اور یہ سعادت حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر محمد ضیاء اللہ روح الامین صاحب سجادہ نشین کے حصہ میں آئی۔

آپ کبھی کبھی خوبصورت اور پر معنی شعر بھی کہتے اور اپنا تخلص عاصی لکھتے نمونہ کلام ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کی تاریخ وصال جو الحاج کپٹن خواجہ محمد امین صاحب عاصی سجادہ نشین دربار عالیہ نے تحریر فرمائی درج ذیل ہے

شیخ کامل اللہ دتہ طالب حق ذوالمنن  
عابد و زاہد سراپا خاک پائے پنج تن  
پیر کی شب گیارہویں شعبان پیر نقشبند  
چھوڑ دنیائے دنی کو چل بے پیر زمن  
جب ہوئی عاصی کو تیرے فکر تاریخ وصال  
رحمت حق نے ندادی طالب ہو مغفور بن

۱۳۷۸ھ

### منقبت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طالب حق کا وجود باسود	ہے غنیمت تھبہ کنناہ میں
بے عدیل و بے مثل ان کا وجود	فقرو درویشی و جذب و شوق میں
لہن داودی سے ذکر یا ورود	سن کے بیگانے یگانے بن گئے
ہند میں نصرانی و گہرو ہنود	تیرے فیض دم سے کلمہ پڑھ اٹھے
کر دیا مانوس قعود و سجود	اللہ اللہ عاصی و مجبور کو

## سہرا

بتقریب شادی خانہ آبادی الیڈ خورشید حسین شاہ خلف الرشید اعلیٰ حضرت جوہر ملت  
الیڈ اختر حسین شاہ صاحب جماعتی علیپوری -

سرے کا یوں انداز بدلتا ہی رہیگا  
الفاظ کے پیکر میں سنورتا ہی رہیگا  
گھر جوہر ملت کا ہے انوار سے تاباں  
خورشید منور ہے چمکتا ہی رہیگا  
اشرف ہوئے افضل ہوئے زاہر بھی مظفر  
اختر تیرا ہر ذرہ چمکتا ہی رہیگا  
شاخ گلِ طوبیٰ کی چنگ اور مہک اور  
سدرہ کا یہ پودہ سدا پھلتا ہی رہے گا  
بلبل شہ بطنی کا چمکتا ہی رہیگا  
یہ گلشن زہرہ ہے مہکتا ہی رہیگا  
مکہ ہو مدینہ ہو بخارا کہ علی پور  
یا شاہ جماعت تیرا چرچا ہی رہیگا  
سہرا ہے جماعت کا جماعت ہے علیؑ کی  
سہرا تیرے سر پر سدا بدھتا ہی رہیگا  
محفل ہے کہ ہے مرکز انوار الہی  
اللہ کا نور اس پر برستا ہی رہیگا  
خورشید کا سہرا لکھا عاصی نے بعد شوق  
یہ خادم دربار ہے لکھتا ہی رہیگا



## اولاد

آپ کی چار صاحبزادیاں اور دو صاحبزادگان ہیں بڑے صاحبزادہ صاحب کا اسم گرامی الحاج محمد ولی اللہ نور الامین ہے۔ آپ ان دنوں سعودی عرب جدہ میں مقیم ہیں جب کہ چھوٹے صاحبزادہ صاحب جو بفضل تعالیٰ ان دنوں سجادہ نشین آستانہ عالیہ کنجاہ شریف ہیں آپ کا نام نامی اسم گرامی جناب ڈاکٹر محمد ضیاء اللہ روح الامین ہے۔ آپ سروسز ہسپتال لاہور میں میڈیکل آفیسر کے عہدہ پر تعینات ہیں۔ اس کے علاوہ گھر کی دیکھ بھال اور دوستوں کی خدمت آپ کا شعار ہے۔ حضرت قبلہ خواجہ صاحب کی زندگی سے ہی کنجاہ شریف کے سالانہ جلسہ اور عرس شریف کے اہم امور آپ کے سپرد ہیں۔ ایک وفد حضرت جناب قبلہ کیپٹن صاحب نے اپنے دونوں صاحبزادگان کو جب کہ وہ سکول میں زیر تعلیم تھے۔ اپنے پاس بلایا۔ فرمانے لگے آپ کے نانا جان اعلیٰ حضرت سرکار کنجاہی طالب الہی جن کا یہ فقیر مسند نشین ہے۔ ڈاکٹر تھے۔ انہوں نے غریب لوگوں کا مفت علاج کیا تھا۔ اور دکیوں کے مداوا تھے۔ ان کی نظر شفقت سے مجھے ان کی سجادگی ملی۔ لہذا فقیر کی یہ خواہش ہے کہ آپ دونوں میں سے جو صاحب ڈاکٹر بنیں انہیں مسند نشینی کے اعزاز سے نوازا جائے۔ بڑے صاحبزادہ صاحب اگرچہ لائق فائق تھے۔ مگر حجرات جاتے ہوئے دوران سفر آنکھ پر چوٹ لگ گئی۔ جس کی وجہ سے آپ میٹرک کے بعد تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔ چھوٹے صاحبزادہ جناب محمد ضیاء اللہ روح الامین صاحب کو گورنمنٹ کالج لاہور سے بی ایس سی میں نمایاں کامیابی کے بعد علامہ اقبال میڈیکل کالج میں داخلہ مل گیا۔ لہذا ایم بی بی ایس کرنے کے بعد آج کل آپ سروسز ہسپتال لاہور میں بطور میڈیکل آفیسر ملک و ملت کی خدمت میں مصروف ہیں۔

وصال :- آپ دن رات دور دراز علاقوں میں تبلیغ دین اور مخلوق خدا کی رہنمائی

کے لئے اکثر و بیشتر سفر پر رہتے تھے۔ آپ کی صحت آہستہ آہستہ کمزور ہوتی چلی گئی۔ ڈیڑھ سال تک آپ زیر علاج رہے۔۔۔

مریض عشق پہ رحمت خدا کی  
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کمزوری اس قدر بڑھ گئی کہ آخری ایام میں اکثر آپ لیٹے ہی رہتے جناب صاحبزادہ ڈاکٹر محمد ضیاء اللہ روح الامین صاحب شب و روز علاج کے لئے خدمت عالیہ میں حاضر رہتے۔ ۱۹۸۹ء کے سالانہ تبلیغی جلسہ اور اعلیٰ حضرت سرکار کنجاہی طالب الہی کے عرس شریف کی تقریبات میں شرکت کے لئے دن میں کئی بار ارادہ فرمایا تاکہ مہمانوں کے قیام و طعام کے انتظامات کا خود جائزہ لے سکیں مگر صحت خاصی کمزور ہو چکی تھی۔ آخر کار صبح کے الوداعی اجلاس میں شرکت کے لئے آپ "تشریف لے آئے مشتاقان دید جو آپ کی ایک جھلک دیکھنے کو ترس گئے تھے جی بھر کر زیارت سے مستفیض ہوئے۔

مساں مساں ہتھ لگدا پارو ایہ کہاں دا ویلا  
رب جانے پھر ناں سب دے کدوں ہوئے گا میلا

انتظامات وغیرہ دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئے اور اطمینان کا اظہار فرمایا صاحبزادہ ڈاکٹر محمد ضیاء اللہ روح الامین صاحب اور دیگر تمام دوستوں کے لئے دعائے خیر فرمائی ناشتہ دینے کے بعد فردا فردا سب دوستوں کو خود رخصت فرمایا عرس شریف میں یہ آپ کی آخری شرکت تھی۔ چنانچہ اس کے بعد آپ کی صحت باوجود علاج پیہم کے دن بدن گرتی چلی گئی آخر کار سالانہ تبلیغی جلسہ اور عرس شریف منعقدہ ۱۹۹۰ء کے چند روز بعد ۲۱ مئی بروز بدھ آپ نے رحلت فرمائی اِنَّمَا لِلّٰہِ وَاِنَّمَا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ تمام دوست اس حادثہ جانکاہ کی اطلاع پا کر آستانہ عالیہ کنجاہ شریف پہنچ چکے تھے۔ اگلے روز صبح ۸ بجے میت پاک جامع مسجد النور میں زیارت کے لئے رکھ دی گئی۔ ٹھیک ۹ بجے اعلیٰ حضرت عالیجناب الحاج پیر عارف سید افضل حسین شاہ صاحب

سرکار علی پور شریف کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آپ کے فرمان اور وصیت کے مطابق اعلیٰ حضرت سرکار کنجاہی طالب الہی کے مزار شریف کی عمارت کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

## قطعہ تاریخ ارتحال

از قلم سید عارف محمود مجبور گجراتی

رہبر طریقت الحاج کیپٹن خواجہ محمد امین عاصی نقشبندی طالبی کنجاہی "۱۹۹۰ء

نقشبندی سلسلہ کے پیش رو

پیر روشن فکر شیخ شرع و دین

چھوڑ کر دنیا فانی وہ گئے جانب جنت شہ والا آمیں

ہیں سراپائے الم ان کے محب رنج و غم کی تاب لا سکتے نہیں

حشر میں رکھے انہیں رب کریم شافع محشر کے ہر لحظہ قریں

سال وصل ان کا اے مجبور کہہ

" فخر درویشی تھے حضرت بابقیس

۱۴۱۰ھ

## بروفات کیپٹن خواجہ محمد امین عاصی کنجاہی رحمۃ اللہ علیہ

از قلم پروفیسر بہاء الحق صاحب عارف مہجراتی

واحسرتا ! متاعِ کارواں جاتا رہا  
 واحسرتا ! ہمارا راز داں جاتا رہا  
 اپنی قید حیات وہ کر کے پوری عارف  
 متقی ' پرہیز گار ' امین و اماں جاتا رہا  
 جو مراد پیر تھا وہ با ایماں جاتا رہا  
 ٹھہر نہ سکا پر سکوں ' میر کارواں جاتا رہا  
 گھر چھوڑ ' بچے چھوڑ ' چھوڑ ساماں جاتا رہا  
 متاعِ قلیل جان کر چھوڑ جہاں - جاتا رہا  
 جس کے حسنِ خلق نے رام کیا جہاں جاتا رہا  
 جس نے شب و روز دین کیا بیاں جاتا رہا  
 مثلِ مرشد تھی حیات وہ مہماں جاتا رہا  
 عارف بے سرو ساماں کا ارماں جاتا رہا  
 دین و دنیا کا وہ راز داں جاتا رہا  
 عشق و محبت کا پیام و جاں جاتا رہا  
 جینا مرنا دین کے لئے تھا یہاں جاتا رہا  
 ابدی حیاتی مل گئی عارف جہاں جاتا رہا  
 اپنے دینی مشن میں وہ کامراں جاتا رہا  
 لشکرِ وسیع خدمتِ خلق کا نگہبان جاتا رہا

دوستوں کی اور حق و حلال کی جان جاتا رہا  
طالب ”کنجاہی کے دربار کا دربان جاتا رہا  
جس نے یاران طالب ”کو سدا سیراب کیا  
وہ عارف و محمود صاحب عرفاں جاتا رہا

## اثر انصاری فیضپوری دی غمگین نظم

اللہ والیٰ اندا عجب شان ہندا عجب آن تے بان تران ہندا  
تلی اہنا ندی بیٹھاں اے ساری دنیا کدی تلی دے اتے جہان ہندا  
یا مرد ہے وچ کنجاہ ہو یا جیہدا تھاں تھاں ذکر زیشان ہندا  
شیخ طالب ”کنجاہی دا لاڈلا سی اوہدا چرچا اج پاکستان ہندا

یک سیرت خلوصاں دا پتلا سی اوہ اوہدے زہد دا نیش بیان ہندا  
ساری رات مصلے تے کھڑا رہندا ایویں حاصل نیش نور عرفان ہندا  
لوہ لہو لٹکھایا ریاضتاں وچ تاں جا کے کتے وجدان ہندا  
ترکے شوہ تصوف حقیقتا ندا فیر جا کے کامل انسان ہندا

پہلوں اپنی میں نوں مار دینا فیر پیردی ذاتے برہان ہندا  
فتانی الرسول دی پا منزل فتانی اللہ مڑ رتبہ پان ہندا

اودوں کنھی ہر مرض دی لہہ جاندی فیر جانِ جانناں دی جان ہندا  
اودوں پیراں وچ رگدیاں بادشاہیاں ایڈا اچا فقیر دا شان ہندا

ساری عمر ایس لئی تبلیغ اندر کدی ہندتے کدی ایران ہندا  
مصر لیبیا جرمن فرانس اندر سوئٹزرلینڈ وچ فوجی کپتان ہندا

سیٹھ سیف الملوک دا جگر گوشہ اہدا ذکر نیت یا سبحان ہندا

آئے گئے نوں خوب رجاوندنا سی جدوں محفل دا سی میزبان ہندا

زور آوری بانگِ جوان ایسا شیر مار دا بناں مچان ہندا

جدوں پینٹھ دی جنگ سی لائی ہندیاں رانی توپ دا سی نمکبان ہندا

اوپدے نعلوں ہندی بیہوش ہو گئے کتے نس نہ سرکان ہندا

ایہدا راکھا سی رب رسول آپے اوپدی کچھے سی نت قرآن ہندا

۱۶ مئی نوں چھڑ جہان فانی گیا خلد وچ اوہ شادمان ہندا

اوسی خواجہ محمد امین عاصی "جیہدا ذکر اج ہر زبان ہندا

شالا اوسدا چمن رہے ترو تازہ بعد مدتوں ساوا گلستان ہندا

ورہیاں تیک اڈیکدی ہے زگس تاں فیر چمن وچ روپ سمان ہندا

لکھیا اثر نیں اجے سرنامہ تھوڑا ٹورے قلم تاں جمع دیوان ہندا

اللہ والیاں دیاں گلاں کدوں مکن ختم اہتاندانہ عنوان ہندا



# الحاج کیپن صاحبزادہ خواجہ محمد امین عاصی نقشبندی جماعتی

## طالبی کے حضور نذرانہ عقیدت

نتیجہ افکار چوہدری عبدالرحمن خاں رام گڑھ لاہور

کاش نہ ہوتے جدا شیخ طالبؒ کے امینؒ  
فیض اک عالم نے پایا جن سے واللہ بالیقین  
بوریا جن کا نشین سیٹھ بھی ہوتے ہوئے  
اتباع پیر کامل میں یگانہ اور حسین  
اک نظر نے آپ کی تابع شریعت کر دیا  
متقی پرہیز گار اور مرد کامل صادقین  
عالم بھی تھے رہبر بھی تھے پر عجز میں عاصیؒ رہے  
نظر عنایت سے بنی جن کے جماعت صالحین  
کر گئے ہم سے کنار جا بے طالبؒ کے پاس  
اک سہارا خوب تھے بے سہاروں کے امین  
در کھلا تھا شیخ کا شاہ و گدا کے واسطے  
جام وحدت کے پئے عشاق نے یاں ہر گھڑی  
فیض تھا شاہ جماعتؒ پیر عالم کا رواں  
بزم حزیں پھر منتظر ہے اک نظر یاسیدی  
حشر تک تشنگاں میں فیض یاں بٹتا رہے  
محفلیں عشاق کی یا رب سدا سجتی رہیں  
یوم بدھ اور بیس تھا ماہ شوال  
سن ہجری ۱۴۱۰ھ حضرت ہوئے جنت نشین

## عارف کامل خواجہ محمد امین عاصی کنجاہی رحمۃ اللہ علیہ

از قلم پروفیسر بہاؤ الحق عارف صاحب گجرات

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

کیپٹن صاحب بنومند کڑیل جوان 'شکار کے شوقین اور میلوں پیدل چلنے والے دیکھنے میں صرف فوجی جوان نظر آتے تھے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر شفقت نے ان میں وہ کچھ بھر دیا۔ جس نے ان کی کایا ہی نہیں پٹی۔ بلکہ ایک مرد حق شناس حق ہیں حق گو اور حقیقت پسند بنا دیا

یہ فیضان نظر تھا یا کہ کتب کی کرامت تھی

سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندگی

ایک فوجی افسر کا غرباء 'مساکین' بے علم اور نا تمذیب یافتہ لوگوں کو اسوہ حسنہ پر عمل پیرا بنانے والا بن جانا کسی مسیحائی سے کم نہیں جب بیعت ہوئے تو ریش تراشیدہ فوجی افسر تھے۔ جب ڈاکٹر صاحب دنیا سے رخصت ہوئے تو ان کے خلیفہ اول حضرت بابا جی فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو پہلے ہی بشارت دے چکے تھے کہ محمد امین نہ میں ہوں گا۔ نہ ڈاکٹر صاحب یہ سارا باغ تجھے سنبھالنا ہے " وہی کچھ ہوا کہ محمد امین کو ڈاکٹر صاحب بابا جی اور اپنے یارانِ طریقت کی آبیاری کرنا پڑی پھر بھی یہ ہی کہتے رخصت ہوئے کہ

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

عارف کامل خواجہ صاحب کو ۱۹۶۳ء میں جب بندہ کو دیکھنے کا موقع ملا۔ تو ہر ایک کی زبان پر یہی تھا کہ مرد کمال دیکھنا ہو تو کیپٹن صاحب کو دیکھ لیں۔ فیضیاب ہونا



ہو تو ان کی ایک ہی صحبت کا اثر آپ کو بھی کامل کر دے گا۔ انسان کامل کی جستجو ہو تو خواجہ صاحب اس حال میں ہیں۔ مرد کامل بننا ہو تو محمد امین سے سیکھے بارگاہ رسالت میں باریاب ہونا ہو تو خواجہ صاحب کی بارگاہ میں حاضری دیجئے۔ غرض جس کسی نے دیکھا اپنی نگاہ انتخاب میں کامل پایا۔

بندہ ان دنوں راولپنڈی میں E.S.T مدرس تھا۔ کبھی کبھی آپ بندہ کو یاد فرما لیتے ۱۹۷۱ء کے اوائل کی بات ہے کہ بندہ نے ایم اے اسلامیات کا امتحان دے رکھا تھا۔ یاران طریقت کی محفل میں مرزا حبیب الرحمن بیگ کے مکان پر قدم رنجہ فرمانے لگے تو فرمایا اب تو ماسٹر صاحب ایم اے ہو گئے ہیں اب یہ ماتحت نہیں رہیں گے میں یہ فرمان سن کر خاموش رہا۔ لیکن پیر کامل کی زبان مبارک سے ارشاد ہو چکا تھا۔ ٹھیک دو ماہ بعد نتیجہ آیا تو بندہ ایم اے اسلامیات میں کامیاب ہو گیا۔ اور اس کے ایک ہی ماہ بعد بندہ ریاض اللادب سیکنڈری سکول بوہڑ بازار راولپنڈی کا ہیڈ ماسٹر تھا

اکتوبر ۱۹۷۵ء میں بندہ زمیندار کالج گجرات میں پروفیسر بن کر متعین ہوا۔ تو تھوڑی سی جو دوری تھی۔ وہ بھی ختم ہو گئی۔ اور پکتان صاحب سے ہفتے میں ایک دو ملاقاتیں ہوتی رہیں جب کہیں جانا ہوتا فرماتے جمعہ باقاعدگی سے پڑھاتے رہنا۔

بندہ نے اپنے گاؤں حاصلانوالہ کے علاوہ سندھ نوالا اور ڈھوک مراد سوہہ پابڑیاں والی آدمی اور کئی مقامات پر بھی آپ کے ساتھ تبلیغی سفر کئے۔ لوگوں کو آپ کا عاشق پایا۔ کیونکہ آپ خود عاشق رسول تھے۔ بات مدلل اور پر مغز فرماتے۔ باطل عقائد کی نفی کرتے حق بات ڈنکے کی چوٹ سے کہتے لوگوں کی دل جوئی بھی فرماتے ہماروں کا علاج بھی فرماتے اور آسیب زدہ لوگوں کو تعویذ وغیرہ بھی عطا فرماتے تھے۔

میں جب کبھی بھی کنجاہ شریف میں جمعہ پڑھانے کی تحریری اطلاع پاتا تو لکھا ہوتا کہ بندہ صرف دو ماہ کے لئے ماہنی سیال اور اس کے مضافات میں یاران طریقت کے

پر زور مطالبہ پر جا رہا ہے جمعہ کی نماز پڑھاتے رہنا کہیں کنجاہ والے کی محسوس نہ کریں حتیٰ کہ آخری ایام میں جب آپ صاحب فراش تھے۔ تو بھی جب ذرا سکون ہوتا تو اپنا ارادہ یہی ظاہر فرماتے کہ دوستوں نے بلا رکھا ہے۔ انشاء اللہ صحت پاتے ہی ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ آپ کی تعلیمات اسوہ حسنہ کی منظر تھیں۔ ایک دفعہ فرمانے لگے لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے وحدانیت کو جانا جائے پھر اس کی سمجھ رسالت کے بغیر نہیں آتی۔ لہذا رسالت کو اچھی طرح سے جانا جائے۔ لیکن رسالت کی بھی پہچان قرآن کے بغیر نہیں ہوتی۔ اس لئے قرآن کو حرفاً حرفاً سمجھنے کی ضرورت ہے۔ لہذا قرآن رسول اور اللہ ایک ہی حقیقت کے تین پہلو ہیں۔ ایک کو چھوڑ کر دوسرے کی پہچان ناممکن ہے۔ پھر اسلام نے ہمیں جسم کی طہارت کے لئے شریعت۔ قلب کی طہارت کے لئے طریقت روح کی طہارت کے لئے حقیقت اور اللہ کی پہچان کے لئے معرفت عطا کی ہے۔ کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم لا الہ الا اللہ رہی ہے۔ اس لئے کسی اور اللہ کا سوچنا بھی شرک ہے۔ شرک کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ شرک فی اللوہیت ہے۔ کہ عبادت میں کسی اور کو شریک ٹھہرایا جائے شرک فی الرسالت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں کسی اور کو شریک ٹھہرایا جائے۔ پھر شرک فی الذات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی اور کو شریک بنایا جائے اور اس کے بعد شرک فی الصفات ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی کو شریک تسلیم کیا جائے ہم تو بت کی پوجا کرتے ہیں روح کی پہچان نہیں مثلاً بیوی، بچوں، بھائی، بہن اور پیر سے محبت محض جسمانی تعلق پر کرتے ہیں جب کہ روح سے پیار تو کسی کی روحانی صفت سے پیار ہے۔ جسم بت ہے بت سے پیار شرک ہے جیسا کہ سلطان العارفین حضرت بابور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔۔۔

کے گئے تے اٹاں و۔ کھیاں گنگا گئے تے پانی

جدوں دا مینوں مرشد ملیاں میری مک گئی کل کہانی

ایک دفعہ حج کے بارے میں فرما رہے تھے کہ بت سے لوگ کئے جا کر بھی

مشاہدہ میں مصروف رہتے ہیں۔ اصل غرض حج کرنے سے رجوع الی اللہ ہے اگر یہ مقصد حاصل نہ ہوا تو مکے جانے سے کیا فائدہ؟ پھر ایک عازم حج شخص کا واقعہ بیان فرمایا کہ حج کو چلنے لگا تو پڑوس سے سالن منگوا کر کھانا چاہا۔

پڑوسی نے جواب دیا کہ یہ سالن حاجیوں کے کھانے کا نہیں کہہ سکتے تو اضطراری حالت میں مردار پکا کر کھا ہے۔ بیٹھے ہی اس عازم حج کی کیفیت بدل گئی کہ تم حج پر جا کر کیا لو گے جب کہ تمہارے پڑوس میں یہ کیفیت ہے۔ اسی وقت حج کے لئے تمام زاد راہ اس پڑوسی کے ہاں پہنچا دیا۔ اور خود بارگاہ ایزدی میں گڑ گزایا کہ خدایا مجھے معاف کرنا مجھے اس کا علم نہیں تھا کہ میرا پڑوسی اس اضطراری حالت میں مردار کھا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ اس کی جگہ مقرر کیا جو ہر سال اس کی جگہ حج کرتا ہے۔ اور لوگوں نے اس سال واپس آکر گواہی دی کہ اس شخص نے ہمارے ساتھ حج کیا ہے حالانکہ انہوں نے فرشتہ کو اس کی شکل میں حج کرتے دیکھا اور وہ شخص گھر سے باہر بھی نہیں گیا تھا فرمایا معیشت کے بگڑنے سے معاشرہ بگڑ جاتا ہے۔ ہم اس کی پرواہ نہیں کرتے دین میں اکل حلال اور صدق مقال دو بنیادی امور ہیں۔ ان کے بغیر باقی عملیات سب بے سود ہیں پیر کو چاہئے کہ اکل حلال سے گزارا کرے۔ اور اپنے متوسلین کو بھی اکل حلال کی تلقین کرے۔

ایک دفعہ ماہنی سیال والوں نے آپ کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس کی قیادت کے لئے گزارش کی آپ وقت پر وہاں پہنچ گئے۔ جلوس کی قیادت بھی کی اور ایک سو روپیہ نقد اپنی جیب سے دوستوں کی خدمت کے لئے پیش بھی کیا۔ جب کہ ہمارے علماء کرام جلوس وغیرہ کی قیادت کے لئے پہلے سے پیسے طے کر لیتے ہیں۔ کہ دن بھی ضائع نہ ہو اور ثواب بھی مل جائے

رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت بھی نہ گئی

آپ امیر ملت رحمتہ اللہ علیہ کے منظور نظر تھے ایک شخص نے ایک محفل میں جس میں آپ بھی موجود تھے عرض کی حضرت فراخی رزق کے لئے دعا کیجئے آپ نے

نے فرمایا بندہ کے پاس تو ہزاروں افراد آتے ہیں اور کھانا کھا کر جاتے ہیں۔

لوکی آون کھا کھا جاون راضی پیا ہووے بلہا

اسی طرح امیر ملت رحمتہ اللہ علیہ کے خوان کی آپ تعریف کیا کرتے تھے کہ جب بھی دسترخوان بچھایا جاتا قسم قسم کے کھانے چنے جاتے اور دوستوں کو خوب سیر ہو کر کھانے کو کہتے جب کہ خود نصف شب کو اودھ پاؤ ابلے ہوئے چاول نوش فرماتے آپ دوستوں میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ علم حاصل کرنے سے نہیں ملتا جیسا کہ علامہ اقبال نے بھی اشارۃً بیان فرمایا ہے۔۔

جیتا ہے رومی ہمارا ہے رازی

محبت کے قانون نہ ترکی نہ تازی

اس سلسلے میں آپ سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کا یہ شعر اکثر سنایا کرتے تھے۔

لکھ نگاہ بے عالم دیکھے کسے نہ کدھی چاہڑے ہو

بک نگاہ بے عارف دیکھے لکھاں نوں چاہ تارے ہو

ایک دفعہ جمعہ کے وعظ میں آپ نے فرمایا کہ ہمارے بہت سے نعرے ہیں مثلاً روٹی کپڑا اور مکان یا پھر تعلیم اور صحت کی سہولتیں پھر نوکری وغیرہ کی دستیابی وغیرہ لیکن ہمارے نفس کا ایک ہی نعرہ ہے وہ ہے محل من مزید کیا اور کچھ ہے یعنی یہ نفس کبھی برائی سے سیر نہیں ہوتا۔ انسان جتنا بھی حکم عدولی سے کام لے اور خدا اور رسول کے خلاف چل لے۔ یہ پھر بھی اپنا نعرہ مذکورہ بالا دہراتا رہتا ہے۔ یہاں بھی اکثر آپ سلطان باہو کا یہ مصرعہ دہرایا کرتے تھے۔

باہو فقیراں کسے نہ ماریا باہو " ظالم چور اندر دا مو

کھانے کی بات چل نکلی تو فرمایا کہ ہم اور ہمارے دوست تو بیمار ہی کھانے کی بنا پر ہوتے ہیں۔ کیونکہ جب بھی کھاتے ہیں۔ دل کھول کر بے حد کھاتے ہیں۔ بلکہ پھیلی کسر بھی پوری کر کے چھوڑتے ہیں۔ جب کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تو پیٹ بھر کر کھانا نصیب ہی نہ ہوتا تھا۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کئی کئی دن

فاتے کاٹتے تھے۔ پھر فرمایا کہ ہمارا مقصود تو دنیا کی دولت اکٹھی کرنا ہے۔ اس کے لئے ایمان تو کیا ہم جان بھی دے دیتے ہیں۔ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ حسنہ دیکھئے کہ اگر گھر میں سونا قسم کی کوئی چیز رات کو بچ گئی تو ساری رات نہیں سوئے۔ جب تک اسے کسی حق دار مسکین تک پہنچا نہیں دیا۔

دنیا چھوڑنے سے تقریباً دو سال پہلے فرما دیا۔ کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں۔ وہ غور سے سن لیں کہ بندہ کی آخری آرام گاہ ڈاکٹر صاحب کے بالکل سامنے باہر شمال مغربی کونے میں ہو۔ الحمد للہ! آپ کے فرمان کے مطابق آپ کو اپنی آخری آرام گاہ بھی مل گئی۔ بیٹے کو فرمایا کہ ڈاکٹر کا جانشین ڈاکٹر ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہاں شفاء الناس ہسپتال بناؤ۔ اور ڈاکٹر صاحب کا مشن چلاؤ۔

الحمد للہ کہ اس ہسپتال کی عمارت کا ڈھانچہ اپنی حین حیات میں تعمیر کروا کر رخصت ہوئے۔

ہرگز نہ میراں کہ دلش زندہ شد بعشق  
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

ہرگز نہیں اوہ مردا جنہوں عشق زندہ کردا  
دنیا اتے سدا اوہ جیوندا کدے نیس اوہ مردا

## مرشد کامل

از پروفیسر اعتبار علی خان لاہور

آج سے تقریباً پانچ برس قبل احقر نے جامع مسجد فاروقیہ رضویہ عمر بلاک لاہور میں بطور خطیب کے فرائض سنبھالے تو انجمن ”الحق“ کے صدر محترم پروفیسر محمد حنیف صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے امین ملت کیپٹن الحاج خواجہ محمد امین نور اللہ مرقدہ کے بارے میں سرسری تذکرہ فرمایا آہستہ آہستہ آپ کا تذکرہ ہوتا رہتا۔ میرے دل میں تڑپ پیدا ہوتی کہ حضرت سے شرف ملاقات حاصل ہو جائے ایک عرصے سے دل میں کسی مرشد کامل کی تڑپ تھی کہ ان کی صحبت میں روحانی بالیدگی حاصل ہو جائے۔ چنانچہ دل کی آرزو پوری ہوئی کہ قبلہ امین ملت لاہور الحاج شیخ محمد نصیب رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک پر تشریف لائے۔ اور آپ کا تبلیغی انداز اس قدر دل پر اثر انداز ہوا کہ محبت اور بڑھتی گئی اور شوق بیعت بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ اگلے ہی سال آپ کے دست شفقت پر شرف بیعت حاصل ہوا۔ اور پھر وہ قلبی سکون محسوس ہوا۔ جس کی تلاش ایک عرصے سے تھی۔

میں اس لحاظ سے خوش قسمت ہوں کہ حضرت ”جس جمعۃ المبارک کو لاہور تشریف لاتے تو جمعہ کی ادائیگی اس مسجد میں ہوتی۔ انجمن ”خدام الصوفیہ“ کے جملہ ارکان کشاں کشاں مسجد میں تشریف لاتے اور اہل محلہ کو آپ سے خاص عقیدت و محبت تھی۔ کیونکہ اس مسجد کا سنگ بنیاد بھی آپ ہی نے اپنے دست مبارک سے فرمایا اور انداز تبلیغ اس قدر پرکشش تھا۔ کہ غیر بھی سن کر سکون محسوس کرتے۔ بہت سی مثالیں ہمارے ہاں مسجد میں نمازیوں کی موجود ہیں۔ کہ خطبہ سننے کے بعد وہ

حضرات حضرتؒ کی خدمت میں بیٹھ کر دیر تک ذکر کرتے اور کہتے کہ جو علمی ورثہ آپ نے لیا ہے۔ اس سے آج کا خطیب کو سوں دور ہے۔

اہل محلہ کا جم غفیر نہ صرف مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے حاضر ہوتا بلکہ پروفیسر محمد حنیف کے مکان پر روحانی محفل کا انعقاد ہوتا اور رات دیر تک یہ محفل سامعین کو قلبی سکون عطا فرماتی۔

میں نے ذاتی طور پر حضرت کیپٹن الحاج خواجہ محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جو فیض حاصل کیا۔ ان دو واقعات کا ذکر کرتا ہوں۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ قبلہؒ ایک مرشد کامل تھے۔

دسمبر ۱۹۸۸ء میں ایک مناظر اسلام کی طرف سے میرے عقیدے پر حملہ ہوا اور ساتھ ہی یہ کہا گیا کہ قبلہؒ خواجہ امین صاحبؒ کے دست شفقت پر بیعت ایک سیاسی بیعت ہے اس وقت تو میں نے جوابات دے دیئے۔ مگر کئی لحاظ سے میری عزت کی ساکھ کا بہت نقصان تھا۔ پریشانی کے عالم میں گھر آیا اور یہ الفاظ کہہ دیئے۔ ”قبلہؒ جے پیرا و سچے تے مینڈی بیعت وچ کوئی سیاست نہیں تاں فیر امداد کرو“ اور پھر اس پر یقین کر لیا کہ کامل پیر اپنے مریدین کے احوال سے آگاہ ہو جاتا ہے اور قبلہؒ کامل مرشد ہوئے تو ضرور امداد فرمائیں گے۔

چنانچہ اسی رات ایک خواب دیکھا کہ ہر طرف سے گندلا سیلاب کا پانی مجھے گھیرے ہوئے ہے۔ اور موت یقینی ہو چکی ہے۔ کیونکہ بچنے کے تمام ذرائع محذوم ہو چکے ہیں۔ تو میں نے کلمہ طیبہ پڑھا۔ اور شجر سرسبز و شاداب کو دیکھا اس کے ساتھ لپٹ گیا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ تو میں نے محسوس کر لیا کہ قبلہؒ میری امداد کے لئے پہنچ چکے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس مناظر اسلام کو اپنے مقاصد میں ناکامی ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس مرشد کاملؒ کا صدقہ میری عزت اور ساکھ بحال فرمائی چنانچہ یہی خواب میں نے قبلہؒ سے عرض کیا۔ تو آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ تا مساعد حالات میں دین اسلام ہی روشنی اور امید ہوتا ہے۔ اگر کوئی ایسا ویسا پیر ہوتا تو کہہ

رہا کہ میں تیری امداد کو پہنچ گیا۔ لیکن یہ میرے مرشد کامل کی نشانی تھی کہ آپ قبیح سنت اور اپنے مریدین کو دین اسلام کے سنہری اصولوں پر کار بند رہنے کی تاکید فرماتے مرشد کامل کی ایک نشانی یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ اپنے مریدین کے دلوں کے احوال سے آگاہ ہوتا ہے۔ قبلہ الحاج خواجہ محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں یہ بات موجود تھی۔

پچھلے سال محترم پروفیسر محمد حنیف صاحب، شیخ نعمت علی صاحب، شیخ ظفر اقبال صاحب اور بندہ قبلہ خواجہ صاحب کی عیادت کے لئے رمضان شریف میں کنجاہ شریف میں حاضر ہوئے اور راستے میں سوچا کہ اگر آج قبلہ ڈاکٹر شیخ محمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر مل جائے تو اپنے لئے سکون کا باعث ہو گا۔ ڈرتے ہوئے حضرت خواجہ محمد امین صاحب سے بھی کہہ نہیں سکتا تھا۔ مگر دوران محفل آپ نے خود ارشاد فرمایا۔

”یہ لوڈاکٹر صاحب قبلہ کی تصویر دیکھ لو“

اس وقت میرے جسم کا رواں رواں اس بات کی گواہی دے رہا تھا۔ کہ میں نے تو یہ خیال راستے میں کیا تھا۔ مگر حضرت خواجہ صاحب نے یہ کمال شفقت خود فرمائی۔ اور پھر یقین ہو گیا کہ ”حضرت قبلہ خواجہ امین ملت“ مرشد کامل ہیں۔ تو تیری آمد اور سوچ کو جان چکے ہیں“ بعد میں معلوم ہوا کہ بہت سے ساتھیوں پر آج ہی قبلہ ڈاکٹر صاحب کی تصویر ظاہر کی گئی۔



## چند یادیں چند مشاہدات (ایک کرامت)

از پروفیسر محمد حنیف لاہور

پہلا واقعہ :- چار سال کی بات ہے کیپٹن خواجہ محمد امین صاحب "جمعہ کے روز لاہور تشریف لائے۔ آپ" جب بھی لاہور آتے تو بندہ ناچیز کے ہاں ضرور قیام فرماتے۔ اگر جمعہ لاہور میں پڑھنا ہوتا تو علامہ اقبال ٹاؤن عمر بلاک کی جامع مسجد فاروقیہ رضویہ کو ہی منتخب کرتے۔ کیونکہ اس مسجد کی سنگ بنیاد آپ" ہی کے دست مبارک سے رکھی گئی تھی۔ آپ نے اس مسجد کی تعمیر کے لئے متعدد بار حاضرین کو تعاون کرنے کی دعوت دی۔ اور نمازیوں نے آپ کی اپیل پر دل کھول کر عطیات دیئے۔

جمعہ کا ذکر کر رہا تھا۔ اس وقت مسجد زیر تعمیر تھی۔ اور جمعہ پڑھانے کا کوئی خاص بندوبست نہ تھا چھوٹی سی کچی مسجد تھی اور باہر سڑک پر صفیں بچھا کر نماز ادا کی جاتی تھی۔ جونہی آپ" نے اپنے ارادے سے مطلع فرمایا۔ میں چند لمحوں کے لئے سوچ میں پڑ گیا کہ مسجد میں جمعہ کے لئے آپ" کے لائق معقول انتظام نہیں۔ مجھے اچھا نہیں لگ رہا تھا کہ آپ ان حالات میں یہاں جمعہ پڑھائیں۔ یہ علاقے کے لئے شرمندگی کا باعث ہے۔ میں اس سوچ میں غرق مسجد کی طرف گیا۔ اور پروفیسر حافظ اعتبار خاں صاحب خطیب جامع مسجد سے بات کی کہ کیپٹن صاحب" تشریف لائے ہیں۔ اور انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ جمعہ کی تقریر فرمائیں گے۔ اور خطبہ دیں گے مسجد میں آپ" کے لائق کوئی بندوبست نہیں یونہی یہ بات ہو رہی تھی کہ میری نظر مسجد کے سامنے والے بڑے خالی پلاٹ پر پڑی۔ وہاں پر ہمسائے کی لڑکی کی شادی کا اہتمام ہو رہا تھا۔ قنائیں اور شامیانے لگ رہے تھے۔ میں نے ان سے

دریافت کیا کہ آپ کی بیٹی کی شادی کس وقت ہو رہی ہے۔ انہوں نے فرمایا شام کو بارات ہے میں نے ان سے کہا کہ اگر آج یہاں جمعہ کی نماز ادا کی جائے تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں۔ انہوں نے بصد خوشی اس بات کی اجازت دے دی اس طرح جمعہ کی تقریر اور نماز کا اتنا اچھا بندوبست خود بخود ذات باری تعالیٰ کے خاص کرم سے ہو گیا۔ جس کا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ ہمارا بھرم اور عزت

رہ گئی۔ سامعین نے نہایت عقیدت سے آپ کی تقریر سنی اور آپ کے جذبات اور خیالات کو بہت سراہا۔ اور آپ ہمارے انتظام سے بھی بہت خوش ہوئے میں نے آخر میں سامعین کو بتایا کہ یہ بندوبست اللہ تعالیٰ نے آپ کی آمد سے پہلے ہی اپنے نیک بندوں کی شان کے مطابق کر دیا تھا۔ تاکہ اس کے نیک بندوں کی شان بلند اور لوگ ان کی طرف مائل ہوں۔ اور مستفید ہوں۔

دوسرا واقعہ :- قبلہ کمیٹی کے خواجہ محمد امین صاحب "ایک بار شدید بیمار پڑ گئے اور علاج کے لئے ریلوے ہسپتال میں داخل ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد جب صحت یاب ہوئے تو فرمانے لگے پروفیسر صاحب آپ مجھے اپنی گاڑی میں کنجاہ چھوڑ آئیں۔ وقت مقررہ پر میں ہسپتال اپنی گاڑی لے کر چلا گیا۔ وہاں سے ہم کنجاہ کے لئے عازم سفر ہوئے۔ ابھی لاہور کی مال روڈ کے پرل کانٹی نینٹل ہوٹل کے قریب ہی پہنچے کہ گاڑی بند ہو گئی۔ بسیار کوشش کے بعد بھی گاڑی سٹارٹ نہ ہوئی۔ وہاں سے میں کسی کی مدد سے گاڑی کو ٹنکری روڈ پر لے گیا۔ جمعہ المبارک کا روز ہونے کے باوجود وہاں پر دو چار ورکشاپ معہ دکانوں کے کھلی تھیں۔ ایک مستری کو دکھایا۔ اس نے فوراً ایک پرزہ تبدیل کر کے گاڑی کو فٹ کر دیا۔ ہم دوبارہ عازم سفر ہوئے۔ گجرات جاتے ہوئے میں راستہ بھریبی سوچتا رہا کہ گاڑی اگر لاہور سے باہر خراب ہو جاتی تو پھر کتنی تکلیف اٹھانا پڑتی۔ ایسا نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ جب کمیٹی کے خواجہ صاحب جیسے بزرگ مسافر ہوں تو اللہ تعالیٰ ایسی کئی تکلیفوں سے ان کے طفیل محفوظ رکھتا ہے۔ وہ نہ تو اپنے

برگزیدہ بندوں کو تکلیف دتا ہے۔ نہ ان کے ہم سفروں کو بلکہ ایسے مشاہدے کرا کے ان کے ایمان کو زیادہ راسخ کرتا اور تقویت پہنچاتا ہے۔ تاکہ ان کا رشتہ اپنے سلسلہ کے بزرگوں سے زیادہ قریب اور مضبوط ہو جائے۔

جناب صاحبزادہ ڈاکٹر محمد ضیاء اللہ روح الامین صاحب

## کی دستار بندی

مورخہ ۲۲ جون ۱۹۹۰ء بروز جمعہ المبارک ملک کے ہر کونہ سے یاران طریقت اعلیٰ حضرت عالیجناب الحاج صاحبزادہ کیپٹن خواجہ محمد امین صاحب قدس سرہ کے چہلم میں شمولیت کے لئے آستانہ عالیہ میں جمع ہو چکے تھے۔ سابقہ روایت کے مطابق مہمانوں کے لئے پر تکلف دعوت کا اہتمام تھا۔ کھانے سے فراغت کے بعد نماز جمعہ سے قبل چہلم کی تقریبات کا تلاوت کلام پاک سے آغاز ہوا۔ جناب الحاج پروفیسر بہاؤ الحق صاحب گجراتی اور دیگر حضرات نے حضرت خواجہ صاحبؒ کے سیرت و کردار پر تفصیل سے روشنی ڈالی سامعین کو سرکار علیپوری اعلیٰ حضرت عالیجناب الحاج صاحبزادہ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب مدظلہ، سجادہ نشین دربار عالیہ علی پور شریف کاشدت سے انتظار تھا۔ کمال مہربانی فرماتے ہوئے ڈیڑھ بجے کے قریب آپ تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے حضرت خواجہ صاحبؒ کی دربار عالیہ علی پور شریف کے ساتھ والہانہ محبت اور عقیدت و احترام کے بارے میں سامعین کو آگاہ فرماتے ہوئے ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک دفعہ علی پور شریف سے ایک صاحب حضرت خواجہ صاحبؒ سے ملاقات کے لئے کنجاہ تشریف لائے۔ آپ نے ان کی بہت خاطر و مدارت کی اور جتنی دیر ان کا قیام رہا آپ ان کے سامنے موڈب کھڑے رہے وہ صاحب واپس جا کر آپ کی پیرخانہ سے حسن عقیدت اور ادب و احترام کے بہت معترف ہوئے۔ سچ تو یہ ہے کہ آپؒ باوجود فوجی افسر ہونے کے علی پور شریف حاضر ہوتے تو دوستوں کے ساتھ مسجد نور

سے ملحقہ قیام گاہ میں چٹائی پر بیٹھنا ہی فخر سمجھتے۔ اسی پر کمر بھی سیدھی کرتے اور کبھی آپ سے یہ گمان تک ظاہر نہ ہوا کہ رات کیسے کٹی۔ بلکہ فرماتے کہ پیر خانے آئے ہیں نخرہ کس چیز کا یہاں سے کچھ لینا ہے تو اپنے آپ کو حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کی طرح عاجز و خاکسار بنانا ہو گا۔ کیونکہ آپ عرس شریف سے پندرہ روز پہلے علی پور شریف حاضر ہوتے اور پندرہ دن بعد اعلیٰ حضرت امیر ملت محدث سرکاری علی پوری سے اجازت پا کر گھر روانہ ہوتے۔ چنانچہ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ پیر خانہ کو بھی آپ سے بہت محبت تھی حضرت شمس الملک الحاج پیر حافظ سید نور حسین شاہ صاحب ہر سال ہمیشہ کنجاہ شریف کے سالانہ جلسہ و عرس کی تقریبات میں باقاعدہ شمولیت فرما کر سرپرستی کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب کہ اس سالانہ جلسہ و عرس کے دن قریب تھے اور آپ کہیں دور دراز تبلیغی سفر پر تھے جہاں سے عرس میں شمولیت ممکن نہ تھی۔ آپ نے وہاں سے علی پور شریف خط لکھ کر صاحبزادگان عالمقام کو کنجاہ شریف کے جلسہ و عرس میں شرکت کی تاکید فرمائی۔ بلاشبہ حضرت خواجہ صاحب نے بیس برس تک سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی بہت خدمت کی کیونکہ

”طریقت بجز خدمت مخلق نیست“

اور اس ذمہ داری کو بطریق احسن انجام دیا۔ لہذا آپ کی شب و روز تبلیغ کا ہی یہ ثمر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج آپ کے عقیدت مندوں اور مریدین میں بہت سی نامور عالم اور جید فاضل حضرات شامل ہیں۔ جن کا شمار ملک کے نامور مبلغ حضرات اور مثالی لوگوں میں ہوتا ہے۔ آپ کے سب مرید پیار محبت اور ایثار و قربانی کے جذبہ سے سرشار ہیں۔ ان کا چلنا پھرنا بیٹھنا اٹھنا اور لینا دینا قرآن و سنت کے مطابق ہوتا ہے۔ وہ اپنا تن من دھن اللہ کی رضا کے لئے وقف کئے ہوئے ہیں۔ اور اپنی ساری زندگی نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں بسر کر رہے ہیں ان کی راتیں صلی پر عبادت میں اور دن تلاوت میں گزرتے ہیں۔ یہ سب اس سایہ وار درخت کی شبنیاں معلوم ہوتی ہیں جسے علی پور شریف کی پاک و عترتی پر

اعلیٰ حضرت امیر ملت الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری نے اپنے ہاتھ مبارک سے لگایا تھا۔ اور شب و روز اس کی آبیاری فرمائی تھی۔ آج اس درخت کی شاخیں ملک کے گوشے گوشے میں پہنچ چکی ہیں اور اس کے سایہ میں کتاب و سنت کا درس دیا جا رہا ہے۔

کنجاہ شریف میں اس مرکز فیض نبوت کو جاری و ساری رکھنے کے لئے اعلیٰ حضرت عظیم ابرکت الحاج پیر حافظ سید افضل حسین شاہ صاحب نے اپنے جد امجد اعلیٰ حضرت سرکار سراج الملت کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے حضرت خواجہ صاحب کے چھوٹے فرزند ارجمند جناب صاحبزادہ ڈاکٹر محمد ضیاء اللہ روح الامین صاحب کی اجلاس عام میں دستار بندی فرما کر سجادہ نشین مقرر فرمایا۔ آپ نے برسر منبر اس بات کا اعلان فرمایا کہ صاحبزادہ ڈاکٹر محمد ضیاء اللہ صاحب کو خلافت عطا کی گئی ہے اور انہیں اس بات کی بھی اجازت ہے کہ وہ آئندہ تبلیغ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے لئے جس شخص کو مناسب خیال فرمائیں دستار بندی کر سکتے ہیں اس طرح سے آستانہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ طایبہ کا انتظام اور تشکیل بدست اعلیٰ حضرت سرکار علی پوری مدظلہ تکمیل کو پہنچا نماز جمعہ آپ کی اقتدا میں ادا کی گئی جس کے بعد حضرت خواجہ صاحب کی روح پر فتوح کے ایصال ثواب کے لئے ختم شریف پڑھا گیا۔ اور دعائے خیر کے بعد دوستوں کو رخصت کی اجازت دی گئی۔



○  
 پیر کامل ڈھونڈ کر چاہے کھان  
 جو کہ ہے بے پیر کی کھتا ہے حال

○  
 وہ پیر پیر نہیں جو نبی نما نہ ہو  
 نہیں وہ پیر جو ہرنگِ مصطفیٰ نہ ہو

○  
 مُرشدِ کامل خدا کی داد ہے  
 یہ رسولِ پاک کی امداد ہے

غیر مطبوعہ  
جواہر

اعلیٰ حضرت عالیجناب الحاج کیپٹن خواجہ محمد امین صاحب کے ذاتی غیر مطبوعہ مجموعہ سے جو چند نادر قلمی تحاریر دستیاب ہو سکیں قارئین کرام کے استغاضہ کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ اپنی ذات میں بے مثل اور اپنی صفات میں بے مثال ہے بلکہ اپنی ہستی کے وجود میں ان صفات سے بھی اعلیٰ اور بالا ہے جب اللہ تعالیٰ کی صفت محبت نے جوش مارا تو اظہار معرفت کے لئے اَنْ اَعْرِفَ کے تحت صاحب نُوْدَاكَ بِمَا خَلَقْتَ الْاَنْفَاكَ کے نور کو پیدا فرمایا اسی لئے آنحضور پر نور شافع یوم النشور شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تخلیق کائنات کے راز سے روشناس فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا یَا جَابِرُ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِیْبِیْكَ اور اپنی شان نبوت کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کُنْتُ نَبِیًّا اَدَمَ بَیْنَ السُّوْحِ وَالْمَجْدِ

## شانِ مصطفیٰ اتممِ مصطفیٰ و نظامِ مصطفیٰ

حقیقت یہ ہے کہ ذات حق کی صفات کا ادراک و عرفان اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے واقفیت نہ ہو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ذات خداوندی کے لئے مَا عَبَدْنَاكَ رَاے اللہ ہم نے تیرا حق عبادات ادا نہیں کیا، فرماتے ہیں اور تمام انسان آپ کے حق میں مَا عَدَفْنَاكَ رَم نے آپ کو نہیں پہچانا کہتے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء میں تخلیق کائنات کا سبب اور آخر میں نبی آدم کی ہدایت کا وسیلہ ہیں باطن میں تربیت کنندہ ارواح اور ظاہر میں تکمیل کنندہ اجسام ہیں ارکان مذاہب کو منہدم کرنے والے اور ان سابقہ کو منسوخ کرنے والے انگشتری وجود کا نگینہ اور نگینہ معرفت و شہود کا نقش ہیں پابند تصور اخلاق کا مقصود



سا لکین المل زمین کا مطلوب مکارم اخلاق کے تکمیل کرنے والے کاملوں کو درجہ کمال تک پہنچانے والے وجود و عدم کی منزلوں کو دیکھنے والے دربارِ حدوث و قدم مقم امکان و وجوب کے جامع طالب و مطلوب میں واسطہ مملکت خداوندی کے خدیو اور حکومت الہی کے بادشاہ ہیں حقیقت خلوت کے مظہر صورت رحمانیت کے جلوہ عالم لاہوت کے راز سرستہ خزمینہ جبروت سے واقف ارواح ملکوتیہ کو ترو تازگی بخشنے والے اور اجسام ناسوت کو رونق دینے والے ہیں ولایت کے راہنما دائرہ نبوت کی انتہا مظہر کامل رحمت عالم عقل اول ترجمان اولین نوروں کے نور رسولوں کے سردار اللہ کے سب سے زیادہ محبوب سب سے زیادہ برگزیدہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

## آلِ پاک و صحابہ کبار

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آلِ کاملہ کے کمالات صحابہ کرام کی تمام صفات اور آئمہ عظام کے احسانات کا حساب و شمار طاقت بشری کے امکان میں نہیں ہے در حقیقت یہ تمام حضرات دریائے نبوت کی نہریں اور آسمان رسالت کے چاند ہیں جس فیض کو فروغ ملا جو نور دین میں ظاہر ہوا وہ انہی بزرگوں کے طفیل ہوا ان میں ہر نہر کا پانی جدا اور ہر چاند کی روشنی الگ ہے ان میں سے ہر بزرگ کتاب فضیلت کا ایک مستقل باب اور مستقل فصل ہے کوئی صدق و راستی میں مشہور ہے کوئی عدل و انصاف میں معروف کوئی لباس حیا سے مزین اور کوئی علوم بے پایاں کا ماہر غرضیکہ خاتم نبوت کے خلفاء کا اختتام خاتم ولایت کی مہر سے ہوا۔

## ذکرِ حبیب

یہ گل سرسبز (قبلہ ڈاکٹر صاحب) ۳ فروری ۱۸۸۶ء عیسوی کو عدم سے مندرجہ شہود پر جلوہ افروز ہوئے اور اس کی خوشبوئے جانفزا سے نہ صرف آپ کے والد شیخ پیر بخش صاحب کنجاہی رحمۃ اللہ علیہ کا گھر ہی معطر ہوا بلکہ ہندوستان پاکستان ہما

جزائر انڈمان ایران سعودی عرب مصر فرانس اور انگلستان جیسے دور دراز ممالک بھی  
 ہرک اٹھے اپنی ۷۲ سال ۱۹ روزہ مستعار زندگی میں اس شمع محفل نے ساری انجمن کو  
 بقعہ نور بنایا اور مذکورہ بالا ممالک میں سلسلہ رشد و ہدایت کو جاری و ساری فرمایا سلسلہ  
 نقشبندیہ مجددیہ جماعتیہ کی تبلیغ کو اپنا مشن بنا کر ایک انبوہ کثیر کو اس سلسلے میں مسلک  
 فرمایا۔ آج ماشاء اللہ ہر ملک میں آپ کے ذریعے رشد و ہدایت پانے والوں صراط مستقیم  
 پر چل کر ساری زندگی بسر کرنے والوں ہر سانس کے ساتھ ذکر الہی میں مشغول رہنے  
 والوں کی کثیر تعداد موجود ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ رہتی دنیا تک قائم رہیگا۔

تعلیمات قرآنی کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو  
 جاتی ہے کہ کچھ ایسی ہی سعید روحیں تھیں جن کے نادور لوجود ہونے کے باعث اللہ  
 رب العزت نے فرشتوں سے خطاب فرماتے ہوئے انکی توجہ حضرت آدم علیہ السلام  
 خلیفہ الارض کی طرف اس طرح مبذول کرائی تھی اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَتَہٗ مِنْ  
 زَمٰنٍ مِّنْ اِنِّیْ نَابِ بِنَاہِ وَالَا ہُوں فرشتوں نے انسان کی ضمیر اور اس کی بناوٹ  
 اثرات و کیفیات کو مد نظر رکھ کر جب بارگاہ صمدیت میں عرض کی اَلْجَعْلُ مِّنْ یَّفْسِدِیْنِہَا  
 وَیَسْفِیْکُ الدِّمَآءَ اِیْسَہٗ کُو نَابِ کَرِیْمِ گے جو اس میں فساد پھیلانے اور خون ریزیاں  
 کرے اور اپنی تعریف میں یوں رطب اللسان ہوئے وَتَحْتِیْ نُسُجِ بِحَمِیْدِکَ وَتَقْدَسُ دَکَ اور  
 ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکیزگی بیاں کرتے ہیں تو اللہ جل  
 شانہ نے فرشتوں کی یکسوئی کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ راز سربستہ اس طرح عیاں فرمایا  
 اِنِّیْ اَعْلَمُ سَآلَا تَعْلَمُوْنَ مجھے معلوم ہے جو تم سب نہیں جانتے اس طرح اپنی حکمتوں کے  
 خزانے لٹاتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت کی تعلیم کی خاطر وَعَلَّمَہُ  
 الْاَدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّہَا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو علم الاسماء تمام عطا فرمایا اور  
 فرشتوں کے سامنے امتحان لیکر سرٹیفکیٹ ان الفاظ میں عطا فرمایا۔

فَلَمَّا اَنبَاہُمْ بِاَسْمَآءِہُمْ جَبْ اَدَمَ عَلِیْہِ السَّلَامِ لَمْ یَسْمَعْہُمْ سَمِیْعًا وَرَآہُمْ  
 فَرِیْقَتَہٗ اَبْہٰی مَحْوِیْرَتٍ مِّنْ تَحْتِہٗ کَنْ یُّکُوْنُ کَ اٰثَلٍ اَوْرَاہِمَتْ عِلْمٌ سَہِ اِیْسَہٗ اِیْسَہٗ

متبرک ہستیاں شہود پر لائیں جن کے سر عبدیت کا سرا باندھنے کے ساتھ ساتھ فرشتوں کے تقدس پر برتری ظاہر فرماتے ہوئے ان کے جدا مجد کو تو تعظیہ سجدہ کرایا اور ختم المرسلین سید کونین و سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فداک امی (والی) کے نور دیگر انبیائے کرام علیم السلام کی پاکیزہ زندگی اور معجزاتی تعلیمات اصحابہ پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طہارت اور اولیاء عظام کے وجود سے بقعہ ہستی کو نور علی نور فرمایا اور ثابت کر دیا کہ علم لدنی کا جاننے والا انسان بھی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا گیا تھا اور مزید برآں قرآن مجید کی اس آیت نے ہر تصدیق مثبت کر دی مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ اور میں نے جن اور انسان اس لئے ہی بنائے کہ میری بندگی کریں۔ اس طرح فرشتوں کی تسبیح و تقدیس پر انسانی تصرفات کو ترجیح دی اور اپنی غیر متناہی نعمتوں سے مالا مال فرمایا ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ان ہی متبرک ہستوں میں سے تھے جنہوں نے مقصد حیات کو سمجھ لینے کے بعد اس ڈگر پر چل کر اپنی ساری زندگی بسر کر دی جس ڈگر کو صراط مستقیم کے پر معنی الفاظ سے قرآن مجید نے یاد فرمایا ان کی طبیعت میں عنا اور یکسوئی اعتقادات اور عبادات میں راح العقیدگی عمل پیہم تبلیغ و تہلیل باری تعالیٰ ہمہ تن مشغولیت جدوجہد آزادی اور اس نعمت سے ہمکنار ہونے کے بعد اس کی استقامت کے لئے پر جوش عمل اور دوستوں کو نیک کارکردگی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی شب و روز تبلیغ نلک و ملت کی واسے درے سخن خدمت اور عالم کبرئیتی میں قریہ قریہ پھر کر تبلیغ دین کا فریضہ انجام دینا یہ سب باتیں ان کی مصروفیات کا آنکھوں کے سامنے نقشہ آتا ہے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ کے بندے جن کے ذہد و اتقا کو دیکھ کر فرشتے شرمائیں جن کی طہارت اور بے لوثی کو دیکھ کر جنات بھی دنگ رہ جائیں جن کے نقش قدم پر چل کر ہزاروں گم گشتگان راہ ہدایت پائیں جن کی دعاؤں سے خلق خدا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مالا مال ہو۔ امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان قافلہ سالاروں کی فرست میں ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اور اسم گرامی چندے آفتاب اور چندے ماہتاب چمکتا دکھتا نظر آتا ہے

جہانبانی سے ہے دشوار تر کار جہاں بینی  
جگر خون ہو تو چشم دل میں ہوتی ہے نظر پیدا

ہزاروں سال زگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے  
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

عام طور پر ہمارے اہل اللہ ارباب اقتدار سے الگ تھلگ رہے اور ان کی تمام روایت گوشہ ہائے تنہائی میں یاد خدا کرنے اور اصلاح نفس کرنے کی ہیں لیکن اس وقت انگریز وائسرائے نے ہندوستان میں تقسیم کرد اور حکومت کرو کے باعث غیر اقوام میں تو درکنار خود مسلمانوں میں تفریق کی انتہا کر دی لہذا اس وقت ضرورت اس امر کی تھی کہ ارباب فیض ارباب اقتدار سے الگ تھلگ رہنے کی بجائے خاص طور پر ان سے ربط و ضبط پیدا کریں اور ان خرابیوں کی اصلاح کریں جو حکومت وقت کی معاشرتی بدعتوں نے پیدا کر دی تھیں۔ صوفیہ میں اس طریقہ کار کے سب سے پر نور ترجمان نقشبندی حضرات ہیں۔ جن کے ایک مشہور بزرگ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کا ایک قول حضرت مجدد الف ثانیؒ نے کئی مکتوبات میں نقل کیا ہے اگر ماشنی سے کہہ دوں دریں روزگار پچ شیخ مرید نے یافت لیکن مارا کار دیگر فرمودہ اند کہ مسلمانان را نگاہد ارباب بواسطہ این بنیاد شاہاں بایست اختلاط کردن و نفوس ایشان را مسخر گردانیدن و بتوسط این عمل مقصود مسلمیں بر آوردہ

جلد اول مکتوب ۱۹۵ صدر جہاں کے نام شریعت کی ترقی پر ترغیب دینے اور اسلام اور اہل اسلام کی کمزوری پر افسوس ظاہر کرنے کے بیان میں ہے اس میں بڑے نور اور جوش سے امور شرعی کی کمزوری پر آنسو بہائے ہیں اور یہ شعر درج کیا ہے۔

آنچه از من گم شدہ گراز سلیمان گشدرے

ہم سلیمان ہم پری ہم اہر من بگر بیستے



## الْعُلَمَاءُ وَرِثَةُ الْأَنْبِيَاءِ

ہر عارف عالم ہوتا ہے اور ہر عالم عارف نہیں ہوتا۔ انبیاء کرام خلیفت اللہ فی الارض اور اولیا کرام جلساء اللہ۔ سالکان طریقِ حدیٰ پر لازم ہے کہ صادقین کی صحبت اختیار کریں اور اگر یہ میسر نہ آسکے تو ان کی تحریرات (تصنیفات) کو ہی زیر مطالعہ رکھیں حضور قبلہ و کعبہ ڈاکٹر صاحبؒ کے نزدیک مرشد کامل کی سب سے بڑی علامت یہ تھی کہ وہ شریعت اور احسان کا جامع ہو کشف و کرامات کو احکامات خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ترجیح نہ دیتا ہو۔۔۔

وہ پیر نہیں جو نبی نما نہ ہو  
نہیں وہ پیر جو ہرنگ مصطفیٰ نہ ہو

قلیل مدت میں آپ کو نسبت نقشبندیہ کامل طور پر حاصل ہو گئی مرشد کے حینِ حیات ہی روحانی مسرتوں اور حیاتِ ابدی کے طلبگاروں کی تسکین خاطر پر مامور ہوئے آپ نے چشمِ بینا سے برصغیر ہندوستان کے حالات کا مطالعہ کیا اور اس وقت کے مسلم معاشرے کا جائزہ لیتے ہوئے دیکھا کہ تصوف و طریقت کے پردے میں غیر صالحہ افکار و نظریات مسلم معاشرے کو بری طرح متاثر کر رہے ہیں گاندھی اور اس کے چیلے علماء دیوبند ایسے علماء کی مصلحت پرستانہ تعبیر دیں۔ ہندو کانگریس کی گمراہیوں کو سند قبولیت مہیا کر رہی ہے۔ غیر اسلامی رسم و رواج بیہودہ تکلفات اہمیت حاصل کرتے جا رہے ہیں اسلامی معاشرہ مجموعی طور پر اپنی اصلی بنیادوں سے ہٹا چلا جا رہا ہے۔ اور اسلام

کی طرہ امتیاز قدروں سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ آپ خداداد بصیرت کی روشنی میں اس نتیجے پر پہنچے کہ اگر اس بڑھتے ہوئے طوفان بد تمیزی کے آگے بند نہ باندھا گیا تو مسلمانان ہند ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شرک و

بدعات میں جلاء ہو جائیں گے اور انہیں پھر آسانی سے شدہ کر لیا جائیگا آپ نے محسوس کیا کہ توحید الہی میں شرک اور شرک کی جانب رغبت تمام گمراہیوں کی جڑ ہے اس لئے آپ نے سب سے پہلے شرک کے خلاف آواز اٹھائی اور توحید کو کھول کھول کر بیان کیا۔ دین صرف اللہ ہی کیلئے ہے اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا سارا عمل خبط ہو جائے گا۔

## شرع کی ترویج

طریقہ نقشبندیہ کی اشاعت شریعت اور طریقت کی تطبیق اور شیعیت مرزائیت نام نہاد بیسائیت شرک و بت پرستی نجدت کی مخالفت کے علاوہ حضرت نے جو اہم کام کیا وہ اسلام کا عام احیاء تھا۔ حضرت نے خود احیاء اسلام کی کوشش کی اور اس کے علاوہ ایک ایسا نظام قائم کیا جس سے آپ کے مقاصد کی تکمیل ہوئی آپ کے امیران حلقہ نے ملک کے کونے کونے بلکہ ہندوستان سے باہر بھی آپ کے خیالات کی اشاعت کی اور کر رہے ہیں۔

آنچہ بر جستم و کم دیدیم و بیسار است و نیست  
نیست جز آدم دریں عالم کہ بیسار است و نیست

(عالم گیر رحمتہ اللہ علیہ)

سودا تمار عشق میں خسرو سے کو اکن

بازی اگرچہ پانہ سکا سر تو کھوسکا

چند روز پیشتر محترم جناب پروفیسر بہاء الحق صاحب ایم اے مدظلہ العالی نے لکھے گئے جب تشریف لائے تو ان کے ہاتھ میں ایک فہرست مضامین تھی فقیر کے دریافت کرنے پر انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ماہنامہ رسالہ کے لئے کچھ نہ کچھ لکھتا رہتا ہوں لہذا اب کے سالانہ نمبر کے لئے یہ فہرست پیش خدمت ہے لہذا میری یہ خواہش ہے کہ آپ اس فہرست پر نظر ثانی فرما کر ایک مضمون کا انتخاب فرمائیں اور طبع آزمائی کریں فقیر نے فہرست کا توجہ سے مطالعہ کیا اور لکھنے کے لئے وحدت الوجود وحدت الشہود کی سرخی منتخب کی۔

اس سرخی کو پڑھتے ہی فقیر کے ذہن میں مندرجہ ذیل خیالات ابھرنے لگے

۱۔ اگر اس سرخی پر لکھنے والا کوئی ملحد ہو گا تو وہ مضمون میں ان تصورات کا منہ چڑایگا  
 ۲۔ اگر اس پر طبع آزمائی کرنے والا اہلحدیث یا دیوبندی ہو گا تو وہ تصوف کو عجمی  
 سازش کا نام دے کر خارج از بحث قرار دیگا اور حدیث پاک **تَعَلَّمُوا إِلَّا اللَّهَ وَلَا تَعَلَّمُوا فِي ذَلِيلَةٍ**  
 ۳۔ اگر اہل علم حضرات میں سے کوئی ہو گا تو وہ اپنی رسمی مصلحت کے باعث بزرگان  
 دین کے خلاف اپنی بزرگی جتلانے کے لئے کبھی ایک بزرگ سے اختلاف کریگا اور کبھی  
 دوسرے سے اور مسئلہ کو اس قدر توڑ موڑ دیگا کہ اس کی تحریر خود ایک مسئلہ بن  
 جائیگی اور پڑھنے کے باوجود کوئی کچھ سمجھ نہ سکے گا۔

۴۔ اگر مضمون نگار جماعت اسلامی کا فرد ہو گا تو وہ نقاد کی حیثیت سے مسئلے کو اور  
 الجھا دیگا اس سلسلے میں فقیر کو ایک تلخ تجربہ بھی ہوا۔ سود کی حرمت کے باعث فقیر کو  
 مسئلہ کے سمجھنے کی ضرورت درپیش آئی تو اتفاق سے ایک وکیل صاحب کی معرفت فقیر  
 لاہور میں جماعت اسلامی کے ایک بزرگ کے ہتھے چڑھ گیا میرے دریافت کرنے پر  
 فرماتے لگے کہ مولانا مورودی صاحب نے سود کی حرمت پر دو کتابیں لکھیں ہیں میں  
 آپ کو کل دونوں نسخے پیش کر دوں گا آپ ان کا مطالعہ کر لیں مسئلہ صاف ہو جائیگا جب  
 فقیر نے دونوں کتابوں کا مطالعہ بغور کیا تو یہ سمجھ آئی کہ

۱۔ مولانا مورودی صاحب کی نوازشات سے فقیر کی زندگی کے دو دن ضائع گئے۔

۲۔ میری طرح جس نے بھی اسے پڑھا ہو گا چند مخصوص جماعت اسلامی کی اصطلاحات  
 کے سوا اسکے کچھ پلے نہیں پڑا ہو گا۔

۳۔ دو کتابیں لکھنے کی بجائے اگر چند قواعد و ضوابط مرتب کر کے مولانا مورودی صاحب  
 جماعت اسلامی کے سرمایہ سے ایک بے سود بینک کی بنیاد ڈال جاتے تو آنے والی  
 نسلیں حرام کھانے سے بچ جاتیں اور قوم کے پلے بھی کچھ پڑ جاتا اور آنے والی نسلوں  
 کے لئے یہ کاروبار مشعل راہ کا کام دیتا لیکن افسوس مولانا بہتر فرقوں میں ایک کا اضافہ  
 کر کے دنیا سے چلتے بنے اور سارے مسائل جوں کے توں چھوڑ گئے اور کتابوں کا اتنا

بڑا انبار لگا گئے جس کے مطالعہ کے لئے عمر گرانمایہ کا ایک حصہ وقف کرنے کے بعد کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

۵۔ اگر خوش قسمتی سے لکھنے والے بزرگان سلسلہ چشت اہل بہشت سے ہونگے تو وہ اپنی طرز نگارش سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کریں گے کہ فصوالحکم کی تحریر کا ہر شوشہ ناقابل تردید ہے اور حضرت محمدؐ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی بات آخری بات ہے۔

۶۔ اگر صاحب تحریر نقشبندی مجددی مسلک سے تعلق رکھنے والے ہونگے تو وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مسلک کے مطابق صفحات پہ صفحات لکھتے چلے جائیں گے اور یہ باور کرانے کی کوشش کریں گے کہ مجدد صاحب کا مسلک ہی اصل حقیقت ہے۔

فقیر کا تعلق بچہ اللہ دونوں سلاسل سے ہے والد گرامی قدر رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے فقیر چشتی قادری سلسلے سے محبت رکھتا ہے اور بلوچ دل فقیر نقشبندی مجددی جماعتی۔ طالبی ہے۔

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جسم کی سلامتی کم کھانے روح کی سلامتی ترک گناہ عقل کی سلامتی حصول علم اور دل کی سلامتی ذکر و فکر میں ہے۔ دین کی سلامتی حضور نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکھرت درود شریف پڑھنے میں اور اجتماعی فلاح جہد مسلسل میں ہے۔

(۲) محبت کو اپنا شعار بناؤ۔ یہ دنیا دار العمل ہے۔ جہد مسلسل اور عمل پیہم سے خوش حالی کی راہیں کھلتی ہیں۔

(۳) ذکر الہی کو اپنے اوپر ملازم کر لو اور محبت کو اپنا شعار بناؤ کیونکہ محبت وہ آگ ہے جو تمام کٹانوں کو ختم کر دیتی ہے۔

(۴) جو شخص اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے وہ صرف خدا سے ڈرتا ہے اور دنیا کے عیش و عشرت کو اپنے اوپر حرام کر دیتا ہے۔



اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کا مستقر جب زمین کو ٹھہرایا تو ان کی رہنمائی کے لئے سلسلہ وحی جاری فرمایا پھر اولاد آدم علیہ السلام کی ہدایت کے لئے انہیں میں سے انبیاء کرام منتخب فرمائے اور یوں یہ سلسلہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم تک آکر اختتام پذیر ہوا۔ آپ کی امت کے صلحاء و علماء و صوفیاء تک کی زبان و قلم اور نفوس قدسیہ کو شریعت حقہ کا ستون بنایا علامہ اقبال "صاحب نے خودی کا سبق سیکھا۔ اسلام مومن کی انفرادیت قائم رکھنے پر زور دیتا ہے۔ خواہ اس کا وجود ساری دنیا میں تھا ہی کیوں نہ ہو۔ نظریہ وحدت الوجود کو ماننے والے بزرگ فتانی اللہ ہونے کو معراج انسانیت سمجھتے ہیں لیکن حضرت مجدد "وحدت الشہود کے علمبردار تھے اس طرح ذات مطلق میں جذب ہو کر فنا ہو جانے کو انتہائے نظر ٹھہرانے کی بجائے سالک کی انفرادیت قائم رکھنے پر زور دیا وحدت الوجود توکل کا درس دیتا ہے جو انبیا کی ایک صورت ہے جب کہ وحدت الشہود جہدِ قیم اور پیکار مسلسل کا نام ہے جس کے نفس گرم سے ہی گرمی احرار حرکت و عمل کا پیغام بر ہے۔ ناموس مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عزت صحابہ رضی اللہ عنہم آبروئے اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم تقدس اولیاء اللہ کو مجروح کرنے والوں میں جہاں کفار و مشرکین یہود و نصاریٰ پیش پیش تھے اور اپنی ریشہ دوانیوں کے باعث ریک حملوں سے نہ تو اسلام کی عزت ہی محفوظ رہ سکی نہ دین کی حرمت قائم ہو سکی بے گانوں نے مخالفت کی اور بیگانوں نے توحید کی آبرو کی حفاظت کے پردے میں فرقہ واریت کو ہوا دی اور امت مسلمہ کو افکار باطلہ سے بچانے کی بجائے ان میں جتلا ہو گئے اور وہی کام اپنے کر گزرے جس کی توقع بیگانوں سے بھی نہ کی جاسکتی تھی۔ اس سے دین میں فرقہ واریت اور ملک میں انتشار پیدا ہوا۔

جو لوگ امام الانبیاء و المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں رکھتے وہ آپ کی امت کے کب بھی خواہ ہو سکتے ہیں اور جو لوگ آپ کے وفسادار نہیں وہ

آپ کے نام پر بنائے گئے ملک و ملت کے کب وفادار ہو سکتے ہیں۔ یہ تحفظ

حکومت کی طرف سے ملنا چاہئے تھا لیکن جب حاکم ہی بے دین ہوں تو ناموس رسالت کی حفاظت عظمت صحابہؓ کی رکھوالی عزت اہل بیت کی نگہداشت اور شان اولیاء اللہ کو تحفظ کہاں سے میسر آئے امت مسلمہ کا دین و ایمان اور حق و اسلام کسی نہ کسی ولی اللہ ہی کی نگاہ کرم کا مرہون منت ہے۔ اور اولیاء اللہ کو غیر اللہ تصور کر کے انہیں ہدف تنقید بنانا۔ غفلت دین کا باعث ہے۔ کلام اللہ کی تمام سورتوں کا نام غیر اللہ کے ناموں سے منسوب ہے اور کسی سورۃ کا نام اللہ نہیں مثلاً قرآن کریم کی دوسری سورۃ البقرہ ہے جس کے معنی خاص گائے ہے۔ یا اللہ وہ کیسی گائے تھی؟ کس کی گائے تھی۔ کہاں رہتی تھی؟ کس کی امانت تھی؟ اس میں کون سا کمال تھا؟ اور اس میں کونسی خوبی تھی جو تجھے پسند آگئی۔ اور پھر اپنے کلام کو اس کے نام سے شروع کیا جواب آتا ہے ہاں وہ ایک صالح مرد اور ایک ولی اللہ کی گائے تھی اور پھر ماں کے ایک فرمانبردار بیٹے کی امانت تھی۔ وہ جنگل میں چرتی پھرتی تھی اور لوگوں کو دیکھ کر بھاگ جاتی تھی۔ اس لئے کہ وہ گائے جانتی تھی کہ میرا مالک کوئی اور ہے۔

ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے ایک آدمی نے کسی دوسرے آدمی کو قتل کیا لیکن قاتل کا پتہ نہیں چلتا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ اگر قاتل کا پتہ چلانا ہے تو ایک گائے ذبح کرو۔ قوم پوچھتی ہے اس گائے کا رنگ کیسا ہو؟ اس کی عمر کتنی ہو؟ کھیتی باڑی کرنے والی ہو؟ اس کے جسم پر کوئی داغ نہ ہو۔ دیکھنے والے کو مسرور کرنے والی ہو۔ ہاں ایسی صفات والی گائے اللہ کے ایک ولی کی ہے جو ماں کے فرمانبردار بیٹے کی امانت ہے۔ اسے ذبح کر کے اس کے جسم کا کوئی حصہ مردے پر مارو وہ زندہ ہو جائے گا اس لئے کہ اللہ کے ولی کی ذبح کی ہوئی گائے کے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ قوم نے ایسا ہی کیا۔ مردہ اللہ کے فضل سے زندہ ہو گیا اللہ نے فرمایا کَذٰلِكَ يُخَيِّبُ الْمُتَوَفِّيٰ كَ اللّٰهِ اس طرح بھی مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ یعنی

کبھی تو اللہ براہ راست و بلا واسطہ مردوں کو زندہ کر دیتا ہے اور کبھی اللہ کے ولی کی ذبح کی ہوئی گائے کے ذریعے مردے کو زندہ کرتا ہے تاکہ دنیا والے اولیاء اللہ کی شان عظمت و کمال ان کے تصرفات و کمالات ان کی صفات و کرامات کو تسلیم کر کے اپنے دین و ایمان کی اجڑی ہوئی کھیتی کو اولیاء کرام کے چشمہ فیوض و برکات سے سیراب و شاداب کر سکیں۔

حق تو یہ تھا کہ وہ لوگ معجزہ عظیم کو دیکھ کر ایمان لے آتے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ** کہ یہ سب کچھ دیکھ کر بھی ان کے دل اور بھی سخت ہو گئے پتھروں کی مانند سخت اور چٹانوں کی طرح سخت اور وہ نسل اب بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **إِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ** تمام مسجدیں اللہ کی ہیں۔ تو جامعہ مسجد اہل حدیث کیوں قاصد اور فاروقیہ کیوں۔ ایسے جاہلوں کے لئے **إِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا** جنت مومنوں کی وراثت ہے (سورہ مریم) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ اللہ کی جنت غیر اللہ کے قبضہ میں ہے۔ کہ جنت ماں کے قدموں میں ہے۔ ماں بھی غیر اللہ ہے۔ اور غیر اللہ کے پاؤں کے نیچے جنت لہذا جنت انہیں سے ملے گی۔ تلوار سے کسی کی گردن اڑا دینا کمال نہیں محبت و اخلاق سے کسی کے دل پر حکومت کرنا کمال ہے لشکر سپاہ سے کسی کو شکست دینا بہادری نہیں نگاہ فقر و درویشی سے کسی کے سر کو حق کے آگے جھکانا بہادری ہے۔

### عقیدہ توحید

۱۔ ہر مسلمان جو سرور کون و مکان **رُوحِ الْحَسِيمِ** صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ شریف پڑھتا ہے۔ محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کو ہی اپنا الہ (رب) مانے

نبی کے خدا کو خدا مانتا ہوں  
نہ اس کے سوا دوسرا جانتا ہوں

جس طرح پ ۶۷۵ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَلَا دَرَبَ لَكَ لِأَيُّ مَنُونَةٍ تَرْجُوهُ تَوَّابٌ مَّحْبُوبٌ تَهَارَى رُبَّ كَيْفِ يَهَا اللَّهُ جَلَّ شَانَهُ نَعَى أَيْنَهُ مَحْبُوبٌ كَارِبٌ يَهْوَى كَيْفِ كَهَائِي هَيْ - اسی لئے ہمیں بھی محبوب کے رب کو ہی عبادت کے لائق ماننا ہو گا۔

۲۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد سے سوال کیا کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے جو ابائے عرش کہتے ہیں إِنَّهُ لَكِ دَالَةٌ أَبَائِكَ یعنی اے والد محترم حضرت یعقوب علیہ السلام تمہارے رب کی اور تمہارے آباء اجداد کے رب کی۔ تو یہاں بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کے رب کی عبادت کا تذکرہ ہے۔

۳۔ وہ رب یکتا ہے اس کا کوئی نہ ذات میں نہ صفات میں شریک نہیں وہ کسی کا محتاج نہیں ساری کائنات اس کی محتاج ہے۔ وہ خالق و مالک ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے وہی عبادت کے لائق ہے۔ اس کا علم غیر متناہی و غیر محدود قدیم اور غیبی مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کا ادراک غیر ممکن ہے وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے برابر کسی کو سمجھنا شرک ہے۔ اس سے کوئی چیز غائب نہیں۔ ساری کائنات اس کے سامنے ایک رائی کے دانہ کے برابر ہے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کو علم غیب ہے شرک ہے کیونکہ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے یہ صفت ماسوائے اللہ تعالیٰ کسی اور کو ہی ہو سکتی ہے (قابل غور)

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو جو کہ بت پرست تھا اور حقیقی خدا کے مقابل کئی خدا بنائے ہوئے تھا اس شرک (بت پرستی) سے منع فرمایا جب کہ کلام پاک میں آیا ہے يَا بَنِيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَكَبِيرٌ مِّنْ عُنُقِ الْمَسٰلِكِ  
پر بتوں والی آیات چسپان کرنا ایک ناپسندیدہ فعل ہے

## علم غیب

رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں۔ اور یہ علم اللہ تعالیٰ جل شانہ کا

عطاء کردہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز غائب نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے متعلق قرآن پاک میں متعدد جگہ ارشاد ہوا ہے۔

(۱) هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُوْصَوْنَ بِالْغَيْبِ ا ترجمہ :- یہ قرآن پاک متقی لوگوں کے لئے راہ ہدایت ہے اور متقی وہ لوگ ہیں جن کا ایمان غیب پر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب کا علم جانتے ہیں۔ تب ہی تو وہ مسلمانوں کو بتاتے اور مسلمان ان کو مانتے ہیں۔ اگر آپ غیب کا علم نہ جانتے ہوتے۔ تو اس آیت میں مسلمانوں کو جس غیب پر ایمان لانے کا ذکر ہے وہ کہاں سے آگیا سورہ جن میں ہے۔

فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ اِلَّا مَنِ الْوَلِيُّ مِنَ رَّسُوْلٍ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص غیب پر مطلع نہیں فرمایا۔ مگر اس کو جس کو اپنے رسولوں میں سے انتخاب فرمائے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمُ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَنِبُ عَنْ رَّسُوْلِهِ مَن يَشَاءُ (ال عمران) ترجمہ۔ اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے۔ ہاں البتہ جن لیتا ہے اپنے رسولوں جیسے چاہے۔

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (ال عمران)

ترجمہ۔ یعنی جتنے غیب ہیں آسمانوں اور زمین کے سب ایک بتائے والی کتاب میں ہیں اس کلام پاک کی تعلیم جس میں سارے غیب موجود ہیں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے محبوب و مقبول افضل الانبياء صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ جیسا کہ ارشاد ہے الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ رَجُمًا رَّحْمٰنٌ نَّزَّلَ فِيْ سُوْرٰتٍ مَّوْجِدٍ لِّتُنذِرَ مَن لَّا يَشَاءُ الْعِلْمَ (سورہ رحمن)

۵۔ الْحَدِيْثُ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ترمذی شریف)

ترجمہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے۔ اس کا علم اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا۔

مندرجہ بالا آیات مبارکہ اور حدیث پاک سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب جانتا ثابت ہے اور کئی واقعات جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر دلالت کرتے ہیں پیش کئے جاسکتے ہیں جس کے یہ چند اوراق متحمل نہیں

ہو سکتے۔ صاحب ایمان کے لئے یہ کافی دانی ہیں۔ کیونکہ کسی ایک آیت کا انکار کفر ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ آپؐ کا یہ علم ذاتی اور مستقل نہیں۔ محدود مثنوی اور مخلوق ہے۔

یہ آیت پاک جو قرآن مجید میں ہے **قُلْ لَنَا قَوْلٌ لَّكُم مِّنْ عِنْدِ خَزَائِنِ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبِ** ترجمہ۔ اے محبوب تم فرما دو کہ میرا یہ دعویٰ نہیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے میں یا عالم الغیب ہوں۔ وغیرہ بلکہ میرا تو دعویٰ ہے رسالت کا نبوت کا۔ تم اس کو مان لو یہ ذاتی علم غیب کے متعلق نفی ہو رہی ہے۔ اگر کوئی مسلمان یہ سمجھے یہ آیت پاک دوسری آیات کو منسوخ کرتی ہے تو یہ ان کی کم علمی ہے۔ اس طرح تو آدھا کلام پاک ہی منسوخ ہو جائے گا پھر یہ کلام خدا کیسے ثابت کریں گے اور اسلام کی سچائی و اعدادار ہو جائے گی (العیاذ باللہ)

چند اشعار سرکار کنجاہی طالب الہی کے علم غیب پر پیش خدمت ہیں

نبی غیب کی ہے خبر دینے والا	اسے علم دینا ہے خود حق تعالیٰ
بشر ہو کے راز خدا کھولتا ہے	زبان نبی سے خدا بولتا ہے
سکھایا تجھے جو تو نہ جانتا تھا	کیا تجھ پہ ظاہر جو تجھ سے چھپا تھا
تضاد آیتوں میں جو رکھتا روا ہے	سمجھتا ہے۔ قرآن کلام خدا ہے

## میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ منعمد کرنا جائز موجب برکت ہے۔ اس کا کرنا قرآن پاک کی نص قطعی سے ثابت ہے۔  
ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمِ ادْكُرُوا لِنِعْمَةِ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَكُم مِّنْ أَنْبِيَاءِ

(ترجمہ) اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم کہ تم اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو (ذکر کرو) جو تم پر ہے کہ تم میں انبیاء علیہ السلام کو پیدا کیا اس آیت مبارکہ میں انبیاء علیہ السلام کے پیدائش کے ذکر کا حکم فرمایا گیا ہے اور اس کو نعمت قرار دیا ہے۔ نبی کریم رؤف الرحیم تو سید الانبیاء ہیں۔ آپ کا ذکر اور بھی افضل و اعلیٰ ہے بلاشبہ حضور کی بعثت اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان نعمتوں میں سے ایک رفیع الشان نعمت ہے۔ اور ہر مومن پر فرض ہے جس کو اس نعمت سے حصہ ملا ہے وہ اس کو فراموش نہ کرے بلکہ اس کو ہمیشہ یاد کرتا رہے۔ اور اس رب کریم کا شکر ادا کرنے میں کوشاں رہے جس نے اپنے حبیب کو ہمارے لئے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا۔

۲۔ محفل میلاد میں اللہ کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوات و سلام پڑھنا بھی کثیر منافع کا باعث اور جائز ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً (اے ایمان والو اللہ کے محبوب پاک پر صلوات و سلام پیش کرو)

۳۔ محفل میلاد منانے سے شرک کی جڑیں کٹ جاتی ہیں۔ کیونکہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا تذکرہ ہوتا ہے۔ حضور اپنی کمال شان اور رفعت منزلت کے باوجود خدا نہیں ہیں سب اوصاف اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں۔

۴۔ انبیاء علیہم السلام حضور کا ذکر سنا تے آئے ہیں۔ اور جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ مِّنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ۔ کہ میں بشارت دیتا ہوں اس رسول کی جو میرے بعد آنے والے ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی احمد ہو گا۔

۵۔ حدیث قدسی میں وارد ہے۔ ذِکْرُكَ ذِکْرِي اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے حبیب آپ کا ذکر میرا ذکر ہے سَنَ ذِکْرُكَ ذِکْرِي جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے میرا ہی ذکر کیا۔ وَتَعَزُّوهُ وَتُقَدِّرُوهُ یعنی آپ کی تعظیم و توقیر کرو۔ صلوات و سلام میں قیام تعظیماً عین مطابق حکم الہی ہے اور سنت ملائکہ ہے۔ امام شافعی کا بھی یہی قول ہے جس کو امام بیہقی نے

روایت کیا

## بدعت

كُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّاسِ الْهَدْيُ

بدعت کی تعریف :- بدعت شرعی وہ ہے جو قرآن پاک یا حدیث صحیح یا اجماع کے برخلاف دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جائے۔ اسی کو حضور علیہ السلام نے ضلالت فرمایا۔ اور جو وعید اہل بدعت کے حق میں ہے اس سے یہی بدعت مراد ہے۔ لیکن ایسا امر جو قرآن شریف یا حدیث شریف یا اجماع کے خلاف نہ ہو نیا شروع کیا جائے تو وہ حکماً سنت ہو گا۔ اس کو بدعت سمجھنا غلط ہے

وَرَهْبَانِيَّةٌ ابْتَدَعُوهَا حَتَّىٰ رِعَايَتِهَا ۚ

رہبانیت :- نصاریٰ نے رہبانیت (موٹے کپڑے پہننا کم کھانا عبادت زیادہ کرنا گوشہ نشینی) خود بخود ایک بدعت نکالی جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا تھا۔ لیکن ممانعت بھی نہیں تھی۔ انہوں نے محض خدا کی خوشنودی کے لئے رہبانیت ایجاد کی۔ پھر انہوں نے اس کو اچھی طرح نہ نبھایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ناراضگی ظاہر فرمادی جیسا کہ متذکرہ آیت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے نبھانے والوں کو اس کا ثواب عطا کیا۔ اس آیت پاک سے ثابت ہوا کہ کوئی نیا طریقہ ایجاد کر کے اس کو چھوڑ دینا اور اس کی رعایت نہ کرنا اللہ کے نزدیک بہت برا ہے۔ اگر ہر ایک بدعت بری ہوتی تو حق تعالیٰ رہبانیت کے نہ نبھانے پر اظہار ناراضگی نہ فرماتے رہبانیت اگرچہ بدعت تھی مگر بری بدعت نہ تھی۔

الْحَدِيثُ :- أَخَذَتْ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنَّا فَهُوَ رَدٌّ

یہ حدیث پاک اس امر پر دلیل ہے کہ ہر نیا طریقہ بدعت شرعی نہیں بلکہ وہی بدعت شرعی گمراہی اور مردود ہوگی جو مغیر دین ہو (برخلاف ہو) متذکرہ بالا آیت مبارکہ اور حدیث شریف کے علاوہ اور بھی حدیثیں پیش کی جا سکتی ہیں جن کو طوالت کے ڈر سے یہاں نہیں لکھی جا رہی۔



ان متذکرہ واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک مومن کو حضور علیہ السلام کی طرف سے اجازت تھی کہ وہ نیک طریقہ نکالے پھر قیامت تک جو کوئی اس پر عمل کرے گا اس سے موجد کو ہر ایک کے برابر ثواب ملتا رہے گا یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے وصال مبارک کے بعد صحابہ کرامؓ نے کئی طریقے نکالے اور ثواب حاصل کئے اور بعض صحابہ نے حضور علیہ السلام کے سامنے اپنی طرف سے نیک امور ایجاد کئے جن کو آپؐ نے دیکھ کر پسند فرمایا۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

**نماز جمعہ (۱)** نماز جمعہ صحابہ کرام نے مدینہ شریف میں ایجاد کی اور سعد بن زرارہؓ نے پڑھائی پھر جمعہ کی فرضیت نازل ہوئی۔

**(ب)** امام بخاریؒ نے حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دن ہم حضور علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب آپؐ نے رکوع سے سر اٹھایا اور سَمِعَ اللَّهُ لِعَنِّمْ جِدَّه فرمایا تو ایک مقتدی نے کہا **بِنَامِكَ الْحَمْدُ كَثِيرًا طَيِّبًا مَبَارَكًا فَنِيَمُ** جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا من **الْمُسْتَكْمَلُ** کون مجھ سے کلام کر رہا تھا۔ اس صحابی نے عرض کی حضور میں نے **كَثِيرًا طَيِّبًا مَبَارَكًا** پڑھا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کلمہ کو فرشتے لینے آگئے اگر مطلقاً احداث منع ہوتا تو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس صحابی کو بجائے پسند فرمانے کے منع کرتے اگر نماز میں احداث ذکر جائز تو بغیر نماز میں بطریق اولیٰ جائز ہو گا۔

**(ج)** حضور علیہ السلام کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی اذان اول زائد کی جو حضور علیہ السلام کے زمانہ میں نہ تھی۔

**(د)** شراب کی حد شرعی :- اسی طرح حضور علیہ السلام کے زمانہ میں شراب کی حد جوتیوں سے پڑانا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانہ میں بھی یہی رہی۔ لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے سے اسی کوڑے تک زیادہ کئے۔

**(ج)** عید گاہ میں منبر :- اسی طرح عید گاہ میں منبر حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ میں بنایا گیا اور آپؐ نے اس پر چڑھ کر عید کا خطبہ دیا۔

تراویح :- اللہ تعالیٰ نے ہم پر روزے فرض کئے نہ کہ قیام نماز تراویح حضرت عمرؓ کے زمانہ میں باجماعت ادا کی گئیں۔

(خ) تالیف و طبع :- کتابیں لکھنا اور اس کی نشر و اشاعت حضور علیہ السلام کے وقت میں نہ تھی۔ اب اس کا عام رواج ہو گیا ہے۔ قرآن مجید اس موجودہ شکل میں نہ تھا۔ قرآن پاک کا اکٹھا کرنا اور زیر زیر پیش کا لگانا بعد میں ہوا۔

## کسی مسئلہ کے غلط یا صحیح پر کھنے کا قاعدہ۔

الغرض یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم و حدیث شریف سے جس کی بھلائی ثابت ہو۔ وہ بھلی اور جس کی برائی ثابت ہو وہ بری۔ اور جس کی نسبت کچھ بھی ثابت نہ ہو وہ جائز اور مباح رہے گی۔ اس کو حرام یا ممنوع یا بدعت وغیرہ کہنا شریعت پر بہتان ہو گا اللہ جل شانہ فرماتے ہیں۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتِكُمُ الْكُذِبَ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ (ترجمہ) اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبان جھوٹ بیان کرتی ہے یہ حلال ہے۔ اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو بے شک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہو گا۔

## اولیاء اللہ

اولیاء اللہ برحق ہیں۔ ولی اللہ وہ ہوتا ہے جس کا دل عشقِ مصطفیٰ میں گداز ہو اور ظاہر و باطن سیرتِ مصطفیٰ کے مطابق ہو۔ ایمان و تقویٰ سے آراستہ ہو جو قبیح سنت نہ ہو وہ ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ شیطان کا ایجنٹ ہے۔

خلاف پیغمبر کے راگزید

ہرگز نہ خواہد بمنزل رسید

۳۔ اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں جو اولیاء کرام کی توہین کرتا ہے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اعلان جنگ ہے۔ تجرید بخاری حدیث قدسی میں وارد ہے کہ

میرا بندہ جتنا میرے فرائض ادا کرنے سے مجھ سے قرب حاصل کرتا ہے اتنا کسی چیز سے نہیں کر سکتا۔ میرا بندہ نوافل پڑھنے سے میرے قریب ہو جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ تو میں ان کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے وغیرہ۔

۴۔ اولیاء اللہ کا انکار آیت قرآنی کا انکار ہے۔ جو کہ کفر ہے۔

۵۔ اللہ کے ولی قبروں میں زندہ ہیں۔ ان کے پاس جا کر دعا کرنا قبولیت پر دلالت کرتا ہے۔

۶۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوب شریف نمبر ۱۲۰ جلد ثانی میں فرماتے ہیں اہل اللہ کا وجود حقیقت میں دو کرامات میں سے ایک بڑی کرامت ہے۔ اور لوگوں کو حق تعالیٰ کی طرف ان کی دعوت حق تعالیٰ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے۔ اور ان کا مردہ دلوں کو زندہ کرنا بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اہل اللہ زمین والوں کے لئے امان اور زمانہ کے لئے غنیمت ہیں۔ ان کی شان میں ہے کہ ان کی طفیل سے بارش ہوتی ہے۔ اور لوگوں کو رزق ملتا ہے۔ ان کا کلام دوا اور ان کی نظر شفاء ہے۔ ان کا ہم نشین بد بخت نہیں رہتا وغیرہ۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ آیت صراط الذین انعمت علیہم کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اہل اللہ (اولیاء کرام) کے طریقہ میں داخل ہونا اور ان کو بارگاہ رب العزت میں وسیلہ بنانا اہل اسلام کے نزدیک نیک اور مستحسن ہے ان کی زیارت کرنے والوں کو بھی لگاتار برکتیں ظاہر فرماتا ہے ان کی دعا قبول کی جاتی ہے بلکہ جو کوئی کسی حاجت میں ان کا وسیلہ پکڑتا ہے۔ ان کی حاجت بھی پوری ہو جاتی ہے۔

۸۔ الْحَمْدُ لَهُمُ الَّذِينَ إِذَا دُرُّوا ذُكِرُوا لِلَّهِ يَعْنِي أَوْلِيَاءُ اللَّهِ هِيَ جَنُّ كَوَيْكِبٍ كَرَّخَدَا يَأْتِ آجَائِهِ۔

ہم جلساء اللہ (وہ اللہ کے جلیس ہیں) چنانچہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا

او نشیند در حضور اولیاء

جو کہ چاہے ہم نشینی خدا

چاہئے ہو ہم نشین اولیاء



## قبروں پر جانا سنت ہے

المحدث: عَنْ ابُو هُرَيْرَةَ قَالَ زَارَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ أَبِيهِ (مشکوٰۃ)  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت فرمائی۔

المحدث: شَدَّائِ أَحَدِ كِي قَبْرُوں كُو بِي اِپْنِي زِيَارَتِ سِي مَشْرَفِ فَرَمَاتِي۔

۴۔ فَزُورِ الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تَذَكُرُ الْمَوْتِ. قبروں کی زیارت کرو۔ اس سے موت یاد آتی ہے  
۳۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ بیچ کی زیارت کے لئے تشریف لاتے اور اپنی امت کے لئے مغفرت کی دعا مانگتے۔

۵۔ ایک ہفتہ وار رسالہ اخبار العالم الاسلامی جو رابطہ عالم اسلامی کے شعبہ صحافت و نشر کی طرف سے شائع کیا جاتا ہے اس کے صفحہ ۷۹۰ سوموار زیقعد ۱۴۰۲ ہجری کے شمارہ میں ایک مقام پر حضرت مصعب بن عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ایمان افروز تذکرہ ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شفقت بھری نگاہیں حضرت مصعبؓ اور ان کے رفیق شہیدوں پر ڈالیں جو احد کے میدان میں پڑے ہوئے تھے اور بلند آواز سے فرمایا اللہ کا رسول گواہی دیتا ہے کہ تم قیامت کے دن اللہ کے نزدیک شہداء ہو۔ پھر اپنے صحابیوں کی طرف توجہ مبذول کی اور کہا۔ ان کے پاس آیا کرو انہیں سلام دیا کرو پس قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت تک جو مسلمان بھی ان کو سلام عرض کرے گا وہ اس کے سلام کا جواب دیں گے۔ (صفحہ ۳۳ ضیاء حرم)

۶۔ مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي حَضْرًا يَوْمَ يَأْتِيهِ رَوْضَةُ اِقْدَسِ كِي زِيَارَتِ وَسِيْلِي شَفَاعَتِ هِي۔

گر ہو مسلم ادا نماز کرو  
 سجدے رب کو بصد نیاز کرو!  
 بے نماز ہونا کار شیطاں ہے!  
 تم خدا را نہ اس پہ ناز کرو

ہے نشان ہر چیز کی پہچان کا  
 اور نماز آئی نشان ایمان کا  
 ہے وہی مومن جو پڑھتا ہے نماز  
 ورنہ بے جان جسم ہے انسان کا

غفرت لکم

## خلافت

خلافت کے لغوی معنی جانشین کے ہیں اور دین کی اصطلاح میں حضور پر نور شافع یوم الشور صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور قائم مقام ہونے کے ہیں۔ آپ کے نائب کی حیثیت سے خلیفہ محب از امام الوقت ہے۔ لہذا خلافت پیغمبری کی نیابت اور امامت ہے۔ خلیفہ اپنے پیروکاروں کے لئے مجدد کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ قرآن اور سنت کی روشنی میں مسائل حاضرہ کا حل بھی پیش کرتا ہے۔ جس کا ماننا پیروکاروں کے لئے اطاعت کا درجہ رکھتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اَطِيعُوا اللَّهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ ذَاوَلِیْلِ الْاٰخِرِ مِنْكُمْ لِنُذِرَکُمْ لَئِن کَانَ مِنْكُمْ رَءِیْسٌ عَلِیْمٌ اَخْلَاقِیْ سِیَاسِیْ اَنْتَظَامِیْ مَعَاشِرَتِیْ و مَعِیْشِیْ اسْتَعْدَادِ و مَصْلَحَتِیْ مِیْنِ پِیْغَمْبَرَانِہ تَرْبِیْتِ و صَحْبَتِیْ سِیْ اَثَرِ پَذِیْرِ هَوْتِیْ هِیْ۔ اس کا مزاج ایسا ہونا چاہئے۔۔

صورت و سیرت میں گویا مصطفیٰ  
دیکھنا اس کا نبیؐ کا دیکھنا

اعلیٰ حضرت عالیجناب الحاج ڈاکٹر شیخ محمد اللہ دتا صاحب طالب کنجاہی نقشبندی مجددی جماعتی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے کرام کا مختصر تعارف قارئین ملاحظہ فرمائیں گے۔ جنہوں نے دین متین اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت کے لئے زندگی کا ہر لمحہ وقف کر رکھا ہے۔

جناب حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کا تصرف اس قدر تھا کہ متعلقین کو توجہ کے ذریعہ ایک ہی مجلس کے اندر ڈاکر اور شاغل بنا دیتے جو کہ یاران طریقت کی دین و دنیا کی فلاح اور درجات قرب الہی کا سبب بنتا آپکی یہ خواہش ہوا کرتی کہ ہر خادم انکا جلد حضوری کے بلند مقام پر فائز ہو جائے اور نماز روزہ ذکر فکر مراقبہ دیگر تمام احکام شرعیہ کا پابند ہو جائے اور اسی پر استقامت کو حضور تمام کرامتوں پر ترجیح دیا کرتے



حضور کی تمام خصوصیات سے بڑھ کر خصوصیت یہ ہی تھی کہ اکثر انگریزی طرز کے لوگوں کے دلوں میں آپ نے انقلاب برپا کر دیا جو کہ ایک خاموش انقلاب ہے اور ایسے لوگ حضور کی معیت میں رہ کر خدا اور سول کی محبت میں اس طرح سے پورے پورے رنگے ہوئے نظر آتے ہیں کہ ذکر فکر تہجد کی ادائیگی کے علاوہ بفضلہ تعالیٰ متشرع ہو چکے ہیں ان حضرات کے اس طرح سے سیراب ہونے کی وجہ سے ان کے ذریعہ سے جو فیض طریقت رواں دواں ہوا اس نے نہ صرف انکی گھریلو زندگی پر اثر ڈالا بلکہ اس سے گھر کے افراد اسلامی نظریات کے حامل ہو گئے۔ گھروں میں اسلام کی خیر برکات کا نزول جاری ہوا اور ان لوگوں کے ملنے والے خوب اسلام پسند ہوتے جا رہے ہیں۔

حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین میں سے جو حضرات خلافت یافتہ ہوئے ان کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں اور یہ حضرات تبلیغ اسلام کا فریضہ اپنے اپنے حلقہ میں خوش اسلوبی سے ادا کر رہے ہیں انشا اللہ یہ فیضان نقشبندیہ اعلیٰ حضرت امیر ملت سرکار علی پور رحمتہ اللہ علیہ اور قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ سے جو یہاں تک پہنچا ہے بفضلہ تعالیٰ جاری رہے گا۔

- 1- حضرت جناب باباجی ملک فیروز خاں صاحب "فیروز آباد گجرات
- 2- حضرت جناب شیخ محمد نصیب صاحب "لاہور۔
- 3- حضرت حاجی مولانا حافظ محمد ذکریا صاحب "لاہور
- 4- جناب حاجی شیخ سعید احمد صاحب۔ لاہور
- 5- جناب ملک محمد سلطان صاحب "راولپنڈی
- 6- حضرت مولانا الحاج محمد ضیاء اللہ نعمانی صاحب فیروز آباد گجرات
- 7- جناب حاجی ملک عبدالعزیز صاحب "لاہور
- 8- جناب حاجی شیخ معزالدین صاحب۔ لاہور
- 9- جناب حاجی مولانا مرزا محمد یوسف صاحب لاہور
- 10- جناب سید محمد یوسف صاحب واہ کینٹ

- 11- جناب شیخ نعمت علی صاحب لاہور  
 12- جناب پروفیسر مولانا حاجی بہاؤ الحق صاحب گجرات  
 13- جناب مولانا احمد حسن صاحب نوری - لاہور

## حضرت بابا جی ملک فیروز خان صاحبؒ

حضرت جناب قبلہ بابا جی ملک فیروز خان صاحب فیروز آبادی گجراتیؒ اعلیٰ حضرت سرکار کنجاہی طالب الہی کے عاشق صادق تھے آپ کے خلیفہ اول اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ طایبہ کے انتہائی باکمال صاحب کشف و کرامات بزرگ گزرے ہیں فوجی ملازمت کے دوران ۱۹۱۹ء میں جناب ڈاکٹر صاحبؒ سے برا کے ایک شہر بھامو چھاؤنی میں ملاقات ہوئی ایک ہی نظر میں گرویدہ ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے اور برا میں بھامو - رنگون اور دیگر شہروں کے تبلیغی مشن میں آپ کے دوش بدوش رہے ۱۹۳۵ء میں جناب ڈاکٹر صاحبؒ نے جب تمام مراحل کی تکمیل کے بعد آپ کو اپنے شیخ کامل کی خدمت میں پیش کیا تو اعلیٰ حضرت امیر ملتؒ نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے خرقہ خلافت سے نوازا مگر جناب بابا جی صاحبؒ کا ہمیشہ یہ معمول رہا کہ جو شخص بھی توبہ کی نیت سے حاضر ہوتا اسے تربیت کے بعد جناب ڈاکٹر صاحبؒ کی خدمت میں پیش کرتے آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں چاہتا ہوں جس بحر بیکراں سے میں سیراب ہوا ہوں ہر شخص وہیں سے فیضیاب ہو لاہور اور راولپنڈی کے تبلیغی دورہ میں اکثر جناب ڈاکٹر صاحبؒ کے ہمراہ ہوتے - علی پور شریف عرس کے موقعہ پر دوستوں کے لئے چائے کا انتظام خود کرتے - جناب ڈاکٹر صاحبؒ کی رحلت کے بعد سلسلہ بیعت شروع کیا - پیر خانہ سے والہانہ عقیدت میں عمر گزار دی - الحاج کیپٹن صاحبزادہ خواجہ محمد امین صاحبؒ سجادہ نشین سے انتہائی عزت و احترام سے پیش آتے چونکہ ان دنوں جناب صاحبزادہ صاحب فوجی ملازمت کی وجہ سے زیادہ وقت نہیں دے سکتے تھے - آپ نے ان کی عدم موجودگی کا احساس نہ ہونے دیا دوستوں سے نہایت

ہمدردی اور شفقت سے پیش آتے ان کے دکھ درد میں شریک ہونے کے علاوہ صحیح رہنمائی فرماتے اسوہ حسنہ کا نمونہ اور گویا اپنے پیر کی چلتی پھرتی تصویر تھے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا آپ کے حلقہ ارادت میں پڑھے لکھے طبقہ کی خاصی تعداد شامل ہے جناب ڈاکٹر صاحبؒ کے بعد پانچ سال اور پانچ روز تک دوست فیضیاب ہوتے رہے اور ۸ مارچ ۱۹۶۳ء بمطابق ۱۱ شوال المکرم بروز جمعہ المبارک ۷۸ برس کی عمر میں وصال ہوا آپ ہجرات شہر کی آبادی فیروز آباد جو کہ سرگودھا روڈ پر واقع ہے آخری ایام میں قیام فرما ہوئے یہیں شیخ کمال کی گزر گاہ پر آپ کا مزار مقدس دور سے دعوت نظارہ دیتا ہے۔

**پیدائش :-** آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ اعلیٰ حضرت سراج الملت پیر حافظ سید محمد حسین شاہ صاحب علی پوری اور بندہ ہم عمر ہیں۔ اس لحاظ سے آپ کا سن پیدائش ۱۸۸۶ء ہونا چاہئے۔ آپ کا آبائی گاؤں موضع بریلہ ہے جو ہزارہ ضلع ایبٹ آباد صوبہ سرحد میں واقع ہے۔ آپ صاحب ثروت زمیندار گھرانے کے چشم و چراغ اور اپنے والد گرامی جناب ملک سید خان صاحب کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ اعوان خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت باباجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگرچہ ہم سید نہیں مگر علوی ہیں اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہ کی اولاد میں سے ہیں۔

حضرت باباجی کے والد ایک امیر کبیر زمیندار تھے مگر اس کے ساتھ ہی ایک مذہبی رجحان رکھنے والے انسان بھی تھے اور اپنی اولاد کی تربیت کے بارے میں خاص محتاط تھے بچپن میں اور لڑکپن میں باباجی کو کیسا ماحول ملا اس کا اندازہ آپ اس واقع سے کر سکتے ہیں۔ کہ آپ سات آٹھ برس کے تھے۔ آپ کے والد باہر سے آئے رمضان شریف کے دن تھے انہوں نے آپ کو کھانا کھاتے دیکھا اور پوچھنے لگے کہ تم نے تو روزہ رکھا تھا اب پھر کھانا کیوں کھا رہے ہو آپ نے معصومیت میں جواب دیا میرا چڑی روزہ تھا اس پر آپ کے والد بہت ناراض ہوئے اور آپ کو مسجد میں لے

کئے۔ مسجد کے امام صاحب سے پوچھا کہ اس بچے پر نماز روزہ فرض ہے۔ یا نہیں امام مسجد نے آپ سے چند سوال کئے پہلا سوال تھا کہ اپنے والد کی بھینسوں میں سے کون سی بھینس لینا پسند کریں گے آپ نے جواب میں جس بھینس کی نشاندہی کی وہ سب سے زیادہ دودھ دیتی تھی اس کے بعد آپ سے دوسرا سوال یہ کیا کہ آپ کونسی زمین لینا پسند کریں گے آپ نے جواب دیا دریا کے کنارے اس پر امام مسجد نے کہا اس بچے پر روزہ اور نماز فرض ہے آپ سے بڑی دو بھینس تھیں جن کی شادی ہو چکی تھی اور آپ کے چھوٹے دو بھائی تھے۔ جن کے نام علی الترتیب بوستان خان اور جعفر خان تھے جعفر خان پانچ برس کی عمر میں فوت ہو گیا جب آپ گیارہ برس کے ہوئے تو آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا اور سترہ برس کی عمر میں آپ کو والد کی جدائی کے سانحہ کو بھی برداشت کرنا پڑا اس وقت بوستان خان بھی سمجھدار ہو چکا تھا آپ والدین کی وفات کے بعد تاپا کے گھر رہنے لگے لیکن والدین کی جدائی کا غم آپ کو چین نہ لینے دیتا ادھر زمینوں کی دیکھ بھال اور زمینوں کے جھگڑے آپ کی طبیعت اور مزاج میں نہ تھے چنانچہ آپ نے اپنے ماموں سے مشورہ کیا جو اس وقت فوج سے ریٹائرڈ ہو چکے تھے اور ان کی اجازت اور مشورے کے مطابق تمام جائیداد اور زمینیں چھوڑ کر پنجاب آگئے اور یہاں فوج میں بھرتی ہو گئے فوج کی ملازمت کے دوران آپ رسالپور مانچسٹر اور برما میں رہے تاہم فوج کی زندگی کا بڑا حصہ برما میں گزارا۔ اسی اثناء میں آپ کا چھوٹا بھائی بوستان خان برما آچکا تھا وہیں پر اس نے بسوں کا کاروبار شروع کر دیا اور وہیں پر شادی کر لی برما میں قیام کے دوران ہی آپ کو اپنی دونوں بہنوں کی وفات کی خبر باری باری ملی برما ہی میں قیام کے دوران آپ کو اپنے بھائی کی موت کا صدمہ بھی سہنا پڑا ان حادثات نے آپ کو دل گرفتہ کر دیا آپ نے اپنے بھانجے کو برما بلا بھیجا اس کا نام بہادر خان تھا شاید قدرت کو آپ کے صبر و ضبط کا امتحان مزید درکار تھا کہ اس کا بھی وہیں انتقال ہو گیا اب آپ ایک مرتبہ پھر تہمتے۔

شیخ کامل سے ملاقات :- آپ بچپن ہی سے دین کی طرف راغب تھے چونکہ

مستقل نمازی پرہیز گار اور پاکیزہ زندگی گزار رہے تھے۔ اس لئے فوج میں بھی آپ کو عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اپنے شیخ کمال حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کے بارے میں فرمایا کرتے کہ آپ ان دنوں چین کی سرحد کے قریب بھامو چھاؤنی (برا) میں بحیثیت حوالدار تعینات تھے۔ حسن اتفاق سے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب بھی مصر سے بھامو چھاؤنی کے ہسپتال میں ڈاکٹر انچارج کی حیثیت سے نومبر ۱۹۱۹ء میں تشریف لے آئے چونکہ انگریز کی عملداری اور پہلی جنگ عظیم کا زمانہ تھا اور متحدہ ہندوستان سے ہر مذہب کے لوگ فوج میں شامل تھے۔ اس لئے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب ہسپتال سے فارغ ہو کر چھاؤنی تشریف لے گئے وہاں فوجی جوانوں سے پنجاب کے کسی مسلمان آفیسر کے بارے میں استفسار پر پتہ چلا کہ ایک مسلمان یہاں حوالدار انچارج ہیں۔ آپ نے فوجی جوان کے ذریعے انہیں سلام بھیجا بابا جی صاحب نے پیام و سلام کو کوئی خاص اہمیت نہ دی اور اردلی سے کہا کھانا لاؤ یہ ڈاکٹر بابو تو خواہ مخواہ ہم لوگوں سے کوئی بیگار ہی لیں گے۔ اتفاق سے اگلے روز جمعہ المبارک تھا حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب بابا جی صاحب کے پاس تشریف لائے۔ ایک دوسرے سے متعارف ہوئے۔ آپ نے فرمایا خانصاحب نماز جمعہ میں میرا ذرا انتظار کر لینا اور واپس اپنے بنگلہ پر تشریف لے گئے۔ بابا جی صاحب اپنے وقت پر مسجد میں چلے گئے خطیب صاحب نے وعظ شروع کر دیا۔ اتنے میں حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب بھی تشریف لے آئے۔ آپ نے جوئی مسجد میں قدم رکھا تمام نمازی اور خطیب صاحب تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ بابا جی صاحب اس واقعہ سے بہت متاثر ہوئے خطیب صاحب نے آپ سے وعظ کہنے کی درخواست کی۔ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے دریافت کیا کہ اس مسجد کا متولی کون ہے۔ بتایا گیا کہ بابا جی صاحب ہیں۔ آپ کی اجازت سے آپ نے وعظ کیا۔ دوران وعظ تمام حاضرین کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ خطبہ کے بعد آپ نے نماز پڑھائی۔ نماز جمعہ کے بعد آپ نے بابا جی صاحب کو بازار تک ساتھ چلنے کے لئے فرمایا کچھ پس و پیش کے بعد ساتھ ہو لئے۔ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے جا

رہے تھے کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا خانصاحب جو کچھ آپ پڑھتے ہیں درست ہے۔ مگر آپ کا دل ٹھیک نہیں بابا جی صاحب نے ہاتھ چھوڑایا اور جواب دیا میرا دل بالکل ٹھیک ہے اب میں آپ کے ساتھ بازار نہیں جاؤں گا وہیں سے واپس چل دیئے۔

حضرت قبلہ بابا جی صاحب نے بیان فرمایا کہ اسی رات ایک عجیب واقعہ پیش آیا خواب میں دیکھا کہ ایک سفید گھوڑے نے آپ کے سینہ پر اپنا مہم رکھا ہے۔ آپ کی آنکھ کھل گئی۔ نیند آئی تو دوبارہ بھاری بھر کم چیز کا بوجھ محسوس کیا۔ منہ سے لحاف اتارا تو کمرہ روشن اور ایک ہاتھ لگتا ہوا دکھائی دیا۔ آپ چار پائی کو تھام کر نیچے بیٹھ گئے۔

نومبر کے مہینہ میں آپ کے جسم سے اس قدر پسینہ خارج ہوا کہ زمین پر بننے لگا۔ آپ کو ایسا محسوس ہونے لگا کہ گویا بارک بھی گڑ گڑاہٹ کی آواز کے ساتھ چل رہی ہے۔ کچھ دیر بعد جب یہ سلسلہ ختم ہوا تو قلب و جسم کی صفائی ہو چکی تھی۔ دل نور معرفت اور حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کی محبت سے لبریز ہو چکا تھا۔ قبلہ بابا جی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اس پسینہ کے سیاہ داغ فرش سے صاف کرنے کی کوشش کی گئی مگر وہ بدستور قائم رہے۔

بیعت :- حضرت قبلہ بابا جی صاحب کی نیند اب اچاٹ ہو چکی تھی۔ اٹھ کر غسل کیا۔ نوافل اور نماز فجر ادا کرنے کے بعد شیخ کامل کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب معمول کے مطابق اس وقت طلوع آفتاب تک کے لئے مراقبہ میں تھے۔ بابا جی صاحب آپ کے عقب میں خاموش بیٹھ گئے۔ فراغت کے بعد حضور نے پوچھا کہ خانصاحب کیسے آنا ہوا۔

بابا جی صاحب۔ جی ایسے ہی۔

حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب۔ ایسے ہی تو نہیں بیگانے پتراں ہو رہے مارے نہیں تے

آئے او۔

بابا جی صاحب "خاموش رہے۔"

حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب۔ خانصاحب جو کچھ آپ پڑھتے ہیں سب لے لیں گے اور

بابا جی صاحب۔ جناب منظور ہے۔

آپ نے بابا جی صاحب کو نماز مغرب کے بعد حاضر ہونے کی تلقین فرمائی مگر آپ مغرب سے پہلے در محبوب کے کئی چکر کاٹ چکے تھے۔ آخر وہ سعید ساعت آپہنچی بابا جی صاحب نے نماز مغرب کے بعد سگرٹ کی ڈبیہ کو ٹھی کے باہر اردلی کے حوالہ کی کہ واپسی پر لے لیں گے۔ حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے ہاتھ میں ہاتھ لیا آنکھیں چار ہوئیں۔ نگاہ ولی میں یہ تاثیر تھی کہ حضرت بابا جی صاحب "متواتر دو گھنٹے تک بے خود رہے۔ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب" نے ہوش دلا کر اسباق کی تلقین فرمائی اور رخصت فرمایا۔ گیٹ پر اردلی نے پکارا جناب خاں صاحب سگریٹ کی ڈبیہ واپس لیتے جائیے مگر اب سگرٹوں کا کسے ہوش تھا۔ رات نماز عشاء کے بعد سونے کے لئے چار پائی پر پھر دانی لگائی۔ خیال آیا سبق یاد کرنا ہے چار پائی کے قریب بیٹھ کر ذکر میں مشغول ہو گئے حتیٰ کہ فجر کا وقت ہو گیا۔ حضرت الحاج کیپٹن خواجہ محمد امین صاحب کنجاہی "اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت بابا جی صاحب" کی کئی راتیں مسلسل ایسے ہی گزر گئیں اور جب تک ذکر کا ملکہ حاصل نہ ہوا اس وقت تک آپ چار پائی پر نہیں سوئے۔

حضرت بابا جی صاحب نے فرمایا بھامو کے مقام پر پلٹن میں مجھے ایک دفعہ بخارا گیا میں بغیر مہم کے ہسپتال میں ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دوائی لینے گیا۔ حضور نے فرمایا کہ بغیر پرچی کے میں دوائی نہیں دوں گا۔ میں پرچی بنا کر دوبارہ حاضر ہوا۔ پھر فرمایا کہ میں دوائی نہیں دوں گا میں نے دل میں تردد کیا۔ فرمانے لگے کہ خاں صاحب ان سب دوائیوں میں شراب کی آمیزش ہے اس لئے یہ تم کو نہیں دوں گا۔

فرمانے لگے کہ ایک دفعہ میں رخصت پر گھر آیا تو بعد میں پلٹن میں میرے قائم مقام حوالدار انچارج سیکشن میں ہیں عدد برانڈیاں چوری ہو گئیں۔ میں جب واپس گیا تو کرنل صاحب نے مجھے بلا کر کہا کہ تمہارے سیکشن میں ۲۰ برانڈیاں چوری ہو گئی ہیں اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے میں بولا کہ صاحب سوچ کر جواب دوں گا میں

نے واپس آکر تمام رنگروٹوں کو فالن کر دیا اور جن جن پر مجھے شبہ تھا ان کے نام لے لے کر ۱۲ قدم آگے مارچ فارورڈ کرایا اور باؤٹ ٹرن کہہ کر ان کا منہ باقی آدمیوں کی طرف کر دیا پھر ان کو کہا کہ معلوم ہوا ہے کہ ۲۰ برانڈیاں چوری ہو گئی ہیں۔ اس لئے صبح پریڈ نہیں ہوگی۔ تم اپنے اپنے کیمپ میں صندوقوں پر برانڈیاں رکھ دو۔ پھر ان کو DISMISS کر دیا۔ اگلی صبح ان سب نے سوائے ایک کے اٹھارہ برانڈیا واپس کر دیں۔ اب باقی دو برانڈیوں کے متعلق سوچنے لگا۔ ایک اردلی اکرم کو علیحدہ لے جا کر کہا کہ سب نے برانڈیاں واپس کر دی ہیں تو کیوں نہیں کرتا۔ کہنے لگا میں نے فلا نے صاحب کے اردلی کو دے دی ہیں۔ میں اس کو بٹھا کر صاحب کی کوٹھی پر لے گیا اور اردلی کو کہا کہ برانڈی لے آئے وہ کہنے لگا وہ تو میں نے فلا نے سپاہی کو دے دی ہیں اس اردلی کو بھی ٹانگے پر بٹھالیا اور بازار میں آگئے تو دیکھا کہ ایک چوک میں وہ سنتری کھڑا ہے اس کو بلا کر کہا کہ برانڈی لے آئے پہلے تو منکر ہوا۔ میں نے کہا میں بھی ہزارہ کا ہوں اور تو بھی ہزارہ کا ہے۔ اس لئے چپکے سے برانڈی دے دو نہیں تو ڈیڑھ سال کی سزا ہوگی۔ کہنے لگا شام کو لا دوں گا۔ میں نے کہا نہیں اس وقت ہمارے ساتھ ٹانگے پر بیٹھ۔ وہ چوکی پر آیا اور ہم کو برانڈی دے دی۔ اس طرح ایک اکرم اور دوسری سنتری سے برانڈیاں لے کر ۲۰ برانڈیاں پوری کر کے کرنل صاحب کو اطلاع کر دی۔ کرنل صاحب بولے کہ کون آدمی چور ہے میں نے کہا صاحب ۱۹ آدمی چور ہیں اس لئے اگر ان کو سزا دی تو کام میں خلل واقع ہوگا۔ اسلئے میری رائے ہے کہ ان کو چھوڑ دیا جائے۔ لہذا کرنل صاحب نے میری رائے سے اتفاق کیا۔

جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے کرنل ڈاکٹر پیل شروع دن سے ہی حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب سے بغض رکھتا تھا۔ آپ کے بھامو تشریف آوری سے قبل ہی خائف تھا۔ اس کی میم اور وہ خود اکثر آپ کے لئے مشکلات کا باعث بنتے حضرت بابا جی صاحب کو معلوم ہوا تو آپ نوکری کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کرنل پر برس پڑے۔ خدا کی قدرت آپ کی ناراضگی رنگ لائی کرنل پر محکمانہ کیس بن گیا۔ اور تحقیقاتی رپورٹ میں اس



پر جرم ثابت ہو گیا۔ کرنل کو سمجھ آگئی مگر دیر سے حضرت بابا جی صاحب کی منت سماجت کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا اب وقت گزر چکا ہے۔ چنانچہ نوکری سے برخاست کر دیا گیا۔

مانڈلے :- بھامو سے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کی تبدیلی جب مانڈلے ہوئی تو حضرت بابا جی صاحب "اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ اپنے شیخ کامل کی معیت میں برا کے تفصیلی تبلیغی دورہ میں ہم سفر رہے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے برا کے اس مختصر تبلیغی دورہ میں ہزار ہا بندگان خدا کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں منسلک فرما کر حیات ابدی بخشی حضرت بابا جی صاحب "آپ سے اجازت پا کر جب واپس ڈیوٹی پر پلٹن میں حاضر ہوئے تو کسی نے آپ سے باز پرس تک نہ کی۔ پیر ایک اس کے لطائف پیشمار کے مصداق خالص صاحب کے ساتھیوں نے بتایا کہ آپ "تو روزانہ حاضر رہے ہیں۔"

ریشاڑ منٹ :- حضرت خواجہ بزرگوار خواجہ شاہ نقشبندیہ بخاری نے خوب فرمایا ہے۔ رباعی۔

چوں ترا بدیدم اے شمع طراز      نہ کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز  
چوں با تو بوم مجاز من جملہ نماز      چوں بے تو بوم نماز من جملہ نماز  
اے محبوب شمع ساں جب سے تجھے دیکھ لیا ہے نہ کوئی کام رہا نہ نماز روزے کا  
دعویٰ جب آپ کے خیال میں گم ہو جاتا ہوں تو میری بناوٹیں بھی نماز کا درجہ پا جاتی  
ہیں اور آپ کو بھول کر تو میری ساری زندگی گناہ بن جاتی ہے۔

جب حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب "برا میں فسادات کی وجہ سے مدین میں کلینک بند کر کے وطن مالوف لوٹے تو حضرت بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جمہدار سے نائب صوبیدار کے عہدے پر ترقی کے احکام آگئے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب "کی برا سے روانگی کے بعد بابا جی صاحب کے لئے وقت کتنا مشکل ہو گیا۔ آپ نے بجائے ترقی لینے کے فوراً ریشاڑ منٹ لی۔ اور برا سے سیدھے گجرات پہنچے اپنے وطن مالوف ہدیہ ضلع

ایٹ آباد جہاں آبائی زمین اور پن چکی تھی تک نہ گئے۔ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت کنجاہ شریف میں لائسنس یافتہ میڈیکل پریکٹیشنر کی حیثیت سے اپنی دکان کھول چکے تھے۔ گرمی کا موسم تھا جناب بابا جی صاحب ”دکان پر پنکھا کھینچنے بیٹھ گئے۔ کچھ عرصہ بعد آپ کے آبائی وطن میں عزیزوں کو پتہ چلا تو آپ سے ملنے گئے بھائی نے پوچھا آپ کیا کام کرتے ہیں فرمایا ملازمت۔ بھائی کہنے لگا۔ ہمیں معلوم ہے دکان پر پنکھا کھینچتے ہو

سلام ہے ان بزرگ و برتر و اعلیٰ پیر بھائیوں پر جنہوں نے اعلیٰ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب ”کی خدمت میں عین عالم شباب اور رنگین دنیا سامنے ہوتے ہوئے انگلینڈ فرانس مصر جزائر انڈیمان اور برما میں پیش ہو کر جام محبت پیا اور تکمیل کے مراحل لحوں گھنٹوں اور دنوں میں طے کر گئے۔ ان میں سے خلقت کو راہ ہدایت پر لانے کا سبب بھی بنے تو برما میں یہ جام سردی عام چھلکا اور خوش بخت سیر ہو کر پیتے رہے۔

پینا ہے تو پی لے ورنہ پچھتاؤ گے آخر

سر بازار ملتا ہے چائے کا پیالہ

حضرت بابا جی صاحب ”فوج سے سرداری کا عہدہ چھوڑ کر وطن و زمین و جائیداد و عزیز و اقربا کو بھول کر در محبوب پر بستر جما کر بیٹھ گئے۔ کامیاب ہوئے اور لاہور سے راولپنڈی تک علاقہ میں تبلیغ کا سبب بنے۔

وزیر آباد:- جناب بابا جی ”نے اپنے پیرو مرشد کے نزدیک رہنے کے لئے ریلوے میں واج مین کی حیثیت سے ملازمت کر لی۔ وزیر آباد ریلوے یارڈ میں کونکے پر ڈیوٹی تھی۔ کہ شیخ سعید احمد صاحب جو اس وقت گڑھی شاہو لاہور میں رہائش پذیر ہیں۔ کونڈ سے تبدیل ہو کر ریلوے انجن شیڈ وزیر آباد میں ہیڈ کلرک تعینات ہوئے۔ شیخ سعید احمد صاحب قبلہ بابا جی ”کے رخ انور کی کشش سے متاثر ہو کر عزت کرتے۔ دفتر میں کرسی پر بٹھاتے ہندو عملہ اس بات سے سخت ناراض ہوتا انہوں نے مل کر شیڈ انچارج غلام محمد کو بھڑکایا۔ ہندو عملہ اور غلام محمد نے خفیہ شکایات ڈی ایم ای لاہور

کے نام لکھیں۔ ایک انگریز آفیسر انکواری کے لئے آیا سعید احمد صاحب نے اپنے بیان میں کہا ٹھیک ہے میں جناب بابا جی کی عزت کرتا ہوں۔ آپ خود انہیں دیکھ لیں اور ان کی وجہ سے کام میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ شیخ سعید احمد کہتے ہیں کہ میں پریشانی میں بیٹھا تھا کہ حضرت بابا جی تشریف لے آئے مغموم دیکھ کر فرمایا مجھے جو خدا نے بتایا ہے۔ وہ سن لو۔ شیڈ کے ساتھ دروازہ ہے کھڑکی سے میں نکلا ہوں گھریلو سامان لوگ لا کر اکٹھا کر رہے ہیں پوچھتا ہوں یہ سامان کس کا ہے۔ جواب ملا سعید احمد صاحب کا اس کی تبدیلی لاہور ہو گئی ہے۔ ان کا سامان ہے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ یا اللہ پاک جس کی میرے ساتھ سلام دعا ہو وہ تبدیل ہو جاتا ہے۔ آپ (بابا جی) فرماتے ہیں کہ ابھی دعا مانگ رہا ہوں کہ غائب سے سامان پر کرسی آجاتی ہے۔ سعید احمد صاحب کو اوپر بٹھا دیا گیا۔ شیڈ انچارج کے منہ پر کالی دھول پڑ گئی۔ شیڈ انچارج کا گلاب بند ہو گیا ڈاکٹر بلانا پڑا شیخ سعید احمد کی تبدیلی رک گئی اور شیڈ انچارج بنانے کا حکم جاری ہوا۔ آپ کے پیرو مرشد فرمایا کرتے تھے کہ خاں صاحب زبان سے بات حتی الوسع نہ نکالا کریں کیونکہ وہ اسی طرح پوری ہو جاتی ہے۔ ایک واقعہ وزیر آباد شیڈ کا اور ملاحظہ ہو۔

حضرت بابا جی ملک فیروز خاں صاحب "صبح کی ڈیوٹی دے کر ویننگ روم سے گزر رہے تھے کہ ہندو شفٹ انچارج دیس راج سوہنی مسواک کر رہا تھا۔ اس نے بابا جی پر گستاخانہ آواز لگائی۔ او بابا ادھر آ۔ آپ غصہ سے دیکھ کر چلے گئے وہ ٹیس ٹاں کرتا رہا۔ دوسرے روز ٹانگ سوچ گئی۔ ٹانگ کاٹ دینے کا فیصلہ ہوا۔ کسی نے اسے کہا کہ بابا خاں صاحب کو تو کچھ کہہ نہیں دیا۔ کہا ہاں میں نے گستاخی کی۔ اس نے کہا کہ جاؤ ان کے قدموں میں گر جاؤ۔ معافی معانگو اس ہندو نے آپ سے معافی مانگی آپ نے دم کر کے تھوک لگا دی۔ اور پانی دم کر کے پینے کو دیا۔ وہ چند دن میں بالکل سدرست ہو گیا۔ اور بے حد عزت کرنے لگا۔ جناب بابا جی نے دیس راج سے پوچھا کیا ہوا تھا۔ عرض کرنے لگا کہ رات کو بابا ڈانگ والا خواب میں آیا اس نے مجھے

ڈانگ ماری صبح اٹھا تو یہ سوچ پڑ گئی۔ آپ نے فرمایا ویس راج جو حلیہ تم نے بیان کیا ہے وہ میرے والد صاحب کا ہے۔

## خلافت

تمام مراحل کی تکمیل کے بعد جب حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے حضرت بابا جی صاحب کو بڑی محبت اور شفقت کے بعد اپنے شیخ کامل اعلیٰ حضرت امیر ملت محدث سرکاری علی پوری کی خدمت میں بصد ادب و نیاز پیش کیا تو ولی راوی می شناسد۔ اعلیٰ حضرت سرکار نے اپنی دستار مبارک حضرت بابا جی صاحب کے سر پر پہنا کر آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خلافت عطا فرماتے ہوئے سلسلہ عالیہ کی اشاعت کے اہم منصب پر سرفراز فرما دیا۔ مگر حضرت بابا جی صاحب کا ہمیشہ معمول رہا کہ جو شخص بھی توبہ کی نیت حاضر ہوتا آپ پہلے اس کی تربیت فرماتے جب اس قابل سمجھتے تو اسے اپنے شیخ کامل حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں توبہ کے لئے پیش کرتے آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں چاہتا ہوں جس بحر بیکراں سے میں سیراب ہوا ہوں ہر شخص وہیں سے فیض یاب ہو۔

## تبلیغ

حضرت بابا جی صاحب جیسا کہ بیاں کیا جا چکا ہے آپ کے پاس ہمیشہ حاجتمندوں اور آپ کے پرستاروں کا ہجوم رہتا تھا مشہور تھا کہ بابا جی صاحب کی چائے کا ایک پیالہ جو شخص بھی پی لیتا وہیں کا ہو کر رہ جاتا چائے کا دور چل رہا ہوتا اور آپ مجلس میں بیٹھے مسکراتے انداز میں سیدھی سادھی میٹھی باتوں سے حاضرین کے دل کی دنیا بدل کر رب کائنات اور اس کے محبوب کی محبت سے مزین کر رہے ہوتے تھے۔ چنانچہ توبہ کے طلبگاروں کو جب آپ مناسب خیال کرتے کنجاہ شریف ساتھ لے جا کر حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں قدم بوسی کے بعد پیش کر دیتے عمر بھر آپ کا یہی دستور رہا۔

اس طرح ملک عبدالعزیز صاحب جو شیڈ میں ملازم تھے شیخ سعید احمد کو کہتے رہتے تم اس بابا کے پاس مت بیٹھا کرو جو اس کے پاس جا کر چائے پیتا ہے وہ پھر اس کے پاس سے اٹھتا نہیں وہیں کا ہو رہتا ہے۔ تقریباً روزانہ یہی کہا جاتا کہ میں تمہیں اپنے پیر صاحب حافظ عبدالکریم صاحب راولپنڈی کی بیعت کرا دوں گا شیخ صاحب نے کہا میں شیڈ کا ہیڈ کلرک ہوں تم یونین کے لیڈر ہو لوگ نہ میرے پاس آتے ہیں نہ تمہارے پاس مگر باباجی کے پاس جاتے ہیں کچھ بات ہے نہ مگر وہ بدستور ایسے ہی کہتے رہے۔

میاں محمد حسین کلفروش وزیر آبادی نے اپنا واقع بیان کیا کہ انہیں نئی نئی نوکری ملی تھی۔ نوکری کے کچھ عرصہ بعد اپنی ملازمت کے بارے میں لاپرواہی برتنا شروع کر دی اور اکثر دیر سے کام پر جانے لگا باباجی نے کئی مرتبہ سمجھایا کہ اس طرح لاپرواہی مت برتنا کرو اس کے چند روز بعد ایک دن باباجی سے راستے میں ملاقات ہو گئی باباجی نے دیکھا اور نہایت پریشانی سے بولے محمد حسین تمہیں ملازمت سے نکال تو نہیں دیا؟ میں ان کے سامنے زمین پر بیٹھ گیا اور رونے لگا اور بتانے لگا کہ وہ ان کے طرف ہی جا رہا تھا اور اسے ابھی ابھی ملازمت سے نکالا گیا ہے آپ سے دعا کرنے کی درخواست کی باباجی نے کہا میں نے تمہیں سمجھایا تھا مگر تو نہیں سمجھا اب تو وزیر آباد کی گلیوں میں تیری روزی لکھی ہے اس کے بعد محمد حسین نے کئی جگہ ملازمت کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی وزیر آباد میں چل پھر کر پھول فروخت کرنے لگے اور کلفروش کے نام سے مشہور ہوئے میاں محمد کلفروش وزیر آبادی اعلیٰ نعت گو اور بزرگان کرام کے قصیدہ خواں شاعر تھے اکثر کہا کرتے تھے کہ۔

کلفروشی ہے بہانہ ہوں تلاش یار میں

ڈھونڈتا پھرتا ہوں اس کو ہر گل و گلزار میں

ملک محمد سلطان صاحب وزیر آبادی لالہ موسیٰ شیڈ میں ملازم تھے۔ ایک دفعہ لالہ

موسیٰ اسلامیہ سکول کی انتظامیہ کمیٹی کی میٹنگ ہو رہی تھی۔ معزز لوگ بیٹھے تھے۔

لالہ موسیٰ کا سب انسپکٹر پولیس ٹوانہ بھی میٹنگ میں بیٹھا تھا میٹنگ کے دوران ملک سلطان صاحب اور سب انسپکٹر پولیس میں تلخ کلامی ہو گئی۔ پولیس انسپکٹر ٹوانہ نے دھمکی دی اور کہا کہ مجھے ماں نے نہیں جنا اگر تمہیں میں جیل نہ بھجوا دوں ملک صاحب ڈر گئے۔ میٹنگ ختم ہونے کے بعد وزیر آباد آگئے۔ شیخ سعید احمد صاحب اور بابا جی نے بات پوچھی۔ واقعہ بیان کیا اور کہا دعا کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ جناب بابا جی "فرمانے لگے جاؤ انہ تجھے نہیں گرفتار کر سکتا۔ ٹوانہ خود یہاں نہیں رہے گا۔ ٹوانہ صاحب گورنر کا رشتہ دار تھا۔ اسی رات ٹیلیگرام آئی ٹوانہ صاحب سب انسپکٹر سے انسپکٹر کے عہدے پر ترقی پا کر سرگودھا چلا گیا۔ بات ختم ہو گئی پھر ملک سلطان صاحب نے داخلے سلسلہ ہونے کی درخواست کی۔ فرمایا میں تمہیں داخلے سلسلہ نہیں کر سکتا۔ بلکہ اسی چشمہ پر لے جاؤں گا۔ جہاں سے مجھے فیض ملا۔ چنانچہ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے دست حق پرست پر بیعت کی۔

## ختم خواجگان

حضرت جناب قبلہ بابا جی صاحب کا معمول تھا کہ ہر ماہ کی انیس تاریخ کو حضور قبلہ عالم کو اپنے ہاں وزیر آباد مدعو کیا کرتے اور اعلیٰ پیمانہ پر ختم خواجگان کا انتظام فرماتے گو آمدنی قلیل تھی لیکن محبوب کے قدموں پر سب کچھ ٹار کر دیتے۔ یاروں کی خاطر تواضع کے لئے جناب بابا جی صاحب کا لنگر چوبیس گھنٹے جاری رہتا تھا۔ نا معلوم ہفتہ عشرہ میں کتنی دفعہ آستان فیض نشاں پر حاضر ہوتے۔ لیکن یہ مرد درویش کبھی خالی ہاتھ حاضر خدمت نہ ہوتے ایک دفعہ حضور قبلہ عالم آپ کے پاس چند روز قیام فرمانے کے بعد مراجعت فرما کر آستانہ عالیہ ہونے لگے تو جناب بابا جی صاحب نے کمال ادب و نیاز مندی کے بعد کلکتہ پیش کیا۔ جیب مبارک میں ایک روپیہ تھا۔ دل میں خیال آیا کہ چلو یہ نہیں پیش کرتے گھر میں ایک روپیہ کام آجائے گا۔ حضرت بابا

جی خود ڈاکٹر صاحب کو گاڑی میں روانہ کر کے گھر تشریف لائے اور نماز کے بعد آرام کے لئے لیٹے تھے کہ خواب میں حضور قبلہ عالم تشریف لائے اور فرمایا خانصاحب صرف ایک روپیہ کے بدلے جناب بابا جی صاحب بیدار ہو گئے فوراً اٹھے بازار سے کچھ سامان چینی ہندی اور کچھ دیگر اشیاء خرید کر اپنا تھیلا بھر لیا اور کنجاہ شریف حضور قبلہ عالم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے کچھ عرصہ حضور کی خدمت میں گزارنے کے بعد اجازت چاہی حضور قبلہ عالم نے کمال شفقت و مہربانی فرمائی اور جناب بابا جی صاحب کو ٹانگے کے اڈے تک چھوڑنے کے لئے تشریف لائے۔ جب تک بابا جی صاحب حضور قبلہ عالم کے پاس بیٹھے رہے۔ حضور نے بالکل بات نہ دہرائی لیکن اڈہ پر آکر فرمایا خانصاحب ایک روپیہ کے بدلے اتنی تکلیف اٹھائی۔ اللہ

محبت محبت تو کہتے ہیں سب  
 محبت کو سامان بڑا چاہیئے  
 محبت تو ہے کام دل والوں کا  
 اور اس میں جگر بھی ذرا چاہئے  
 محبت میں شر کی محبت کہاں  
 محبت کو مرد خدا چاہیئے

## ڈاکٹر صاحب کا نانباتی

حضرت بابا جی صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب وزیر آباد میں میرے پاس تشریف فرما تھے رات کو نماز تہجد کے لئے اٹھا تو میرے دل میں اخراجات کے بوجھ کا خیال گزرا۔ حضور بھی اس وقت آرام فرما رہے تھے۔ فوراً اٹھ کر چارپائی پر بیٹھ گئے اور فرمایا خانصاحب لگت لگت کریں آپ کا کچھ ضائع نہیں ہوا۔

بلکہ فرق صرف اتنا ہے کہ مولا کریم کسی کو ساتھ ساتھ اس کی سخاوت و عمل سے (اس شخص کو) اس کے درجات سے آگاہ فرماتے رہتے ہیں اور کسی کو موت کے وقت یہ لنگر اعلیٰ حضرت امیر ملت "محدث سرکار علی پوری" کا لگایا ہوا ہے اسی طرح لگا رہے گا۔

عالیجناب بابا جی صاحب نے فرمایا کہ حضور قبلہ عالم ڈاکٹر صاحب نے اس کے بعد حضرت جناب خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ بیان فرمانے لگے کہ خواجہ صاحب کے ایک دن کافی مہمان آگئے خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ان مہمانوں کا کھانا کون پکائے گا ایک نانباتی اٹھا اور عرض کی حضرت غلام حاضر ہے الغرض نانباتی نے سب مہمانوں کو کھانا کھلایا۔ اور خواجہ صاحب نے خوش ہو کر فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے اس نانباتی نے عرض کی حضور بس اپنے جیسا ہی بنا لیں کچھ دیر سوپنے کے بعد فرمایا آؤ حجرے میں۔ حجرے میں لے جا کر نانباتی سے فرمایا کہ میری پیشانی کی طرف دیکھو اس کے بعد آپ نے توجہ فرمائی اور اپنے جیسا بنا کر فرمایا باہر آ جاؤ جب باہر آئے تو لوگ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے ایک ہی شکل ایک ہی رنگ و قد کے دو باقی باللہ اور قطعاً یہ نہ پہچان سکے کہ اصلی باقی باللہ کون ہے اور نقلی کون صرف پہچان یہ تھی کہ حضرت خواجہ صاحب مسکرا رہے تھے اور نانباتی مدہوش تھا۔

یہ واقعہ سنانے کے بعد حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ خانصاحب ادھر (پیشانی کی طرف) دیکھو آپ نے پیشانی مبارک کی طرف دیکھنا شروع کر دیا تھوڑی دیر بعد فرمانے لگے اب نامعلوم ڈاکٹر صاحب "کون ہے اور خانصاحب کون سبحان اللہ چنانچہ اس کے بعد سب لوگ حضرت قبلہ عالم اور انہیں سگا بھائی سمجھنے لگے۔

نوٹ۔ حضور قبلہ عالم ایک دفعہ دربار عالیہ علی پور شریف کے عرس مبارک کے موقعہ پر کسی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے صرف جناب بابا جی صاحب تشریف لے گئے بعض اشخاص بابا جی صاحب کو حضور قبلہ عالم سمجھ کر سلام عرض کرتے اور کہتے کہ ڈاکٹر صاحب سناپئے مزاج کیسا ہے؟ کب تشریف لائے ہیں۔



حضور قبلہ صاحبزادہ صاحب سجادہ نشین بیاں فرماتے ہیں حضور قبلہ عالم رحمت کے وصال کے بعد ایک دفعہ جناب بابا جی صاحب حضور کی مسند مبارک کے پاس بیٹھے ہوئے تھے مجھے ان کے چہرہ کی حضور سے اس قدر مشابہت معلوم ہوئی کہ کچھ دیر سوچتا رہا۔

## شادی خانہ آبادی

ملازمت کے دوران اور بعد میں بھی آپ نے اپنے علاقے میں رشتہ داروں سے بہت زیادہ تعلق نہ رکھا تھا کہ مبادہ وہ یہ سمجھ لیں کہ اپنی زمینوں کے لئے اور جائیداد کے لئے کوئی راہ نکالنا چاہتے ہیں البتہ جب کوئی ملنے آتا تو بہت گرم جوشی اور پرتپاک طریقہ سے ملتے تھے اور رشتہ داروں کے دکھوں اور خوشیوں کی خبر آپ تک پہنچی رہتی تھی۔ اس طرح آپ کو اپنے خالہ زاد بھائی کے انتقال کی خبر ملی تو آپ تعزیت کے خیال سے ضلع ہزارہ کے ایک گاؤں تھا تھی احمد خان کے لئے روانہ ہوئے اس گاؤں کا نام آپ کے تایا احمد خان کے نام پر تھا وہاں آپ عرصہ کے بعد اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں سے ملے تھے وہاں آپ گئے تو تعزیت کے خیال سے تھے مگر ایک روز آپ نماز پڑھنے گئے ہوئے تھے کہ آپ کی غیر موجودگی میں آپ کے رشتہ داروں کے درمیان آپ کی شادی کا ذکر شروع ہو گیا اور انہوں نے آپ کے علم میں لائے بغیر ایک جگہ پر بات چینی کر دی آپ اس جھنجھٹ میں پڑھنا نہیں چاہتے تھے رشتہ داروں کے اصرار پر آپ رضا مند ہو گئے اس طرح آپ کی شادی اپنی خالہ کی بیٹی سے انجام پائی شادی کے بعد وزیر آباد ہی میں رہائش پذیر رہے اس سلسلہ میں ایک عجیب بات بابا جی ہی نے اپنی بڑی بیٹی کو بتائی تھی کہ شادی سے قبل برا میں آپ نے فوج کی ملازمت کے دوران ایک خواب دیکھا ابھی ڈاکٹر صاحب سے آپ کی ملاقات نہ ہوئی تھی آپ نے وہ خواب کسی بزرگ کو سنایا انہوں نے تفصیل سن کر اس کی تعبیر یہ بتائی کہ تمہاری شادی تنہال کے رشتہ داروں میں ہوگی۔

آپ کی شادی ۱۹۳۶ میں انجام پائی۔

حضرت باباجی صاحبؒ کی بڑی صاحبزادی صاحبہ کا بیان

ہے کہ ایک روز ہم گھر میں چھت پر بیٹھے تھے اور میری والدہ زمینوں اور جائیداد کے متعلق سوچتی ہوئی کچھ تاسف سے کہہ رہی تھی کہ اگر وہ سب کچھ ہمارے پاس ہوتا تو کتنا بہتر ہوتا۔ یہ واقع وزیر آباد رہائش کے دوران پیش آیا میں اس وقت تقریباً ۱۰۔ ۱۱ برس کی تھی ابھی والدہ اس موضوع پر بات کر رہی تھیں کہ باہر دروازہ کھٹ کھٹایا گیا میں نے دروازہ کھولا تو والد محترم تھے۔ غصے سے آپکا چہرہ اور آنکھیں سرخ تھیں۔ تاہم آپ نے ضبط سے مگر خلاف معمول ناراض اور سخت لہجے میں کچھ دریافت کئے بغیر والدہ سے کہا کہ اگر تمہیں اتنا ہی زمینوں اور جائیداد کا لالچ ہے تو ٹھیک ہے آج ہی چلو۔ تمہیں سب کچھ دلا دیتا ہوں سب حیران رہ گئے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے انہوں نے یہ بات سامنے بیٹھے ہوئے سنی ہو والد صاحب کے غصے پر والدہ خاموش ہو گئی اور پھر کبھی ان کی زبان پر حرف شکایت نہ آیا۔

ملک بشیر صاحب کنجاہ میں رہتے ہیں اور بفضل خدا آج بھی زندہ ہیں انہوں نے بتایا کہ وہ ریلوے میں ملازم تھے اور چاہتے تھے کہ ان کا تبادلہ ایک دوسری جگہ ہو جائے تبادلہ کی کوشش جاری تھیں مگر کوئی یقینی راہ نظر نہ آتی تھی ملک بشیر صاحب باباجی کے پاس آئے ان سے اس مسئلہ کے لئے دعا فرمانے کے لئے کہا آپ نے کہا اللہ بہتر کرے گا۔ مگر ملک بشیر صاحب چونکہ ضرورت مند تھے چنانچہ وہ ایک اور بزرگ کے پاس گئے اور ان سے بھی دعا کرنے کو کہا انہوں نے کہا میں نے دعا کی ہے مگر تمہارا تبادلہ ہوتا نظر نہیں آتا ملک بشیر صاحب دونوں جگہ حاضری دیتے رہے آخر ان کا تبادلہ ان کی مطلوبہ جگہ پر ہو گیا۔ ملک بشیر صاحب دوسرے بزرگ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ آپ تو کہتے تھے کہ تبادلہ ممکن نہیں مگر یہ تو ہو گیا ہے۔ اس پر ان بزرگوں نے فضا میں چند لمحے دیکھا اور اتنا کہہ کر خاموش ہو گئے کہ وہاں بڑے بڑے لوگ بیٹھے ہیں۔

یہ واقع باباجی نے خود سنایا تھا کہ ایک روز وہ ریلوے کی لائنوں کے درمیان

چلے جا رہے تھے کہ اچانک ریل گاڑی آگئی آپ اپنی سوچوں میں اس قدر محو تھے کہ گاڑی کی آمد کا پتہ نہ چل سکا یہ محویت اس وقت ٹوٹی جب انہیں محسوس ہوا جیسے کسی نادیدہ چیز نے انہیں اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا ہو اور عین اس وقت ریل گاڑی ان کے قریب سے گزر گئی اس واقع کے بعد جب آپ کی ملاقات ڈاکٹر صاحب سے ہوئی تو انہوں نے آپ سے ملتے ہی کہا خان صاحب کتنی بار کہا ہے کہ لائنوں کے درمیان نہ چلا کریں آئندہ احتیاط کیجئے گا۔

امر تسرہ۔ جناب بابا جی "ریلوے شیڈ امر تسرہ میں ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۰ء تک رہے۔ مگرچہ آپ کو کوارٹر الاٹ تھا۔ لیکن انجن شیڈ کے فورمین انچارج میاں محمد اسماعیل صاحب آپ کو اپنے بنگلہ میں اپنے ساتھ رکھتے۔ آپ نے وہاں حلقہ ذکر اور ختم خواجگان جاری رکھا ہوا تھا آپ کی روحانیت سے ہندو تک متاثر تھے۔ اور بے حد عزت و احترام کرتے ریلوے شیڈ امر تسرہ میں ایک ہندو کلرک شانتی تھا۔ اس کی اولاد نہ تھی۔ اس کی بیوی کا آپ پر بڑا اعتقاد تھا۔ وہ آپ کو ولی اللہ مانتی تھی۔ آپ کی دعا اور توجہ سے اللہ پاک نے اسے اولاد سے نوازا جناب بابا جی "ہمیشہ درود شریف کی تسبیح فرماتے وقت اپنے رہبر کامل کی طرح دو زانو قبلہ رخ بیٹھتے اور کسی چیز سے سہارا نہ لگاتے تھے۔

سگرٹ نوشی :- اعلیٰ حضرت قبلہ بابا جی صاحب "فرماتے تھے کہ بیعت کے بعد میں نے حسب الحکم تمباکو نوشی بالکل چھوڑ دی تھی ۱۹۲۱ء کا واقعہ ہے کہ میں راولپنڈی میں تھا۔ دل چاہا کہ سگرٹ نوشی کی جائے چنانچہ ایک ماچس اور کچھ سگرٹ لے کر چوراہے میں کھڑا ہو گیا۔ سگرٹ سلا کر پینا شروع کر دیا۔ دل میں خیال آیا کہ اب یہاں کون دیکھ رہا ہے چنانچہ تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان فال رمل والا اس طرف آنکلا اور مجھ سے کہا کہ خاں صاحب فال بتاؤں میں نے کہا بھاگ جا یہاں سے پھر نوجوان نے کہنے لگا تیرا پیر بڑا کامل ہے۔ اور آپ ایک پہاڑ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا چل تو یہاں سے میں جانتا ہوں۔ اتنی بات کہی تو فوراً ایک لمبے قد والے

بزرگ اچکن اور پاجامہ پہنے ہوئے حاضر ہوئے کہنے لگے کہ اگر جانتا ہے تو خیانت کیوں کرتا ہے۔

باباجی ”فرماتے تھے کہ میں بے ہوش ہو کر وہیں گر پڑا۔ کچھ دیر بعد جب ہوش آیا تو نہ ہاتھ میں سگرٹ تھا اور نہ ہی وہ بزرگ وہاں تھے۔ چنانچہ خاں صاحب فرماتے تھے کہ میں سیدھا گھر گیا۔ دوسرے دن کنجاہ شریف اعلیٰ حضرت قبلہ و کعبہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ صبح کا وقت تھا۔ حضور ڈاکٹر صاحب نے سٹوپینے کے لئے عطا کئے بعد ازاں نہانے کے لئے نہر پر لے گئے واپس آکر چائے پینے کے لئے ساتھ بٹھایا اور ارشاد فرمایا خاں صاحب اگر کسی کتے کے گلے میں پٹا ہو تو وہ کتا دوسرے کتوں سے الگ ہو کر چلتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ میرا کوئی مالک ہے۔ لیکن خاں صاحب فرماتے تھے کہ میں چائے پینے میں مشغول رہا۔ آپ کے اس ارشاد پر غور نہ کیا۔ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب پھر فرمانے لگے خان صاحب کئی لوگ کتے کے گلے میں گھنگھر ڈال دیتے ہیں وہ کتا اتنا خوش ہوتا ہے کہ دوسرے کتوں سے نہیں ملتا اور عجیب چال چلتا ہے۔ افسوس کہ لوگ خیال نہیں کرتے اور پھر بات بھی دھوئیں کی خاں صاحب نے بتایا۔ کہ جب دھوئیں کا نام لیا گیا تو مجھے راولپنڈی میں سگرٹ پینے کا واقعہ یاد آگیا۔ چائے کا پیالہ ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ حالت دگرگوں ہو گئی۔۔۔۔۔ رہبر کامل قبلہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا خاں صاحب! کوئی بات نہیں میں تو وہاں موجود نہ تھا ہاں بات منہ سے نکل گئی ہے۔

غیر مسلم پیر:- حضرت قبلہ باباجی صاحب ”ایک دفعہ وزیر آباد صبح دس بجے کے قریب اپنے کوارٹر کے باہر بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کی آواز سنائی دی ”رگ پدم سنگھ آ رہا ہے“ آپ نے ادھر ادھر دیکھا لیکن حضور کہیں نظر نہ آئے باباجی فرماتے ہیں کہ میں دیوار کے سایہ میں بیٹھ گیا۔ اور غنودگی طاری ہو گئی

اسی حالت میں حضور نے میرے سامنے ایک بد صورت شخص کو لا کھڑا کیا۔ اور فرمایا یہ ہے ”رگ پدم سنگھ“ اس کے بعد آنکھ کھل گئی اور تھوڑی دیر بعد او جملہ سے محمد شفیع اور ایک دو شخص آئے اور آپ سے کہا ایک بزرگ آپ سے ملنے کے لئے آئے ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ وہی شخص ہو گا جس کی اطلاع مجھے حضور نے دی ہے میں نے اس سے نام دریافت کیا تو اس نے اپنا نام پھول حسین شاہ بتایا۔ میں نے کہا شاہ جی مسجد میں جا کر خلق خدا کو وعظ و نصیحت کیا کریں (در اصل وہ شخص بے نماز تمباکو نوش اور کافر تھا) کہنے لگا میرے ہاتھ میں ہاتھ دو میں نے لا حول و لا قوہ پڑھا اور کہا تم میرے ہاتھ میں ہاتھ دو تاکہ میں تمہیں مسلمان بناؤں وہ شور و غل کرنے لگا۔ تو میں نے باہر نکال کر دروازہ بند کر دیا اس نے لاریوں کے اوہ پر پہنچ کر زمین پر لیٹنا شروع کر دیا اور کہنے لگا ہائے میرا بازو توڑ دیا۔ میرا مرشد کہتا تھا کہ اس طرف نہ جانا لیکن دو بجے دوپہر پھر آگیا۔ اور کہنے لگا بابا جی مجھے چائے پلاؤ۔ میں نے چائے تیار کروا کر سب دوستوں کو اور اسے بھی دی۔ وہ اس وقت سگرٹ پی رہا تھا۔ اس نے سگرٹ اپنی پیالی میں جھاڑا اور پلیٹ سے ڈھانپ کر پیالی کو الٹا دیا۔ چائے نہ گری میں نے بھی اپنی چائے کی پیالی الٹی کرتے ہوئے کہا یہ تم نے کونسا کمال کیا ہے اور اس نام نہاد پھول حسین شاہ (رگ پدم سنگھ) کے ایک تھپڑ رسید کیا اور کہا کہ آج کے بعد تمہاری مرغوب غذا تمہیں نہیں مل سکے گی اور ذلیل ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اس شخص کو جوتے پڑنے لگے۔

آپ نے جب یہ واقعہ اپنے رہبر کامل قبلہ عالمؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ نے رگ پدم سنگھ کے آنے سے مطلع فرما دیا (حالانکہ آپ ”کنجاہ شریف میں تشریف فرما تھے) تو حضور قبلہ عالمؒ نے فرمایا خالصاً سبھی سبھی ایسا ہی ہو جاتا ہے۔

## لاہور کا جلسہ

آپ تبلیغی دوروں میں اکثر حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کے ساتھ شرکت کرتے لاہور کے سالانہ تبلیغی جلسہ میں باقاعدگی کے ساتھ تشریف لاتے اور بعد میں کئی کئی روز تک یہ نورانی محفلیں قائم رہتیں حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کے وصال کے بعد چونکہ الحاج کیپٹن خواجہ محمد امین صاحبؒ ابھی فوجی ملازمت میں تھے لہذا آپ نے اس جلسہ کی پوری سرپرستی فرمائی اور یہ مشورہ بھی دیا کہ سالانہ جلسہ کی تاریخ مقرر ہونی چاہئے اور مقرر شدہ تاریخ تبدیل نہ ہو حضرت خواجہ صاحبؒ جو اس وقت سجادہ نشین سرکار کنجاہی طالب الہی بھی تھے کو دعوت دیں اگر آپ بوجہ ملازمت مقررہ تاریخ پر تشریف نہ لاسکیں تو ان سے اجازت لے کر جلسہ منعقد کر لیا جاوے۔

چونکہ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ بخوبی واقف تھے کہ بابا جی صاحب باوجود صاحب اجازت ہونے کے ہر متلاشی حق کو اپنے شیخ کی بارگاہ میں ہی پیش کیا کرتے تھے لہذا آپ نے اپنے آخری تبلیغی سفر ملتان کے لئے مورخہ ۸ فروری ۱۹۵۸ء کنجاہ شریف سے روانہ ہونے کے بعد وزیر آباد میں حضرت بابا جی صاحبؒ کے پاس نماز ظہر تک قیام فرمایا روانگی سے قبل بابا جی صاحبؒ سے الوداعی معانقہ کیا اور پیشانی کا بوسہ لیتے ہوئے بطور خاص فرمایا خانصاحب جو شخص آپ کے پاس توبہ کی نیت سے حاضر ہوا کرے اسے ضرور توبہ کروا کر اسباق دے دیا کریں چنانچہ شیخ کامل کے حکم کی تعمیل کے لئے آپ نے ان کے وصال کے بعد طریقہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ طایبہ میں بیعت لینے کا سلسلہ شروع کیا۔

میاں محمد حسین گل فروش وزیر آبادی بھی وزیر آباد انجن شیڈ میں بطور فائر مین ملازم تھے وہ بھی آپ کا چہرہ اقدس دیکھ کر اور شفقت سے متاثر ہو کر آپ کی وساطت سے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کی خدمت میں پیش ہو کر داخل سلسلہ ہوئے۔ گل فروش

شہور و معروف نعت گو شاعر اور اپنے شیخ کامل کی اور بزرگان دین کی منقبت میں ہمیشہ  
رطب اللسان رہتے۔

سالانہ تبلیغی جلسہ جامع مسجد رام گڑھ لاہور میں مورخہ ۶-۱۲-۹۰ زیر صدارت  
عالیجناب فخر ملت و دین الحاج کیپٹن خواجہ محمد امین صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ کنجاہ شریف  
ضلع گجرات۔ میں میاں محمد حسین گل فروش وزیر آباد کا کلام ملاحظہ ہو۔

اک تیری یاد دے لئی آقا ایہ عرس منایا جاندا اے  
عقیدے والے دوستاں نوں نظارہ دکھایا جاندا اے  
ایہ مسجد پاک زالی اے رام گڑھ دی بستی کمالی اے  
ایتھے سنیاں سی وعظ تیرا حضرت۔ اس گل نوں دوہرایا جاندا اے  
تیرے سب غلام ایتھے آئے نے۔ تیرے راہ وچ ڈیرے لائے نے  
تیری آمد سن کے میرے قبلہ۔ فرش اکھیاںدا بچھایا جاندا اے  
تیرے گیت گا کے سنانے ہاں۔ من اپنے پئے پر چانے ہاں  
تیرے نام دا ورد پکانے ہاں۔ چاہ دلدا مٹایا جاندا اے  
کدوں مولا ایہ سنی جاوے گی۔ کدوں تیری سواری آوے گی  
کدوں دید کراں گے نال جسدے ستہ بخت جگایا جاندا اے  
اساں خالی ایتھوں جانا نہیں۔ دکھ غیراں تائیں سنانا نہیں  
یار ہور کے نوں بنانا نہیں بس قصہ مکایا جاندا اے  
لاہور دے یار زالے نے۔ ڈاکٹر صاحب "دے متوالے نے  
اللہ والیاں نوں و۔ لکھن والے نے بزرگان نوں ملایا جاندا اے  
نعتاں پڑھ کے میں سنایاں نے مراداں دے دیاں پانیاں نے  
ہر سال ہی گل فروش تائیں کر یاد بلایا جاندا اے

حضرت بابا جی صاحب "علی پور شریف میں سالانہ عرس کے موقعہ پر ملازمت کے  
دوران چھٹی لے کر باقاعدہ ہر سال حاضر ہوا کرتے تھے دوستوں کے لئے تاحیات

یعنی کے عالم میں بھی چائے کا بندوبست خود فرماتے۔ چائے کے برتن وغیرہ بھی خود گھر سے اپنے ساتھ لاتے رحلت سے ایک سال قبل ۱۹۶۲ء کے سالانہ عرس علی پور شریف کے موقع پر حضرت بابا جی صاحب نے جناب شیخ معزالدین صاحب سے فرمایا کہ میں اب کمزور ہو گیا ہوں اگر کسی وجہ سے اگلے سال نہ آسکوں تو میں چاہتا ہوں یہ چائے کا انتظام لاہور کے دوست کیا کریں۔ جناب شیخ صاحب نے وعدہ کیا کہ لاہور کے دوست یہ خدمت بصد شوق سرانجام دیں گے الحمد للہ یہ آپ کا تصرف ہے کہ اس مرد کامل کا لگایا ہوا لنگر اسی طرح جاری و ساری ہے۔

### منقبت

[ از چوہدری عبدالرحمان خاں مظہورہ لاہور ]

بابا جی نے روحانی فیض پہنچاؤندے  
صورت پاک و یکھیاں حضور یاد آوندے  
بابا جی دی آمد نال یاد تازہ ہوندی اے  
جیویں سن حضور آپ مجلساں سجاؤندے  
مردہ دل زندہ ہون نال توجہ دے  
چہرہ پاک و یکھ دل چین نے پاؤندے  
محبت یاراں نال کرنا آپ دا اہمہ خاصہ اے  
نال پیارے پیر والے بول سناؤندے  
لے لے جان حاجتاں بابا جی دے پاس سب  
و یکھ بابا جی نون عقدے حل نے ہو جاؤندے  
اہمہ فیض پاک سارا میرے سوہنے پیرا وا  
بہڑے پئے کنجاہ وچہ رونقاں لگاؤندے  
عمر دراز کریں بابا جی دی یا مولا  
سدا رہن پیر بھائی دید سب پاؤندے



## فیروز آباد میں قیام

حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کی رحلت کے بعد حضرت جناب الحاج کیپٹن خواجہ محمد امین صاحب سجادہ نشین رشد و ہدایت کا سلسلہ اگرچہ بطریق احسن جاری رکھے ہوئے تھے مگر فوجی ملازمت میں ہونے کی وجہ سے آستانہ عالیہ کنجاہ شریف میں آپ کا زیادہ دیر قیام ممکن نہ تھا اکثر دوست کنجاہ شریف مزار اقدس پر حاضری کی غرض سے مختصر پروگرام کے ساتھ حاضر ہوتے تاکہ شام تک واپس اپنے گھر پہنچ سکیں یا رانہ طریقت کی اس تکلیف کو آپ نے محسوس کیا اور وزیر آباد سے مستقل طور پر گجرات شہر کا محلہ فیروز آباد جو کنجاہ روڈ پر واقع ہے رہائش کے لئے پسند فرمایا اس سے دوستوں کو گونا گوں فرحت ہوئی کنجاہ شریف حاضری سے قبل حضرت بابا جی صاحب کی زیارت سے بھی مستفید ہوتے۔ پیر خانہ سے والہانہ عقیدت میں ہی آپ کی عمر گراں مایہ گزری تھی الحاج کیپٹن خواجہ صاحب سجادہ نشین کے ساتھ انتہائی عزت و احترام سے پیش آتے چونکہ حضرت خواجہ صاحب ملازمت کی وجہ سے زیادہ وقت نہیں دے سکتے تھے آپ نے ان کی عدم موجودگی کا احساس تک نہ ہونے دیا دوستوں سے نہایت ہمدردی اور شفقت سے پیش آتے ان کے دکھ درد میں شریک ہونے کے علاوہ صحیح رہنمائی فرماتے۔ آپ دوستوں کی تکلیف سن کر پریشان ہو جاتے اور بارگاہ ایزدی میں نہایت انکساری سے ان کے لئے دعا فرماتے۔

حضرت بابا جی صاحب فیروز آباد گجرات میں پہلے محمد عبداللہ کے گھر رہے جب محمد عبداللہ کی پوزیشن کو آپ نے نور باطن سے معلوم کر لیا تو وہ مکان چھوڑ کر نعمانی صاحب کے مکان میں آگئے کیونکہ یہ مکان بھی عبداللہ کے مکان کے پاس ہی تھا نعمانی صاحب کو بھی وہی عبداللہ والی آزمائش آن پڑی۔ آپ نے بابا جی کے حضور عرض کیا کہ بندہ کس قابل ہے کہ آپ کی خدمت میں کچھ پیش کر سکے جی چاہتا ہے یہ مکان جس میں آپ مکین ہیں آپ اپنے نام منتقل کرائیں۔

آپ عارف کامل تھے فوراً بات کی تہ تک پہنچ گئے کہ نعمانی صاحب کے اعزاء اقارب انہیں تنگ کرتے ہوں گے انہیں خاموش کرانے کے لئے نعمانی صاحب نے مکان ہی بابا جی کو مستقل طور پر دینے کا فیصلہ کر لیا تھا آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ (نعمانی) کو بیٹے بھی دے گا کیونکہ اس وقت نعمانی صاحب کی زینہ اولاد نہیں تھی اس لئے عزیز و اقارب مکان کے بارے میں چہ میگوئیاں کرتے تھے حضرت بابا جی صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی مکان دے گا اور نعمانی صاحب کو ایک چھوڑ دو مکان دے گا بابا جی صاحب کا مکان آپ کی ایک عقیدت مند نیک خاتون سیکنہ بیگم کے اہتمام سے تعمیر ہو گیا اور جناب نعمانی صاحب سحرات اور لاہور میں دو مکانات کے مالک بن گئے۔

نعمانی صاحب نے بتایا کہ جو مستری بابا جی کا مکان بنا رہا تھا اسے اللہ دتہ پیر بھائی نے کہا کہ اللہ والوں کا مکان ہے مزدوری نہ بھی لی جائے تو گزر ہو سکتی ہے۔ وہ مستری صاحب کہنے لگے بچوں کو کہاں سے کھلاؤں گا یہ بات اللہ دتہ نے بابا جی کو بتلا دی آپ کے منہ سے بے اختیار نکل گیا اچھا مزدوری کر کے بچوں کو پالتا ہے خدا پر یقین نہیں پھر کیا تھا بے چارے مستری کی شامت آگئی اسی وقت گو سے گرا اور ٹانگیں ٹوٹ گئیں اور کافی مدت کے لئے بے کار ہو گیا۔

نومبر ۱۹۵۹ء کا واقعہ ہے کہ حضرت قبلہ بابا جی صاحب کی اہلیہ محترمہ لاہور کے میو ہسپتال میں بغرض علاج داخل ہوئیں آپ نے محترم جناب شیخ معزالدین صاحب اور مستری فضل حسین صاحب فیروز آبادی سے مشورہ لیا کہ اہلیہ محترمہ کو لاہور، وزیر آباد، اوجہ اور فیروز آباد میں سے کونسی جگہ دفن کیا جائے عرض کیا کہ ابھی علاج بھی شروع نہیں ہوا آپ نے فرمایا بھئی فیصلہ ہو چکا ہے لہذا بس اب یہ بتائیں کہ دفن کے لئے کونسی جگہ بہتر ہے گی آخر خود ہی اظہار کیا کہ فیروز آباد کے لوگ بہت اچھے اور محبت والے ہیں محترم صوفی فضل حسین صاحب سے فرمایا کہ بندوبست کروا گلے روز مائی صاحبہ کا انتقال ہو گیا۔

## چند واقعات

حضرت جناب الحاج مولانا محمد ضیاء اللہ صاحب نعمانی نے اپنا ایک ذاتی واقعہ بیان فرمایا کہ بندہ کو ایک ٹرنگ کے سلسلہ میں پشاور جانا پڑا وہاں دوسرے احباب (سی ایس پی) افسران تھے اور بندہ وایا بٹھنڈا بی اے، طبیعت گھبرائی کہ کیا بنے گا اس پریشانی میں بابا جی صاحب کو گجرات خط لکھ دیا کہ حضرت صاحب دعا فرمائیے کام بگڑا جاتا ہے بابا جی نے واپسی فوری خط لکھا کہ کسی قسم کا فکر مت کرو بندہ آپ کے ساتھ ہے اس کرم فرمائی کا نتیجہ تھا کہ نعمانی صاحب اس کورس میں سب سے پہلی پوزیشن لے کر کامیابی سے واپس لوٹے دوران ملازمت نعمانی صاحب واہ کینٹ بھی رہے وہاں عقیدہ دیوبند حضرات کا زور تھا بابا جی کی نظر عنایت سے نعمانی صاحب نے ان تمام لوگوں کی محافل میں الصوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھا اور لوگوں نے نعرہ تکبیر کے ساتھ ساتھ نعرہ رسالت بھی بڑے زور شور سے لگایا حتیٰ کہ وہ لوگ صرف ٹینکی والی مسجد کی نسبت سے ٹینکی والے مشہور ہو کر رہ گئے بابا جی کو تمام یاران طریقت تنگی تکوار کہتے تھے جو بات منہ سے نکلی وہ پوری ہو کر رہی اس لئے ڈاکٹر صاحب اکثر آپ کو خاموش رہنے کے لئے فرماتے تھے۔

صوفی فضل حسین صاحب فیروز آبادی گجراتی بتاتے ہیں کہ جناب بابا جی کی زبان مبارک سے جو کچھ نکل گیا وہ پورا ہو کر رہا کہنے لگے کہ بندہ ۱۹۵۶ء سے انہیں جانتا ہے رات کو تہجد کے وقت آپ کو پانی لا کر دیتا سردیوں میں پانی گرم کر کے پیش کرتا تہجد اور وظائف سے فارغ ہو کر آپ چائے نوش فرماتے نماز صبح پڑھ کر سو رہتے اسی خواب میں آپ کے تمام عقدے حل ہو جاتے پھر دن چڑھے آپ بیدار ہوتے کبھی بازار سے خود بھی سودا لے آتے کبھی بندہ یہ سارا بندوبست کر دیتا نماز وقت پر پڑھتے دوستوں کی خاطر تواضع دل و جان سے کرتے جب بھی کوئی دوست آتا تو چائے اور براٹھا حاضر ہو جاتا۔ اگر کسی دوست نے کنجاہ شریف جانا ہوتا تو زیارت مرشد کی خاطر

اس کے ساتھ ہو لیتے دن میں دو تین بار اگر یہ سعادت نصیب ہوتی تو شکر الہی بجا لاتے۔ خالی ہاتھ پیرخانہ نہ جاتے تھے گھریلو ضروریات کی اشیاء از قسم تیل مٹی۔ نمک یا دیگر ضروری اشیاء ساتھ لے کر جاتے اور رات گئے تک دوستوں میں بیٹھے رہتے۔

عبدالجید صاحب مغلیہ لاہور نے بیان کیا کہ باباجی صاحب نے ڈاکٹر صاحب کے بعد دوستوں کو مایوس نہیں ہونے دیا ڈاکٹر صاحب کے فیض کو آپ نے جاری رکھا آپ ملک عبدالعزیز صاحب لاہور کے گھر تشریف لائے۔ میں کیرج شاپ میں کام کر رہا تھا ایک دوست (پیر بھائی) میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ باباجی بلا رہے ہیں۔ وہ کہہ کر چلا گیا میں نے سوچا کہ اور ٹائم اور پیس ورک لگا ہوا ہے پھر چلا جاؤں گا میں نے مشین کا ہینڈل اٹھا کر چکے میں ڈالا چکے کو گھمایا ہینڈل ہاتھ سے چھوٹ کر پاؤں پر آن لگا پاؤں اسی وقت سوچ گیا میں باباجی کو ملنے سے معذور ہو گیا کچھ عرصہ بعد پھر خان صاحب ملک عبدالعزیز صاحب کے گھر تشریف لائے اور ایک پیر بھائی مجھے باباجی کا پیغام ورکشاپ میں دے آیا میں بڑے زور و شور سے کام کر رہا تھا اسی وقت کام بند کیا گھر پہنچا حجامت کا سامنا لے کر باباجی کی خدمت میں پیش ہو گیا مکان کا دروازہ بند تھا۔ ملک صاحب باباجی کو کہہ رہے تھے کہ عبدالجید ابھی تک نہیں آیا میں قریب ہی یہ باتیں سن رہا تھا باباجی نے فرمایا۔ دروازہ تو کھولو وہ آگیا میں اندر داخل ہوا اور سلام عرض کیا۔

اس کے بعد خان صاحب نے فرمایا۔ مجید ہم دہلی دروازے جا کر مچھلی کھائیں گے میں اور خان صاحب ٹانگہ میں بیٹھ کر دہلی دروازہ پہنچے۔ ٹانگے سے اترے تو خان صاحب کی جیب سے تین سو روپے غائب تھے۔ میں ٹانگے والے کو پکڑ لایا اس نے انکار کیا۔ میں نے کہا پولیس والے کو بلا لاتا ہوں ٹانگے والے نے نظر بچا کر پیسے ٹانگے میں پھینک دیے اور کہنے لگا کہ ٹانگے میں دیکھ لو کہیں گر نہ پڑے ہوں میں نے ٹانگے میں دیکھا تو روپے مل گئے خان صاحب نے خدا کا شکر ادا کیا فرماتے لگے یہ رقم نعمانی صاحب کی امانت تھی۔

جناب محمد طفیل صاحب لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ بابا جی کے منہ سے جو بات نکل گئی اللہ تعالیٰ نے اسے پورا کر دیا میں ۱۹۸۸ء میں ریلوے ورکشاپ مغلوپورہ لاہور میں ملازم تھا ورکشاپ میں چوری ہو گئی مارشل لاء کا زمانہ تھا کیس پولیس کو دے دیا گیا تفتیش شروع ہو گئی شبہ کی بنا پر مجھے اور محمد صدیق (پیر بھائی) کو بلایا گیا۔ بابا جی ان دنوں وزیر آباد میں تھے چنانچہ میں نے چوہدری محمد شرف خاں صاحب کو بابا جی کی خدمت میں بھیجا کہ جا کر بابا جی کو تمام قصہ سنا دیں وہ وزیر آباد جا کر بابا جی کو سب کچھ بتا کر واپس آگیا اس نے مجھے آکر بتایا بابا جی نے فرمایا ہے کہ کوئی فکر نہ کریں اپنے شیخ کا تصور قائم رکھیں ادھر کی بات ادھر مت کریں انشاء اللہ تمہیں کوئی کچھ نہیں پوچھے گا سرکاری سامان بھی مل جائے گا چور پکڑے جائیں گے اور سزا بھی پیش گئے دوسرے روز جب میں ڈیوٹی پر پہنچا تو کیس کی نوعیت ہی بدلی ہوئی تھی ہمیں انکواری کے لئے بھی نہ بلایا گیا صرف ڈیوٹی پر بیان لے لئے گئے علاقہ باغبانپورہ سے چوری کا مال بھی برآمد ہو گیا چور پکڑے بھی گئے اور انہیں پانچ پانچ سال کی سزائے قید بھی سنا دی گئی۔

ایک اور واقعہ محمد طفیل صاحب ہی بیان کرتے ہیں کہ ان کی بڑی ہمشیرہ کی شادی ایک ریلوے ڈاکٹر سے ہوئی تھی اس کی پہلے بھی ایک بیوی تھی میری ہمشیرہ کو سیالکوٹ میں ایک مکان دے رکھا تھا۔ پہلی بیوی کو اپنے ساتھ رکھتا تھا کبھی کبھی سیالکوٹ آتا میری ہمشیرہ پریشان تھی میں نے وزیر آباد میں یہ ساری کیفیت بیان کر دی بابا جی سیالکوٹ تشریف لے گئے انہیں دیکھ کر میری بہن نے بے اختیار رونا شروع کر دیا آپ نے فرمایا یہ آدمی دو بیویوں سے انصاف نہیں کر سکتا تو اسے دنیا میں رہنے کا کیا حق ہے اللہ کی مرضی کہ کچھ عرصے بعد میرے بہنوئی کا انتقال ہو گیا بابا جی کو اس کی اطلاع ملی تو میرے ہمراہ پھر سیالکوٹ گئے دعائے خیر فرمائی میری ہمشیرہ کو پھر تسلی دی اس کے چھ سالہ بچے کے لئے دعا بھی فرمائی اور مالی مدد بھی فرمائی غیبی مدد کے لئے بھی دعا فرمائی اللہ نے ان کی مدد فرمائی اور بچہ میٹرک پاس کر کے ملازم بھی ہو گیا محکمہ

ریلوے میں لیڈی ٹی سی آر کی جگہ نکلی تو میں نے بابا جی سے اس کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا کہ عرضی دے دو مجھے عمر زیادہ ہونے کا ڈر تھا یہ خدشہ بابا جی سے عرض کیا فرمایا کہ تو دیا کہ عرضی دے دو کام بن جائے گا میں نے عمر کم کرنے کی درخواست اور نوکری کی درخواست دونوں ڈی ایس ریلوے راولپنڈی کو بھیج دیں وہاں سے عمر کم کر کے نوکری دینے کی منظوری بھی آگئی۔

شیخ نعمت علی صاحب سلطانپورہ لاہور نے بیان کیا کہ اعلیٰ حضرت الحاج ڈاکٹر شیخ محمد اللہ داتا صاحب طالب کنجاہی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد دل میں خیال آتا رہتا تھا کہ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بہت کم وقت ملا ہے اب کیا کرنا چاہئے جناب الحاج محمد یوسف مغل صاحب جنہوں نے مجھے نہایت شفقت و محبت سے اعلیٰ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کی خدمت عالیہ میں پیش کیا بھٹا فرمایا کہ آپ (ڈاکٹر صاحب) کے بعد آپ کے محبوب خلیفہ جناب بابا جی ملک فیروز خان صاحب کے پاس آنا جانا چاہئے کیونکہ حضرت الحاج کیپٹن خواجہ محمد امین سجادہ نشین اس وقت ملازمت کے سلسلہ میں راولپنڈی میں تھے۔

میں چند دنوں کے بعد بابا جی کی خدمت عالیہ میں وزیر آباد حاضر ہوا رات وہاں بسر کی جس سے آپ بہت خوش ہوئے اور صبح کے وقت اپنی نیک دعاؤں کے ساتھ مجھے رخصت کیا۔ آپ نے رات کو چھوٹی چھوٹی پھلیاں پکائی تھیں جو نہایت ہی لذیذ تھیں الحمد للہ کہ آپ کمال شفقت سے دستگیری اور رہنمائی فرماتے رہے۔

جب کتاب تصوف میں قبلہ و کعبہ جناب ڈاکٹر صاحب کا مندرجہ ذیل ارشاد پڑھا تو دل کو مکمل اطمینان ہو گیا اور پریشانی سے نجات ملی۔

جس مرید کا اپنے پیرو مرشد سے رابطہ تعلق و محبت ظاہری زندگی میں ہوگی وہ اپنے رہبر کامل کے مزار اقدس سے بھی اسی طرح فیض لیتا رہے گا جس طرح وہ ظاہری زندگی میں لیتا رہا ہے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ مرید صادق اپنے بزرگوں کے مزارات پر اسی طرح حاضری

دیتے ہیں جس طرح ظاہری حیات میں دیتے رہتے ہیں۔

جناب بابا جی ملک فیروز خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کافی واسطہ رہا وہ نہایت ہی مشفق و مہربان و نغمگسار بزرگ تھے جناب ڈاکٹر صاحب کے محبوب خلیفہ تھے ان کی ہر دعا مقبول تھی اور صاحب کرامت بزرگ تھے اعلیٰ حضرت جناب ڈاکٹر صاحب اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ خاں صاحب کا دوستوں کے پاس جانا فقیر کا ہی جانا ہے مقصود تو اسباق و وظائف کی یاد دہانی ہے سو وہ انشاء اللہ ہوتی رہتی ہے یہ تھا بابا جی کا اپنے پیرو مرشد سے تعلق اللہ پاک سب مریدوں کو ایسا تعلق نصیب فرمائے۔ آمین! ایک دوست اگر ان کی کرامات بیان کرنی شروع کرے تو ایک بہت ضخیم کتاب بن سکتی ہے۔ صرف ایک واقعہ مختصراً پیش خدمت کرتا ہوں۔

صدر ایوب خان صاحب نے مارشل لا لگایا۔ اس وقت میرا چھوٹا بھائی شیخ نذیر علی گھنٹہ گھر گوجرانوالہ میں چاولوں کا کاروبار کرتا تھا مارشل لاء کے مقرر کردہ قیمتوں کے برعکس چاولوں کی فروخت پر پکڑا گیا اور جیل میں بند کر دیا گیا چونکہ میں لاہور میں تھا چھبیس روز تک مجھے علم نہ ہوا نہ مجھے گھر والوں نے اطلاع دی۔ اطلاع ملنے پر گوجرانوالہ گیا بھائی صاحب سے جیل میں ملاقات کی حالات معلوم کئے واپس لاہور آیا خوش قسمتی سے اس وقت جناب بابا جی آنکھ کے آپریشن کے سلسلہ میں میو ہسپتال لاہور میں تھے میں حاضر ہوا اس وقت آپ برآمدہ میں چادر پر دوستوں کے ساتھ تشریف فرما تھے دست بوسی کے بعد آپ نے گھر کی خیریت دریافت کی میں نے اپنے بھائی کے متعلق عرض کی کہ وہ ۲۷ روز سے مارشل لاء کے تحت جیل میں ہیں اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ وہ بے گناہ ہے اس بات پر آپ ناراض ہوئے چہرے کا رنگ سرخ ہو گیا فرمانے لگے کہ اگر تمہارا بھائی بے گناہ ہے اس کا کوئی قصور نہیں تو اللہ پاک ہی ظالم ہے ان الفاظ کے سنتے ہی میرے پاؤں کے میچے سے زمین نکل گئی جسم پینہ سے لت ہو گیا حیران و پریشان ہوا دل ہی دل میں خیال آیا کہ اب میرا بھائی نہیں بچ سکتا کیونکہ جو بات بھی آپ کی زبان مبارک سے نکل جاتی تھی پتھر پر لکیر ہوتی

تھی یہ بات بھی ذہن میں تھی کہ اعلیٰ حضرت جناب ڈاکٹر صاحب کی موجودگی میں جب کبھی جناب بابا جی ارشاد فرماتے تو آپ (ڈاکٹر صاحب) دوستوں کو فرماتے کہ بابا جی کی گفتگو غور سے سنو اسی پریشانی کے عالم میں چند منٹ ڈوبا رہا اور بابا جی کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھتا رہا چند منٹ کے بعد آپ کے چہرہ کی سرخی کم ہوتی گئی اور طبیعت کا میلان بندہ نوازی کی طرف راغب ہوا تو آپ نے فرمایا - نعمت! فکر نہ کرو بفضلہ تعالیٰ معاملہ ٹھیک ہو جائے گا اس میں کچھ بھی نہیں ان کے اس ارشاد پر پریشانی جاتی رہی خوشی کی لہر دوڑ گئی آپ کی اس دستگیری پر بھائی صاحب کو اطلاع دی آپ کا یہ فرمانا ہی تھا کہ دو چار روز کے بعد مارشل لاء کے تحت ایک نظر بند مجرم کی ضمانت ہو گئی جو ناممکن تھی -

تقریباً ایک سال بعد مقدمہ عدالت میں پیش ہوا جب بھی تاریخ آئی تو ایس - ایچ - او (جس نے یہ کیس پکڑا تھا) غیر حاضر ہوتا رہا پتہ چلا کہ اس تھانیدار کو کسی جرم کی پاداش میں سندھ کی طرف تبدیل کر دیا ہے ایس ایچ او کی تین چار غیر حاضریوں کی وجہ سے مجسٹریٹ نے مقدمہ خارج کر دیا (مقدمہ دفتر داخل ہو گیا) یہ واقعہ پولیس کے لئے بہت ہی شرمناک تھا کہ مارشل لاء کے تحت مقدمہ دفتر داخل ہو جائے - پولیس نے دوبارہ ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ کو درخواست دی کہ اس مقدمہ کی سماعت دوبارہ ہونی چاہئے میرے بھائی کو سمن آئے انہوں نے مجھے خط لکھا میں نے پھر جناب بابا جی کی خدمت میں فیروز آباد خط لکھا جس کا جواب آپ نے دیا کہ میں نے ایک دفعہ کہہ دیا ہے کہ اس میں کچھ بھی نہیں اب پروٹوٹ لکھ کر دوں -

اب مقررہ تاریخ کو ڈی سی گوجرانوالہ کی عدالت میں حاضر ہوئے میں خود بھی گوجرانوالہ گیا - سرکاری وکیل نے بحث شروع کی جو آدھ گھنٹہ جاری رہی جس پر ڈی سی نے سر ہلا دیا - پھر سرکاری وکیل مزید بحث کرنے لگا مگر ڈی سی نہ مانا اور پولیس کی درخواست کو دفتر داخل کرنے کا حکم صادر فرمایا - میرا بھائی جو کہ مارشل لاء کے تحت مقدمہ میں ملوث تھا بری ہو گیا یہ بہت بڑی نصیب تھی جناب بابا جی کی دعاؤں کا نتیجہ تھا ورنہ ایسے

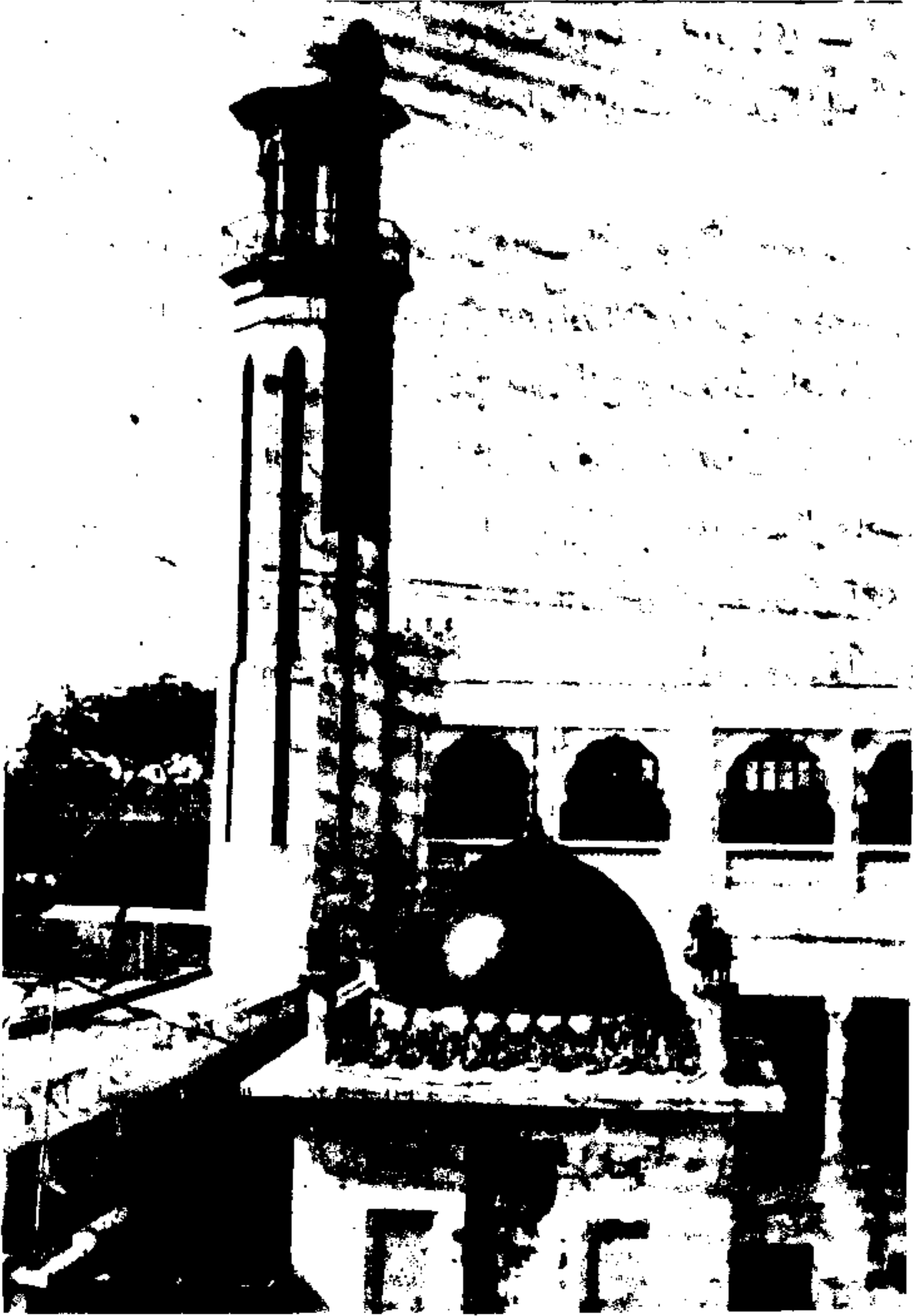


کئی مارشل لاء کے مقدموں میں مجرم سزایاب ہوئے۔

حضرت قبلہ خانصاحبؒ بیان فرمایا کرتے تھے کہ موضع سیکھواں تحصیل ڈسکہ کی ایک خاتون حسین بی بی زوجہ مقصود احمد ڈرائیور بہت نیک صالح پیر بہن تھی جب اس کا نزاع کا وقت قریب آیا تو مجھے یوں معلوم ہوا جیسے وہ ایک کنوئیں میں پڑی ہوئی ہے اور کنوئیں کا پانی سخت گرم ہے میں نے پانی کو زیادہ گرم ہونے کی وجہ سے کبھی ایک ہاتھ سے کبھی دوسرے ہاتھ سے اس کو باہر نکالنے کی کوشش کی اس کشمکش میں تھا کہ حضور قبلہ عالمؒ فوراً ظاہر ہوئے فرمایا ہٹو خانصاحب و بہت مبارک کنوئیں میں ڈالا اور حسین بی بی کو باہر لا کھڑا کیا سبحان اللہ یہ ہے پیر کامل کی نشانی بعد میں حسین بی بی کے فوت ہونے کی اطلاع ملی۔

## وصال

حضرت جناب بابا جی صاحبؒ آخری ایام میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اب دنیاوی زندگی کے چند لمحات باقی ہیں جناب میاں اصغر علی صاحب کنجاہی جو لاہور کے آخری تبلیغی دورہ کے دوران آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے نے یہاں کیا کہ بابا جی صاحب نے آخری ملاقاتوں میں انہیں فرمایا کہ اصغر علی چالیس دن رہ گئے ہیں لیکن انہیں سمجھ نہ آئی دوسری ملاقات میں آپ نے فرمایا اصغر علی پچیس روز باقی ہیں تو میاں صاحب سمجھے کہ بابا جی صاحب تو دنیا سے روانگی کے پروگرام سے مطلع فرما رہے ہیں چنانچہ میاں صاحب نے جو ان دنوں زرعی ترقیاتی کارپوریشن میں سیکرٹری کے عہدہ پر تعینات تھے مصروفیات کے باوجود اپنے شیخ کی خدمت میں زیادہ سے زیادہ وقت گزار کر محبت سے فیض یاب ہوئے ٹھیک پچیس روز بعد ۸ مارچ ۱۹۶۳ء بمطابق ۱۱ شوال المکرم بروز جمعہ المبارک آپ کا وصال ہوا یہ بھی یاد رہے کہ قبلہ بابا صاحبؒ نے اپنے مزار اقدس کی جگہ دوستوں کے ساتھ جا کر خود پسند فرمائی تھی۔ آپ کی وصیت کے



مزار اقدس سے جناب ملک فیروز خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
فیروز آباد۔ گجرات

مطابق آپ کے ایک مرید صادق جناب صوفی امانت علی صاحب فیروز آبادی نے آپ کو غسل دیا فیروز آباد ہی کے ایک دوست نے مزار اقدس کے لئے زمین کا ایک ٹکڑا آپ کی نظر کر دیا تھا۔

حضرت جناب الحاج کیپٹن خواجہ محمد امین صاحب عاصی سجادہ نشین دربار عالیہ کنجاہ شریف کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی گئی تیز بارش اور موسم کی خرابی کے باعث کئی دوست زیارت سے محروم رہے حضرت جناب مولانا الحاج محمد ضیاء اللہ صاحب نعمانی بدظلہ نے آپ کے مزار اقدس پر نہایت عالیشان اور خوبصورت مسجد تعمیر کروائی جس کا بلند و بالا مینار گجرات ہائی پاس سے دعوت نظارہ پیش کرتا ہے صوفی امانت علی صاحب جو حضرت بابا جی صاحب کے انتہائی خدمت گزار اور منظور نظر تھے ان کی آخری آرام گاہ بھی مزار اقدس کے احاطہ میں واقع ہے صوفی صاحب مرحوم مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۷۲ء کو واصل بحق ہوئے۔

## سالانہ عرس

حضرت جناب بابا جی صاحب کا سالانہ ختم شریف شہر گجرات کے محلہ فیروز آباد آپ کے مزار اقدس پر عالیجناب الحاج مولانا محمد ضیاء اللہ صاحب نعمانی کے زیر اہتمام ہر سال اکتوبر کے دوسرے جمعہ المبارک کو منعقد ہوتا ہے۔

## اولاد

حضرت بابا جی صاحب کے ایک فرزند ارجمند جناب ملک نور محمد جاوید صاحب ہیں جو ان دنوں لاہور میں مقیم ہیں اور تین صاحبزادیاں جو بفضل تعالیٰ اپنے گھروں میں خوش و خرم اور شاد کام ہیں۔

## ۲ - حضرت جناب شیخ محمد نصیب صاحبؒ

جناب شیخ محمد نصیب صاحب محکمہ ریلوے میں ملازم تھے اور راولپنڈی میں آپ کی تعیناتی تھی آپ نہایت سلیم الطبع مشفق صبر و تحمل اور بردباری کا پیکر تھے شیخ کامل کی بارگاہ میں موڈب اور خاموش پیروں گزار دینے کو ہی اپنی معراج سمجھتے۔ آپ کی طبیعت دین اسلام کی طرف راغب تھی اس لئے راولپنڈی میں مولوی غلام اللہ کے وعظ اور درس میں اکثر شامل ہوتے اگرچہ وقتی طور پر متاثر بھی ہوئے مگر اطمینان قلب حاصل نہ تھا دل کسی مرد کامل کا متلاشی تھا۔ طلب صادق ہو تو اسباب خود سبب الاسباب پیدا فرمادیتا ہے۔ محترم ملک محمد سلطان صاحبؒ آپ کے دوست بھی تھے اور ایک ساتھ ریلوے میں کام بھی کرتے تھے ان کے اطوار میں یکایک خوشگوار تبدیلی پا کر آپ حیران ہوئے۔

جب ملک صاحب نے بتایا کہ یہ کسی صاحب نظر کا کمال ہے تو شیخ صاحب اس مرد درویش کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بیتاب ہو گئے بالآخر ۱۹۳۸ کی ایک شام ملک محمد سلطان صاحبؒ کے ساتھ ان کے پیرو مرشد کی بارگاہ میں کنجاہ شریف حاضر ہوئے کسی مولوی کے درس کا اثر تھا یا ذہن کی خلش کہ جناب شیخ صاحب نے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کی خدمت میں سورۃ الحمد شریف کی تفسیر جاننے کی خواہش ظاہر کی جب حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ تفسیر بیان فرما رہے تھے تو شیخ صاحب کا دل آپؐ کی جانب کھینچا چلا جا رہا تھا چند لمحوں کی بیعت نے آپ کے دل و دماغ کی کایا پلٹ دی جو نبی حضور نے اپنا بیان ختم کیا شیخ صاحب نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھا دیئے بیعت کے بعد حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ نے فرمایا شیخ صاحب آپ میرے پاس دیر سے اور عمر کے پچھلے حصہ میں آئے ہیں اس لئے اب آپ کو نہ صرف دوڑنا پڑے گا بلکہ منازل طے

کرنے کے لئے زیادہ محنت بھی کرنا پڑیگی۔ آپ نے آنے والے وقت میں اپنے پیرومرشد کے ارشادات کی بطریق احسن پیروی کر کے آپ کے فرمان کو سچ کر دکھایا حتیٰ کہ آپ کا شمار حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے مریدوں کی صف اول میں ہونے لگا پیرومرشد کی نگاہ فیض نے آپ پر اتنا اثر کیا کہ کچھ عرصہ بعد آپ نے تمام اہل خانہ کو داخل سلسلہ کرا دیا۔

آپ نے چند سالوں میں اپنی خاموش محبت کے ذریعے اپنے پیرومرشد کے دل میں گھر کر لیا اور ان کے بہت قریب آگئے سال میں ایک دو دفعہ ڈاکٹر صاحب "ضرور آپ کی دعوت پر آپ کے گھر پر تشریف لے جاتے اور اپنے قیام کے دوران صبح و شام تبلیغ کا سلسلہ جاری رہتا اس کے نتیجے میں آپ کے کئی دوست سلسلہ میں داخل ہو کر فیض یاب ہوئے چنانچہ راولپنڈی میں آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت اور تبلیغ میں اہم کردار ادا کیا ان خدمات کی انجام دہی کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ جب آپ کا تبادلہ ملتان ہوا تو وہاں بھی تبلیغ اسلام کے بارے اپنی مساعی جیلہ سے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کو خط لکھ کر مطلع کیا جس کے جواب میں حضور نے ایک مکتوب شیخ صاحب کو تحریر فرمایا اور خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے لکھا۔

"شاف کے ساتھ نماز پڑھنے کا واقعہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کیا عجب کہ آپ تبلیغی جماعت بنانے میں وہاں کامیاب ہو جاویں اللہم ربنا آمین فقیر کو قوی امید ہے کہ آپ کے ذریعہ ملتان میں راولپنڈی سے بڑھ کر سلسلہ کی اشاعت ہوگی جس کو فقیر حقیقی اشاعت اسلام سمجھتا ہے اور آپ الدال علی الخیر کفاعلمہ (حدیث) کے مصداق بنیں گے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضامندی پر چلنے اور دین اسلام پر مستقیم الحال بننے اور اس کی تبلیغ کی توفیق ارزانی فرمائے آمین ثم آمین یا رب الکرم"

ملتان شہر وطن عزیز پاکستان کے مرکز میں واقع ہوئیگی وجہ سے حضرات علی پور شریف و دیگر بزرگان سلسلہ کا گزر ملتان ریلوے اسٹیشن سے اکثر ہوتا رہتا تھا۔ جناب شیخ صاحب کا معمول تھا کہ گھر سے کھانا تیار کرواتے اور اسٹیشن پر لے جا کر اہتمام

کے ساتھ حضرات کی آمد کے منتظر رہتے۔

خلافت امتنان سے آپکا تبادلہ کراچی ہو گیا وہاں بھی آپ نے اپنے شیخ کامل کے ارشاد کی تعمیل میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا حتیٰ کہ آپ کے ساتھی آپ سے بیعت کی درخواست کرنے لگے یہ دیکھ کر حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے آپ کو ایک مکتوب میں بیعت کی اجازت مرحمت فرمادی حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے وصال کے بعد آپ کے سالانہ عرس شریف منعقدہ اپریل 1959 کے موقع پر عالیجناب الحاج کپٹن خواجہ محمد امین صاحب سجادہ نشین کے مشورہ سے اعلیٰ حضرت سراج الملت حافظ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب علی پوری نے اجلاس عام میں دیگر دوستوں کے علاوہ آپ کو دستار بندی کر کے خلافت سے نوازا۔

ملازمت سے ریٹائر منٹ کے بعد آپ نے لاہور میں کرشن نگر (اسلام پورہ) میں رہائش اختیار کی یہیں آپ کا وصال ہوا اور حضرت میانی صاحب کے قبرستان میں مدفون ہوئے آپ کے صاحبزادگان جناب شیخ محمد سعید صاحب اور پروفیسر محمد حنیف صاحب جو آجکل علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں رہائش پذیر ہیں ہر سال بڑے اہتمام سے جناب شیخ صاحب کے عرس پر یاران سلسلہ کو مدعو کرتے ہیں اعلیٰ حضرت الحاج کپٹن خواجہ محمد امین صاحب "باقاعدگی سے اس تقریب میں شرکت فرمایا کرتے تھے جناب شیخ محمد سعید صاحب اور پروفیسر صاحب سلسلہ کی خدمت کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے ہیں۔

### 3۔ مولانا حاجی حافظ محمد زکریا صاحب (ایم اے)

حضرت مولانا حافظ محمد زکریا صاحب اسلامیات میں ایم اے اور ریلوے میں ملازم

تھے آپ کی رہائش گڑھی شاہو لاہور میں تھی۔

جناب محترم شیخ معزالدین صاحب کی وساطت سے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کی

خدمت میں حاضر ہوئے شیخ کامل کی غلامی اختیار کرنے کے بعد آپ میں یکسر تبدیلی پیدا

ہوئی رنگنے والے نے ایسا رنگ دیا کہ گویا شیخ کی چلتی پھرتی تصویر تھے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے سالانہ عرس منعقدہ اپریل 1959 کے موقع پر حضرت الحاج کپٹن خواجہ محمد امین صاحب کی سفارش پر اعلیٰ حضرت سراج الملت حافظ پیر سید حاجی محمد حسین شاہ صاحب علی پوری نے دستار بندی کر کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعتیہ طالیب کی اشاعت کے لئے خلافت کے منصب پر سرفراز فرمایا۔ جناب حافظ صاحب حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے حکم کی تعمیل میں جامع مسجد محراب والی گڑھی شاہو لاہور میں جمعہ کا خطبہ دیا کرتے تھے اور تادم زیست اس فرض کی بجا آوری میں کوئی فرق نہ آنے دیا جناب حاجی شیخ معزالدین صاحب گڑھی شاہو کے امیر حلقہ تھے آپ کے مکان پر ہفتہ میں ایک دن ختم خواجگان کی محفل سجا کرتی تھی۔ جناب شیخ صاحب جب یہاں سے دوسری جگہ منتقل ہو گئے تو یہ اعزاز بھی جناب حافظ صاحب کے حصہ میں آیا اور اپنے در دولت پہ ہفتہ وار ختم خواجگان پڑھایا کرتے تھے ملازمت سے رٹائر ہونے کے بعد آپ دھرم پورہ لاہور تشریف لے گئے مگر ہفتہ وار ختم خواجگان باقاعدگی سے گڑھی شاہو میں ہی آکر پڑھایا کرتے تھے اب بھی دھرم پورہ میں آپ کے متوسلین آپ کی رہائش گاہ پر ماہانہ محفل ذکر کا اہتمام کرتے ہیں۔

#### 4۔ حاجی الحرمین الشریفین حضرت مولانا محمد ضیاء اللہ صاحب نعمانی ایم اے

فاضل اجل حضرت علامہ الحاج محمد ضیاء اللہ نعمانی صاحب کا تعلق ضلع سمرات کے ایک علمی اور دینی گہرانہ سے ہے آپ کا آبائی گاؤں جمپور انوالی کنجاہ شریف کے مضافات میں واقع ہے آپ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے معتمد خاص جناب حافظ سید احمد صاحب ہزاروی کنجاہی کے داماد ہیں آپ کے والد گرامی مولانا عبدالغنی صاحب جید عالم اور حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے پیر بھائی اور گہرے دوست تھے اس لئے کنجاہ

شریف میں بچپن سے ہی آپ کا آنا جانا رہتا تھا حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ سے اگرچہ روایتی علیک سلیک تھی مگر نگاہ فیض سے ابھی بہرہ ور نہیں ہوئے تھے آخر وہ ساعت سعید آپہنچی اور

بدر پیرے بدر صبح شام

تاترا حاصل شود مقصد تمام

کے مصداق جناب ملک محمد سلطان صاحب جو راولپنڈی سے اکثر شیخ کامل کی بارگاہ آستانہ عالیہ کنجاہ شریف میں بحال آشفیتہ و چشم گریاں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ان سے جناب نعمانی صاحب نے کنجاہ شریف بکثرت آنے کا سبب پوچھا جناب ملک صاحب نے کہا بھائی صاحب کیا کہوں۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی عقیدت ہو تو دیکھ ان کو

یہ بیضائے پھرتے ہیں اپنی آستینوں میں

مختصر استفسار کے بعد جناب نعمانی صاحب ملک صاحب کے ساتھ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں منسلک ہو چکے تھے اب تو پیر کامل کی بارگاہ میں حاضری آپ کے معمول میں شامل تھی آپ نے اپنی ملازمت کا آغاز استاد کے پیشہ سے کیا مگر کچھ عرصہ بعد محکمہ وراثت سدھار میں چلے گئے آخر محکمہ بلدیات پنجاب سے ڈپٹی ڈائریکٹر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے ریٹائرمنٹ کے بعد آپ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ سے منسوب ہجویری یونیورسٹی میں اعزازی عہدہ پر فائز رہے۔

## شیخ کی معیت میں دربار علی پور شریف کی حاضری

محترم جناب نعمانی صاحب نے بیان کیا کہ مورخہ ۹ اپریل ۱۹۵۱ء کی ایک رات جماعت منزل کے باب الرحمت میں مغرب کے بعد قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ مخلص محمد سلطان صاحب



سے بات چیت فرما رہے تھے کہ فقیر کو خیال آیا کہ حضرت قبلہ عالم کی جائے نشست پر چند لمحات گزاروں کیا برمنہ اس خاک پاک سے دھویا سیاہ کاری کا کچا پھٹے سامنے آگیا احساس مذامت سے چیخیں نکل گئیں ایک ایک جرم یاد آتا جو آہ و بکا کے ہجوم میں سماتا ہوا دوسرے کی یاد دہانی کا باعث بنتا۔ توبہ کی جرات نہ ہوتی تھی جھوٹی زبان اور عملی انکار کی موجودگی میں پھر سے نیا عہد کیسے استوار کرتا آخر اس خاک پاک پر زبان کو ملا شاید انہی ذرات پاک کی برکت اس قلیل الحجم اور کثیر الظلم کی اصلاح کی صورت بن جائے توبہ کی اور استواری کیلئے التجا کی خدا جانے وہاں اس جگہ میں کیا تھا کہ نہ رونا تھمتا نہ اٹھنے کو جی چاہتا آہستہ آہستہ رونا بے اختیاری پر ضبط کی کوشش کرتا کہ کوئی سن نہ لے مگر آخر کلب تک پھوٹ پھوٹ کر رویا اور آخر نالوں تک نوبت پہنچی اور ایک وطنی ساتھی نے میری آواز سنی مگر اندھیرے اور اس کیفیت میں فقیر کو پہچان بھی نہ سکا پشت پر ہاتھ رکھ کر پوچھنے لگا کون ہے کیا ہوا اور فقیر نام کہ کچھ ہو جاتا تو عرض کرتا اب کیا کہوں آخر وہ بیچارہ فقیر کو اپنے حال پر چھوڑ کر چلا گیا اور بھی ادھر ادھر سے آوازیں آتی رہیں کہ یہ کون ہے اسے کیا ہے مگر فقیر خود نہ آشنا کہ کون ہوں اور کیا ہوا ہے۔

کبھی قیام اور کبھی سجود اور یہی کیفیت بہت دیر تک یونہی رہی آخر وہاں کی خاک پاک کو اکٹھا کیا رومال میں ڈالا دعا کی اندر آیا قبلہ ڈاکٹر صاحب استراحت فرما رہے تھے اور عزیز زمان پاؤں دبا رہا تھا فرمانے لگے مولوی صاحب کہاں تھے کیا کتا رو کر پاؤں سے لپٹ گیا۔ آپ پوچھتے ہی رہے کہ کہاں تھے مجھے بتایا ہوتا تم نادانف تھے میں ساتھ جاتا کہیں گرے تو نہیں چوٹ تو نہیں آئی مگر فقیر بجز گریہ جواب بس ندارد چند دوستوں نے کہا اندھیرا تھا یہ کہیں گرا ہے حضور نے فرمایا نارچ تو اس کے پاس تھی ہی دیکھیں اچھا خود ابھی بتا دے گا۔

جب دلہنی ہلکا ہوا تو پھر پوچھا عرض کی میں باب ارجمت کے باہر کی گیلری کے کونہ میں تھا آپ نے دعا دی۔

رات قبلہ ڈاکٹر صاحب خاص حضور کی جائے نشست پر سوئے فقیر حضور کے ساتھ لپٹا میرے دائیں طرف محمد زمان اور مخلص محمد سلطان صاحب لیٹ گئے رات دو ایک بار فوراً اٹھا کہ شاید کوئی خدمت ہو مگر چند منٹ وقف کر کے یہ خیال کرتا کہ ابھی شاید ہمارے اٹھنے کا وقت نہیں لیٹ جاتا آخر قبلہ اٹھے اور فقیر ساتھ باہر چلا گیا۔ تقریباً ساڑھے سات بجے فقیر خود وضو کیلئے گیا واپس کمرے میں آیا تو ایک شخص پکڑ کر صاحبزادہ خادم حسین صاحب کے کمرے میں لے گیا صاحبزادہ فرمانے لگے بھائی چائے ٹھنڈی ہو چکی ہے ہم انتظار میں بیٹھے ہیں۔ فقیر کو تبرک دیا گیا قبلہ نے اپنی خاص پیالی فقیر کی طرف بڑھائی چائے پی وہاں سے دو ات لی اور اجازت ہوئی کہ جا کر سہرا کھل کر مخلص محمد سلطان صاحب محمد زمان اور فقیر اپنے کمرے میں گئے وہاں بیٹھے ہی تھے کہ حلقہ شروع ہوا فقیر نے کہا قبلہ موجود نہیں حلقہ شروع ہونے کو ہے اور ہمیں اجازت بھی نہیں مخلص محمد سلطان صاحب فرمانے لگے ہم سب اسی حلقہ کے حلقہ بگوش ہیں کب آپ نے منع فرمایا ہے ایسے ہی بات کر دینا مناسب نہیں فقیر نام ہو کر چپ ہو گیا اور حلقہ شروع ہوا فقیر نے سہرا لکھنا شروع کر دیا عزیز زمان پاس بیٹھا تھا اور مخلص سلطان صاحب کہیں باہر تھے باب رحمت کے تھوڑے ہی فاصلہ پیٹھ کر قبلہ بھی مراقبہ میں شامل ہو گئے ادھر دور چلتا رہا ادھر قلم چلتا رہا اچانک کسی غیر اختیاری جذبہ کے زیر اثر اٹھا اور باب رحمت کے دروازے پر جا کر شریک مراقبہ ہوا۔

ذائقہ جو ذوق کا ہے لب پہ آسکتا نہیں

کیا ہوا کیونکر ہوا اصلاً بتا سکتا نہیں

جناب قبلہ محمد ضیاء اللہ صاحب نعمانی بیان فرماتے ہیں کہ جب آپ حجرات میں ٹیچر تھے گھر کا خرچ بمشکل چلتا تھا کیونکہ عادت یہ تھی جو آیا ہانٹ دیا ایک روز سکول سے گھر پہنچے تو اہلیہ محترمہ نے کہا کہ شام کیلئے کچھ کھانے کا بندوبست کرو کیونکہ گھر میں کھانے کیلئے کچھ موجود نہ تھا قبلہ نعمانی صاحب فرماتے ہیں یہ سکر میں گھر سے

باہر آیا اور سیدھا آستان عرش نشاں کنجاہ شریف میں حاضر خدمت ہوا حضور قبلہ عالم نے خیریت پوچھی عرض کیا حضور کو لینے آیا ہوں فرمایا کیوں عرض کیا اسلئے کہ گھر میں کچھ کھانے کو نہیں مسکراتے ہوئے فرمایا نعمانی صاحب گھر میں اگر کچھ کھانے کو نہ ہو تو مہمانوں کو نہیں بلایا کرتے عرض کی اسی لئے تو حاضر ہوا ہوں چنانچہ کمال مہربانی سے فرمایا چلو ہم آتے ہیں تھوڑی دیر بعد آپ "فیروز آباد رونق افروز ہو گئے۔ اللہ اللہ حضور قبلہ عالم "نعمانی صاحب کے ساتھ آستانہ عالیہ سے روانہ نہیں ہوئے بلکہ بعد میں تشریف لائے اس میں مصلحت یہ تھی کہ ٹانگہ کا کرایہ کا بوجھ نعمانی صاحب پر نہ پڑے چنانچہ پندرہ روز تک فیروز آباد آپ کے گھر رہے یاروں کیلئے چائے کا بندوبست بھی وہیں ہوتا تھا کسی چیز کی کمی نہیں آئی ہر چیز کا انتظام بخوبی ہو جاتا تھا۔

کام رکنے کا نہیں اے دل ناداں کوئی  
خود بخود غیب سے ہو جائے گا سماں کوئی

حضرت قبلہ نعمانی صاحب نے بتایا کہ فیروز آباد میں ایک پیر بھائی بابا نور دین صاحب بڑے باندق بزرگ تھے نعمانی صاحب ان دنوں وہاں مدرس تھے آپ فرماتے ہیں کہ کئی دفعہ بابا نور دین صاحب کے ساتھ کنجاہ شریف حاضری کیلئے پروگرام بنایا نعمانی صاحب سائیکل پر سوار ہو کر کنجاہ شریف جاتے اور بابا نور دین صاحب "پیدل روانہ ہوتے لیکن جب نعمانی صاحب پہنچتے تو بابا نور دین صاحب کو حضور کی خدمت میں موجود پاتے یا بابا جی نور دین صاحب دروازہ کے قریب ہوتے نعمانی صاحب کا بیان تھا کہ کئی دفعہ ایسا ہوا۔

محترم جناب قبلہ محمد ضیاء اللہ صاحب نعمانی نے لاہور میں انجمن خدام الصوفیہ کے سالانہ جلسہ نومبر 1964ء میں حضور قبلہ عالم کے فضائل بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ان کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی صرف چار بچیاں تھیں چنانچہ عید کے موقعہ پر ایک عید کارڈ جس کے اندر باہر پھول تھے حضور قبلہ عالم کی خدمت میں ارسال کیا عید کارڈ کے جواب میں آپ نے معنی خیز رہامیات لکھ کر جواباً ارسال فرمائیں جس

میں دعاء بھی ہے اور بیٹے کی خوشخبری بھی۔

پھول اندر ہیں پھول باہر ہیں  
عید کارڈ ہے گویا گلہستہ  
پھول کا بدلہ پھول دے یارب  
نعلی کے بدلے اصلی بشگفتہ

۲

باغ نعمانی میں بہار آئے  
ہو معطر جہاں آشفہ  
کرتا دعا ہے طالب روز و شب  
بخت بیدار رب کرے نختہ

کے ڈیڑھ سال بعد باغ نعمانی میں بہار آگئی اللہ تعالیٰ نے نعلی پھول کے بدلے اصلی پھول عطا فرمایا یعنی بیدار بخت بچہ پیدا ہوا نام محمد انعام اللہ اعظم عرف محمد اعظم ہے اور آج کل بفضل تعالیٰ محکمہ لیبر کے انسٹیٹیوٹ میں بطور انسٹرکٹر فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

## خلافت

حضرت جناب قبلہ بابا جی فیروز خاں صاحب "خلیفہ اول اعلیٰ حضرت سرکار کنجاہی طالب الہی نے نومبر 1959ء میں فیروز آباد میں منعقدہ ختم شریف کے موقعہ پر جناب الحاج مولانا محمد ضیاء اللہ صاحب نعمانی کو اپنے دست مبارک سے دستار بندی کر کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جماعت طابیہ کی اشاعت کے لئے مسند ارشاد پر سرفراز فرمایا حضرت

جناب نعمانی صاحب مدظلہ تبلیغ دین اور سلسلہ کی اشاعت کے لئے دن رات کوشاں ہیں جس کی بدولت بفضل تعالیٰ آپ کے ارادتمند ملک کے گوشہ گوشہ میں بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں ایک منفرد اعزاز آپ کے ارادتمندوں کو یہ بھی حاصل ہے کہ تقریباً زیادہ تر حج بیت اللہ شریف اور زیارت ویاہ حبیب کی بہت بڑی سعادت سے مالا مال ہیں کیوں نہ ہو جناب نعمانی صاحب وہ بزرگ ہستی ہیں کہ ہر سال حرمین الشریفین کی حاضری ان کی زندگی کا اہم مشن ہے حج کے لئے آپ ہمیشہ اپنے خطابات اور مجالس میں دوستوں کو ترغیب دیتے رہتے ہیں جس کی بدولت بہت سے دوستوں کو یہ نعمت عظمیٰ نصیب ہوئی آپ نے زائرین کے لئے ایک کتاب اسلوب حج بھی تصنیف فرمائی ہے جس میں فریضہ حج ادا کرنے کا طریقہ اور طواف بیت اللہ شریف کی ترتیب وادعاؤں کے علاوہ اور بہت سی کام کی باتیں درج ہیں علاوہ ازیں حج پر جانے والے زائرین کے لئے ہر سال تربیتی کورس کا اہتمام کر کے انہیں پروجیکٹر کے ذریعہ جدید معلومات سے ہم پینچاتے ہیں

محترم جناب نعمانی صاحب نے یاران سلسلہ کی خاطر اپنے پیرو مرشد اعلیٰ حضرت سرکار کنجاہی طالب الہی کی زندگی میں آپ کے کلام سے چیدہ چیدہ رباعیات کا ایک مجموعہ ”نادرات“ کے نام سے چھپوا کر آپ کی خدمت عالیہ میں پیش کیا۔

لاہور ملازمت کے دوران لاہور میں آپ کا قیام نواں کوٹ میں رہا وہاں ملتان روڈ پر برب سڑک نہایت شاندار ایک مینار والی جامع مسجد تعمیر کروائی وہیں آپ جمعہ کا خطبہ دیا کرتے تھے اس مسجد کی تکمیل کے بعد آپ نے محلہ کی ایک اور مسجد کی تعمیر کا کام شروع کروا دیا وہ مسجد بھی پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے آپ لاہور میں قیام کے دوران اسی مسجد میں جمعہ کا خطبہ دیا کرتے ہیں یہاں آپ کی رہائش گاہ پر ہر ماہ کے دوسرے جمعہ کو یاران عقیدت کا اجتماع ہوتا ہے جس میں ختم شریف کے بعد دوپہر کے کھانے کا بندوبست بھی ہوتا ہے۔

فیروز آباد ملازمت کے اوائل میں آپ گجرات شہر کے ایک سکول میں بطور استاد تعینات رہے انہی دنوں آپ نے محلہ فیروز آباد اپنے ذاتی مکان میں رہائش اختیار کی اس کے ساتھ ہی وہاں ایک جامع مسجد کی تعمیر کے لئے لوگوں کو رغبت دلائی اور خود وہاں نماز جمعہ کا خطبہ دینا شروع کیا آپ کی کوشش اور دعاؤں کی بدولت آج یہ مسجد قابل دید ہے آجکل آپ کی تمام تر توجہ حضرت جناب قبلہ باباجی صاحبؒ کے مزار شریف پر واقع مسجد کی تعمیر پر مرکوز ہے پہلے مزار شریف سے ملحق ایک چھوٹی سی مسجد ہوا کرتی تھی جس کا نشان اب بھی موجود ہے اسے ٹاکانی سمجھتے ہوئے مغربی حصہ کی جانب قطعاً اراضی حاصل کیا گیا جس پر شاندار وسیع و عریض ایک مینار والی مسجد کی تعمیر اب اپنے آخری مراحل میں ہے حضرت جناب قبلہ باباجی صاحبؒ کے سالانہ ختم شریف کا اہتمام اسی مسجد میں آپ کی زیر سرپرستی کیا جاتا ہے۔

## 5 - جناب حاجی شیخ سعید احمد صاحب

جناب حاجی شیخ سعید احمد صاحب کا آبائی تعلق گوجرانوالہ شہر سے ہے مگر آپ اوائل میں وزیر آباد ریلوے میں کلرک کے عہدہ پر تعینات تھے حضرت جناب قبلہ باباجی صاحب کی صحبت میں اکثر وقت گزارنے اور وزیر آباد میں آپ کے دولت کدہ پر ہی حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کی زیارت سے مستفیض ہوئے شیخ سعید احمد صاحب خان صاحبؒ کے ساتھ روزانہ شام کو کرم آباد کی طرف سیر کیلئے جاتے شیخ صاحب کتے ہیں کہ آپ نے مجھ پر بڑی شفقت کی کیونکہ میں اس طرف کا تھا ہی نہیں بڑے پیار سے اس طریقے کی طرف راغب کیا ایک روز فرمایا سعید احمد صاحب ہندو جب کلرک تمہارے پاس بیٹھے ہوں۔ یا تم سب مل کر آرہے ہو تو کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ ان میں سعید احمد (یعنی مسلمان) کون ہے عرض کیا نہیں فرمایا تو ٹھوڑھی رکھ لو خواہ شروع میں

چھوٹی ہو تاکہ امتیاز ہو جائے اس طرح بیعت سے پہلے میری ڈاڑھی رکھوائی۔  
 ایک روز سیر کے دوران فرمایا۔ سعید احمد مکھن کیسے نکلتا ہے عرض کی دودھ کو  
 وہی کی جاگ لگا کر فرمایا تم دودھ تو ہو جاگ لگے گی پھر مکھن نکلے گا اصل مقصود تو  
 مکھن ہے اس طرح مجھے بیعت سے پہلے تیار کر لیا۔  
 آپ کو اگرچہ خلافت مل چکی تھی لیکن آپ خود بیعت نہ فرماتے آپ ہفتہ وار  
 ختم خواجگان پڑھا کرتے تھے اور وقتاً فوقتاً اعلیٰ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ بھی  
 تشریف لایا کرتے جب خان صاحب نے مجھے نیکی کی طرف چلنے کیلئے تیار کر لیا تو آپکی خدمت  
 میں پیش کر کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے منسلک کرا دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب اور بابائی صاحب دونوں کو شیخ سعید احمد صاحب نے  
 کھانے کی دعوت دی شیخ صاحب کے والد صاحب بھی گوجرانوالہ ڈیر آباد آئے ہوئے تھے  
 سب نے مل کر کھانا کھایا جب دونوں حضرات تشریف لے گئے تو والد صاحب شیخ  
 صاحب کو کہنے لگے تمہارے ڈاکٹر صاحب بڑے نیک اور صالح آدمی ہیں ان کی  
 آنکھیں صاف دھلی ہوئی ہیں اور جو تمہارا بابا ہے وہ بڑا پہنچا ہوا ہے انکی آنکھیں سرخ  
 ہیں خیر دوسرے دن کرم آباد کی طرف معمول کے مطابق سیر کے دوران خاں صاحب  
 نے فرمایا بابو جی بعض آدمی کہتے ہیں کہ فلاں کا مرتبہ پیر سے بڑھا ہوا ہے مگر میں  
 تمہیں سمجھا دوں کہ پیر کی سیر خواہ تیسرے آسمان پر ہو اور مرید کی ساتویں تک مگر جب  
 مرید کو ایسا خیال گزرے تو سمجھو سب کچھ ولایت وغیرہ سلب ہو جائے گی۔  
 ملک پاکستان کے مختلف شہروں کے علاوہ ملازمت کے سلسلہ میں جناب شیخ

صاحب ایک عرصہ راولپنڈی میں بھی قیام پذیر رہے رٹائرمنٹ کے بعد آجکل آپ  
 لاہور گڑھی شاہو بھاگے شاہ روڈ پر مستقل طور پر رہائش پذیر ہیں۔ آپ انتہائی پارسا  
 اور خدا رسیدہ بزرگ ہیں حضرت الحاج کاشن خواجہ محمد امین صاحب نے کنجاہ شریف  
 میں سالانہ عرس کے موقع پر آپ کو دستار خلافت سے سرفراز فرمایا۔

## 6 - الحاج ملک عبدالعزیز صاحبؒ

جناب ملک حاجی عبدالعزیز صاحبؒ وزیر آباد ریلوے میں ملازم تھے اگرچہ ان کا روحانی تعلق حضرت حافظ عبدالکریم صاحبؒ عیدگاہ راولپنڈی سے تھا مگر وزیر آباد میں حضرت باباجی صاحبؒ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتے تھے یہیں حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کی زیارت سے مستفیض ہو کر آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے آپ ملک محمد سلطان صاحب وزیر آبادی کے بڑے بھائی تھے۔ آپ حلقہ انجمن شیڈ لاہور کے امیر تھے آپ یاران انجمن شیڈ کو اپنے مکان پر ہر ہفتہ ختم خواجگان پر بلا کر محفل ذکر منعقد کیا کرتے تھے نیز ہر سال 3 مارچ کو اپنے پیرو مرشد کی تاریخ وصال شایان شان طریقہ سے منایا کرتے تھے ختم خواجگان کی محفل آپ کی رحلت کے بعد بھی ہر ہفتہ آپ کے مکان پر منعقد ہوتی ہے حضرت الحاج کپٹن خواجہ محمد امین صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ کنجاہ شریف نے جناب ملک صاحب کو لاہور کی ایک مجلس میں خلافت سے نوازا۔

## 7 - ملک محمد سلطان صاحبؒ وزیر آبادی

ملک محمد سلطان صاحب وزیر آبادی ملک عبدالعزیز صاحب لاہوری کے برادر خورد اور اعلیٰ حضرت سرکار کنجاہی طالب الہی حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کے عاشق صادق اور مرید خاص تھے پیرو مرشد کے در کی بکھرت حاضری آپ کا معمول تھا جب حضور کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے تو دل مضرب اور آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں ہوتا

سے آنکھوں میں آنسو اور لب پہ ہو آہ

موانقہ سے آب و ہوا چاہیے



ملک صاحب لالہ موسیٰ ریلوے شیڈ میں ملازم تھے اور وہاں کے اسلامیہ ہائی سکول کی انتظامیہ کمیٹی کے ممبر بھی تھے ایک روز انتظامیہ کمیٹی کی میٹنگ ہو رہی تھی تھانہ لالہ موسیٰ کا ایک ٹوانہ ٹامی سب اسپیکر بھی میٹنگ میں موجود تھا کسی بات پر ملک صاحب سے اس کی تلخ کلامی ہو گئی اس نے ملک صاحب کے خلاف پولیس کارروائی کی دھمکی دی ملک صاحب علاقہ کے معززوں میں شمار ہوتے تھے آپ پریشان ہوئے حضرت جناب باباجی صاحبؒ کا شہرہ آپ نے سن رکھا تھا حسن اتفاق کہ ملک صاحب میٹنگ کے خاتمہ کے بعد جب وزیر آباد ریلوے پلیٹ فارم پر چہل قدمی کر رہے تھے باباجی شیخ محمد سعید صاحب وزیر آباد ریلوے پلیٹ فارم پر چہل قدمی کر رہے تھے باباجی صاحبؒ کو دیکھتے ہی ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ آپ نے نہایت شفقت سے سبب پوچھا تو ملک صاحب نے سارا ماجرہ کہہ سنایا آپ نے فرمایا ٹوانہ صبح لالہ موسیٰ میں نہیں رہے گا ایسا ہی ہوا ٹوانہ ترقی کا ٹیلیگرام پا کر اگلی صبح وہاں سے جا چکا تھا اس سے متاثر ہو کر ملک صاحب نے بیعت ہونے کی درخواست کی مگر حضرت باباجی صاحب نے فرمایا میں تمہیں اسی چشمہ پر لے جاؤں گا جہاں سے میں فیضیاب ہوا ہوں چنانچہ حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کی خدمت میں پیش کیا۔

ملک صاحب روزانہ ڈاڑھی صاف کیا کرتے تھے ایک روز کنجاہ شریف میں حاضر ہوئے تو اس وقت حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ ڈاڑھی مبارک میں کٹھنی کر رہے تھے فرمایا ملک صاحب کیا ڈاڑھی اچھی لگتی ہے اس بات کا ملک صاحب پر گہرا اثر ہوا انہوں نے عزم کر لیا کہ آئندہ ڈاڑھی رکھ کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوں گا

کنجاہ شریف میں سالانہ عرس کے موقعہ پر اعلیٰ حضرت سراج الملت الحاج محمد حافظ سید محمد حسین شاہ صاحبؒ علیپوری نے ملک صاحب کو دستار خلافت سے سرفراز فرمایا۔

## جناب حاجی شیخ معزالدین صاحب

حضرت جناب حاجی شیخ معزالدین صاحب گوجرانوالہ شہر کے ایک مہذب خاندان قانوجو شیخ سے تعلق رکھتے ہیں ان کے والدین نہایت متقی پرہیزگار اور پابند صوم و الصلوٰۃ تھے دینی ماحول کی بدولت شیخ صاحب کے تمام بہن بھائی نمازی اور صحیح العقیدہ مسلمان ہیں آپ اپنے بڑے بھائی حاجی شیخ سعید احمد صاحب کے پاس 1941ء میں ملازمت کے سلسلہ میں لاہور گڑھی شاہو میں مقیم تھے کہ حسن اتفاق سے ماہ مارچ میں حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب لاہور میں قیام کے دوران جناب حاجی شیخ سعید احمد صاحب کے ہاں بھی تشریف فرما ہوئے کہ ایک روز بعد نماز مغرب ملک عبدالعزیز صاحب اپنے بڑے بیٹے عبدالرشید کو داخل سلسلہ کرانے کیلئے حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے یاران طریقت اور بھی کافی حاضر تھے حضرت قبلہ بابا حاجی خان صاحب بھی جو ان دنوں لاہور اپنی ملازمت میں تھے وہیں تشریف رکھتے تھے سب لوگ حلقہ بیعت میں بیٹھ گئے لیکن شیخ معزالدین جو ان سب حضرات کی خدمت میں ایسا وہ تھے کھڑے رہے حضرت قبلہ بابا حاجی فیروز خان صاحب کے فرمان پر حلقہ میں بیٹھ گئے اور اعلیٰ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے کچھ عرصہ بعد حضرت قبلہ بابا صاحب نے بتایا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب نے پوچھا کہ خان صاحب آپ نے زبردستی شیخ معزالدین کو ڈولی چڑھا دیا بابا حاجی صاحب نے عرض کیا حضور اسے ڈولی چڑھا کر چھوڑیں گے اس پر اعلیٰ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب بہت خوش ہوئے اعلیٰ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کے بتائے ہوئے اسباق پر عمل پیرا ہونے کے سبب شیخ معزالدین اپنے شیخ کے خاص منظور نظر ہو گئے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت کیمپن خواجہ محمد امین صاحب نے انہیں بتایا کرتے تھے کہ آپ کی کنجاہ شریف سے واپسی کے بعد اعلیٰ

حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب ان کا تذکرہ کرتے رہتے تھے عشق پیر کے اندر محویت کا یہ عالم تھا کہ ثانی الشیخ کا مقام نصیب ہوا ہر ہفتہ کی شام لاہور سے کنجاہ شریف حاضر ہو جاتے اور اتوار شام واپس لاہور آتے اکثر اپنے وجود کی نفی کی کیفیت وارد ہو جاتی اور سوائے شیخ کے انہیں اپنا وجود نظر نہیں آتا تھا وارفتگی کے دوران اکثر محبت شیخ کے متعلق اشعار بھی کہا کرتے تھے جو اعلیٰ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کو بہت پسند آئے اور شیخ معزالدین صاحب اکثر شیخ پر وہ اشعار پڑھا کرتے تھے شیخ کے وصال کے کچھ عرصہ بعد آپ نے خواب میں دیکھا کہ بہت مخلوق ہے اور کسی نے حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کا عمامہ مبارک آپ کے سر پر رکھا ہے اور ٹھنڈک قلب سے چل کر تمام جسم میں پھیل گئی یہ واقعہ حضرت قبلہ بابا جی صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا! شیخ معزم دین جو کچھ تو نے دیکھا ہے ایسا ہی ہو گا شیخ صاحب نے عرض کیا کہ حضور بیان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ بندہ میں اہلیت نہیں جو آپ حضرات میں نمایاں ہے حضرت بابا جی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ شیخ صاحب اگر ایک شخص بھی آپ کے ذریعہ ہدایت پا گیا تو قاضی کی عدالت میں آپ کی نجات کا سبب بن جائے گا اس طرح آپ نے شیخ صاحب کی تسلی فرمادی چنانچہ حضرت بابا جی صاحب کے وصال کے موقعہ پر فیروز آباد میں حضرت مولانا الحاج محمد ضیاء اللہ نعمانی صاحب نے دستار خلافت سے نوازا بعد ازاں اعلیٰ حضرت الحاج شمس الملک پیر حافظ سید نور حسین شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف نے جناب شیخ صاحب کو علی پور شریف میں طلب فرما کر خلافت و اجازت مرحمت فرمائی نیز اعلیٰ حضرت صاحبزادہ کین خواجہ محمد امین صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ کنجاہ شریف نے بھی تین مختلف مواقع پر دستار بندی فرمائی اور پھر لاہور میں ملک عبدالعزیز کے سالانہ ختم کے موقعہ پر آپ نے اپنے سر سے عمامہ مبارک اتار کر شیخ معزالدین صاحب کے سر پر رکھ دیا اور نماز مغرب بھی پڑھانے کا حکم فرمایا اور اپنی تقریر کے دوران اس دستار بندی کا واضح طور پر پھر اعلان فرمایا۔ چنانچہ اس وقت بفضلہ تعالیٰ شیخ معزالدین کے حلقہ ارادت میں کافی عقیدت مند مسلک ہیں اور

ذوق شوق اسوۃ حسنہ حضور علیہ السلام میں مکمل طور پر عمل پیرا ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ زادہ شرفاً و تعظیماً کی تبلیغ میں مصروف کار ہیں شیخ معزالدین صاحب محکمہ ریلوے کے دفتر سپرنٹنڈنٹ ورکشاپس مغلپورہ سے بطور آفس سپرنٹنڈنٹ 1986ء میں ریٹائر ہوئے اور اس وقت اپنی رہائش گاہ واقع جے آر 201، جوہر ٹاؤن میں مقیم ہیں یاران طریقت ہر جمعہ بعد نماز عصر حاضر ہو کر ختم شریف خواجگان نقشبندیہ اور حلقہ ذکر میں شریک ہوتے ہیں آپ کے بیٹے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور پیران سلسلہ کی دعا برکت سے سب اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں اور اطاعت گزار ہیں۔

حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے ۱۹۵۳ء میں جب انجمن خدام الصوفیہ لاہور برانچ کی بنیاد رکھی تو جناب میاں روض الدین صاحب کو انجمن کا صدر، جناب شیخ معزالدین صاحب کو سیکرٹری اور چوہدری محمد شفیع خاں صاحب کو خزانچی مقرر فرمایا۔ ایک دفعہ شیخ معزالدین صاحب کے ہمسایہ عبدالغنی صاحب کا جوان بیٹا گم ہو گیا۔ ان لوگوں نے تمام شہر چھان مارا۔ ریلوے اسٹیشن بس سٹینڈ وغیرہ حتیٰ کہ ریڈیو پر اعلان کروائے لیکن کچھ پتہ نہ چلا تمام گھروالے اور ان کے اقربا سخت پریشان تھے۔ ان کے بارے میں شیخ معزالدین نے حضورؐ کی خدمت میں خط لکھا آپ نے فرمایا کہ وہ گھروالے سب انا اللہ وانا الیہ راجعون کثرت سے پڑھیں لیکن وہ لوگ اس طرف نہ آتے اور روتے رہتے۔ حضورؐ کی خدمت میں لکھا تو حضور نے شیخ معزالدین صاحب کو لے لئے پڑھنے کا حکم دیا چنانچہ ایک ہفتہ کے اندر لڑکے کا خط آگیا وہ امین آباد میں شیخ محمد حسین بھنڈاری کے گھوڑوں پر ملازم ہے آخر گھروالے جا کر وہاں سے اپنے لے آئے۔

جناب شیخ معزالدین صاحب فرمایا کرتے ہیں میرے پیر صاحب نے دوستوں کو اپنے پیر خانہ (علی پور شریف) سے متعارف کروایا تھا آپ کی اتباع میں میں نے بھی اپنے دوستوں کو اپنے پیر خانہ کنجاہ شریف حضرت قبلہ باباجی صاحبؒ کی چوکھٹ اور دربار گوہر بار علی پور شریف کا راستہ دکھایا ہے کیونکہ یہی ہمارا مسلک ہے۔

## حضرت مولانا الحاج مرزا محمد یوسف صاحب

جناب مولانا الحاج مرزا محمد یوسف مغل صاحب مدظلہ موضع حاصلانوالہ ضلع گجرات کے رہنے والے ہیں محکمہ ریلوے ڈی ایس ڈبلیو آفس مغلوپورہ میں آپ ملازم رہے ہیں سے آپ ریٹائر ہوئے لاہور میں ملازمت کی وجہ سے پہلے آپ چاہ میراں میں قیام پذیر رہے انہی دنوں میں حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کی زیارت کا شرف حاصل کرنے کے بعد آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

یاران طریقت میں نہات نفیس اور عمدہ خصائل کے بزرگ ہیں تصوف کی باریکیوں کو اجاگر کر کے آسان پیرایہ میں پیش کرنا آپ کا ہی خاصہ ہے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ نے آپ کو چاہ میراں کا امیر حلقہ مقرر فرمایا چنانچہ ہر ہفتہ یاران طریقت آپ کے دولت کدہ پر اکٹھے ہو کر ختم خواجگاں اور محفل ذکر میں شمولیت کرتے حضور قبلہ ڈاکٹر صاحبؒ کے منظور نظر اور آپ کو اکثر اپنے احوال سے بذریعہ خطوط آگاہ کرتے رہتے ایک خط کے جواب میں آپ فرماتے ہیں۔

”آپ نے (جناب مرزا صاحب) مختلف واردات کا ذکر کیا ہے اول تو یہ خوابیں قابل اعتبار ہی نہیں ہوتی ہیں کیونکہ خواب کا دیکھنا یقینی نہیں بلکہ ظنی ہوتا ہے بعض دفعہ طالبوں کے شوق کو بڑھانے کے لئے ایسی ایسی دل خوش کن خوابیں دکھلاتے ہیں ان کا شکریہ تو ادا کرنا چاہیے مگر اس طرف سے آنکھیں بند کر لینا چاہیے اور ان خواب و خیال کو بے اعتبار سمجھ کر بھلا دینا چاہیے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ خواب و خیال و مکاشفات میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے کیونکہ وہ ظنی ہیں مثال دے کر سمجھاتے ہیں کہ خواب میں کوئی بادشاہ بن جائے یا خواب میں اس کو قطب یا غوث بنا دیں تو اس کی کیا حقیقت؟ جب تک اس کو کھلی آنکھوں سے ان مناصب پر مقرر نہ کیا جائے اس لیے طالب سالک کو

چاہیے کہ اپنے وظائف کو محبت خلوص قلبی سے ادا کرنے میں مشغول رہے اپنے محبوب و مطلوب کی طرف توجہ رکھے غیر محبوب اشیاء سے آنکھیں بند کرے تاکہ راہ میں رکاوٹ پیش نہ ہو اور راستہ بے روک ٹوک طے ہوتا جائے کبھی ذوق اور کبھی بے ذوق کبھی تسلی آمیز واقعات اور کبھی غیر تسلی بخش یہ تو اس راہ میں ہوتا ہی رہتا ہے ادھر بھی توجہ دے کر وقت ضائع نہ کرنا چاہیے اصطلاح صوفیہ میں انہیں قبض و بسط کے نام سے یاد فرمایا گیا ہے ہمیشہ قبض ہی اچھا ہے نہ ہمیشہ بسط ہی اپنے وقت میں دونوں ہی سالک کی ترقی کا باعث ہوتی ہیں بشرط اعتدال۔“

حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب نے ملتان کے لئے اپنے آخری تبلیغی سفر کا ارادہ فرمایا تو جناب مرزا صاحب کو بھی ساتھ جانے کا حکم دیا چنانچہ مرزا صاحب واحد خوش نصیب بزرگ ہیں جو پیر و مرشد کے آخری لمحات میں آپ کی بارگاہ میں حاضر تھے آپ نے ہی اس حادثہ جانکاہ کی اطلاع تمام دوستوں کو بہم پہنچائی اور ملتان میں تجبین و تکفین کے بعد گاڑی کا بندوبست کر کے حضور کے جسد اطہر کے ساتھ کنجاہ شریف پہنچے۔

ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد مستقل طور پر آپ ریلوے پی این جی کوارٹرز میں رہائش پذیر ہیں جب سے حضرت مولانا الحاج محمد ضیاء اللہ نعمانی صاحب نے آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا ہے دن رات آپ مخلوق خدا کی ہدایت اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی اشاعت کے لئے کوشاں ہیں۔ ہر جمعہ کے روز نماز فجر کے بعد آپ کے دولت خانہ پر ختم خواجگان کے لئے یاران طریقت کا اجتماع ہوتا ہے آپ کے معتقدین میں تعلیم یافتہ طبقہ کی خاصی تعداد ہے۔

”اند کے پیش تو گفتم وگرنہ سخن بسیار است“

جناب سید محمد یوسف صاحب

حضرت جناب مولانا سید محمد یوسف صاحب راولپنڈی سے چند کلو میٹر کے فاصلہ پر واہ

کینٹ میں قیام پذیر ہیں آپ نے اعلیٰ حضرت سرکار کنجاہی طالب الہی کی محبت سے فیض یاب ہو کر اپنی زندگی کو شیخ کامل کی اتباع میں اسوہ حسنہ کے عین مطابق ڈھال لیا اعلیٰ حضرت الحاج کپٹن خواجہ محمد امین صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ کنجاہ شریف نے سالانہ عرس کے موقعہ پر دوسرے دوستوں کے علاوہ جناب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت و اجازت کے منصب پر سرفراز فرمایا۔

## جناب شیخ نعمت علی صاحب

جناب شیخ نعمت علی صاحب سلطان پورہ لاہور میں رہائش پذیر ہیں محکمہ ریلوے میں ملازمت کے بعد ریٹائر ہوئے 1957 میں لاہور کے تبلیغی جلسہ کے سلسلہ میں حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کی تشریف آوری کے موقعہ پر زیارت سے مشرف ہو کر آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی لاہور میں حضور کا یہ آخری تبلیغی دورہ تھا کیونکہ اس کے تقریباً 4 ماہ بعد ملتان میں دوران تبلیغ آپ کا وصال ہو گیا تھا۔

چونکہ آپ اس کتب میں نئے تھے خیال کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے حضرت الحاج کپٹن خواجہ محمد امین صاحب ان دنوں ابھی ملازمت میں تھے اس لئے حضرت قبلہ بابا جی صاحب کی خدمت عالیہ میں اکثر و بیشتر حاضر ہوتے جو نہایت ہی شفیق مہربان غمگسار اور حضور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے محبوب و مقبول خلیفہ اول تھے۔ آپ کے وصال کے بعد جناب کپٹن صاحب کی طویل محبت سے فیضیاب ہوئے یہ دونوں بزرگ نہایت مہربان اور کمال شفقت سے دستگیری اور رہنمائی فرماتے رہے۔

جناب شیخ صاحب اوالعزم اور بلند ہمت بزرگ ہیں پھر خانہ کی خدمت بجالانا ان کی زندگی کا اہم مقصد ہے شیخ کامل کے روضہ اطہر کی تعمیر اعلیٰ حضرت جناب کپٹن صاحب کی زیر نگرانی شیخ صاحب کی خدمات اور عقیدت کا مظہر ہے آپ حضرت الحاج کپٹن خواجہ محمد امین صاحب سجادہ نشین کے حکم کی تعمیل میں حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کے کلام

کو یکجا کر کے انوار طالب کے نام سے چھپوانے نیز کتاب تصوف مکتوبات شریف اور سیرت طالب کی اشاعت کے سلسلہ میں ناقابل فراموش خدمات سرانجام دیکر یاران سلسلہ کی دعاؤں کے مستحق ٹھہرے ہیں حضرت الحاج کیشن خواجہ محمد امین صاحب نے کنجاہ شریف کے سالانہ تبلیغی جلسہ اور عرس شریف کے موقعہ پر اپنے دست مبارک سے جناب شیخ صاحب کی دستار بندی کر کے منصب ارشاد پر سرفراز فرمایا۔

## جناب پروفیسر محمد بہاء الحق عارف صاحب (جگتی)

جناب پروفیسر حاجی محمد بہاؤ الحق عارف صاحب اعلیٰ تعلیم یافتہ اور عالم فاضل شخصیت ہیں آپ اسلامیات اور پنجابی میں ایم اے ہیں آجکل زمیندارہ کالج گجرات میں تعینات ہیں۔

پروفیسر صاحب 1962ء میں دوران تعلیم جناب حاجی مرزا محمد یوسف صاحب کے گھر لاہور میں حضرت قبلہ باباجی فیروز خاں صاحب کی زیارت سے مشرف ہو کر داخل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ہوئے دوسرے روز پروفیسر صاحب نے اجازت چاہی تو ارشاد ہوا ”کہاں بھاگتے ہو ایک دفعہ جو آجائے وہ جا نہیں سکتا“ 1963 میں حضرت باباجی صاحب کا وصال ہو گیا اس لئے پروفیسر صاحب کو آپ کی صحبت کے زیادہ مواقع میسر نہ آسکے البتہ اس مرد درویش کے ماضی میں کہے ہوئے ان الفاظ کی بدولت

محمد بن صاحب! ڈاکٹر صاحب ہو گئے نہ میں اس باغ

کی نگہداشت اور آبیاری آپ نے کرنا ہوگی“

اعلیٰ حضرت الحاج کیشن خواجہ محمد امین صاحب سجادہ نشین کنجاہ شریف کی معیت اور آبیاری سے خوب مستفید ہوئے حضرت صاحب کو پروفیسر صاحب سے خاصہ پیار تھا تبلیغ دین کی خاطر آستانہ عالیہ سے روانہ ہوتے تو پروفیسر صاحب کو اپنی عدم موجودگی میں جامع مسجد النور دربار طالب میں نماز جمعہ کا خطبہ پڑھانے کا حکم ہوتا



آج بھی آپ اس حکم کی تعمیل میں جمعہ کا خطبہ مسجد النور میں باقاعدگی سے دیتے ہیں  
 پروفیسر صاحب نے بیان کیا کہ ایک وفد لاہور سے ایم اے پنجابی کا امتحان  
 دے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے حاضرین سے فرمایا دعا کیجئے اللہ تعالیٰ  
 انہیں شاندار کامیابی عطا فرمائے نتیجہ آیا تو بندہ سیکنڈ کلاس میں پاس ہوا انٹرویو ہوا تو  
 پنجاب بھر میں اول رہا آپ کا تصرف تھا کہ تقرری بھی آپ کے جوار میں یعنی زمیندار  
 کالج گجرات میں ہو گئی الحمد للہ بندہ خوب آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوا وگرنہ  
 خش خش جتنا قدر نہیں میرا صاحب نون وڈیا یاں  
 میں گلیاں داروڑا کوڑا۔ محسل چڑھایا سایاں  
 اعلیٰ حضرت الحاج کپٹن خواجہ محمد امین صاحب نے کنجاہ شریف کے سالانہ جلسہ  
 و عرس کے موقعہ پر اجلاس عام میں جناب پروفیسر صاحب کو دستار بندی فرما کر خلافت  
 کا اعزاز بخشا۔

## جناب مولانا احمد حسن نوری صاحب

حضرت جناب مولانا احمد حسن نوری صاحب فاضل اجل اور جید عالم ہیں آپ  
 جامعہ نعیمیہ لاہور کے فارغ التحصیل اور جامع مسجد فاروقیہ ڈاکھانہ مغلوپورہ لاہور کے  
 خطیب و منتظم ہیں دین حقہ کی تبلیغ اور سماجی سرگرمیوں میں آپ ایک خاص مقام  
 رکھتے ہیں اعلیٰ حضرت ٹرس الملت الحاج حافظ پیر سید نور حسین شاہ صاحب علی پوری  
 کی خدمت عالیہ میں حضرت مولانا صاحب نے دربار علی پور شریف حاضر ہو کر آپ کے  
 دست حق پرست پر بیعت کی اعلیٰ حضرت الحاج کپٹن خواجہ محمد امین صاحب نے کنجاہ  
 شریف میں سالانہ جلسہ و عرس شریف کے موقعہ پر آپ کی دستار بندی فرمائی لاہور  
 کے یاران طریقت کا ہر ماہ کے دوسرے جمعہ کو صبح نو بجے آپ کی جامع مسجد فاروقیہ  
 میں ذکر فکر اور ختم خواجگان کا اجتماع ہوتا ہے۔

## شجرہ شریف نقشبندیہ مجددیہ جامعہ طالیبہ

(از قلم چوہدری عبدالرحمن خاں رام گڑھ مظہرہ لاہور)

حمد تیری ہو سکے کیسے بیاں  
 اے مالک ارض و سماء و کل جہاں  
 کھلے تیرے سامنے کیسے زباں  
 اس بندہٴ نا چیز کو طاقت کہاں  
 صفت جن کی تو کرے ربِ عَلا  
 نام نامی جن کا محمد مصطفیٰ  
 رحم فرما مجھ پر رب العالمین  
 ازبرائے رحمت اللعالمین  
 توبہ کرنے کی سدا توفیق دے  
 یارِ غار حضرت صدیقِ رم  
 یا الہی خوف نہ ہو روزِ محشر  
 بہر حضرت سلمانؓ، قاسمؓ اور جعفرؓ  
 یاد اپنی میں ہی رکھنا اے خدا  
 بایزید و بوالحسنؓ اور بوعلیؓ کا واسطہ  
 یا الہی کر عطا رزقِ حلال  
 بہر یوسفؓ شاہِ عزیزاں و سہمیؓ کے کلال

مشکیں آسان ہوں میری سدا  
 صدقہ خواجہ نقشبندؒ مشکل کشا  
 زیارت ہو مجھے شہرہ بطحا کی یا اللہ  
 طفیل خواجہ عطارؒ یعقوبؒ و عبیدؒ اللہ  
 محمد زاہدؒ و درویشؒ کی راہ مجھ کو دکھانا  
 دل ہو خواجہ امکنگیؒ شہ باقیؒ کا دیوانہ  
 الہی دیکھوں آقاؒ کا مقدس روضہ لاٹانی  
 طفیل شیخ سر ہندی مجددؒ ظل سبحانی  
 توسل خواجہ معصومؒ حجۃ اللہؒ و زبیرؒ  
 شاہ جمال اللہؒ عیسیٰ فیضؒ شیراہ کی طفیل  
 آنکھوں میں ہو ہر دم تصور شیخ کا  
 بہر نورؒ مصطفیٰ حضرت فقیرؒ با خدا  
 ہو ماں باپ کی بخشش میری اولاد کی  
 اور قوم مسلم کے سبھی افراد کی  
 بہر حضرت شاہ جماعت میر ملت برطا  
 ڈاکٹر محمد اللہ داتا طالبؒ ربِّ علما  
 ہو عطا صدق و صفا رب کریم  
 از برائے خواجہ میر محمد امینؒ  
 فیض طالبؒ سے جہاں معمور ہو  
 دستِ فیاء سے اک زباں معمور ہو

صدقہ انبیاء و اولیاء کا اے خدا  
میں رہوں دائم عبد۔ رحمن کا

تمت بالبخیر

## مسلمان عورت اور پردہ

عورت انسان ہے دختر انسان  
 قدر اس کی ہو پردہ سے ڈیشان  
 ننگے منہ کیوں پھرا کرے طالب  
 وہ نہیں جب کہ دختر حیوان

اشرف الیکائنات کی بیوی  
 اعلیٰ ذات و صفات کی بیوی  
 ساتھ غیردن کے پھرتی ہے طالب  
 گویا ہے حیوانات کی بیوی

عورت مومنہ پر فرض ہے پردہ  
 کھویا ایساں جو پوئی ہے پردہ  
 روزِ محشر میں کل کیا ہو طالب  
 خوابِ غفلت کا جب اٹھے پردہ

مؤمنوں کا خدا رکھے پردہ  
 ان کا پردہ ہے حکم کا پردہ  
 وہ نہ طالب رکھے تو رکھے کون  
 کافروں نے کب سے رکھا پردہ

# تصوف

یہ کتاب اعلیٰ حضرت الحاج ڈاکٹر شیخ محمد اللہ دتا صاحب سرکار کنجاہی طالب الہی نقشبندی جماعتی کا میدان تصوف میں نادر اور عظیم الشان شاہکار ہے۔

○ طالبان راہ معرفت کے لئے علم طریقت، معرفت، جذب و کیف کی منزلیں طے کرنے کے لئے شمس ہدایت ہے۔

○ طرز بیاں نہایت سادہ اور۔ دلائل و براہین تمام کے تمام قرآن پاک کی آیات مبارکہ سے استنباط کردہ ہیں۔

○ اس میں ضرورت شیخ تصور شیخ اور آداب مرید پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

○ قیمت۔ ۳۰ روپیہ۔ صفحات ۳۶۷

ملنے کا پتہ: ڈاکٹر محمد ضیاء اللہ روح الامین سجادہ نشین دربار عالیہ  
طالبیہ کنجاہ شریف گجرات

مَدَنِيَّةُ الْعِلْمِ وَالْحِجَابِ الْمَغْنَمِ الْجَلِيلِ  
نُورِ ابَادٍ - فَمَحْ كَرَاهِ سِيَاكُوْطِ

